ومن یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

الحمد للہ کتاب مستطاب ذخیرۂ دلائل حقیت فقہ وحقانیت فقہاء
مستند باقوال کبار علماء شکر اللہ سعیہم وافاض علی العالمین برکاتہم

مسمی بہ

حقیقۃ الفقہ

حصہ اول

مصنفہ جامع کمالات صوری و معنوی حضرت مولانا المولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ صاحب قبلہ حیدرآبادی
باہتمام احقر الانام محمد اکرام علی (مولوی فاضل) عفا اللہ عنہ کرمہ الحنفی

در مطبع [illegible] بار اول طبع شد

کشف رموز

حقیقۃ الفقہ

حصّہ اول

ص - الانتصار للعلامہ سبط ابن الجوزی رح الحنبلی ثم الحنفی -
ت - تبییض الصحیفہ للامام السیوطی الشافعی -
خ - الخیرات ا[illegible] الم[illegible]تق ابن حجر المکی الشافعی
م - مناقب الامام رح للامام الموفق رح -
ک - مناقب الامام رح للکردری رح -

فہرست

مضامین حقیقۃ الفقہ

حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

امّا بعد خیرخواہ اسلام مفتقر الی اللہ محمد انوار اللہ الحنفی ابن مولائی ومرشدی مولوی حافظ محمد شجاع الدین قندہاری۔ وطنی حنفی نقشبندی۔ قادری چشتی غفر اللہ لہ وجعل الجنۃ مثواہ ونور مرقدہ۔ اہل اسلام کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ حق تعالیٰ نے انسان کو ابدی بنایا یعنے اس عالم کے فنا ہونے کے بعد بھی وہ باقی رہے گا اور کبھی فنا نہ ہوگا۔ پھر نشأۃ انسانی کا ظہور اس عالم میں اس طرح پر ہوا کہ اوسکو جسم دیا گیا جو دو حصوں پر منقسم ہے ظاہری اور باطنی اور ہر حصہ میں متعدد اعضا متعدد کاموں کیلئے بنا کر باطنی پورا حصہ حق تعالیٰ نے خاص اپنے تصرف میں رکھا ہے یعنے آدمی اپنے اختیار سے کوئی کام اوس حصہ کے اعضا سے نہیں لے سکتا اور ظاہری حصہ کے اعضا جو اوس کے کام کرنے کے لئے آلات بنائے گئے ہیں کسی قدر اوس کے تصرف میں دئے گئے ہیں جن سے جو جی چاہتا ہے کام لے سکتا ہے۔ پھر انسان کو پیدا کرنے سے جو مقصود ہے اس آیۂ شریفہ میں بیان فرمایا۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنے ہم نے جن وانس کو فقط اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔ اس آیت پر ایمان لانے کے بعد مسلمانوں کو ضرور تھا کہ تمام کاروبار چھوڑ کر صرف عبادت [illegible] مشغول رہا کرتے اور عمر بھر کوئی دوسرا کام نہ کرتے۔ مگر حق تعالیٰ نے اوسکے ساتھ [illegible] ارکان وغیرہ

سب جتنے کام بقائے شخصی اور بقائے نوعی سے متعلق ہین اون مین قطعی حکم دیا کہ وہ سب کام کئے جائین۔ اور صرف حکم ہی نہین بلکہ اوس کے ساتھہ ترغیبین دی گئین کہ اگر یہ کام عمدگی سے ادا کئے جائین تو اوس کے صلہ مین اعلی درجہ کی نعمتین آخرت مین ابدالآباد کیلئے دی جائینگی اور ان کامون کے طریقے بتلا دئے گئے کہ اسطرح کئے جائین اور جتلا دیا گیا کہ اگر ان طریقون سے انحراف ہوا اور خدا اور رسول کے حکم کے مطابق وہ کام نکئے جائین تو اونکی بازپرس بلکہ سزائے ابدی ہوگی۔ اس سے ظاہر ہے کہ انسان کا اپنی ذاتی ضرورتون مین مشغول ہونا بھی عبادت الہی ہے بشرطیکہ شریعت کے مطابق ہو۔ اب ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جو کام کرے اونہی طریقون سے کرے جو خدا و رسول نے بتلا دئے ہین جس سے کھانا پینا سونا جاگنا چلنا پھرنا بیع شرا عیش و عشرت وغیرہ سب کام عبادت ہی عبادت ہوجائین جیساکہ ارشاد ہے قوله تعالى تلك الجنة التي اورثتموها بما كنتم تعملون یعنے مسلمانون سے قیامت کے روز کہا جائیگا کہ یہ جنت جسکے تم وارث کئے گئے اون کامون کا بدلہ ہے جو دنیا مین تم کرتے تھے۔ کام تو سبھی کرتے تھے مگر مسلمانون کے کام اوس طریقہ پر تھے جسکی تعلیم خدائے تعالی نے کی تھی اور وہ سب کام بطور عبادت کیا کرتے تھے جس کے معاوضہ مین جنت دی گئی۔

ہر ایک کام کے طریقے مسلمانون کو جو بتلائے گئے۔ قرآن وحدیث مین سب مذکور ہین۔ مگر چونکہ مختلف اسباب سے قرآن وحدیث کو سمجھہ کر نکالنے مین دشواریان واقع ہوگئی ہین جس کا حال انشاء اللہ تعالی آیندہ معلوم ہوگا۔ اس وجہ سے ہر شخص مین صلاحیت نہین کہ خود قرآن وحدیث سے وہ نکال سکے اسلئے علما شکر اللہ سعیہم نے یہ کام اپنے ذمہ لیا کہ مختلف آیات واحادیث واقوال صحابہ وغیرہم سے تحقیق کرکے ہر ایک مسئلہ مختصر الفاظ مین بیان کردیا کہ اس مین یہ کرنا چاہئے چنانچہ ایک مدت کی کوشش مین انہون نے ہر ایک جزئی مسئلہ کا حکم قرآن وحدیث سے نکالکر ایک علم ہی مستقل مدون کردیا جس کا نام فقہ ہے یہ ہے حقیقت فقہ۔

تفصیل اس اجمال کی کئی امور سے متعلق ہے جنکا مختصر حال یہان لکہا جاتا ہے۔ اگر غور سے ملاحظہ فرمایا جائے تو بشرط انصاف معلوم ہوجائیگا کہ فقہا نے جو کام کیا کسقدر ضروری تہا اور اونکی جانفشانیان کس درجہ قابل قدر ہین

قرآن و حدیث سے مسائل کا استنباط کرنا ہر کسی کا کام نہیں۔

یہ امر پوشیدہ نہین کہ قرآن شریف فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ درجہ مین واقع ہے جسکو مخالفین نے بھی تسلیم کرلیا ہے۔ کیونکہ جب دعویٰ سے کہا گیا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین تو کسی سے اتنا بھی نہو سکا کہ ایک دو سطر لکھکر پیش کردے جو فصاحت و بلاغت مین قرآن کا جواب ہوسکے۔ اس سے بلاغت قرآن کا معجز ہونا بداہتہً ثابت ہے۔ اور کلام بلیغ کا خاصہ ہے کہ باوجود عام فہم ہونے کے اکثر مضامین اوسمین ایسے بھی ہون کہ خاص خاص لوگ ہی اوسپر مطلع ہوسکین۔ اسی بنا پر کہا جاتا ہے۔ الکنایۃ ابلغ من التصریح۔ کنایہ کے ابلغ ہونے کی کوئی وجہ سوائے اس کے نہین کہ اوسکا پورا پورا مضمون سمجھنا خاص لوگون کا ہی حصہ ہے یہی وجہ ہے کہ نکتہ رس اور سخن شناس علما نے غور و فکر کرکے ایک ایک آیت کے کئی کئی معنے بیان کئے جنکا سمجھ لینا بھی ہر کسی کا کام نہین پھر جس طرح عبارت قرآن سے مسائل سمجھے جاتے ہین دلالت اور اشارت اور اقتضا سے بھی سمجھے جاتے ہین۔ اور اسکے سوا نظم اور معانی سے اتنے مباحث متعلق ہین کہ اونکے بیان مین خاص ایک فن اصول فقہ مدون ہوگیا ہے۔ غرض ہر کسیکا کام نہتھا کہ ان مباحث پر مطلع ہوکر قرآن سے مسائل نکال سکتا۔

پھر قرآن شریف مین ناسخ و منسوخ آیتین بھی ہین اور ہر ایک آیت کی تاریخ نزول نہین لکھی گئی جس سے ناسخ آیتین جو واجب العمل ہین معلوم ہوجائین اور جو اقوال وارد ہین متواتر نہونے کی وجہ سے قطعی الثبوت نہین۔ بہرحال ناسخ آیتون کا معین کرنا قرائن حالیہ و مقالیہ سے متعلق ہے جسکے لئے اعلیٰ درجہ کی فہم درکار ہے۔

پھر اسی قسم کی دقتین احادیث کے سمجھنے مین بھی پیش آئین اور علاوہ اس کے احادیث مین اختلاف بھی بہت کچھ واقع ہوگیا ہے اسوجہ سے کہ صحابہ وقتاً فوقتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے رخصت ہوکر اپنے قبائل کو اور جہاد وغیرہ کیلئے جایا کرتے تھے اور جو حضرات مدینہ منورہ مین رہتے تھے وہ بھی ہر وقت حاضر خدمت نہین رہ سکتے تھے۔ غرضکہ غیر حاضری کے زمانہ مین سب ارشادات انکو نہین معلوم ہوئے اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا اوس کا بیان کردینا بھی اونکو ضرور تھا۔ اسی وجہ سے ہر قسم کے احادیث مخلوط ہوگئین اور ہر مسئلہ مین ناسخ کے اقوال و افعال جداگانہ نہو سکے جو

ناسخ سمجھے جاتے ہیں کیونکہ جسطرح قرآن مین ناسخ و منسوخ ہین احادیث مین بھی ہین جنکا قراین سے
معین کرنا ہر کسی کا کام نہین۔

پھر قرآن و حدیث مین جس طرح الفاظ اپنے معانی موضوع لہ مین مستعمل ہین غیر معانی موضوع لہ مین بھی مستعمل
ہین۔ اور یہ معلوم کرنا بھی ہر کسیکا کام نہین کہ کونسا لفظ حقیقی معنی مین مستعمل ہے اور کونسا مجازی معنی مین
پھر مقصود شارع یہ ہے کہ ہر کلام کے سمجھنے مین قراین سے مدد لیجائے۔ گو الفاظ مساعدت نکرین

چنانچہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے عن سالم عن ابیہ قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم خالد
ابن الولید الی بنی جذیمۃ فدعاہم الی الاسلام فلم یحسنوا ان یقولوا اسلمنا فجعلوا یقولون صبأنا صبأنا فجعل
خالد یقتل منہم ویاسر ودفع الی کل رجل منا اسیرہ حتی اذا کان یوم امر خالد ان یقتل کل رجل منا اسیرہ فقلت
واللہ لا اقتل اسیری ولا یقتل رجل من اصحابی اسیرہ حتی قدمنا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرناہ فرفع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ فقال اللہم انی ابرأ الیک مما صنع خالد مرتین رواہ البخاری **ترجمہ**

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد ابن ولید کو قبیلہ بنی جذیمہ
کی طرف بھیجا انہون نے انکو اسلام کی دعوت دی مگر ان لوگون سے صاف طور پر یہ نہ کہا گیا کہ ہم اسلام
لائے بلکہ صبأنا صبأنا کہنے لگے یعنی ہم اپنے دین سے پھر گئے خالد نے اوس کا خیال
نکرکے انکو قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا چنانچہ ایک ایک قیدی ایک ایک شخص کے حوالہ کیا
پھر ایک روز حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کرڈالے مین نے کہا خدا کی قسم مین اور میرے ساتھ
والے ہرگز قتل نکرینگے جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور وہ واقعہ
بیان کیا تو حضرت ہاتھ اٹھاکر کہنے لگے کہ الہی خالد نے جو کیا ہے مین اوس سے بری ہون یہ الفاظ
دو مرتبہ فرمائے انتہی۔ اس سے ظاہر ہے کہ معنی سمجھنے مین قراین سے مدد لینے کی سخت ضرورت
ہے اور ظاہر الفاظ سے جو مضمون سمجھا جاتا ہے ہمیشہ وہی مقصود نہین ہوا کرتا اسلئے قرآن و
حدیث کا پورا پورا مطلب سمجھنا ہر کسی کا کام نہین۔

پھر چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوتیت جوامع الکلم اس سے ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث
کی عبارتون مین کئی پہلو ہوا کرتے ہین جن سے مسائل کا استنباط مختلف طور پر ہوسکتا ہے
جنکا معلوم کرنا بھی ہر کسی کا کام نہین۔

پھر اکثر احکام مین علتین ملحوظ ہوا کرتی ہین جن سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ جہان وہ علت پائی جائے
قیاس سے وہ حکم ثابت کیا جائے اور علت کا معین کرنا نہایت مشکل کام ہے۔
غرض اس قسم کے مختلف اسباب سی ایسے علما کی ضرورت ہوئی کہ علاوہ آیات و احادیث یاد رکھنے
کی ایسی بھی طبیعت رکھتے ہون کہ شارع کے مقصود کو قرائن اور جودت طبیعت سی معلوم کر سکین
انہین کو فقیہہ اور مجتہد کہتے ہین اور اس قسم کے علما بہت کم ہوتی ہین چنانچہ اس حدیث شریف سے
فقیہہ اور مجتہد

ظاہر ہی عن معاویۃ رض قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین
وانما انا قاسم واللہ یعطی رواہ البخاری فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدائے تعالی جسکی بھلائی چاہتا
ہی اوسکو دین مین سمجھ دیتا ہے۔ مین صرف قاسم ہون اور دینے والا اللہ ہی قسطلانی رح نے لکھا
ہی اسکا مطلب یہ ہی کہ خدائے تعالی جسکو جیسی فہم دینا چاہتا ہی دیتا ہی یعنی صحابہ احادیث سنتے تھے
اور اون سی صرف ظاہری معنی سمجھ لیتے تھے۔ اور بعضے بہتیرے مسائل اون سی استنباط کرتے تھے۔ اسیطرح بعد
کے قرون کی علما کا حال رہا ہی۔ انتہی قسطلانی رح نے یہ مضمون اس حدیث شریف سے لیا ہے۔

عن انس وابن مسعود وزید بن ثابت رضی اللہ عنہم قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبدا
محدثین و فقہا کسی قدر لغوی منصبی

سمع مقالتی فوعاہا وحفظہا ثم اداہا الی من لا یسمعہا فرب حامل فقہ غیر فقیہہ ورب حامل فقہ الی من ہو

افقہ منہ رواہ احمد و ترمذی وابوداؤد وابن ماجہ وغیرہم کذا فی کنز العمال یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ خدائے تعالی تر و تازہ رکھے اوس بندہ کو جس نے میرے اقوال سنے اور یاد رکھکر
اون لوگون کو پہونچایا جنہون نے نہین سنا ہین کیونکہ بہت روایت کرنے والے سمجھدار نہین ہوتے
اور بعض سمجھدار تو ہوتے ہین مگر جنکو وہ پہونچاتے ہین اون مین ایسے بھی لوگ ہونگے جو اون سے
افقہ ہون۔ اور دارمی کی روایت مین ہے فرب حامل فقہ ولا فقہ لہ جسکا مطلب یہ ہے کہ اکثر روایت
کرنے والون کو یعنی محدثین کو سمجھنے سی کوئی تعلق نہین ہوتا۔ اس سی مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا ظاہر ہے کہ محدثین کا اتنا ہی کام ہی کہ روایتین فقہا کو پہونچا دین تا کہ وہ غور و فکر کرکے مفید
مضامین نکالین جن سی راویون کی سمجھ قاصر ہو کیونکہ جمیع مالہ وما علیہ کی رعایت کرنا ہر راوی کا کام

نہین۔ جیسا کہ اس روایت سی ظاہر ہے جو کنز العمال مین ہے۔ عن الحسن مرسلا قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمۃ العلماء الرعایۃ وہمۃ السفہاء الروایۃ رواہ ابن عساکر اور منتخب کتاب سے ا لنتہی

لاہل الحدیث تصنیف حافظ ابوبکر خطیب بغدادی رح مین لکھا ہے وروی باسنادہ الی علی ابن موسی الرضی
عن جدہ عن آبائہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کونوا دراۃ ولا تکونوا رواۃ یعنی ائمہ اہل بیت
کی اسناد سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سمجھ حاصل کرو روایت کرنے
والون مین سے ہو۔ غرضکہ متعدد روایتون سے ثابت ہے کہ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا صرف روایت حدیث نہین بلکہ احادیث مین غور کرنا اور فقیہون کو پہونچانا ہے۔ جن کا کام
یہ ہے کہ ایسی جیسی ضرورتین پیش آئین وہ ہر امر کی رعایت کرکے اون احادیث سے استنباط
مسائل کیا کرین

ہر راوی حدیث کو فقیہ اسوجہ سے نہین کہہ سکتے کہ نہ لغت کی رو سے اطلاق اس لفظ کا اوسپر ہوسکتا ہے
نہ اصطلاح اور عرف شرعی سے اسلئے کہ فقہ کے لغوی معنی شق و فتح کے ہین جیسا کہ علامہ زمخشری رح
نے فائق مین لکھا ہے الفقہ حقیقۃ الشق والفتح والفقیہ العالم الذی یشق الاحکام ویفتش عن حقائقہا فقہ کے معنے
ویفتح ما استغلق منہا یعنے فقہ کے اصلی معنی شق و فتح کے ہین اور فقیہ اوس عالم کو کہتے ہین جو احکام
مین موشگافیان کرکے اونکے حقایق کو معلوم کرے اور مشکل اور مغلق امور کو کھولدے انتہی چونکہ
راوی کو نہ شق احکام سے تعلق ہے نہ فتح مغلقات سے غرض اسلئے وہ فقیہ نہین ہوسکتا۔ اور جہان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کا اطلاق فرمایا ہے وہان یہ بھی تصریح فرمادی کہ بہتیرے
راوی فقیہ نہین ہوتے جس سے صاف معلوم ہوگا کہ ہر محدث کو فقیہ نہین کہہ سکتے۔ پھر اس کے
بعد خاص طور پر فقہا کی تعریفین کی ہین چنانچہ جامع الصغیر مین ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فضائل فقیہ
لکل شئ دعامۃ ودعامۃ ہذا الدین الفقہ ولفقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد یعنی ہر چیز کے لئے
ایک ستون ہے جسپر اوسکا مدار ہوتا ہے اور اس دین کا ستون فقہ ہے اور ہزار عابد شیطان پر ایسے
سخت نہین جیسے ایک فقیہ اوسپر سخت اور سرکوب ہے۔ اسکے سوا اور بہت سی حدیثین فقیہ کی
تعریف اور فضائل مین وارد ہین جن سے ظاہر ہے کہ محدثین مین فقہا ممتاز اور مدارج عالیہ پر سرفراز
ہین۔ کنز العمال کی کتاب الطہارۃ مین یہ روایت ہے جسکا ترجمہ یہ ہے۔ مجاہد رح کہتے ہین کہ ایک روز
مین اور عطا اور طاوس اور عکرمہ رحمہم اللہ بیٹھے ہوئے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نماز
پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور پوچھا کہ جب مین پیشاب کرتا ہون تو مادہ دافق یعنے منی نکلتی ہے کیا

اوس سے غسل واجب ہوتا ہے اسنے کہا کیا وہی مادہ رقیق نکلتا ہے جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے کہا ہاں
ہمنے کہا جب تو غسل واجب ہے وہ شخص انا للہ پڑھتا چلا گیا۔ ابن عباس رض نے جلد نماز سے فارغ
ہو کر عکرمہ سے کہا اوس شخص کو بلا لاؤ چنانچہ جب وہ آیا تو پہلے ہمسے پوچھا کیا تم نے قرآن سے
فتوی دیا اسنے کہا نہین۔ فرمایا حدیث سے اسنے کہا نہین فرمایا صحابہ کے اقوال سے اسنے کہا
نہین پھر فرمایا آخر کس کے قول پر فتوی دیا اسنے کہا اپنی رائے سے۔ یہ سنکر فرمایا اسکا یہ قول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد یعنے اسی وجہ سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے اشد ہے۔ پھر اوس سائل سے پوچھا
کہ پیشاب کے بعد جو چیز نکلتی ہے اوس کے نکلتے وقت تمہارے دلمین شہوت یعنی عورت کی خواہش
ہوتی ہے؟ کہا نہین۔ فرمایا اعضا مین استرخا یعنے ڈھیلا پن پیدا ہوتا ہے؟ کہا نہین۔ فرمایا اسمین غسل
نہین صرف وضو تمہارے لئے کافی ہے۔ انتہی۔ ابن عباس رض نے جب دیکھا کہ مادہ رقیق کے
لفظ پر اون محدثین کو دہوکا ہوا اور صرف ظاہری معنی پر انہون نے فتوی دیدیا اور علت غسل پر غور
نہین کیا تو سمجھ گئے کہ اون مین کوئی فقیہ نہین اگر فقیہ ہوتے تو علت غسل کی تشخیص ضرور کرتے پھر جب
دیکھا کہ علت غسل یعنی خروج منی کے لوازم نہین پائے جاتے اسلئے فتوی دیا کہ وہ منی ہی نہین۔
اسوجہ سے غسل بھی واجب نہین۔ اس سے ظاہر ہے کہ فقیہ کی تعریف وتوصیف احادیث مین وارد ہے
اوسکو اعلیٰ درجہ کی سمجھ اور موشگافیان درکار ہین اور مجاہد اور عطا اور طاؤس اور عکرمہ رحمہم اللہ
جیسے اکابر محدثین کو جو تقریباً کل محدثین کے اساتذہ اور سلسلہ اساتذہ مین ہین (فقیہ نہین سمجھا
اسوجہ سے کہ انہون نے علت کی تشخیص نہین کی اور نہایت افسوس سے فرمایا کہ اسیوجہ سے
کہ فقیہ اور سمجھدار لوگ بہت کم ہوتے ہین اور علم فہم فتوی کیلئے ظاہر نصوص کو کافی سمجھتے ہین)
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیہ کی تعریف کی شیطان کے مقابلہ مین وہ ہزار عابد سے بہتر ہے کیونکہ
شیطان کا مقصود اصلی یہی ہے کہ خلاف شرع لوگون سے کام کرائے اور بیچارہ عابد کو عبادت
مین اتنی فرصت کہان کہ معانی نصوص اور مواقع اجتہاد وغیرہ پر غور کرسکے آپ ایسا حکم دے کہ خدا و
رسول کی مرضی کے مطابق ہو جیسے محدثین کو ضبط اسانید اور تحقیق رجال وغیرہ فنون حدیث
کے اشتغال مین اسکی نوبت ہی نہین آتی۔ یہ تو خاص فقیہ کا کام ہے کہ ہر مسئلہ مین تمام آیات و

احادیث متعلقہ کو پیش نظر رکہکر اپنی طبیعت وقاد سے کام لیتا ہے اور اون مین جو شگافیان کر کے کوشش کرتا ہی کہ شارع کی مرضی معلوم کرے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہی۔ ہر مردے و ہر کارے

جامع ترمذی مین یہ روایت ہے عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصلتان لا یجتمعان فی منافق حسن سمت ولا فقہ فی الدین یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خصلتین منافق مین نہین جمع ہوتین اہل خیر کا طریقہ اختیار کرنا اور فقہ فی الدین یعنی دین کے معاملات و مسائل مین سمجھ اور جامع الصغیر مین یہ روایت ہی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل العبادۃ الفقہ الخ عن ابن عمر رض یعنی تمام عبادتون مین افضل فقہ ہے۔ اس سے محدثین اور فقہا کا فرق ہر ایک کی فضیلت بھی معلوم ہوگئی کہ محدثین کا کام صرف احادیث کی حفاظت ہی صحیح حدیثین تلف نہون اور کسی دوسرے کا کلام حدیث نہ سمجہا جائے اور فقہا کا کام اون احادیث محفوظہ مین خوض و فکر کرنا ہی۔ ملاحظہ فن رجال سے واضح ہی کہ محدثین نے اپنی خدمت اور فرائض منصبی جس خوبی اور عمدگی سے ادا کی اوسکی نظیر نہ کسی امت مین ملسکتی ہے نہ اسلامی کسی دوسرے فرقہ مین۔ انکی حافظے تقوی دیانت تورع صدق جفاکشی وغیرہ ضروریات اس درجہ کو پہونچے ہوئے تھے کہ اونپر اطلاع ہونے کے بعد ہر منصف مزاج بے اختیار یہی کہیگا کہ جن احادیث کو محدثین اہل سنت وجماعت نے صحیح کہا ہے بے شک وہ صحیح ہین۔ اصل سبب اسکا یہ ہے کہ خدائے تعالی کو اس دین کی حفاظت ایسے طور پر منظور تھی کہ اصلی دین شیطانی تصرف سے محفوظ رہے اور جسطرح دوسرے ادیان مین آسمانی کتابون اور اقوال و احوال انبیا مین تحریفین ہوگئین اس مین نہونے پائین۔ اسلئے ہر زمانہ مین لاکہون مسلمانون کو توفیق دی کہ قرآن شریف پورا یاد کر لیا کرین چنانچہ اس تدبیر سے اپنا کلام پاک ہم تک ایسا پہونچا یا کہ اوسمین ایک لفظ کی غلطی اور تحریف کا ہونا تو کیا مخالف کو بھی خیال نہین آسکتا۔ اسیطرح اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی حفاظت کیلئے ان حضرات کو پیدا کیا جنکے تاریخی حالات دیکہنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدائے تعالی نے ان حضرات کو فقط حفاظت احادیث نبویہ کے واسطے پیدا کیا تہا اور جتنے ضروری امور اس سے متعلق تھے سب اونکے حق مین ایسے کردیئے جیسے فطرتی اور طبیعی امور ہوا کرتے ہین چنانچہ ان حضرات کی سعی سے احادیث نبویہ مخالفین اسلام کے تصرفات سے محفوظ رہکر اصلی اور صحت کی حالت پر ہم تک پہونچین۔ ہر چند تیرا سو سال کے عرصہ مین ہر ملک اور قوم مین بڑے بڑے انقلاب واقع ہوئے ملاحدہ اور زنادقہ نے بہت کچھ

محدثین نے اپنے فرائض منصبی عمدگی سے انجام دیئے۔

کوششین کین کہ وین محفوظ رہے اور عموماً مسلمانونکے احوال مین تغیر آگیا۔ اور ہر زمانہ مین ان حضرات کو دہمکیان دی گئین توہین وتذلیل کی گئی مگر انہون نے اپنے استقلال کو نہ چہوڑا اورجس طرح امم سابقہ کے علما تحریفین کرتے تھے جسکی خبر حق تعالی نے دی ہے فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون ہذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمناً قلیلاً ان حضرات نے اوس کا خیال تک آنے نہ دیا اور جسطرح اس زمانہ کے بعض اہل علم طمع دنیوی یا توہین وتذلیل کے خیال سے معنوی تحریفین کرکے قوم مین رسوخ حاصل کرنا چاہتے ہین انہون نے نہین کیا بلکہ اکثرون نے اسیوجہ سے قصداً فقر وفاقہ اختیار کیا کہ طمع دنیوی یا خیال توہین کسی ناشائستہ حرکت کا باعث نہوجائے۔ آج کل جو دیکہا جاتا ہے کہ ہر طرف سے علماء حق پر ناحق اعتراضون کی بوچہار ہے جس کے جی مین جو کچہہ آتا ہے کہتا ہے چنانچہ کوئی کہتا ہے کہ قوم کو انہی لوگون نے تباہ کیا اسلئے کہ اونکے فائدہ کے مسئلے (مثلاً ربوا خواری کی حلت۔ عورتون کو اجنبی مردون کے ساتہہ میل جول کی اجازت وغیرہ امور) اونکو یہ لوگ نہین بتلاتے حالانکہ دنیوی ترقی اور آسایش ان امور سے متعلق ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ عربی خصوصاً دینی علوم پڑہاکر یہ لوگ مسلمانون کو بیوقوف اور مفلس بناتے ہین۔ پہر اونکے القاب اور خطاب ایسے ایسے تراشے جاتے ہین (مثلاً ملّا ٹٹے قلاعوذ ئے وغیرہ) جن کے سُننے سے غیرت دار آدمی کبہی مولویت کا نام نہ لے سکے چنانچہ اسیوجہ سے بعضون کو داڑہی قصر کرنے اور ترکی ٹوپی بلکہ کوٹ پتلون پہننے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ کوئی ملّا نہ سمجہہ لے۔ اس زمانہ کے اکثر مولوی تو چند افقرون سے اتنے گہبرائے کہ وضع بدل ڈالی۔ اور اون حضرات کو دیکہئے کیسی کیسی ذلتین اور آفتین انہون نے اٹہائین۔ ادنی ادنی بات پر قید کئے جاتے تھے اونکو سر بازار کوڑے مارے جاتے تھے یہانتک کہ قتل کئے جاتے تھے جن کی ہزارہا نظیرین کتب سیر وتواریخ مین موجود ہین۔ باوجود اسکے نہ اُن حضرات نے کبہی اپنی وضع بدلی نہ مولویت کو چہپایا بلکہ عام مجلسون مین بالاعلان احادیث کو صاف صاف بیان کردیتے خواہ قوم اپنے حق مین اونکو مفید سمجہے یا مضر۔ اور جسطرح ہوسکتا شہر بشہر اونکی اشاعت کرتے کیون نہو یہ حضرات اشاعت دین مین جو مصیبتین پیش آتین اونکو سرمایہ عزت اُخروی سمجہتے تھے اونکو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہر امر مین پیش نظر رہتی تہی وہ جانتے تہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی بڑی مصیبتین جہیلنی پڑی ہین۔

جب ہم دیکھتے ہین کہ احادیث مین ایسی حدیثین بھی بکثرت ہین جن پر عمل کرنے سے سراسر نقصان
ہے۔ اور مقتضائے طبیعت ہے کہ اس قسم کے امور کو اور اونکے پھیلانے والونکو آدمی دشمن سمجھتا ہے
اور تاریخون سے ثابت ہے کہ علما اکثر قوم کے ہاتھون اقسام کی سختیان اوٹھایا کئے اس سے یقینی طور
پر ہم کہہ سکتے ہین کہ فن رجال مین جسقدر اوصاف ان حضرات کے لکھے گئے ہین وہ سب صحیح ہین کیونکہ
اون مین تقدس تدین صدق راستبازی خوف خدا وغیرہ نہوتے تو آخری زمانہ کے بعض مولویون کی
طرح وہ بھی ہان مین ہان ملاتے اور کم سے کم اتنا تو ضرور کرتے کہ جو روایتین نفع دنیوی سے مانع
ہین اونکو شائع ہی نکرتے لیکن انہون نے ایسا نہین کیا بلکہ خدا و رسول کے احکام پہونچانے
مین نہ عزت کی پروا کی نہ جان و مال کی اور جس طرح صحابہ سے انہین حدیثین پہونچی تہین
بلا کم و کاست پہونچا دین۔

اب اگر کوئی شخص اپنے پر قیاس کرکے کہے کہ محدثین کے تقدس اور زہد اور حفظ اور جفاکشی وغیرہ کی حد
سے زیادہ تعریفین جو فن رجال مین لکہی گئین وہ صحیح نہین۔ اس لئے کہ جو روایت درایت کے خلاف
ہو وہ قابل تسلیم نہین) تو اسکا علاج نہین۔ دنیا مین اقسام کی طبیعتین ہین۔ بہتیرے طبیعتون
مین تسلیم کا مادہ ہی نہین ہوتا۔ اسپر کھلی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق راستبازی
معجزات وغیرہ اظہر من الشمس تھے جنکی شہرت سے دور دور کے قبائل جوق جوق آکر مشرف باسلام ہوتے
تھے۔ مگر نزدیک والے بہتیرے ایسے بھی تھے کہ اونکو جنبش ہی نہوئی اور ان مشاہدات کو بھی درایت
کے مخالف سمجھکر نہ مانا اس طبیعت کے لوگون سے کسی بات کی تسلیم کی کیا توقع۔

روایت و درایت مگر یہان یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ مسلمان دینی حیثیت سے روایت حدیث کی تصحیح کا مدار درایت
پر رکھ سکتا ہے یا نہین۔ ہمین قرآن و حدیث اور عقل سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ خدا کے
کلام مین کذب کا احتمال ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مین اس وجہ سے خدا و رسول
کے کلام مین جو خبرین قرون سابقہ کی یا دوسرے عالم کی مذکور ہین اگر خلاف عقل بھی ہون تو دینی حیثیت
سے اونکا تسلیم کرنا مسلمان کا فرض ہے۔ ان خبرون کو اگر کوئی اس لحاظ سے کہ درایت کے مخالف
ہین نہ مانے اور تاویلین کرکے اونکا مطلب ہی دوسرا بنا دے تو یہ سمجھا جائیگا کہ اوس نے نہ خدا کو
خدا سمجھا نہ رسول کو رسول ایسے لوگون کا دعوی اسلام دینی حیثیت سے بلا دلیل ہوگا۔ البتہ قوی

حیثیت سے ضرور قابل قبول ہے کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین منافق موجود تھے جنکو خود حضرت کی نبوت سے دلی انکار تہا جسکو حضرت بھی جانتے تھے اور قرآن مین بھی اونکا حال بیان کیا جاتا تہا باوجود اسکے وہ مسلمان ہی سمجھے جاتے تھے تو اس آخری زمانہ مین ایسے لوگونکو مسلمان سمجھنے مین کیا تامل۔ بہرحال کوئی مسلمان اسلامی حیثیت سے خدا و رسول کے کلام کے مقابلہ مین درایت کا نام نہین لے سکتا۔ رہا یہ احتمال کہ شاید راویون نے کوئی بات اپنی طرف سے ملادی ہوگی سو وہ بھی قابل توجہ نہین اسلئے کہ کلام اون روایتون مین ہے جنکے وہ راوی ہین جنہو نے دین کی حفاظت اپنے ذمہ لی اور محدثین کے جم غفیر نے اونکے صدق و تدین پر گواہی دی کیا ان اکابر دین کے صدق و دیانت کے بہروسے مسلمان کو اون کی روایتون کے صدق کا ظن غالب بھی نہوگا۔؟

عدالت راوی ثابت ہو تو امکان خبر کوئی چیز نہین

اب غور کیا جائے کہ مولوی شمس العلما شبلی صاحب نے جو لکہا ہے کہ راویون کی جرح و تعدیل سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ جو خبر دی گئی فی نفسہ وہ ممکن ہے یا نہین اگر وہ ممکن ہی نہو تو راوی کا عادل ہونا بیکار ہے اور امکان بھی کونسا عادی یعنی اگرچہ کوئی چیز فی نفسہ ممکن ہو مگر عادۃً اوسکا وجود نہوتا ہو تو ایسی چیز کے موجود ہونے کی خبر درایۃً قابل تسلیم نہین اگرچہ راوی اوسکا عادل ہو) سو یہ قاعدہ کس قدر خلاف عقل ہے۔ اس قاعدے کی بنا پر بہتیرے واقعات جو مشاہدہ سے ثابت ہین جہوٹے ثابت ہو نگے کیونکہ عادتین زمان و مکان بلکہ اشخاص کے لحاظ سے مختلف ہوا کرتی ہین۔ تجربہ سے اور اطبا کی تصریح سے ثابت ہے کہ سم الفار زہر قاتل ہے جسکو ہر شخص جانتا ہے۔ مگر ایسے بھی لوگ موجود ہین کہ انہون نے اوس کے کہانے کی عادت کرلی ہے اور روزانہ تخمیناً ایک ایک تولہ کہاتے ہین۔ اور بجائے ضرر اوس سے اونکو نفع بھی ہوتا ہے۔

چند روز کا واقعہ ہے کہ ایک بائسکل سوار ایک بڑے حلقہ مین جسکا قطر تخمیناً دس گز ہوگا اس طرح چکر لگاتا تہا کہ بائسکل اوپر اور وہ نیچے یعنے اوسکا سر زمین کی طرف اور صرف حلقہ کو مس کرتے ہوئے بائسکل پورا دورہ طے کرتی تہی اور نصف سے زیادہ حصہ اس طور پر طے ہوتا تہا کہ اوس شخص کا جسم بغیر کسی سہارے کے معلق اور معرض سقوط مین رہتا تہا حالانکہ عادۃً بلکہ عقلاً محال ہے کہ آدمی ہوا مین بغیر کسی سہارے کے معلق رہے اور ثقل یا کشش زمین سے نہ گرے۔ اسمین شک نہین کہ جب اس قسم کا

وقوع ہوگیا تو اوسکے نہ گرنے کی کوئی علت ضرور ہوگی۔ مگر کلام اس مین ہے کہ قبل مشاہدہ یہی کام محال معلوم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ لوگ بصرف زر کثیر جوق جوق اوسکے دیکھنے کیلئے جاتے تھے۔ اسوقت حیدرآباد مین دو لڑکیان ایسی موجود ہین کہ کمر کے نیچے اونکا باہمی اتصال اس درجہ ہے کہ اگر جدا کئے جائین تو ایک ضرور ہلاک ہوجائیگی۔ اس قاعدہ کے مطابق اس مشاہدہ کی بھی تکذیب لازم ہوگی۔ کیونکہ عادۃً ایسے آدمیون کا وجود نہین ہوسکتا اسکے سوا صدہا بلکہ ہزارہا نظیرین مل سکتی ہین کہ خلاف عادت بہتیری چیزین وجود مین آتی ہین۔ اگر خلاف عادت امور کی خبرین جھوٹ سمجھ لیجائین تو فن تاریخ اور اخبار آت مین عجائبات اور نادر نادر خبرین جو تلاش کرکے بہم پہونچائی جاتی ہین سب فضول اور تضیع اوقات سمجھی جائین گی حالانکہ آدمی فطرۃً ایسی خبرونکا مشتاق رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قاعدہ مذکورہ خلاف فطرت انسانی ہے۔ اس سے بڑھکر سُنئے کہ دنیا مین ہزارہا مادرزاد اندھے اور بہرے ہین اگر اونسے روشنی اور اقسام کے رنگ اور حسن وجمال اور خط وخال اور بصارت کی خوبیان اور دلکش نغما اور سماعت کی دلفریبیان بیان کیجائین تو اونکا بھی یہی جواب ہوگا کہ یہ امور امکان سے خارج ہین۔ کیونکہ عقل انھی چیزون کا ادراک کرسکتی ہے جنکا احساس کبھی ہوا ہو اور چونکہ ان امور کا احساس اندھون اور بہرونکو ہونا محال ہے اسلئے یہ امور اونکے نزدیک عادۃً بلکہ عقلاً ہر طرح سے محال ہین۔ اس قاعدہ کی روسے چاہیئے کہ یہ سب خبرین جھوٹی ہوجائین حالانکہ کوئی عاقل اسکو گوارا نکریگا۔ ہم نے یہ بات کتاب العقل مین بالتفصیل لکھی ہے جسپر عقل بھی گواہی دیتی ہے کہ ہمارے نزدیک جو چیز محال ہو ضرور نہین کہ وہ واقع مین بھی محال ہو۔ جب محال عقلی کا یہ حال ہو تو محال عادی کس شمار مین۔

اہل حکمت جدیدہ خبر دیتے ہین کہ آفتاب زمین سے دس لاکھ حصون سے بھی زیادہ بڑا ہے اور اسکو ہر وقت اپنی طرف کھینچتا رہتا ہے۔ مگر زمین بھی اوسکو اس قوت سے دفع کرتی ہے کہ اوسکی کچھ چل نہین سکتی پھر اس کے ساتھ ہی زمین اوسکو اوس قوت سے کھینچتی بھی ہے جس قوت اور زور سے آفتاب کھینچتا ہے۔ حالانکہ دس پانچ ہاتھ کے فاصلہ سے اُڑتی چڑیا کو بھی نہین کھینچ سکتی۔ انصاف سے کہا جائے کیا کسی کی درایت اس خبر کی تصدیق کرسکتی ہے؟ مگر سید صاحب نے اوسکو مان ہی لیا۔ اور اسی بنا پر ایک رسالہ لکھ ڈالا کہ آسمان کوئی چیز نہین اور جہان جہان قرآن مین آسمان کا ذکر ہے تاویلین کر ڈالین۔ معلوم نہین انھون نے یورپ کے کسی مدرسہ مین تعلیم پاکر آلات رصدیہ وغیرہ سے

اس مسئلہ کی تحقیق کی تھی یا تقلیداً یہ مذہب اختیار کرلیا تھا یا کسی مصلحت سے برائے نام قائل ہو گئے تھے مگر ایک گروہ کثیر نے تو صرف سرسید صاحب ہی کی تقلید کی اور ہم یقیناً جانتے ہین کہ اونکی درایت ہرگز اسکو قبول نہین کرسکتی باوجود اس کے اونپر الزام نہین لگایا جاتا کہ خلاف درایت ایسی باتین کیون مانی جاتی ہین۔ پھر اگر مسلمانون نے اس قسم کے امور مین اپنے ائمہ کی تقلید کی تو اونپر کیون الزام لگایا جاتا ہے اہل حکمت جدیدہ یہ بھی خبر دیتے ہین کہ ہر سال ہم ایکبار ۱۹ انیس کرور میل ثوابت کے نزدیک ہو جاتے ہین اور پھر ہر چھ مہینے کے بعد انیس کرور میل اونسے دور ہو جاتے ہین۔ اب دیکھئے کہ ہر آنکھ والا شخص برس کے بارہ مہینے ہر ستارہ کو ایک ہی مقدار وجسامت پر دیکھتا ہے۔ نہ کبھی اونکی جسامت مین کمی وزیادتی محسوس ہوتی ہے نہ باہمی فاصلون مین تفاوت۔ اگر سو پچاس میل کے فاصلہ پر یہ خیال کیا جائے تو طوعاً وکرہاً آدمی قبول بھی کرسکتا ہے۔ ۱۹ انیس کرور میل کا فاصلہ پہلے خیال کیجئے اوسکے بعد ہر ستارہ کی جسامت محسوسہ پر نظر ڈالکر عقل سے کام لیجئے کہ کیا اتنی جسامت محسوسہ والی چیز انیس کرور میل دور ہونے کے بعد بھی نظر آسکتی ہے یا نہین۔ ہر شخص کی عقل گواہی دیگی کہ یہان امکان عادی کیا تو کیا امکان ذاتی بھی نہین ہوسکتا۔ اس قسم کی نظیرین حکمت جدیدہ مین بکثرت ملسکتی ہین مگر اونکی تصدیق کرنے والون کو کوئی نہین پوچھتا معلوم نہین مسلمانون نے کیا قصور کیا ہے کہ ہر طرح سے وہی نشانۂ ملامت بنائے جاتے ہین۔

غرضکہ درایت کوئی قابل وثوق چیز نہین روایت اور درایت کا مقابلہ ہو تو توہی روایت کو ماننے کی ہر مسلمان کو ضرورت ہے اور درایت سے اوسکا رد کرنا گویا یہ کہنا ہے کہ اکابرین جھوٹے تھے اور دین اسلام جھوٹی تعلیم کرتا ہے نعوذ باللہ من ذلک۔

جو لوگ درایت کے مقابلہ مین روایت کو جھوٹی قرار دیتے ہین اونکو آخرت سے پہلے اسی عالم مین شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ بعض فلاسفر درایت کے بھروسے روح انسانی اور عالم روحانی کا انکار کرگئے تھے مگر بفضلہ تعالی مسمریزم سے وہ مسئلہ پورے طور پر ثابت ہو گیا۔ اگرچہ مسمریزم کا ذکر یہان بے موقع ہے مگر چونکہ مسئلہ درایت پیش ہے اور مسمریزم کے ضمن مین یہ ثابت ہوتا ہے کہ درایت مین اکثر خطا ہوا کرتی ہے اس لئے مختصر طور پر اوس کا ذکر چندان نامناسب نہوگا۔

مسمریزم سے روحانیت کا ثبوت

کتب مسمریزم مین لکھا ہے کہ ڈاکٹر انتونی مسمر جو ۱۸۳۳ء مین یورپ مین پیدا ہوا اوسکے خیال مین

یہ بات بھی کہ عالم مین ایک رقیق مادہ ضرور ہے جسکی حرکت سے اجرام فلکیہ ایک دوسرے مین اور زمین مین تاثیرات پیدا کرتے ہین ۔ چنانچہ ایک مدت دراز کی کوشش مین ثابت ہوا کہ آدمی اپنی قوت مقناطیسی کا اثر ڈالکر کسی کو بیہوش کر سکتا ہے جس سے شخص معمول جسپر اثر ڈالا گیا غیب کی باتین بیان کرنے لگتا ہے ۔ اور باوجودیکہ شخص معمول اس عالم سے ایسا بیخبر ہوتا ہے کہ اگر اوس کے کان کے پاس طپنچہ کی آواز کی جاوے تو بھی اوسکو خبر نہین ہوتی ۔ مگر عامل اوس سے جو کچھ پوچھتا ہے فوراً اوس کا جواب دیتا ہے ۔

حالانکہ درایت یہ خیال ہے کہ سماعت باوجود معطل ہونے کے کام کرتی ہے ۔ اور درایت ہرگز قبول نہین کر سکتی کہ اوس کی سماعت کسی فن تنفس اور طپنچہ سے معطل ہو کہ اوسکا اوس آواز کا کچھہ اثر نہوا اور ایک شخص کی آہستہ سی آواز سن لے ۔ اور یہ بھی قبول نہین کر سکتی کہ بیہوش شخص مشکل سوال کا فوراً ایسا جواب دے کہ کامل ہوش والا اوس سے عاجز ہے ۔

لکھا ہے کہ اوس کے امور غیبیہ کے انکشاف کی کیفیت ہوتی ہے کہ کل موانع اوس کی نظر کے سامنے سے اٹھ جاتے ہین مقفل صندوق مین اگر خط رکھا ہو تو پڑھ لیتا ہے ۔ اگلے مردون اور اگلے زمانہ کے لوگون کی حالتین اسطرح بیان کرتا ہے کہ گویا اونکو دیکھہ رہا ہے ۔ اور جس طرح گذری ہوئی باتین بتاتا ہے اسی طرح آئندہ کی باتین بھی بتاتا ہے جس غائب کا حال اوس سے پوچھا جائے فوراً کہہ دیتا ہے کہ وہ فلان شہر مین ہے اور یہ کر رہا ہے ۔ اگر کسی بیمار کا حال اوس سے پوچھا جائے تو اوسکی بیماری کے اسباب و علامات و علاج بتفصیل بیان کر دیتا ہے غرضکہ اوس کے حواس اس قدر تیز ہو جاتے ہین کہ اوسکے احساس مین زمان و مکان حائل ہوتا ہے نہ زمان ۔ اس قسم کے کئی حالات کی تصریح فن مسمریزم کے رسالون مین موجود ہے جنکو مصنفون نے اپنے ذاتی اور یورپ و امریکہ کے نامی ڈاکٹرون کے تجربون سے نقل کیا ہے ۔

اب دیکھئے کہ درایت اسکو ہرگز قبول نہین کر سکتی کہ آنکھین بند ہون اور نظر کام کرتی ہو ۔ اور نہ اسکو مان سکتی ہے کہ صندوق کا حجم کثیف حائل ہو اور اندر کا خط پڑھ لیا جائے اور یہ بھی کون بیہوش شخص ہے کہ جسکو اپنی بھی خبر نہین ۔

اور یہ مان سکتی ہے کہ گذشتہ لوگون کی جو حالت پوچھے ایسے طور پر بیان کرے جیسے کوئی دیکھکر

کہہ رہا ہے حالانکہ جب وہ شخص ہی معدوم ہوگیا تو اوسکی حالتین کیسی اور حالتین بھی کونسی جنکو زمانہ نے صفحۂ ہستی ہی سے مٹا دیا اور خود بھی مٹ گیا۔ اب انپر اعادہ معدوم کے اور کون چیز ہوسکتی ہے جو انکو محسوس کراسکے حالانکہ وہ محال ہے۔ اور درایت یہ بھی نہین قبول کرسکتی کہ آئندہ ہونیوالے اشیا کا کوئی حال بیان کرے۔ اسلئے کہ عقل کی رو سے جب تک مادہ مین قابلیت نہ پیدا ہو کوئی چیز وجود مین نہین آسکتی۔ پھر جب کسی چیز کا مادہ ہی معدوم ہو جو وجود مین نہ آسکے تو اوسکا وجود کہان اور احوال کیسے۔ بہرحال ان تمام امور پر غور کرلینے کے بعد ہر صاحب فہم کو ماننا پڑیگا کہ یہ ساری چیزین ہرگز قابل اعتماد نہین ہوسکتین۔ پھر ایسی چیز پر اعتماد کرکے خدا و رسول کی خبرونکی تکذیب کرنی کسقدر بعید از عقل ہے۔ خصوصاً ایسی حالت مین کہ ایمان کا دعوی بھی ہو۔

اس آخری زمانہ مین معجزات اور کشف و کرامات جو نہین مانے جاتے تھے اوسکی وجہ یہی تھی کہ حکمت جدیدہ نے درایت کو ان امور کی تصدیق سے روک دیا تھا۔ اب چونکہ اُسی حکمت جدیدہ نے یعنے اہل امریکہ و یورپ نے بھی اوسکی اجازت دیدی ہے اس لئے حکمت جدیدہ کے مقلد مسلمانونکو چاہئے کہ نہایت مسرت اور کشادہ دلی سے خدا و رسول کی خبرون پر پورا پورا ایمان لاوین اور جو تاویلین اس خیال سے کی جاتی تھین کہ عقلی طور پر ان امور کا ثبوت نہین سب چھوڑ دین۔

حکمت جدیدہ مین روح انسانی یا نفس ناطقہ نظر نہ آنے کی وجہ سے ادراک کا کل کارخانہ دماغ ہی کے تفویض کردیا گیا تھا۔ چنانچہ فن فزیالوجی وغیرہ مین تصریح کی گئی ہے کہ ادراک دماغ ہی کو ہوتا ہے مگر مسمریزم نے اوسکو درہم برہم کردیا۔ اس لئے کہ ریوی رنٹ چالس صاحب نے جو لکھا ہے (کہ مرئی کی شبیہ جب شبکیہ پر منطبع ہوتی ہے تو عروق ناظرہ دماغ کو اوسپر مطلع کردیتی ہین جسکا مطلب یہ ہوا کہ آدمی کا بھیجا مدرک ہے اور اوسکا ادراک عروق ناظرہ کی خبر دینے پر موقوف ہے) سو وہ صحیح نہین۔ اسلئے کہ اس مین کلام نہین کہ معمول مسمریزم کو ادراک ضرور ہوتا ہے کیونکہ وہ عامل کا کلام سمجھتا ہے اور غیب کی باتونکو دریافت کرکے اوس کا ایسا جواب دیتا ہے کہ کوئی اعلی درجہ کا عقلمند ہوشیار بھی ہرگز نہین دے سکتا۔ اور اوس ادراک کے وقت نہ اوسکی آنکھین کھلی ہوتی ہین نہ پردہ شبکیہ پر مرئی کی تصویر ہوتی ہے نہ عروق ناظرہ کو اوسکی خبر اس سے صاف ظاہر ہے کہ ادراک کا کارخانہ قوائے دماغیہ مین منحصر نہین۔ بلکہ یہان یہ کہنا

ضرور پڑیگا کہ شخص منول گو بیہوش پڑا ہے مگر اوسکی روح کو ہوش ضرور ہے اور ہوش بھی کیسا کہ جسمانی ہوش سے ہزارون درجے بڑہا ہوا اسلئے کہ جسمانی ہوش اوسکو ادراک مین اوسی حد تک مدد دیتا ہے جہان تک حواس کی رسائی ہے اور ظاہر ہے کہ حواس کی جولانی کا میدان نہایت تنگ ہے بخلاف اوسکے جب بیہوشی طاری ہوتی ہے تو نزدیک و دور کثیف و لطیف عالم غیب و شہادت سب اوسکے روبرو یکسان ہوجاتا ہے اور اسوقت نہ اوسکو آنکہون کی ضرورت ہے نہ کانون کی حاجت بلکہ اوسکے ذاتی حواس جنکو ہم نہین جان سکتے کہ کیسے ہین اوسکے ساتھ ہین۔ اور وہ اپنے ادراک مین اونکی بھی محتاج نہین کہ جن چیزونکا ادراک کرنا چاہتی ہے وہ اوسوقت خارج مین موجود ہون۔ دوسرا عالم اوس کے پیش نظر ہوجاتا ہے جسکا عکس یہ ہمارا عالم شہادت ہے اسی وجہ سے وہ اون اشیا کی بھی خبر دیتی ہے جنکا وجود ہنوز ہوا ہی نہین یا موجود ہوکر وہ فنا ہوگئے۔

مسمیر صاحب کو جو ابتداءً ایک رقیق سے رقیق مادہ کی تحقیق کا خیال پیدا ہوا تھا وہ من جانب اللہ اس غرض سے پیدا ہوا کہ آخری زمانہ کے مسلمانون پر رحم فرماکر خداے تعالی عالم روحانی اور روح کو جنکے وجود مین مادہ کو دخل ہی نہین انہی لوگون کی تحقیق سے ثابت کرادے جو اوسکے منکر تھے اور پرانے خیال والون کو نئے خیال والون کے مقابلہ مین کامیاب کرے سو بفضلہ تعالے ایسا ہی ہوا کہ اب ہر کس و ناکس مسمریزم اور اوسکے کرشمونکو جانتا ہے۔ اور عالم روحانی کی تصدیق کرتا ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ جون جون فلسفہ جدیدہ ترقی کرتا جائیگا انشاء اللہ تعالی ہمارے پرانے دینی خیال وقتاً فوقتاً ثابت ہوتے جائینگے جس طرح عالم روحانی اور روح کا اثبات ہوگیا اور جو لوگ کم فہمی سے پرانے خیالون پر ٹھٹھے اڑاتے ہین اونکو شرمندہ ہونا پڑیگا۔

ہمارے اس دعوے کی تصدیق اس واقعہ سے بخوبی ہوسکتی ہے کہ سر سید صاحب نے دیکھا کہ قرآن شریف مین جنات کا ذکر ہے اور نئی روشنی والے ہر بات مین مشاہدہ طلب کرتے ہین اور جنون کو محسوس کرکے دکھلانا اپنے امکان سے خارج ہے۔ اسلئے انہون نے یہ تدبیر نکالی کہ اونکے وجود ہی کا انکار کردیا جائے اور ایک رسالہ لکھدیا جسکا نام تفسیر الجن والجان ہے

سر سید صاحب کو انکار جن کی ضرورت کیون ہوئی۔

اوس اون تمام آیتون کی تاویلین لکہین جن مین جنات کا ذکر ہے اور بڑی تلاش سے جاہلیت کے چند اشعار نقل کیے جنکا مضمون یہ ہے کہ بدو جو جنگل اور پہاڑون مین رہتے تہے نظر بچا کر آتے ان اشعار مین بدو پر جن کا اطلاق کیا گیا۔ جیسے آج کل سخت بخیل کو جن کہا کرتے ہین مگر سرسید صاحب نے اوس سے یہ نتیجہ نکالا کہ جنگل اور پہاڑون مین رہنے والے آدمیونکو جن کہا کرتے ہین اور یہی حقیقت جن ہے اور لکہا ہے کہ اہل لغت کو یہ بات معلوم نہ تہی اسلیے انہون نے اوسکے معنی نہین بتلائے اور سخت غلطی کی۔

یہ تقریر سرسید صاحب کی کمال مجبوری کی حالت مین تہی کہ حکمت جدیدہ سے عاجز ہو کر جواب کا یہ طریقہ سوچا مگر اب اوسکی ضرورت نہ رہی کیونکہ خود اہل یوروپ و امریکہ نے جنات کے وجود کو مان لیا ہے۔ چنانچہ علامہ محمد فرید وجدی نے کنز العلوم واللغہ مین لفظ (اسپرتزم) کی تحقیق مین لکہا ہے کہ پیشتر حکما و ماہیین وغیرہم کا قول تہا کہ آدمی کی روح اوسی قسم کی ہے جو جانورون مین ہوا کرتی ہے کوئی خاص قسم کی چیز نہین جو مرنے کے بعد باقی رہے بلکہ آدمی کے ساتہہ وہ بہی فنا ہو جاتی ہے مگر سنہ ۱۸۴۶ء مین یہ واقعہ پیش آیا کہ امریکہ کی ایک بستی مین جسکا نام (ہیدسفیل) ہے (فیکمان) نام ایک شخص نے رات کے وقت اپنے گہر کی زمین پر متعدد کہٹکے سنے بہتیرا تلاش کی مگر کسی کا پتہ نہ لگا۔ اور اسی قسم کا واقعہ (جان فوکس) کے گہر مین بہی ہوا اوس کی عورت نے کہٹکون کی آواز پر غیبی شخص سے کہا کہ اگر تو کوئی روح ہے تو دس مار زمین پر مار چنانچہ دس بار کے کہٹکون کی آواز اوس نے سنی پہر اوس عورت نے کہا کہ میری لڑکی (کاترینہ) کی عمر کتنے سال کی ہے اوس نے اوتنے ہی کہٹکے مارے جتنے سال کی عمر اوسکی تہی۔ غرض چند امتحانون کے بعد اوسکو یقین ہوا کہ وہ کسی آدمی کی روح ہے پہر اسی قسم کے متعدد واقعات پے در پے ہوئے اور اوسکی تحقیقات شروع ہوی (ادمون) جو وہان کا مقنن تہا اوس نے پوری تحقیق کر کے ایک ضخیم کتاب اثبات روح مین لکہی اور اوسی کی تائید مین استاد فن کیمیا (مابس) نے بہی ایک کتاب لکہی پہر تو متعدد کتابین لکہی گئین اور عام شہرت ہو گئی جب اس کے چرچے برطانیہ مین ہونے لگے تو لارڈ کروکس جو پارلیمنٹ کے ممبر تہے اونہون نے بہی ایک کتاب اوسکی تائید مین لکہی جسمین اسپریچولزم

اسپرتزم سے روح اور جنات کا ثبوت

واقعات بیان کیئے اور اس مسئلہ کی یہان تک شہرت ہوئی کہ اخبارون مین اسکے متعلق مضامین
شایع ہونے لگے مگر مادیین حکما اس خیال کے سخت مخالف تھے بالآخر ۱۸۶۹ء مین خاص
اسکی تحقیق کے لئے ایک مجلس قائم ہوئی جس مین برطانیہ۔ امریکہ۔ اور اطالیہ کے نامی
فلاسفر ڈاکٹر اور ماہرین فن فزیولوجی اور طبیعیات اور ریاضی اور ہندسہ وغیرہ اوسکے ارکان
مقرر ہوئے اور اٹھارہ مہینے برابر تحقیق ہوا کی جس سے مثبتین روح کا دعوی ثابت ہوا
چنانچہ جتنے اراکین مجلس اس مسئلہ مین مخالف تھے سب نے بالاتفاق اپنے چشم دید خوارق
عادات لکھکر اقرار کیا کہ واقعی ارواح متشکل ہوتی ہین۔ وہم کو اوس مین کوئی دخل نہین۔ اور
لکھا ہے کہ جب تدابیر سے روحین بلائی جاتی ہین تو پہلے ایک روشن ابر سا محسوس ہوتا ہے
پھر وہ بتدریج انسانی شکل قبول کرنے لگتا ہے یہان تک کہ تھوڑے عرصہ مین ایک عربی
بدوی کی شکل مین متشکل ہوجاتا ہے جسکا گوشت نہایت نرم ہوتا ہے کہ اگر اوسکو دبایا جاے
تو ہاتھ اوس مین دھس جاتا ہے اس تحقیق سے روحونکا متشکل ہونا ثابت ہے۔ اور ممکن
ہے کہ اونکو بھی یہ قدرت حاصل ہو اسیطرح جنات کا اشکال بدلنا بھی ثابت ہے جسپر
ہر زمانہ کے اخبار کا تواتر گواہ ہے اسی وجہ سے حکمائے مذکورین مین سے بعضون نے
یہ بھی لکھا ہے کہ وہ مردون کی روحین ہین یا اور کوئی چیزین دوسرے عالم کی ہین۔
علامۂ موصوف نے لفظ جنون کی تحقیق مین مجلہ روحیہ سے لکھا ہے جو فرانس سے شایع
ہوتا ہے کہ استاد (ہیزلوپ) امریکی جو تحقیق نفس کی کمیٹی کا رکن رکین ہے اوس نے
ڈاکٹرون مین اشتہار شایع کئے کہ جنون ہمیشہ دماغی خلل سے نہین ہوتا بلکہ کبھی بعضے
شریر ارواح کے مسلط ہونے سے بھی ہوا کرتا ہے۔ جسکے لئے وہ علاج جو ڈاکٹرونکو
معلوم ہے مفید نہین ہو سکتا!!

عاملون کے متواتر مشاہدات سے ثابت ہے کہ ارواح خبیثہ اور جنات دونون مسلط ہوا
کرتے ہین اور عملیات کے ذریعہ سے دفع ہوجاتے ہین جس کو نئی روشنی والے وہم اور
خیال کہا کرتے تھے۔ مگر جب جدید تحقیقات سے ثابت ہوگیا کہ وہ واقعی ہین وہم کو اون مین
کوئی دخل نہین تو اب عاملون کی خبرون کے انکار کی کوئی وجہ نہین۔ بہرحال جنات کا وجود

ہر طرح سے ثابت ہے۔"

یہان ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ اگر یہ تحقیق سرسید صاحب کے زمانہ مین مشہور ہو گئی ہوتی تو
اونکو جنات کے انکار کی ضرورت ہوتی نہ خوارق عادات کے ابطال کی حاجت کیونکہ
اونکو یہ تو منظور ہی نہ تہا کہ خواہ مخواہ قرآن کو رد کرین۔ اب اسی پر قیاس کر لیجئے کہ جسطرح
اونکی تاویلین جنات کے وجود کے باب مین سب بے ضرورت اور خلاف واقعہ ثابت ہوئین۔
اسیطرح آسمان وغیرہ کے وجود کے مسئلہ مین بہی یقیناً خلاف واقع ثابت ہونگی۔ کیونکہ خدا و
رسول کے کلام مین خلاف واقع ہونے کا احتمال ہی نہین ہو سکتا مگر اب یہ دیکھنا چاہیے کہ مسلمانونکو
اس انتظار کی کیا ضرورت جب ہمین یقیناً معلوم ہو گیا کہ ہماری درایت مین اکثر خطا ہوتی
ہے تو صحیح صحیح روایتون مین کلام کیا جائے۔ بہت ہو گا تو یہ ہو گا کہ مخالف بعضے دینی مسائل
پر ہنسینگے پہر اس سے کیا ہوتا ہے کئی مسائل ہین جن مین ہمین بہی اونکی عقلی بے اصل تحقیقات پر
ہنسنے کا موقع حاصل ہو گیا ہے جس سے جواب ترکی بترکی ہو جائیگا۔ اب اگر اسپر بہی کسی کو
صحیح صحیح روایتون پر ایمان لانے کی ہمت نہو تو یہ سمجہنا چاہیئے کہ سرے سے ایمان لانا
ہی اوسکو منظور نہین حکمت جدیدہ کا صرف حیلہ ہے۔

درایت سے اغماض کرنا بہی فطرتی ہے

یہان یہ بات قابل توجہ ہے کہ آدمی درایت سے تو کام لیتا ہے مگر بہت سے مواقع مین درایت
سے اغماض کرنا بہی اوسکی طبیعت کا مقتضے ہے۔ چنانچہ لڑکے کو جب اوسکے ماں باپ
کی خبر دی جاتی ہے تو یقیناً اونکو اپنے ماں باپ سمجہہ لیتا ہے۔ اسیطرح دادا وغیرہ اہل
خاندان کی قرابت کی تصدیق مجرد خبر سے کر لیتا ہے۔ شاید بعضے لوگ ایسے بہی ہون کہ ایک
شخص کی گواہی کو کافی نہ سمجہکر دل مین یہ خیال کرتے ہونگے کہ بلا تحقیق اور ثبوت کافی
کسیکو اپنا باپ کہنا ننگ و عار اور خلاف درایت ہے مگر اونکو بہی ایسے رکیک احتمالات
سے اغماض ہی کرنا پڑتا ہے اور اگر کوئی ایسے احتمالات پیش کر کے اون کے نسب مین کلام
کرے تو اوس سے غالبا ناخوش ہونگے۔ اس سے ظاہر ہے کہ بزرگون کی بات کا
یقین کر لینا آدمی کی فطرت مین داخل ہے۔ اب یہان غور کیا جاتا ہے کہ کونسی چیز ہے جسکے
لحاظ سے اس موقع مین احتمالات عقلیہ کو ہٹا کر مجرد خبر کو قابل اعتنا بناتی ہے۔ بات یہ ہے کہ

بزرگون کی محبت اور وقعت آدمی کے دل مین ایسی متمکن ہوتی ہے کہ اوسکی خبر کی مخالفت کا خیال تک دل مین نہین آتا۔ اسی طرح جیسا استاد اور پیر کی وقعت کسی کے دل مین ہوتی ہے تو وہ جو کچھہ کہتا ہے اوسکی تصدیق وہ کر لیتا ہے اسی وجہ سے محدثین جن استادون کو معتمد علیہ سمجھتے تھے اونکی حدیثون کی صحت کا یقین اونکو ہوجاتا تہا اور نہایت جزم اور وثوق سے اونکی روایتین بیان کرتے تھے۔ اگر یہ اعتماد اونکو نہوتا تو جس طرح غیر معتبر استادون کی روایتون کو ترک کر دیتے تھے اونکی روایتون کو بھی ترک کر دیتے۔ غرضکہ اپنے بزرگون کی بات کا یقین کر لینا آدمی کی فطرتی بات ہے اور جن کو وہ اپنا بزرگ اور مقتدا نہین سمجھتا۔ اوسکی بات کو نہین مانتا اور پہلے یہ دیکھہ لیتا ہے کہ وہ بات درایت کے خلاف تو نہین پھر درایت کے خلاف نہ بھی ہو تو اس شرط پر مانتا ہے کہ اپنے حق مین کسی طرح مضر نہو اور اس ماننے مین بھی وہ جزم نہین ہوتا۔ جو معتمد علیہ کی خبر مین ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ قاعدۂ مذکورہ کہ روایت پر درایت مقدم ہے اپنے بزرگون کی خبر کی نسبت خلاف فطرت انسانی ہے البتہ اوس شخص کے حق مین یہ قاعدہ صحیح ہوگا جو بزرگان دین کو اپنے بزرگ نہین سمجھتا۔ چنانچہ اسی وجہ سے یہود و نصاریٰ وغیرہم ہمارے دین کی باتون کو نہین مانتے گو کیسی ہی مطابق عقل و درایت ہون اور اپنے دین کی باتون کو خلاف عقل و درایت عــه ہی کیون نہون

عــه ملاحظہ ہو کتاب مقدس مطبوعہ امریکن مشن پریس - ایم - الیکی ہیر مطبوعہ ۱۸۹۵ء مین (باب ۲۳) صفحہ (۸۲۳) اور خداوند کا کلام مجھے پہونچا اور اس نے کہا کہ (۲) اے آدمزاد دو عورتین تہین جو ایک ہی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئین (۳) انہون نے مصر مین زناکاری کی وے اپنی جوانی مین سے یار باز ہوئین۔ وہان انکی چھاتیان ملی گئین اور وہان اونکی کمر کی پستان چہوئے گئے (۴) ان مین کی بڑی کا نام اہولہ اور اسکی بہن اہولبہ۔ اور وہ میری جورو دان ہوئین اور بیٹے بیٹیان جنین۔ سو انکے یہ نام ا۔ اہولہ سمرون ہے اور اہولبہ یروسلم (۵) اور اہولہ جن دنون مین وہ میری تہی چہنالا کرنے لگی اور اپنے یارون پہ یعنی اسوریون پر جو ہمسایہ تھے عاشق ہوئی (۶) کہ وہ سرلشکر اور حاکمان تھے اور سب کے سب پسند جوان اور سوار تھے جو گہوڑون پر چڑہے تھے اور ارغوانی پوشاک پہنے ہوئے تھے (۷) اسیطرح اوس نے اون سب کے ساتھ جو اسور کے برگزیدہ مرد تھے چہنالا کیا اور وہ اون سب کے ساتھہ جن سے وہ عشق بازی کرتی تہی اور اونکے سارے بتون سے ناپاک ہوگئی (۸) اس نے ہرگز اس زناکاری کو جو اس نے مصر مین کی تہی نہ چہوڑا کیونکہ انہون نے اس کے جوانی مین اس سے خلوت کی تہی انہون نے اسکی بکر کی پستانون کو ملا تہا اور اپنی زنا اسپر انڈیلی تہی

مان لیتے ہین - چنانچہ بائبل جس پر تمام یہود و نصاری کا اعتقاد ہے اور جسکو کتاب آسمانی سمجھتے ہین اوس مین عجیب عجیب باتین ہین - اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ ہمارے دین کی باتون کے مقابلہ مین یہ قاعدہ پیش کرتے ہین وہ ہمارے دین سے اجنبی اور بیگانے ہین مسلمانون کا یہ کام نہین کہ بیگانون کی باتون کو سنکر خود بھی اپنے دین سے بیگانے بنجائین بلکہ یہ خیال کرنا چاہیے کہ ایسے لوگون کا وہی جواب ہوگا جو دوسرے دین والون کا جواب ہوتا ہے اور اگر جواب نہ دیسکین تو اوسکا ملال نکرین - اسلیے کہ ہر شخص کل مذاہب باطلہ کے جواب کہانتک دیسکیگا اور اتنا ہی خیال کرلین کہ تیرہ سو سال سے کرورہا مسلمان جس طرح اپنے دین کی حفاظت کرتے آرہے ہین ہمین بھی اوسیطرح حفاظت کرنے کی ضرورت ہے -

حفاظت دین مین محققین پر مصائب -

اب ہم بطور نمونہ چند اکابر دین کے حالات لکھتے ہین جن سے اہل انصاف پر منکشف ہوجائیگا کہ یہ حضرات فقط حفاظت دین ہی کیلیے پیدا ہوے تھے اور جس دین مین ایسے حضرات کا وجود ہو اوسکا قیامت تک محفوظ رہنا دور از قیاس نہین - تاج الدین سبکی رح نے طبقات شافعیہ مین اور امام سیوطی اور ابن اثیر رح نے تاریخ الخلفا اور تاریخ کامل مین مسئلہ خلق قرآن مین جو واقعات پیش آئے اونکو تفصیل سے لکھا ہے جس سے ثابت ہے کہ محدثین رحمہم اللہ نے کیسی کیسی جانفشانیون سے اسلامی عقائد کو محفوظ کردیا - خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ قاضی احمد ابن دواد (جو نہایت فصیح اور

مسئلہ خلق قرآن

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰

(۹) اس لیے مین نے اوسے اوسکے یارون کے ہاتھ مین ان اسوریون کے ہاتھ مین جن پر وہ مرتی تھی کردیا (۱۰) انہون نے اوسکو بے ستر کیا ۵ اسکے بیٹے اور بیٹیون کو چھین لیا اور اسے تلوار سے مارڈالا سو وہ عورتون کے درمیان انگشت نما ہوی کیونکہ انہون نے اسے عدالت سے سزا دی (۱۱) اور اسکی بہن اہولیبہ نے یہ سب کچھہ دیکھا ۹ پر وہ شہوت پرستی مین اس سے بدتر ہوئی سنا اور اس نے اپنی بہن کی زناکاری کی نسبت سے زیادہ زناکاری کی (۱۲) وہ بنی اسور مطلبی اون سرلشکرون اور حاکمون پہ جو اس کے ہمسایہ تھے جو بھڑکیلی پوشاک پہنتے تھے اور گھوڑون پر چڑھتے تھے ۱۲ اور سب کے سب دلپسند جوان مرد تھے عاشق ہوی (۱۳) اور مین نے دیکھا کہ وہ بھی ناپاک ہوگئی ان دونون کے ایک ہی راہ و رسم تھی (۱۴) بلکہ اوس نے زناکاری زیادہ کی کیونکہ جب مین نے دیوار پر مردون کی صورتین دیکھین کسدیون کی تصویرین جو شنگرف سے کھنچی ہوئی تہین (۱۵) اور کمر انکے کمرون پر پٹکے کسے ہوے تھے اور اونکے سرون پر اچھے رنگین پگڑیان تہین اور کہ سب کے سب دیکھنے مین سرلشکر بنی بابل کے بیٹون سے مشابہ جن کا وطن کسدستان ہے (۱۶) تب دیکھتے ہی وہ ان پر مرنے لگی ۱۲ اور قاصد

علم کلام مین متبحر اور معتزلہ کا صحبت یافتہ شخص تہا اور خلیفہ مامون کے دل مین اوس کی بڑی وقعت تھی ۔ اوس نے مامون کو سمجہایا کہ کلام اللہ مخلوق ہے ۔ کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے انا جعلنا قرآنا عربیا اور جعل کے معنی پیدا کرنے کے ہین جیسے وجعل الظلمات والنور سے ظاہر ہے لیکن بعضے جہال اوسکو غیر مخلوق کہکر خالق کے برابر بنا دیتے ہین اور باوجود اس شرک کے اپنے آپ کو اہل حق اور اہل سنت قرار دیکر لوگون کو گمراہ کرتے ہین ۔ بادشاہ اسلام کا فرض ہے کہ ایسے لوگون کی تادیب کرکے دین کی حفاظت کرے ۔ چنانچہ یہ بات بادشاہ کی سمجہ مین آگئی اور اسحق ابن ابراہیم حاکم بغداد کے نام حکم جاری کیا کہ تمام فقہا اور محدثین کو بلاکر اونکا عقیدہ دریافت کرو اگر وہ علانیہ اقرار کرین کہ قرآن مخلوق ہے تو بہتر ورنہ اونکے اظہار قلمبند کرکے پیشگاہ مین روانہ کرین ۔ چنانچہ حاکم نے اکابر علما کو جمع کرکے حکم شاہی سنایا اون مین اکثرون نے یہ کہکر ٹال دیا کہ ہم اتنا ہی جانتے ہین کہ قرآن کلام الٰہی ہے اور اس مسئلہ مین ہم کسی سے بحث نکرینگے اور بعضون نے بالکل سکوت کیا ۔ اور بعضون نے کہا کہ قرآن مجعول ہے مگر چونکہ خدا تعالیٰ نے اوسکو مخلوق نہین کہا اسلئے ہم مخلوق نہین کہہ سکتے ۔ بادشاہ نے اون اقوال کو دیکہکر حکم بہیجا کہ جو لوگ قرآن کو صاف طور پر مخلوق نہ کہین اونکو فتویٰ دینے اور روایت حدیث کرنے سے روک دیا جائے ۔ اور چند نامی گرامی محدثین کے نام لکہے کہ اگر وہ اقرار نکرین تو اونکی گردنین مارکے اون کے سر دربار شاہی مین روانہ کئے جائین ۔ جب یہ حکم سنایا گیا تو اکثرون نے جان بچانے کی غرض سے کہدیا کہ قرآن مخلوق ہے ۔ مگر امام احمد ابن حنبل اور محمد ابن نوح رضی اللہ عنہما نے اوس سے صاف انکار کیا ۔ حاکم نے اونکو مقید کرکے بادشاہ کے پاس روانہ کر دیا بادشاہ سے کسی نے یہ کہدیا کہ جن لوگون نے اقرار کیا ہے وہ جان

امام احمد رح
پیغمبر تھی ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱ | اسدیون کے ملک مین اُن پاس بہیجا (۱۷) سو بابل کے بیٹے اس پاس آکے عشق کے بستر پر چڑہے اور انہون نے اس سے زنا کرکے اسے آلودہ کیا اور وہ جب ان سے ناپاک ہوئی تو اُس کا جی اُنسے پہر گیا (۱۸) تب اوسکی زناکاری علانیہ ہوئی اور اوسکی برہنگی بے ستر ہوئی تب جیسا میرا جی اسکی بہن سے ہٹ گیا تہا ویسا میرا دل اس سے بہی ہٹا (۱۹) تسپر بہی اس نے اپنے جوانی کے دنون کو یاد کرکے جب وہ مصر کی سرزمین مین چہنالا کرتی تہی زناکاری پر زناکاری کی (۲۰) سو وہ پہر اپنے اون یارون پر مرنے لگی جنکا بدن گدہون کا سا بدن اور جن کا انزال گہوڑون کا سا انزال تہا ۔ انتہی ۔ اب غور کیجئے کہ خدا اور اسکے جوروان اور یہ حالات نعوذ باللہ بہلا کس عقلمند کی درایت اسکو قبول کر سکتی

بچانے کی غرض سے صرف زبانی اقرار ہے اوسپر حکم شاہی نافذ ہوا کہ سنا گیا ہے کہ بعضون نے
عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے باب مین جو آیت نازل ہوی الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان
اس مین تاویل کر کے زبانی اقرار کر لیا ہے حالانکہ وہ غلط ہے بہر حال اونکو بھی دربار شاہی مین
بہیجدیا جائے۔ چنانچہ وہ سب محدثین روانہ کیئے گئے مگر حسن اتفاق سے راستہ ہی مین یہ خبر
پہونچی کہ خلیفہ مامون کا انتقال ہو گیا جس سے سب کی رہائی ہوی۔ لیکن مامون نے مرتے
وقت وصیت نامہ لکھا کہ میرے بعد جو خلیفہ ہو اوسکو چاہیئے کہ محدثین کو مجبور کر کے قرآن
کے مخلوق ہونے کا اقرار کرلے۔ چنانچہ اوس کے جانشین معتصم باللہ نے بھی وہی کارروائی
شروع کی۔ اور چونکہ امام احمد رحمہ اپنے انکار پر مصر تھے اون پر سختی شروع کی گئی۔
چنانچہ متعدد قید خانون مین قید کیئے گئے کبھی اصطبل مین کبھی عام قید خانون مین کبھی
نہایت تنگ و تاریک مکان مین اور اوس اثنا مین اکثر مناظرے بھی ہوئے۔ مگر آپکی مقابلہ
مین جو آتا اوسکو ساکت کر دیتے۔ آخر بادشاہ نے دو شخصون کو مناظرہ کیلئے بھیجا آپ نے اونسے
پوچھا تم خدائے تعالی کے علم کو مخلوق کہتے ہو یا غیر مخلوق انہون نے کہا مخلوق آپ نے
فرمایا اس قول سے تم کافر ہو گئے کسی نے کہا آپ یہ کیا کرتے ہو یہ بادشاہ کے بھیجے ہو
ہین۔ فرمایا ہان یہی بھیجے ہوئے کافر ہو گئے۔ وہ دونون تین روز تک مناظرہ کیلئے آیا کیے
ہر روز بے نیل مرام جاتے وقت ایک بیڑی امام رح کے پاؤن مین اضافہ کر دیتے چنانچہ
اب چار بیڑیان آپکے پاؤن مین ہوگئین۔ چوتھے روز بادشاہ نے خود اپنے روبرو حاضر
کرنے کا حکم دیا۔ حاکم بغداد نے آپ کو بلوا کر کہا کہ اب اگر آپ اقرار نہ کروگے تو بادشاہ
نے قسم کھائی ہے کہ ہر روز آپکو کوڑے لگوائے جائینگے یہان تک کہ آپ یا اقرار کرین یا
اسی عذاب سے مرجائین اور آپکے قید کیلئے ایک نہایت تنگ و تاریک مکان تجویز
کیا گیا ہے پھر اوس نے کہا بھلا یہ تو خیال کرو کہ حق تعالی فرماتا ہے انا جعلناہ قرآنا عربیا پھر کیونکر
ہو سکے کہ قرآن مجعول ہو اور مخلوق نہو۔ آپ نے فرمایا حق تعالی نے فجعلہم کعصف ماکول بھی فرمایا
کیا یہان تخلیق کے معنی صادق آسکتے ہین مطلب یہ کہ جعل اور خلق مرادف نہین اسکا کچھ جواب
اوس سے نہو سکا اور بادشاہ کے روبرو لیجانے کا حکم دیا۔ چونکہ آپکے پاؤن مین چار چار

بہاری بیڑیان تہین - قدم قدم پر آپ گرتے تھے آخر کسی جانور پر سوار کئے گئے اور معتصم کے گھر پہونچے اور ایک نہایت تنگ و تاریک حجرہ مین آپکو داخل کرکے باہر سے قفل لگادیا گیا آپ فرماتے ہین جب رات کو مین تہجد کا ارادہ کیا اور چراغ تو تہا ہی نہین تیمم کیلئے مٹی مل جاتی مٹی کی تلاش مین مین نے ادہر اودہر ہاتہہ دوڑائے یکایک میرا ہاتہہ آفتابہ پر پڑا جو پانی سے بہرا ہوا طشت کے ساتہہ رکہا تہا مین نے وضو کرکے نماز پڑہ لی صبح کو بادشاہ نے مجہے بلوایا - چار بیڑیون کو سنبہالکر چلنا مشکل تہا اور کوئی چیز نہ تہی جس سے انکو باندہ لیتا اس لئے پائجامہ سے ازاربند نکال کر انکو اوسکے کیا اور پائجامہ کو گرہ دیکر انشان وخیزان چلا - جب بادشاہ کے روبرو پہونچا تو خلق کا ہجوم تہا جس مین ابن دؤاد اور اوس کے طرفدار بکثرت تھے بادشاہ نے اپنے روبرو مجہے جگہ دی - تہوڑی دیر بیڑیون کی مشقت سے دم لیکر بادشاہ سے پوچہا کہ مجہے کچہہ کہنے کی اجازت ہے - بادشاہ نے اجازت دی مین نے کہا خداے تعالی نبی کو کسی چیز کی طرف بلاتا ہے - بادشاہ نے کہا لا الہ الا اللہ کی شہادت کی طرف مین نے کہا کہ مین لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہون اور یہ روایت آپکے دادا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ جب وفد عبدقیس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا - آپ نے پوچہا تم جانتے ہو کہ ایمان کیا ہے انہون نے کہا اللہ ورسولہ اعلم ہین حضرت نے فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت اور اقامت صلوۃ اور ایتاء زکوۃ اور غنیمت کا پانچوان حصہ دینا - یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ اگر اپنے سے پہلے بادشاہ کے قید مین مین تمہین نہ پاتا تو تم سے تعرض نکرتا - پہر عبدالرحمن ابن اسحاق سے کہا کیا مین نے تجہے نہین کہا تہا کہ اسنے سختی کو اوٹہادے اوس نے کہا کہ انکی تعذیب مسلمانون کی آسایش کا باعث ہے بادشاہ نے کہا خیر اب مناظرہ کرو - اوس نے مجہسے پوچہا قرآن کو تم مخلوق کہتے ہو یا غیر مخلوق مین نے کہا خداے تعالی کے علم کو تم مخلوق کہتے ہو یا غیر مخلوق وہ کچہہ جواب نہ دے سکا - مگر ہر طرف سے دلائل اور اعتراضات ہونے لگے اور مین سب کو جواب دیتا گیا یہان تک کہ سب ساکت ہوگئے اوسوقت ابن دؤاد نے بادشاہ سے کہا خدا کی قسم یہ شخص گمراہ اور گمراہ کرنے والا بدعتی ہے - بادشاہ نے کہا اور مناظرہ کرلو - چنانچہ اسیطرح کے مناظرہ مین بہی مین ہی غالب آیا اسی طرح دو روز تک مناظرہ ہوتا رہا - اس اثنا مین

اکثر بادشاہ مجھسے اقرار کرلینے کی فرمایش کرتا اور مین یہی کہتا تہا کہ کوئی آیت یا حدیث اس باب مین پیش کی جائے تو مجھے اوس کے قبول کرنے مین کچہہ عذر نہین۔ تیسرے روز ایک نہایت شاندار دربار کیا گیا جس مین مسلح فوج ایک طرف اور کوڑے لیئے ہوئے بہت سے لوگ ایک طرف کہڑے کئے گئے تھے اور مین بلایا گیا جب مین آیا تو حضار دربار سے خاص خاص لوگون کو مجھسے مناظرہ کرنے اور سمجہانے کا حکم دیا۔ چنانچہ بہت دیر تک مناظرہ ہوا جب کوئی نتیجہ نہ نکلا تو بادشاہ نے مجھے ہٹا کر اون لوگون سے تخلیہ کیا اوس کے بعد اونکو ہٹا کر مجھسے تخلیہ کیا اور کہا اے احمد تم اقرار کرلو تو مین ابھی تمہین رہا کردیتا ہون مین نے وہی کہا کہ بغیر قرآن و حدیث کے مین کوئی بات نہین مان سکتا۔ یہ سنکر بادشاہ نے نہایت غصہ سے کہا اب اسکو کھینچو اور اوسکا لباس اوتار لو جب قمیص اوتار گیا تو اوس کی آستین مین کچہہ بندہا ہوا تھا پوچھا یہ کیا ہے مین نے کہا کہ اوس مین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک ہے۔ پھر بادشاہ اپنے مقام سے اٹھکر کرسی پر بیٹھا اور کوڑے والون کو بلوایا اور اونکے کوڑے دیکھکر کہا کہ دوسرے کوڑے لاؤ جب دوسرے کوڑے پسند آئے تو جلادون کو حکم دیا کہ خوب زور سے اسکو مارو چنانچہ ایک شخص آگے بڑہا اور زور سے دو کوڑے مارکر ہٹ گیا پھر دوسرے نے دو مارے اسیطرح جلاد نوبت بنوبت آتے اور اپنی پوری طاقت سے دو دو کوڑے مارتے جب انیس کوڑے مارے گئے بادشاہ کو شاید کچہہ رحم آگیا اور اترکر میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے احمد کیون اپنے نفس کو قتل کرتے ہو۔ خدا کی قسم مجھے تم پر شفقت ہے کوئی تو ایسی بات کہو کہ مجھے تمہارے چھوڑنے کے لئے حیلہ ہوجائے مین نے اوسوقت بھی یہی کہا کہ اے امیر المومنین کوئی بات مجھے کتاب اللہ سے معلوم کرائی جائے تو مین ابھی قائل ہوجاتا ہون۔ اسکے ساتھہ ہی ہر طرف سے سختیان شروع ہوئین۔ کوئی تلوار کے قبضہ سے مارکر کہتا تہا کیا تو ان تینے لوگون پر غالب آجائیگا۔ کوئی کہتا کہ امیر المومنین کی بات کو تو نہین مانتا کوئی کہتا تہا کہ تیرے رفقا سے کسی نے ایسا نہین کیا جو تو کررہا ہے۔ بادشاہ کو غصہ مین لانیکے لئے کہا کہ امیر المومنین آپ روزہ ہو اور دھوپ مین اسکے لئے کھڑے ہو اوسکو قتل کرڈالئے اور اسکا خون میری گردن پر ہے۔ بادشاہ نے کہا اے احمد کچہہ تو کہو۔ مین پھر وہی کہا کہ کوئی

آیت یا حدیث مجھے بتلا دو تو مین قبول کر لیتا ہون۔ بادشاہ نے پھر کرسی پر جا بیٹھا اور جلادون کو زیادہ سختی کرنے کا حکم دیا۔ لکھا ہے کہ جب امام رح پر پہلا کوڑا پڑا آپ نے بسم اللہ کہا۔ اور دوسرے کوڑے پر لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور تیسرے پر فرمایا قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے اور چوتھے کوڑے پر لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا علی ہذا القیاس موقع موقع کی آیتین پیش نظر ہوتی تہین اس اثنا مین ازار بند ٹوٹ گیا اور پائجامہ ناف تک اتر آیا آپنے آسمان کی طرف دیکھکر کہا الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ مین حق پر ہون تو میری بے ستری نہو لکھا ہے کہ پائجامہ وہین رک گیا اور تہوڑی دیر کے بعد آپ بیہوش ہوگئے اور وہان سے اٹھا کر کسی مکان مین آپکو لٹا دیا۔ آپ فرماتے ہین کہ جب سختی سے کوڑے پڑنے لگے تو مین بیہوش ہوگیا اور مجھے کچھ خبر نہین کہ اوس کے بعد کیا ہوا جب ہوش آیا دیکھا تو بیڑیان پیرون سے نکلی ہوئی ہین۔ لوگون نے کہا کہ جب آپ بیہوش ہوکر گر گئے تو لوگون نے آپ کو پیرون سے خوب روندا۔ آپ نے کہا مجھے اسکی کچھ خبر نہین۔ غرضکہ کامل اٹھائیس مہینے آپ پر تمام کی مصیبتین ڈالی گئین آخر مجبوری رہا کئے گئے۔ لکھا ہے کہ ہوش آنے کے بعد کسی نے ستو پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مین روزہ نہ توڑونگا پھر نماز ظہر ایسی حالت مین پڑھی کہ زخمون سے خون جاری تہا کسی نے کہا یہ نماز کیسی خون آپکے کپڑون مین جاری ہے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایکبار ایسی ہی حالت مین نماز پڑہی ہے اوس کے بعد آپ رہا کئے گئے۔ امام رح کے فرزند صالح کہتے ہین کہ یہ واقعہ رمضان مین ہوا کئی روز آپ پر ایسے گذرے کہ بغیر سحر اور افطار کے روزے رکہے گئے اور کسی کو موقع نہ ملا کہ کھانا یا پانی آپکو پہنچا سکے اور روزانہ مار پڑتی تھی ایک روز کمال تشنگی کی حالت مین بے اختیار آپ نے سقا سے پانی مانگا اوس نے برف پڑا ہوا پانی دیا آپ نے پیالہ لے لیا اور تہوڑی دیر تک پانی کو دیکھتے رہے آخر خوف الٰہی غالب ہوا اور پانی نہ پی سکے۔ لکھا ہے جب تک آپکو ہوش تہا ہر کوڑے پر آپ معتصم باللہ کے ذمہ کو بری کرتے اور اوسکی خطا معاف کرتے تھے کسی نے اوسکی وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا مین مکروہ سمجھتا ہون کہ قیامت مین یہ کہا جائے کہ یہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی اولاد و اہل بیت کا دعویدار ہے۔

حیوۃ الحیوان مین علامہ دمیری رحمے لکھاہے کہ امام شافعی رحمنے مصر مین خواب دیکھا
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہین اور فرماتے ہین کہ احمد بن حنبل کو جنت کی خوشخبری دو کہ
وہ اون مصیبتون کے معاوضہ مین دی گئی جو قرآن کو مخلوق کہلوانے کی غرض سے اونپر ڈالی
جائینگی اور اونسے کہدو کہ وہ ہرگز اوس کے قائل نہون بلکہ صاف کہدین کہ قرآن غیر مخلوق نازل
کیا گیا ہے۔ امام شافعی رحمنے اوسی روز یہ واقعہ لکھکر ایک خاص شخص کے ہاتھہ مین خط دیا کہ
امام احمد ابن حنبل کو بغداد مین پہونچادے آپنے اوس خط کو دیکھکر ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ
پڑہا اور اوس نامہ بر کو بطور انعام اپنا خاص قمیص دیا جو جسم کے ساتھہ متصل تہا۔ امام شافعی رح
کو جب قمیص کا حال معلوم ہوا تو اوس شخص پر فرمایش کی اوسکا دہوون ہمین لادو۔ چنانچہ
اوس متبرک قمیص کا دہوون اپنے تمام جسم پر سے آپنے بہایا۔ اور اوس مین لکھاہے کہ
محمد ابن خزیمہ کہتے ہین کہ جب امام احمد رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہونچی تو مجھے نہایت غم
ہوا اوسی رات خواب مین دیکھا کہ امام رح نہایت فاخرہ لباس پہنے متکبرانہ رفتار سے چلے
آرہے ہین مین نے پوچہا حضرت یہ تبختر کیسا فرمایا۔ دار السلام مین خدام کی رفتار کا انداز یہی
ہوتا ہے۔ مین نے پوچہا حق تعالی نے آپکے ساتھہ کیا معاملہ کیا فرمایا مغفرت کی اور تاج
اور فاخرہ لباس پہنا کر فرمایا کہ یہ اوسکا بدلہ ہے جو تم نے کہا تھا کہ قرآن میرا کلام غیر مخلوق
ہے۔ ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین ابو الفرح ابن جوزی کا قول نقل کیا ہے
کہ ابراہیم ابن حربی رح نے ایک رات بشر حافی رح کو خواب مین دیکھا کہ مسجد رصافہ کے
قریب تشریف فرما ہین اور آپ کی آستین مین کوئی چیز حرکت کر رہی ہے پوچھا یہ کیا ہے
فرمایا شب گزشتہ احمد بن حنبل رح کی روح جب ہمارے یہان آئی تو اوس پر موتی اور یاقوت
نثار کئے گئے یہ اوسی مین سے ہین جنکو مین نے چن لیا ہے طبقات شافعیہ وغیرہ
مین لکھاہے کہ مسئلہ خلق قرآن کی ابتدا مامون نے ۲۱۲ھ مین کی اور ۲۱۸ھ مین اوسپر
زور دیا اور ۲۳۴ھ کی آخر تک اسکا سلسلہ جاری رہا۔ اگرچہ واثق کے زمانہ مین اس فتنہ کا
زور ٹوٹا مگر جعفر متوکل نے اوس سے دست بردار ہوکر احکام جاری کئے کہ موافق سنت
اس مسئلہ مین اعتقاد رکہا جائے اس مدت مین بہت سے محدثین شہید کئے گئے ۔

طبقات شافعیہ اور حیوۃ الحیوان مین لکھاہے کہ ایک بزرگ کو قید کر کے واثق کے دربار مین لایا گیا۔ ابن ابی دواد نے حسب عادت اُنسے پوچھا کہ تم قرآن کو مخلوق کہتے ہو یا غیر مخلوق انھون نے کہا مین تم سے ایک بات پوچھتا ہون کہا وہ کیا۔ کہا کہ قرآن کے مخلوق ہونے کا حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم بھی جانتے تھے یا نہین؟ کہا جانتے تھے۔ کہا جسطرح تم لوگون کو اوس کی طرف بلاتے ہو کیا وہ بھی بلاتے تھے یا انہون نے سکوت کیا تھا؟ کہا سکوت کیا تھا۔ کہا پھر تم کیون نہین سکوت کرتے اسکا جواب اوس سے کچھہ نہو سکا اور بادشاہ کے سمجھہ مین وہ بات آگئی اور اونکو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

طبقات شافعیہ مین ایک لطیفہ لکھاہے کہ ایک مسخرہ جس کا لقب عبادہ مخنث تھا ایک روز واثق باللہ کے پاس آکر کہا اعظم اللہ اجرک فی القرآن یا امیر المومنین عرب کا دستور ہے کہ جب کوئی مرجاتاہے تو اوس کی تعزیت مین اعظم اللہ اجرک کہتے ہین۔ بادشاہ نے کہا اے کمبخت کیا قرآن بھی مرتاہے؟ کہا اے امیر المومنین قرآن آخر مخلوق ہے اور مخلوق کا مرنا ضرور ہے۔ پھر پوچھا اے امیر المومنین اگر قرآن مرجائے تو تراویح کون پڑھائیگا۔ بادشاہ نے کہا کمبخت چپ رہ۔

اب ہم چند امور یہان بیان کرتے ہین جو اس واقعہ سے مستنبط ہوتے ہین ہرچند مقصود کتاب سے اونکو چندان تعلق نہین مگر مناسب مقام ہین۔

(۱) اس واقعہ پر نظر ڈالنے سے یہ بات ظاہر ہے کہ غیر مذہب والون کی مصاحبت اور مکالمت اور ادیان باطلہ کی کتابون کے مطالعہ سے اعتقاد پر بڑا اثر پڑتاہے گو آدمی دیندار اور فاضل ہو دیکھئے خلیفہ مامون کو محدثین اور اہل تاریخ نے جامع فضائل لکھاہے چنانچہ تاریخ الخلفا وغیرہ مین لکھاہے کہ وہ حافظ قرآن اور فقہ اور حدیث مین ماہر تھا ایکبار ہرون رشید نے اوسکو عیسی ابن یونس کی خدمت مین بھیجا انہون نے سو حدیثین اوسکو سنائین۔ مامون نے کہا حضرت مین چاہتاہون کہ اعادہ کرکے انکی تصحیح کرلون اور اونہون نے اجازت دی مامون نے پوری سو حدیثین لفظاً بلفظ زبانی پڑھکر سنا دین۔ اور باوجود صحبت بد کا اثر

اس علم وفضل کے وہ عابد بھی تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ بعضے رمضانوں مین قرآن کے تینتیس ۳۳ ختم کیے۔ اور اہل بیت کرام کے ساتھ اوسکو دلی محبت اور عقیدت تھی چنانچہ اسی وجہ سے اپنی لڑکی حضرت علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کے نکاح مین دی اور آپ کے نام کا سکہ جاری کیا اور اپنے بھائی کو جو ولیعہد تھا موقوف کرکے آپکو ولیعہد مقرر کیا اور اس کی شہرت دی۔ اور سیاہ رنگ جو خلفائے عباسیہ کا بانا تھا چھوڑ کر سبز رنگ اختیار کیا اور مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اپنے آپ کو معزول کرکے حضرت مدوح کو مسند خلافت پر بٹھلا دے۔ مگر اوسی عرصہ مین آپکا انتقال ہوگیا۔ غرضکہ خلفائے عباسیہ مین تو کیا دوسرے سلاطین مین بھی ان صفات کا جامع شاید ہی کوئی ہوا ہو۔ ایسے متدین فاضل کو ایک فاسد الاعتقاد ابن ابی دؤاد کی صحبت اور نیز فلسفہ کی کتابین جو جزیرہ قبرس مین اوس کے ہاتھ آئین اونکے مطالعہ نے اس مسئلہ مین اوس کو بیباک اور جادہ اہل سنت سے منحرف کر دیا۔

ابن ابی دؤاد کے تقرب کی وجہ یہ بھی کہ مامون ذی کمال اور فاضل شخص تھا اور ابن ابی دؤاد بھی بڑا ہی فاضل باکمال تھا۔ چنانچہ ابن خلکان رح نے اوسکی طباعی اور تبحر علمی کی کئی واقعے وفیات الاعیان مین لکھے ہین منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ مامون کی مجلس مین ایکبار ذکر آیا کہ لیلۃ العقبہ مین انصار نے جو بیعت کی اونکے کیا نام ہین۔ ہر شخص نے اپنے معلومات بیان کیے مگر مقصود حاصل نہوا۔ اس عرصہ مین ابن ابی دؤاد آگیا جب اوس سے پوچھا گیا تو فوراً ایک ایک کا نام مع کنیت اور انساب بیان کر دیا۔ بادشاہ نہایت خوش ہوا اور کہا کہ کسی فاضل کے ساتھ آدمی ہمنشینی چاہے تو ابن ابی دؤاد جیسے آدمی کو اختیار کرے۔ اور قاعدہ کی بات ہے کہ اہل کمال اہل کمال کو دوست رکھا کرتے ہین۔ اس مناسبت سے مامون نے اوسکو اپنا مقرب بنایا اور اپنے تبحر علمی اور کمال تدین کے بھروسے اوس کے مذہب ومشرب کی کچھہ پروا نہ کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا مین اوس فتنہ کی آتش مشتعل ہوئی اور ایک مدت تک اہل اسلام کا ایک منتخب گروہ حیران وپریشان رہا یہ ہے اثر بری صحبت کا۔

بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد ۔۔۔ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

(۲) یہ مسئلہ اوس زمانہ مین عقلی انداز پر پیش نہین ہوا بلکہ مذہبی رنگ مین دکھلایا گیا کہ قرآن

بادشاہون کی غفلت بھی ضلالت دین کی باعث ہوئی۔

غیر مخلوق ہو تو خالق کے ساتھہ شرک ہوجاتا ہے اسیوجہ سے سلاطین اسلامیہ نے اوسکی انسداد کو اپنا فرض منصبی سمجھا با وجودیکہ مامون نہایت رحم دل حلیم بادشاہ تھا۔ مگر اس مقدمہ مین حلم و عفو اوس سے نہوسکا حالانکہ اوس کی ذاتی کتنی ہی توہین کیجاتی کچھہ مواخذہ نکرتا چنانچہ تاریخ الخلفا مین لکھا ہے کہ ایکبار وہ دجلہ کے کنارہ بیٹھا تھا ایک ملاح یہ کہتا ہوا گزرا کیا تم سمجھتے ہو کہ میری آنکھون مین مامون کی کچھہ وقعت ہے ہرگز نہین اسلئے کہ اوس نے اپنے بھائی امین کو قتل کر ڈالا۔ بادشاہ تبسم کرتا ہوا حضار مجلس سے پوچھا کہ تم کوئی ایسا حیلہ جانتے ہو کہ میری وقعت اس بزرگ کی آنکھون مین ہو۔ اوسکا قول تھا کہ مجھے کیسکا قصور معاف کرنے مین نہایت تلذذ ہوتا ہے یہان تک کہ اس تلذذ کی وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ عفو کے ثواب سے کہین محروم نہ ہوجاؤن اور کہا کرتا تھا کہ اگر لوگون کو معلوم ہوجائے کہ عفو کو مین کسقدر دوست رکھتا ہون تو لوگ میرا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے مرتکب جرائم ہوا کرین گے۔ باوجود اس کے اس مذہبی معاملہ مین اوس نے نہ حلم کیا نہ عفو قصور بلکہ حکم قطعی جاری کر دیا کہ جو شخص اقرار نکرے اوس کی گردن مارڈالی جائے۔ چونکہ منشا اسکا حفاظت دین تھا اسلئے وہ لوگ اوسکو باعث تقرب الہی سمجھتے تھے۔ چنانچہ طبقات شافعیہ مین لکھا ہے کہ احمد ابن نصر خزاعی رح جو شیخ جلیل القدر تھے۔ واثق باللہ کے دربار مین حاضر کئے گئے۔ بادشاہ نے سوال کیا کہ قرآن کے باب مین تم کیا کہتے ہو انہون نے کہا اللہ تعالی کا کلام ہے اوس نے پوچھا مخلوق ہے یا غیر مخلوق کہا اللہ کا کلام ہے ہر چند کسی ایک شق کو اختیار کرنے کیلئے اصرار کیا گیا مگر آپ یہی کہتے کہ وہ اللہ کا کلام ہے اہل دربار مین سے کسی نے کہا یہ شخص حلال الدم ہے اسکو قتل کرنا چاہئے۔ ابن ابی دواد نے کہا کہ انکی عقل مین فتور معلوم ہوتا ہے۔ بہتر ہے کہ چند روز انکو مہلت دی جائے شاید اس عرصہ مین توبہ کرلین بادشاہ نے کہا میری دانست مین یہ شخص اشد کافر ہے کہ اپنے اعتقاد سے ٹلتا ہی نہین یہ کہکر تلوار منگوائی اور کہا کہ میرے ساتھہ کوئی نہ اٹھے مین خود اپنے ہاتھہ سے اسکو قتل کرتا ہون کیونکہ جتنے قدم اس کام مین چلون باعث اجر ہین چنانچہ اپنے ہاتھہ سے اونکو قتل کر کے اونکا سر بغداد کے شرقی جانب مین چند روز اور غربی جانب مین چند روز لٹکا

نے کا حکم دیا کہ لوگون کو عبرت ہو کہ اس عقیدہ والون کی یہ سزا ہے اور اونکے کان مین
یہ پرچہ لٹکایا گیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ سر احمد ابن نصر ابن مالک کا ہے اوس سے عبداللہ
واثق باللہ امیر المومنین نے کہا کہ قرآن کو مخلوق کہے مگر اوس نے سرکشی کی اسلیئے
اللہ نے اوسکو دوزخ مین بھیجدیا۔

لکھا ہے کہ اونکی شہادت کے بعد تہوڑے عرصہ مین واثق کا انتقال ہوا اور اوسکا بھائی
متوکل باللہ مسند خلافت پر بیٹھا ایک روز عبد العزیز بن یحیٰی کنانی نے عرض کیا کہ ایک
عجیب واقعہ دیکھا گیا کہ جب واثق نے احمد بن نصر خزاعی کی گردن ماری قرائت اونکے
دفن تک قرآن اونکی زبان سے اکثر سنا گیا متوکل کو اس واقعہ کے سننے سے عبرت ہوئی
اور فکر مین بیٹھا تھا کہ محمد ابن عبد الملک زیات حاضر ہوا متوکل نے اوس سے کہا کہ احمد ابن نصر
کے قتل کا مجھے ملال ہے اوس نے کہا اے امیر المومنین اگر واثق نے اوسکو کفر کی وجہ سے
نہ مارڈالا ہو تو اللہ مجھے آگ سے جلا دے اوسکے بعد ہرثمہ آیا اوس سے بھی بادشاہ نے ملال
ظاہر کیا اوس نے کہا اے امیر المومنین اگر واثق نے اوسکو کفر کی وجہ سے نہ مارڈالا ہو تو خدا
ہر ایک عضو میرا جدا کر دے۔ اوسکے بعد ابن ابی دواد آیا بادشاہ نے اوس سے بھی ویسا ہی
کہا اوس نے بھی تسکین دی کہ اگر وہ کفر کی وجہ سے نہ مارڈالا گیا ہو تو خدا مجھے فالج سے ہلاک
کر دے۔ لکھا ہے کہ تہوڑے عرصہ مین وہ تینون نے جسطرح کہا تھا اوسے موت سے وہ مرے

حیوۃ الحیوان مین لکھا ہے کہ احمد بن نصر خزاعی رح کو بعد شہادت کسی بزرگ نے خواب مین دیکھا اور پوچھا
کہ خداے تعالی نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا کہ مغفرت کی لیکن تین روز سے مین ایک غم
مین مبتلا تھا۔ پوچھا غم کیا۔ کہا دوبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے روبرو سے تشریف لے گئے
مگر میری طرف توجہ نہین کی تیسرے روز جب تشریف فرما ہوئے تو مین نے عرض کیا
یا رسول اللہ کیا مین حق پر اور وہ لوگ باطل پر نہین تھے فرمایا ہان تم ہی حق پر تھے مین نے
عرض کیا پھر حضرت جو مجھسے اعراض فرماتے ہین اسکی کیا وجہ؟ فرمایا تم سے مجھے شرم آتی
ہے کہ میرے اہل بیت مین سے تمہین ایک شخص نے قتل کیا۔

اسمین شک نہین کہ مسئلہ قرآن مین بعضے سلاطین اس تشدد اور قتل کو اپنے زعم مین گو تائید

دین سمجھے تھے لیکن باطل پر ضرور تھے مگر اونکے اس تشدد کا یہ اثر تو ضرور ہوا کہ اہل باطل کے حوصلے پست ہوگئے کسی کی مجال نہ تھی کہ دین مین کوئی نئی بات نکال سکے اور یہ خوف لوگون کے دلون پر طاری ہوگیا تھا کہ جب ایسے ایسے نامی وگرامی علما جنکو عموماً محدثین اور اہل حق اپنے مقتدا مانتے ہین ایک مسئلہ مین خلاف کرنے سے اونکے قتل عام کا حکم ہوگیا اور ہر طرف دار وگیر ہونے لگی تو ہر کس وناکس کس قطار وشمار مین۔ بہر حال ان کارروائیون سے ثابت ہے کہ جس طرح اہل حق سے دین کی تائید اور حفاظت ہوئی ان سلاطین کے عہد داد سے بھی دین کی حفاظت ہوئی۔ اب غور کیا جائے کہ جسطرح اس آخری زمانہ مین جسکا جو جی چاہتا قرآن وحدیث مین تاویلین کرکے ایک گروہ اپنا علانیہ قائم کرلیتا ہے کیا ان سلاطین کے زمانہ مین یہ ممکن تھا؟ اونکی طرز حکومت گواہی دے رہی ہے کہ جتنی آزادی ادیان باطلہ کو تھی مسلمانون کو نہ تھی۔ دیکھہ لیجئے خلق قرآن کے مسئلہ مین صرف محدثین مجبور کئے جاتے تھے کسی یہودی اور عیسائی سے اس مسئلہ کا سوال ہی نہوا حالانکہ وہ بھی کلام الہی کے قائل تھے۔ ہان اسلامی مذاہب باطلہ کے موجد اور سرپرست مخفی طور پر جاہلون کو بمناسبت طبیعی طاقت لسانی سے اپنے ہمخیال بنالیتے تھے اور کبھی کبھی موقع پاکر کسی مسئلہ مین عقلی دلائل سے بادشاہون کو بھی دھوکہ دیدیتے چنانچہ بعض اصحاب غیلان نے یزید ناقص کو جو سلاطین بنی امیہ مین تھا قدری بنالیا تھا جسکی وجہ سے چندروز مذہب قدریہ کو تائید ملی اسیطرح مامون کو معتزلی نے مسئلہ خلق قرآن مین دھوکا دیدیا۔

مذہب اہل سنت اصل دین ہے اور دوسرے مذاہب اختراعی ہین۔

اس سے ظاہر ہے کہ اسلام مین قدیم سے جو مذہب قرناً بعد قرن چلا آرہا ہے وہ مذہب اہل سنت وجماعت ہے اور اوس کے سوا جتنے مذاہب ہین سب حادث ہین جنکا موجد ایک ہی ایک شخص ہوا کیا۔ مثلاً مذہب قدریہ کا موجد معبد جہنی ہے جو صحابہ کے زمانہ مین تھا اور جس صحابی نے اوسکی یہ بدعت سنی اوس سے تبرا ذمہ کرکے اوسکی مخالفت کا اعلان کیا اسی طرح مذہب اعتزال کا موجد واصل ابن عطا ہے جو تابعین کے زمانہ مین تہا۔ اسیطرح کل مذاہب باطلہ کا حال ہے جو مذہب اہلسنت وجماعت سے علحدہ ہوکر قرآن مین ایسی بدنما تاویلین کرتے جو صراحۃً تحریف ہین۔ اور اپنی مرضی کے مطابق بحسب ضرورت حدیثین بنالیتے اور جو حدیثین اپنے مقصود کے

مخالف پاتے اونکو موضوع قرار دیتے یا تاویلیں کرتے کیونکہ نئی بات کا موجد جو تمام امت موجودہ
سے علیحدگی اختیار کرتا ہے جب تک ایسی کارسازیاں نکرے کوئی شخص اوسکا ہمخیال نہیں بن سکتا
بخلاف اس کے اہل سنت وجماعت کو جو ہر ایک موجب کے زمانہ میں موجود تھے ایسی کارروائیون
کی ضرورت ہی نتھی اس سے ظاہر ہے کہ صرف اہل سنت وجماعت کا مذہب ایسا ہے جس مین
کسی کے ایجاد و اختراع کو دخل نہین۔ اور یہ مسلم ہے کہ ہمارا آسمانی دین کسی کے ایجاد اور اختراع
کو جائز نہین رکھتا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرما دیا کہ اس دین مین (۴۴) تہتر مذہب
بنائے جائینگے مگر وہ کل مذاہب ناری ہین اور ناجی ایک ہی مذہب ہے کسی نے پوچھا وہ
کونسا مذہب ہے فرمایا جس پر مین اور میرے صحابہ ہین کما فی المشکوۃ عن عبد اللہ بن عمرو قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا
من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وفی معناہ ما رواہ احمد وابو داؤد واسی وجہ
سے تابعین نے احادیث اور اقوال صحابہ کو محفوظ کر لیا تاکہ وہ ناجی مذہب ہاتھ سے جاتا نرہے
اور اونکے بعد کے طبقات مین بھی اونکی پوری پوری حفاظت ہوتی گئی۔ ہرچند اہل مذاہب
باطلہ نے بہت کچھ فکرین کین کہ اپنے خیالات باطلہ کو دینی مسائل اور اعتقادات مین مخلوط کر دین
چنانچہ طلاقت لسانی سے کام لیا بعض سلاطین کو اپنے ہمخیال بنا کر مسلمانون پر وہ وہ ایذائین
کین مگر بفضلہ تعالی اونکی کچھ چل نہ سکی۔ اور ناصرے تراشیدہ خیالات دین مین ایسے ممتاز رہے
جیسے دودھ مین مکھی جنکو مسلمانون نے نکالکر پھینکدیا اور بفضلہ تعالی وہی خالص دین ہم تک
برابر پہونچ گیا فحمد اللہ علی ذالک۔

تہتر فرقون مین سے اہل سنت وجماعت ناجی ہین۔

(۴۵) اگرچہ شرعاً اجازت ہے کہ جبر واکراہ کے موقع مین زبان سے کوئی کلمہ کفر کہدیا جائے تو
مضائقہ نہین جیسا کہ اس آیہ شریفہ سے ظاہر ہے من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن
بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیہم غضب من اللہ ولہم عذاب عظیم اسی وجہ سے اکثر
محدثین نے قرآن کے مخلوق ہونے کا زبانی اقرار کر لیا تھا اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ
بھی اس مسئلہ کو بخوبی جانتے تھے باوجودیکہ آپ جو اذیتین دیجاتی تھین اوسکی وجہ یہی تھی
کہ اگر کل علما مصلحتاً قرآن کا اقرار کر لیتے تو عوام الناس اس مصلحت کو نہ سمجھتے بلکہ یہ خیال کرتے

کہ اگر یہ اعتقاد باطل ہوتا کوئی عالم اسکی مخالفت کرتا۔ اور اونکا یہی خیال تہا کہ معلوم نہین
یہ طوفان بے تمیزی کب تک رہیگا اگر ایک مدت تک یہی اعتقاد فاسد عوام الناس کی ذہن نشین
جم رہے تو اہل حق کو آئندہ اسکی اصلاح مین دشواریان لاحق ہونگی۔ غرضکہ ان خیالات سے
آپ اور آپکے چند ہمخیال محدثین نے اقسام کی سختیان اٹھائین بلکہ جان تک دیدی مگر حق بات
ظاہر کرتے رہے جس سے تمام مسلمانون مین یہ بات مشہور ہوگئی کہ یہ مسئلہ دین مین ایسا ضروری
اور مہتم بالشان ہے کہ اوسکے مقابلہ مین جان بھی کوئی چیز نہین چنانچہ اسکا یہ اثر ہوا
کہ اسی مسئلہ پر اہل حق و باطل کا امتیاز قرار پایا نہایت شد و مد سے احتیاط ہونے لگی
چنانچہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین مین فرماتے ہین وہو کلام اللہ
فی صدور الحافظین والسن الناطقین فی اکف الکاتبین وملاحظۃ الناظرین ومصاحف اہل الاسلام
والواح الصبیان حیثما روی و وجد فمن زعم انہ مخلوق او عبارتہ او التلاوۃ غیر المتلو او قال لفظی
بالقرآن مخلوق فہو کافر باللہ العظیم ولا یخالط ولا یواکل ولا ینا کح ولا یجاور بل یہجر ویہان ولا
یصلی خلفہ ولا یقبل شہادتہ ولا یصح ولایتہ فی نکاح ولیہ ولا یصلی علیہ اذا مات فان ظفر بہ استتیب
ثلاثا کالمرتد فان تاب والا قتل سئل الامام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ عمن قال لفظی مخلوق فقال کفر
وقال رحمہ اللہ من قال القرآن کلام اللہ لیس بمخلوق والتلاوۃ مخلوقۃ کفر۔ تلاوت اور متلو مین
جو فرق ہے اہل علم خوب جانتے ہین مگر چونکہ عوام ایسے امور مین فرق نہین کرسکتے اسلیئے
دونون کا ایک ہی حکم قرار دیا گیا تہا تاکہ قرآن کے مخلوق ہونے کا کسیکو خیال بھی نہ آسکے اور
یہ تشدد اس قسم کا تہا جیسے تحریم خمر کے زمانہ مین ظروف خمر کا استعمال بھی حرام کردیا گیا تہا
باوجودیکہ امام بخاری رح کی جلالت شان تمام محدثین مین مسلم ہے مگر جب انہون نے یہ کہا کہ قرآن
تو غیر مخلوق ہے مگر اوسکا تلفظ کرنا جو انسان کا فعل ہے وہ مخلوق ہے اتنی بات پر اوس
زمانہ کے محدثین اونسے بگڑ گئے چنانچہ طبقات شافعیہ مین امام سبکی رح نے لکھا ہی کہ جب امام بخاری
نیشاپور گئے تو علمائے بغداد نے ذہلی رح کو جو ان شیخ الشیوخ مانے جاتے تھے لکھ بھیجا کہ
محمد اسمعیل بخاری وہان آتے ہین اونکا عقیدہ ہے کہ تلفظ بالقرآن مخلوق ہے ہرچند ہم نے
اونکو اس عقیدہ سے منع کیا مگر وہ نہین مانتے اسلیئے مناسب ہے کہ کہدیا جاے کہ کوئی اوسکے

پاس نہ جاوے چونکہ امام بخاری رح کی شہرت ہر ملک مین تھی نیشاپور مین آپکی تشریف فرمائی کا حال معلوم ہوا تو آپ کے استقبال مین خلق کا ایک ہجوم تہا چنانچہ طبقات شافعیہ مین لکہا ہے صرف وہ لوگ جو گہوڑون پر سوار تھے چار ہزار تھے اور جو لوگ خچرون اور گدہون پہ سوار تھے یا پیادہ تھے اونکی تو گنتی نہین ہر روز محدثین اور طلبہ جوق جوق بغرض استفادہ و تلمذ حاضر ہوتے ایک روز جب خوب مجمع ہوا ایک شخص نے کہڑے ہو کر پوچہا کہ حضرت تلفظ بالقرآن کو آپ مخلوق کہتے ہو یا غیر مخلوق ہرچند آپ نے ٹالا مگر اوسنے پیچہا نہ چہوڑا آخر آپ نے اپنی تحقیق بیان کی کہ قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے اور بندہ کے کل افعال مخلوق ہین پس تلفظ بندہ کا فعل ہے اسلئے وہ مخلوق ہے۔ یہ کہنا ہی تہا کہ مجلس مین شور مچ گیا اور کل حضار مجلس چلے گئے اور ذہلی رح نے اعلان دیا کہ جو شخص بخاری کے پاس جاوے وہ ہمارے پاس نہ آوے کیونکہ جو شخص تلفظ بالقرآن کو مخلوق کہے وہ بدعتی ہے اوسکے ساتھ بیٹہنا اور اوس سے بات کرنی درست نہین غرض امام بخاری رح اس مسئلہ مین اسقدر مطعون اور تنگ ہوئے کہ ایک کتاب اس باب مین لکہنے کی ضرورت ہوئی جسکا نام خلق افعال عباد رکہا اس مین بہت سی آیتون اور حدیثون سے استدلال کیا اور بہت سے دلائل قائم کئے منجملہ اوسکے چند یہ ہین قراءة القرآن عمل ومن قال عمل العباد ليس بخلق فهو كافر۔ اور لکہا ہے ان الابلاغ منه صلی اللہ علیہ وسلم وان کلام اللہ من ربہ۔ اور لکہا ہے القراءة فعل العبد ولا يخفى معرفة هذا القدر الا من اعمى الله عليه ولم يوفقه ولم يهده سبيل الرشاد اور لکہا ہے جميع القرآن هو قوله والقول صفة القائل وهو موصوف به فالقرآن قول الله عز وجل والقراءة والكتابة والحفظ للقرآن من فعل الخلق اور ہر ایک استدلال مین احادیث بکثرت پیش کئے ہین۔

تہذیب التہذیب سے ظاہر ہے کہ حسین بن علی کرابیسی کو محدثین معتبر سمجہتے تھے۔ چنانچہ خطیب بغدادی نے اونکی نسبت لکہا ہے كان فهما عالما فقيها وله تصانيف كثيرة في الفقه وفي الاصول تدل على حسن فهمه وغزارة علمه باوجود اسکے جب انہون نے امام احمد بن حنبل رح کی مخالفت کی اور مخالفت بہی اسیقدر کہ لفظی بالقرآن غیر مخلوق کہتے تھے ورنہ قرآن کے غیر مخلوق ہونے کے وہ بہی قائل تھے۔ تو محدثین نے اونکو ترک کر دیا اور لکہا ہے کہ امام بخاری رح اونکی صحبت مین رہتے تھے اونہی سے یہ مسئلہ انہون نے لیا ہے۔

تہذیب التہذیب مین ابوبکر احمد رمادی کے ترجمہ مین لکہا ہے کہ کسی نے ابوداؤد سے پوچہا کہ آپ رمادی کی روایتین کیون نہین بیان کرتے کہا اینہ یصحب الواقفۃ قلم احدث عنہ یعنے مین نے اوسکو دیکہا کہ اون لوگون کے ساتھہ رہا کرتا ہے جو قرآن کو غیر مخلوق کہنے مین توقف کرتے ہین اسلئے اوس سے روایت نہین لی۔ حالانکہ تہذیب التہذیب سے ظاہر ہے کہ رمادی ایسے حفظ وغیرہ کی توثیق محدثین نے کی ہے۔

تذکرۃ الحفاظ مین اسحق ابن ابی اسرائیل کا حال لکہا ہے کہ محدثین نے اونکی توثیق مین یہانتک لکہا ہے کہ حفظ و ورع مین اونکا نظیر نہین مگر جب انہون نے قرآن کو غیر مخلوق کہنے مین توقف کیا تو محدثین نے اونکو ترک کر دیا اور تہذیب التہذیب مین اونکے ترجمہ مین ابوحاتم رازی کا قول نقل کیا ہے کہ پیشتر ہم لوگ اونسے روایت لیتے تھے۔ مگر جب انہون نے قرآن کے مسئلہ مین توقف کیا تو ہم نے اونسے حدیث لینے مین توقف کیا اور محدثین نے اونکو ترک کر دیا چنانچہ مین کبہی کبہی اونکی مسجد مین جاتا تو دیکہتا کہ وہ اکیلے بیٹہے ہین اور کوئی اونکے پاس نہین جاتا تذکرۃ الحفاظ مین لکہا ہے کہ ابن شرقی کہتے ہین کہ مین محمد ابن یحیی کے حلقہ مین گیا انہون نے اہل حلقہ کی طرف خطاب کرکے کہا کہ تلفظ بالقرآن کو جو شخص مخلوق کہے وہ ہماری مجلس مین نہ آئے کشف بزدوی مین لکہا ہے کہ ابو یوسف رح کہتے ہین کہ مسئلہ خلق قرآن مین چہہ مہینے تک ابوحنیفہ رح کے ساتہہ مین مناظرہ کرتا رہا۔ آخر میری اور اونکی رائے کا اتفاق اسپر ہوا کہ جو شخص قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے اور محمد رح بہی اسی کے قائل ہین۔

مقصود ہمارا اس بیان سے یہ ہے کہ اس مسئلہ مین محدثین نے اسقدر احتیاط کی کہ امام بخاری رح جیسے مستند شیخ وقت کی کسی نے نہ مانی اور مدتون وہ مطعون رہے اور بہت سے محدثین متروک کر دئے گئے اور سلاطین کی وہ جابرانہ کارروائیان سب کان لم یکن ہوگئین بلکہ بمصداق ؎ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ؎ جس قدر انہون نے تشدد کیا تہا اوس سے زیادہ محدثین کی طرف سے اس مسئلہ مین تشدد ہوا۔ اور سلطنت نے جس بات پر اپنا پورا زور لگا دیا تہا اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اوسکی مخالفت نہایت شد و مد سے کیگئی اور سلطنت سے کچہہ نہو سکا۔ غرضکہ سلاطین کی پوری مخالفت سے بہی دین کا ایک مسئلہ بگڑ نہ سکا

محدثین نے اس مسئلہ مین اسقدر تشدد اس وجہ سے کیا کہ ایک حدیث شریف مین خود
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے جسکی حفاظت ان جانبازان اسلام
نے کی۔ اب غور کیجیے کہ کسقدر ان حضرات کو استقامت تھی کہ ہرچند سلطنت مخالف ہوگئی
مگر ایک حدیث کو بھی انہون نے تلف ہونے نہ دیا۔ یہ لوگ ہین جس سے دین کی حفاظت
ہوئی اگر خالص دین پوچھئے تو وہی ہے جو ان حضرات کے ذریعہ سے پہونچا ہے ایسے ہی
افراد سے دین لینے کی ضرورت عقلاً اور شرعاً ثابت ہے کنز العمال مین ہے۔ عن ابن عمر رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن آدم دینک دینک انما ہو لحمک ودمک فانظر عمن تا
خذ الدین خذ الدین عن الذین استقاموا ولا تاخذ عن الذین قالوا (عد) یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اے ابن آدم دین کو خوب مستحکم کر وہ تیرا گوشت وخون ہے یعنے قوام روحانی اوسی سے
ہے۔ دین کو دیکھ سمجھ کے لے۔ ایسے لوگون سے لے جنکو دین مین استقامت حاصل ہے
اور ان لوگون سے مت لے جو کہتے ہین یعنے باتین ہی باتین ہین اور عمل ندارد۔ اور عقل بھی
اسی کو مقتضی ہے اسلئے کہ جو لوگ صرف طمع دنیوی سے دین کے مسائل مین تصرف کرتے ہین
یا عقل کی پیروی کر کے قرآن وحدیث کے معنی مین تحریف کرتے ہین اونسے جو بات لیجائیگی
اوسکو دین سے کیا تعلق وہ تو اونکی رائی ہوئی اور دین کسیکی رائی کا نام نہین وہ خاص خدا و
رسول کا مقرر کیا ہوا ہے جس کا ثبوت آیات واحادیث سے صراحۃً ہوا ہو۔ غرضکہ محدثین کی
جانفشانیان اور اولو العزمیان اور وہ امور جن سے حفاظت حدیث متعلق ہے مثل حافظہ
تدین اور احتیاط وغیرہ دیکھے جائین تو اہل انصاف کا وجدان خود گواہی دیگا کہ یہ حضرات خاص
احادیث کی حفاظت کیلئے پیدا کئے گئے تھے۔ اب ہم چند حالات بھی ان حضرات کے بطور
مشتے نمونہ از خروارے نمبر گار ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جس سے ہمارے قول کی تصدیق
ہوجائے گی۔

محدثین کی ہمت حافظہ وغیرہ

مقدمہ فتح الباری مین شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رح نے لکھا ہے کہ امام بخاری رح کے والد
مالدار شخص تھے پچیس ہزار درہم انہون نے کسی کو مضاربت کی غرض سے دئے تھے
اونکے انتقال کے بعد اوس شخص نے چاہا کہ وہ مال غصب کرے لوگون نے امام بخاری

سے کہاکہ والی سے اس باب مین مدد لیجیے آپنے فرمایا کہ اگر مین والی سے کوئی درخواست کرون تو وہ مجھسے بھی کچھ خواہش کریگا اور مین دین کو دنیا کے عوض ہرگز بیچنا نہین چاہتا اوسکے بعد اوس شخص نے اس بات پر صلح کی کہ ہر مہینے دس درہم دیا کرونگا آپ اوسی پر راضی ہو گئے۔ اور خود امام بخاریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ جب مین آدم ابن ایاس کے یہان تحصیل حدیث کے لئے گیا اوسوقت میرے پاس کچھ خرچ نتہا کئی روز گذران اسطور پر رہی کہ جب زیادہ بہوک لگتی تو جنگل کو جاکر کچہ پتے بوٹیان کہالیتا۔ طبقات شافعیہ مین امام سبکیؒ نے لکہا ہے کہ عمر بن حفص کہتے ہین کہ ہم بصرہ مین بخاریؒ کے ساتھہ حدیث لکہتے تہے ایک بار کئی روز اُنسے ملاقات نہوئی اتفاقاً ایک روز کسی حجرہ مین اونکو دیکہا کہ برہنہ بیٹھے ہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ لباس نہونے کی وجہ سے باہر نکل سکے اور خرچ بھی ہو گیا تہا ہمنے چندہ کرکے اونکو لباس بنادیا۔ اونکی اولوالعزمی کا خیال کیجیے کہ کہانے کی وہ حالت اور کپڑے کی یہ حالت باوجود اسکے اونکی ہمت مین ذرا بھی فرق نہ آیا اور کمال حاصل کرہی لیا اور لکہا ہے کہ حامد ابن اسمٰعیل وغیرہ کہتے ہین کہ بخاریؒ لڑکپن مین ہمارے ساتھہ اساتذہ کے یہان جاتے مگر چپ چاپ بیٹھے رہتے کبھی کوئی حدیث نہین لکہی ہم اکثر کہا کرتے کہ جب ہر روز تم آتے ہو کیون نہین لکہا کرتے اس تضییع اوقات سے کیا فائدہ یہ سنکر چپ ہو جاتے ایک روز جب ہمنے بہت ملامت کی تو کہا کہ تم نے مجھے تنگ کردیا اچھا جو حدیثین تم نے لکہی ہین وہ سب نکالو جب ہم نے نکالا تو پندرہ ہزار سے زیادہ ہو گئی تہین کہا یہ سب مجھسے زبانی سن لو چنانچہ وہ پڑہتے گئے اور ہم اون سے سنکر تصحیح بھی کرتے گئے اسکے بعد جب وہ کسی شیخ کے یہان جاتے تو طالب علمون کا اونکے ساتھہ مجمع رہتا۔ چونکہ وہ کم عمر تھے کسی جگہ راہ مین زبردستی اونکو بٹھا لیتے اور اونسے احادیث کی تصحیح کرتے اور ہزارون شائقین کا وہان مجمع ہو جاتا اور اکثر انہی سے روایت کرتے۔

تذکرۃ الحفاظ مین ابن ابی حاتمؒ کا حال لکہا ہے کہ وہ مصر مین سات مہینے رہے وہ کہتے ہین کہ اس عرصہ مین سالن کہانے کی کبھی نوبت نہ آئی دن کو اساتذہ کی خدمت مین جاتے

اور رات کو سبق لکھ لیتے یا لکھے ہوئے کا مقابلہ کرتے اونکا بیان ہے کہ ایک روز مین اور میرے ایک ہم سبق رفیق ایک شیخ کے یہان سنے گئے معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہین واپسی کے وقت بازار مین ایک مچھلی نظر آئی چونکہ فرصت تھی اوسکو ہمنے خرید ا جب گھر پہونچے تو دوسرے شیخ کی تدریس کا وقت ہو چکا تھا ہم وہان چلے گئے اور وہ مچھلی رکھی رہی اور تین روز تک اوس کے پکانے کی نوبت نہ آئی آخر بھوک کی حالت مین جسقدر کھا لی گئی کچی کھالی۔

علمائے سلف مین مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شروانی نے لکھا ہے کہ ابن مقری بیان فرماتے ہین کہ مین نے صرف ایک نسخۂ ابن فضالہ کی خاطر ستر منزل کا سفر کیا تھا اوس نسخے کی ظاہری حیثیت یہ ہے کہ اگر کسی نان بائی کو دیا جائے تو وہ ایک روٹی بھی اوس کے عوض مین دینا گوارا نہ کرے گا۔ اسکے علاوہ امام موصوف نے چار مرتبہ مشرق (ممالک ایشیا) اور مغرب (ممالک افریقہ و اسپین) کا سفر کیا تھا اور دس دفعہ بیت المقدس گئے تھے۔

اوسی مین ابن طاہر مقدسی کا حال تذکرۃ الحفاظ سے لکھا ہے کہ انہون نے جتنے سفر طلب حدیث مین کئے کبھی کسی سواری کا سہارا نہین لیا سواری اور بار برداری دونون کا کام وہ اپنے ہی نفس سے لیتے تھے سفر پیادہ کرتے تھے اور کتابون کا پشتارہ پشت پر ہوتا تھا مشقت پیادہ روی کبھی کبھی یہ رنگ لاتی کہ پیشاب مین خون آنے لگتا اسی جفا کشی سے جو سیاحت حافظ ممدوح نے کی اوس مین حسب ذیل مقامات منجملہ اور مقامو کے تھے بغداد۔ مکہ مکرمہ۔ جزیرۂ تنیس (واقع بحیرۂ روم) دمشق۔ حلب۔ جزیرہ۔ اصفہان نیشا پور۔ ہرات۔ رحبہ۔ لوقان۔ مدینہ طیبہ۔ نہاوند۔ ہمدان۔ واسط۔ ساوہ۔ اسدآباد۔ انبار۔ اسفرائن آمل۔ اہواز۔ بسطام۔ خسروجرد۔ جرجان۔ آمد۔ استرآباد۔ بوسنج۔ بصرہ۔ دینور۔ رے۔ سرخس شیراز۔ قزوین۔ کوفہ۔ اسکے سوا محدثین کے شوق اور جلو ہمت اور استقلال وغیرہ کے وقائع بکثرت ہین جن مین سے اکثر علمائے سلف مین مذکور ہین۔

محدثین کا حافظہ

اب اون حضرات کے حافظے کا بھی تھوڑا سا حال سن لیجیے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حافظہ کا تو حال کسیقدر ابھی معلوم ہوا اسکے سوا اور بہت سے حالات کتابون مین

مذکور ہین بستان المحدثین مین شاہ عبدالعزیز رح نے امام ترمذی رح کے حافظہ کا حال لکھا ہے
کہ کسی شیخ سے آپ نے دو جزو روایتین لکھہ لی تھین مگر اوس کی تصحیح کا اتفاق نہین ہوا
تھا۔ ایک عرصہ کے بعد مکہ معظمہ کی راہ مین اوسنے ملاقات ہوئی آپ نے اون
روایتون کی تصحیح کی درخواست کی۔ شیخ نے فرمایا اچھا وہ جزو نکالو آپ نے نکالے
شیخ نے پڑھنا شروع کیا اور آپ سنتے جاتے تھے اور جزو براے نام ہاتھہ مین تھے
اتفاقاً وہ جزو سادے تھے جن پر شیخ کی نگاہ پڑ گئی غصہ سے شیخ نے کہا کیا تم استہزا کرتے
ہو آپ نے کہا مجھے اجزا کے دیکھنے کی ضرورت نہین وہ کل حدیثین مجھے یاد ہین شیخ
نے فرمایا اگر یاد ہین تو پڑھو آپ نے پوری حدیثین مع اسناد سنا دین شیخ نے امتحاناً چالیس
حدیثین اپنی غرائب پڑھین جو دوسرون کے پاس نہین تھین آپ نے وہ حدیثین بھی
مع اسناد سنا دین۔

جب امام محمد صاحب امام صاحب کی خدمت مین گئے آپ نے فرمایا پہلے قرآن شریف
یاد کر لو یہ سنکر وہ چلے گئے اور ایک ہفتہ مین یاد کر لیا۔ طبقات شافعیہ مین امام سبکی رح نے
لکھا ہے کہ ابوالفضل ہمدانی جب نیشاپور گئے تو اونکے حافظہ کی وہان بڑی شہرت ہوئی اور
فی الواقع حافظہ تھا بھی ایسا ہی سو شعر ایک بار کے سننے مین اونکو ایسے یاد ہو جاتے تھے
کہ آخری شعر سے شروع کر کے ایک ایک شعر اول تک سنا دیتے چنانچہ اوسی پر اونکو بدیع الزمان
کا لقب وہان ملا ایک روز انہون نے بکمال فخر سے کہا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلان شخص فن
حدیث مین حافظ ہے اور اکابر محدثین کا ذکر اس لقب سے کیا جاتا ہے سو وہ کوئی نادر بات
نہین یہ کیفیت حافظ ابو عبداللہ حاکم کو پہونچی اونھون نے حدیث کا ایک جزو اونکے
پاس بھیجا اور کہلایا کہ ایک ہفتہ کی آپکو مہلت ہے اسکو خوب یاد کر کے سنا دیجئے مدت گذرنے
کے بعد انھون نے یہ کہکر وہ جزو واپس کر دیے کہ یہ کون یاد کرسکے محمد ابن فلان اور
جعفر ابن فلان اور عن فلان مختلف نام اور ایسے الفاظ کہ جن مین کوئی مناسبت نہین حاکم رح نے
کہلا بھیجا اپنے حافظہ کا مقدار سمجھہ رکھئے ایسے اشعار کا یاد ہو جانا اور بات ہے اور حدیثون کا
یاد رکھنا اور۔ اشعار کے مضمون مین مناسبت ہوتی ہے اور احادیث کے اسنادون مین اور

نامون مین کوئی ربط و مناسبت نہین ہوتی یہان صرف حافظہ کا کام ہے جو خاص موہبت الٰہی ہے۔

تہذیب التہذیب مین اسحٰق ابن ابراہیم کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ ایکبار انہون نے گیارہ ہزار حدیثین مع اسناد زبانی لکھوادین پھر جب شاگردون نے دوبارہ پڑھنے کو کہا تو بلا کم و کاست اعادہ کر دیا اور ایک حرف کی کمی و زیادتی نہین کی اس قسم کے واقعات کتب رجال مین بکثرت مذکور ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے نامی گرامی محدثین ہین سب کو اعلیٰ درجہ کا حافظہ عنایت ہوا تھا۔ اسیوجہ سے اونکا لقب حافظ ہوا کرتا تھا چنانچہ امام ذہبی نے خاص ان حضرات کے حالات مین ایک کتاب چار جلدون مین لکھکر اوسکا نام ہی تذکرۃ الحفاظ رکھا۔ چونکہ حفاظت حدیث کا مدار حافظہ پر ہے اسوجہ سے راویون کے حافظہ کی تحقیق و تفتیش خاص طور پر ہوا کرتی تھی اگر پیرانہ سری کی وجہ سے کسی کے حافظہ مین ضعف آجاتا تو وہ کیسے ہی مستند شیخ الشیوخ مانے گئے ہون متروک کر دئے جاتے تھے۔ تہذیب التہذیب مین ابن حجر عسقلانی رحمہ نے جریر ابن حازم کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ وہ اعمش اور ایوب اور ابن مبارک اور وکیع رہ وغیرہ کے استاد ہین جن مین کسی قسم کا کلام نہین ہو سکتا مگر جب اونکے حافظہ مین ضعف آگیا تو خود اونکے فرزندون نے اونکو ترک کر دیا۔ ادنی تامل سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ جس قوم مین شوق تحصیل حدیث اور علو ہمت اور استقلال اور قوت حافظہ مافوق العادت حق تعالیٰ نے دی ہو تو بدلیل انی یہ ضرور ماننا پڑیگا کہ حق تعالیٰ کو منظور ہے کہ مثل قرآن کے احادیث نبویہ بھی محفوظ رہین کیونکہ اسکا انکار نہین ہوسکتا کہ جس قوم کو خداے تعالیٰ کوئی فضیلت دینا چاہتا ہے تو اون لائق اور قابل افراد پیدا کرکے ایسے صفات اونکو عطا فرماتا ہے کہ اونکو کام مین لائین تو اوس فضیلت کے مستحق ہو جائین پھر عمل کی توفیق بھی دیجاتی ہے جس سے وہ کوششین کرکے وہ فضیلت حاصل کر لیتے ہین۔ غرضکہ حضرات محدثین کو تمامی اہل اسلام مین اس فضیلت کا افتخار ضرور حاصل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو انہون نے محفوظ کر دیا۔

پھر علاوہ صفات مذکورہ کے ان حضرات کی طبیعتون مین احتیاط انتہا درجہ کی تھی وہ ہرگز

گوارا نہین کرتے تھے کہ کوئی ایسی بات دین مین شریک ہوجائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد نہو۔ یہ احتیاط صحابہ ہی کے زمانہ سے شروع ہوگئی تھی۔ منشا اسکا یہ تھا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار جس سے ظاہر
ہے کہ حضرت کے اقوال و افعال سے متعلق کوئی خلاف واقع بات بیان کی جائے تو اوسکا
انجام دوزخ ہے اسوجہ سے صحابہ کو کسی حدیث مین ذرا بھی شک ہوتا تو اوسکو بیان نکرتے تھے
اس خیال سے کہ کہین اس وعید کے مستحق نہوجائین۔ اسی احتیاط نے صدیق اکبر رضی اللہ
کو احادیث کے جمع کرنے سے روک دیا تھا۔ تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ آپ نے پانسو
حدیثین جمع کی تھین مگر اس خیال سے کہ اون مین کوئی حدیث شاید خلاف واقع ہو سب کو
جلا دیا۔ اور باوجود اوس ملازمت اور تقرب کے صرف تخمیناً سو روایتین آپ سے مروی ہین
تذکرۃ الحفاظ مین ابوہریرہ رض کا قول نقل کیا ہے کہ جس طرح مین اسوقت حدیثین بیان کرتا
ہون اگر عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین بیان کرتا تو مجھے وُرّے مارتے اور لکھا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ
نے ابن مسعود اور ابو الدردا اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہم کو تین روز قید رکھا اور فرمایا
کہ تم لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ساری حدیثین روایت کین۔ اور جب
آپ نے قرظہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو عراق بھیجا تو اونکو تاکید کی کہ حدیث کی روایت بہت کم کرین۔

یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا فلیبلغ الشاہد الغائب شیخین کا روایت حدیث سے روکنا اور اوسکا سبب
وغیرہ فرمایا جس سے ظاہر ہے کہ صحابہ کو ضرور تہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا اور دیکھا
ہے امت کو پہونچا دین اور نیز احادیث مین علم کی اشاعت کی ترغیبین اور چھپانے کے وعیدین
وارد ہین اور اوس زمانہ مین سوائے قرآن و حدیث کے کوئی دوسرا علم نہ تھا۔ غرضکہ کئی
طرح ثابت ہے کہ احادیث کی اشاعت صحابہ کا فرض منصبی تہا۔ پھر صدیق اکبر اور عمر رضی اللہ عنہما
کا اوس سے منع کرنا کیسا۔
اسکا جواب یہ ہے کہ اون حضرات نے روایت حدیث کرنے سے ہرگز منع نہین کیا اور نہ
اونکو یہ منظور تہا کہ تمامی امت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادون سے محروم رہجائے
اور نہ اونکا یہ خیال تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل ارشادات صحابہ ہی کے واسطے

تھے اور بعد آنے والی امت اون خطابات اور احکام کی مامور نہین کیونکہ وہ جانتے تھے کہ
قیامت تک حضرت ہی کی نبوت ہے اور نبی کے ارشادات امت کو معلوم ہونے کی
ضرورت ہے۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شارع تھے ہر موقع اور اشخاص
کے لحاظ سے جو احکام مناسب ہوتے بذریعۂ الہام آپ کو معلوم ہو جاتے اور آپ اونکو
بیان فرما دیتے جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے کما قال تعالی وما ینطق عن الہوی ان ہو
الا وحی یوحی یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات اپنی خواہش سے نہین کہتے وہ ایک قسم
کی وحی ہے جو انکو ہوا کرتی ہے۔ اور سنن دارمی مین روایت ہے عن حسان قال
کان جبریل ینزل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالسنۃ کما ینزل علیہ بالقرآن اس سے تو جبریل
علیہ السلام ہی کا سنت کو لانا ثابت ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کے ارشادات مین
اختلاف ضرور ہوگا پھر اگر وہ سب بیان کر دئے جائین تو لوگ حیرانی مین پڑ جائینگے۔ اسی وجہ
سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اختلافی روایات بیان کرنے سے منع کیا تھا چنانچہ یہی
بات آپکے اس قول سے ظاہر ہے جو تذکرۃ الحفاظ مین منقول ہے۔ ان الصدیق جمع الناس
بعد وفاۃ نبیہم فقال انکم تحدثون عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احادیث تختلفون فیہا والناس
بعدکم اشد اختلافا فلا تحدثوا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا فمن سألکم فقولوا بیننا وبینکم
کتاب اللہ فاستحلوا حلالہ وحرموا حرامہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بعد وفات نبی صلی اللہ
علیہ وسلم صحابہ کو جمع کر کے فرمایا کہ جو روایتین تم لوگ کرتے ہو اونمین اختلاف ہوتا ہے
اور جب تم ہی مین اختلاف ہو تو تمہارے بعد والے اور بھی سخت اختلاف مین پڑ جائینگے
اسلئے اختلافی روایتین مت بیان کیا کرو اگر کوئی تم سے پوچھے تو یہی کہدینا کہ ہم مین اور
تم مین قرآن موجود ہے جو چیزین اوسمین حلال ہین اونکو حلال اور جو حرام ہین اونکو حرام سمجھو
اس سے ظاہر ہے کہ صدیق اکبر رض کو اختلاف سے روکنا منظور تھا وہ بھی صرف حلال و حرام
مین اور دوسری حدیثون سے کوئی تعرض نہین۔ یہ بات واضح رہے کہ حلت و حرمت سے
متعلق حدیثین بہ نسبت تمام حدیثون کے عشر عشیر بھی نہین النکت مین ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے
امام احمد رح کا قول نقل کیا ہے کہ حلال و حرام کے باب مین احادیث مرفوعہ کل آٹھ سو ہین

اور عبداللہ بن مبارک کا قول نقل کیا ہے کہ نوسو ہین بہر حال ان آٹھ نوسو کے سوا لاکھون حدیثین ہین جن مین خداے تعالی کی صفات اور وعظ و نصیحت اور اخلاق اور احوال برزخ اور قیامت اور جنت اور دوزخ اور اخبار امم سابقہ اور پیشین گوئیان اور موجودات عالم کے حقائق وغیرہ امور مذکور ہین جسطرح آیات قرآنیہ جو احکام ہین وارد ہین صرف پانسو ہین حالانکہ کل آیتین چھہ ہزار چھہ سو سولہ ہین جیساکہ امام سیوطی رح نے الاتقان فی علوم القرآن مین لکھا ہے۔

غرضکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو کل احادیث کی روایت کی اجازت دی اور صرف احکام کے باب مین یہ خیال کیا کہ قرآن شریف مین وہ کل موجود ہین اور احادیث مین اختلاف ہونے کی وجہ سے ایت مین اختلاف پڑجانے کا اندیشہ ہے اسلئے صرف اون حدیثون کی روایت سے روکا جو احکام مین وارد ہین اور وہ بھی ایسی کہ اختلافی ہون۔ اسیطرح عمر رضی اللہ عنہ کے پیش نظر بھی یہی مصلحت تھی اگر یہ حضرات نفس حدیث کو بے ضرورت سمجھتے تو ہر بات مین خود حدیثین کیون تلاش کرتے جس کا ثبوت متعدد روایتون سے ملتا ہے۔ یہ بات درایت کے بالکل خلاف ہے کہ صحابہ کبار نے مطلقا روایت حدیث کو جائز نہین رکھا یہ کیونکر ہوسکتا ہے وہ حضرات جانتے تھے کہ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین منافق اور تفرقہ انداز موجود تھے تو بعد کے زمانون کا کیا حال ہوگا اور تاویل کیلئے کوئی حد نہین اگر احادیث بھی نہ رہین تو جسکا جو جی چاہے گا قرآن کے معنی بنالیگا اور اون معنی کو غلط ثابت کرنیکے لئے اہل حق کے پاس کوئی دلیل نہ رہے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بے دینون نے قرآن کے جو معنی کئے دین سے اونکو کوئی تعلق نہین۔ منہاج السنۃ مین ابن تیمیہ رح نے لکھا ہے کہ ابو منصور جو فرقہ منصوریہ کا بانی تھا اوسکی یہ تعلیم تھی کہ قرآن مین جنت اور دوزخ کا جو ذکر ہے وہ دو شخصون کے نام ہین۔ مطلب یہ کہ اچھے برے افعال پر جزا و سزا کچھ نہین جسکا جو جی چاہے کرے مگر حاکمون کے مواخذے سے بچکر۔ اور میتہ اور خنزیر وغیرہ جو قرآن مین مذکور ہین وہ بھی چند اشخاص کے نام ہین جنکی محبت حرام کی گئی تھی ورنہ گو تو آدمی کی غذا اور باعث تقویت ہے ایسی چیز کیون حرام ہونے لگی۔ اسی طرح صوم

بے دینون کی تاویلیں قرآن مین

صلوۃ۔ زکوۃ اورحج وغیرہ بھی لوگون کے نام ہین جنکی محبت ہر مسلمان پر واجب ہے۔ غرضکہ قرآن مین تاویلین کرکے کل تکلیفات شرعیہ کو اوس نے اوٹھا دیا اور باوجود اسکے اوس فرقہ کا دعوی ہے کہ ہم مسلمان ہین قرآن پر ہمارا ایمان ہے توحید ورسالت کے قائل ہین۔ مگر فرق اسقدر ہے کہ قرآن کے جو معنی اور لوگ کیا کرتے ہین ہم نہین کرتے۔ عبدالکریم شہرستانی رح نے ملل ونحل مین لکھا ہے کہ مغیرہ ابن سعید عجلی جو فرقہ مغیریہ کا سرگروہ ہے اوسکی تعلیم یہ تھی کہ حق تعالی جو فرماتا ہے انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوما جہولا ۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ امانت یہ بات تھی کہ علی ابن ابی طالب رض کو امام ہونے دینا یہ بات آسمان وزمین اور جبال نے قبول نہ کی اور ڈر گئے (کیونکہ علی رض کی شجاعت شہرہ آفاق ہے) پھر وہ بات انسان پر پیش کی گئی تو عمر رض نے ابوبکر رض سے کہا کہ تم اونکو امام ہونے نہ دو اور مین تمہاری تائید مین موجود ہون اس شرط پر کہ مجھے اپنا خلیفہ بنانا اونھون نے قبول کیا چنانچہ اون دونون نے اوس امانت کو اٹھالیا سو یہی بات ہے جو حق تعالی فرماتا ہے وحملہا الانسان انہ کان ظلوما جہولا یعنے وہ دونون ظلوم وجہول ہین۔ اگر فرق سابقہ اور موجودہ کی کتابین دیکھی جائین تو یہ صاف معلوم ہوسکتا ہے کہ ان لوگون نے قرآن کو کھلونا بنالیا ہے کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ جو معنے ان لوگون نے اپنی مرضی کے مطابق بنائے ہین وہ خدائے تعالی کی مراد ہے؟ کیا انہی تراشیدہ خیالات کا نام آسمانی دین ہوسکتا ہے اگر کسی شخص کو حقیقت صوم وصلوۃ وغیرہ حدیث سے معلوم نہو اور اوس سے کہا جائے کہ وہ چند آدمیون کے نام تھے تو اوسکو اس اعتقاد سے انکار کرنے کا کیا ذریعہ آخر ایک گروہ نے مان ہی لیا اگر احادیث اونکے پیش نظر ہوتین تو کیا اوسکی دغابازی چل سکتی ہرگز نہین۔ اسیوجہ سے ربیعہ رض کہتے ہین کہ حق تعالی نے قرآن نازل تو فرمایا مگر حدیثون کی ضرورت باقی رکھی کما فی الدر المنثور اخرج ابن ابی حاتم من طریق مالک ابن انس رح عن ربیعۃ قال ان اللہ تبارک وتعالی انزل الکتاب وترک فیہ موضعا للسنۃ مطلب یہ کہ قرآن شریف مین جو کچھ اجمالی طور پر مذکور ہے جسکی تفصیل کی ضرورت ہے سو وہ حدیثون مین

مذکور ہے - دیکھیے قرآن شریف مین فقط نمازون کا حکم ہے اوسکی تعداد اور تعیین اوقات اور طریقہ حدیثون مین بیان کیا گیا ہے - ہمنے مانا کہ حسب بیان مولوی شبلی صاحب احادیث غیر متواترہ قطعی الثبوت نہین ہین مگر عدل ضابط محتاط راویون کی روایت سے ظن غالب تو ہوجاتا ہے پھر جب اون الفاظ کے لغوی اور شرعی معنون مین جو احادیث سے ثابت ہین مناسبت معلوم ہوجائے اور مسلمانون کا عمل بھی اوس کے موید ہو تو مسلمان کے دل پر اتنا تو اثر ضرور ہوگا کہ جو خود غرض بے تدین لوگ تصرف کرکے اپنی رائے سے قرآن کے معنے گھڑ لیتے ہین اونکو وہ ہرگز نہ مانے گا - پھر اس سے بڑھکر اور کیا فائدہ حدیث کو ہونا چاہیے اوسکی بدولت خود قرآن جو اصل دین ہے محفوظ ہوجاتا ہے -

حدیث سے قرآن تحریفون سے محفوظ ہو گیا -

کنز العمال مین یہ روایت ہے عن عقبۃ ابن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اتخوف علی امتی اثنتین یتبعون الاریاف والشہوات ویترکون الصلوۃ والقرآن یتعلمہ المنافقون

یجادلون بہ اہل العلم رواہ الطبرانی جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خوف اس بات کا ہے کہ منافق لوگ قرآن کو سیکھ کر اہل علم سے جھگڑے کرینگے جس بات کا خوف حضرت کو تھا وہی بات پیش آئی چونکہ منافقونکو صرف جھگڑے کرنا اور اسلام مین رخنے ڈالنا منظور ہوتا ہے اسلئے وہ فقط قرآن ہی کی طرف متوجہ ہوکر اوسکو سیکھ لیتے ہین - اور علما کے ساتھ مجادلے اور رسالہ بازیان کرتے ہین - اگر قرآن کے ساتھ حدیث بھی سیکھین تو اونکو ایسے جھگڑون کا موقع ہی نہ ملے کیونکہ حدیثون مین قرآن کے پورے پورے معنے بیان کردیے گئے ہین اسوجہ سے منافق حدیثون سے گھبراتے ہین اور ہمیشہ سے اونکو بے اعتبار بنانے کی فکر کرتے ہین بخلاف اہل سنت کے کہ ہمیشہ سے قرآن اور تمام حدیثون سے جو اس باب مین وارد ہین جو بات ثابت ہو اوسپر عمل کرتے ہین جیسے درمنثور مین دارمی سے یہ روایت منقول ہے عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ قال انہ سیاتی

ناس یجادلونکم بشبہات القرآن فخذوہم بالسنۃ فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ یعنے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قریب ہے کہ تمہارے پاس لوگ آکر قرآن کے شبہات مین جھگڑا کرینگے سو اونکو حدیثون سے الزام دو اسلئے کہ احادیث کو جاننے والے قرآن کو زیادہ

جانتے ہین۔ دیکھ لیجئے جو ہمنے کہا تھا کہ عمر رضہ وغیرہ صحابہ جانتے تھے کہ جھگڑنے والے پیدا ہونگے سو اس حدیث سے اوس کی تصدیق ہوگئی اور جو فرمایا کہ حدیث جاننے والے قرآن کو زیادہ جانتے ہین اوسکی یہی وجہ ہے کہ حدیث ہمیشہ قرآن کی تائید مین ہوتی ہے غرض اس سے صاف ظاہر ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو حدیثونکی روایت قوف کرنی ہرگز منظور نتھی ہو المطلوب۔

کنز العمال مین ہے عن یحیی ابن ابی اسید ان علی ابن ابی طالب ارسل عبد اللہ ابن عباس رضہ الی اقوام خرجوا فقال لہ ان خاصموک بالقرآن فخاصمہ بالسنۃ یعنی علی کرم اللہ وجہہ نے ابن عباس رضہ کو خوارج کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اگر وہ قرآن سے استدلال کرین تو تم سنت یعنے حدیث سے استدلال کرو۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ قرآن مین حسب مرضی بہتانا بلکہ تاویلین کرسکتے ہین مگر جب احادیث سے قرآن کے معنے متعین ہو جائین تو پھر کسی تاویل کی گنجائش نہین رہتی۔ غرضکہ احادیث اور صحابہ کے اقوال اور عمل اور نیز درایت سے ثابت ہے کہ دین مین احادیث کی سخت ضرورت ہے ورنہ دین حالت اصلی پر باقی نہین رہ سکتا۔ انھین اسباب سے صحابہ کو جتنی حدیثین یاد تھین حسب ارشاد فلیبلغ الشاہد الغائب سب طالبین حدیث کو پہونچا دین یہانتک کہ بعض صحابہ نے جن روایتون کو کسی مصلحت سے عمر بھر چھپا رکھا تھا وہ بھی انتقال کے قریب بیان کرکے اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہوگئے۔ ابوہریرہ رضہ وغیرہ صحابہ باوجودیکہ عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اور دھمکیون کو جانتے تھے مگر اونکے بعد ان حضرات نے احتیاط اسی مین سمجھی کہ جو روایتین اپنے کو یاد ہین خواہ اختلافی ہون یا غیر اختلافی سب بیان کردئے جائین رہا اختلاف سو فقہا اوسکو نمٹ لینگے۔

احادیث کی اشاعت مین صحابہ کا اختلاف بعینہ ایسا تھا جیسا کہ قرآن شریف کے جمع کرنے مین ہوا تھا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جمع نکرنے مین احتیاط سمجھتے تھے اسوجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین جمع نہین ہوا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ جمع کرنے مین احتیاط سمجھتے تھے تاکہ تلف نہو جائے۔ الحاصل جسطرح عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل ہونے کی وجہ سے قرآن شریف محفوظ ہوگیا۔ اسیطرح اکثر صحابہ کی رائے پر عمل ہونے

احادیث محفوظ ہوگئیں الحمد للہ علیٰ ذلک

وضع روایات

جب روایتیں ہر طرف بکثرت ہونے لگیں تو منافقوں اور زندیقوں کو موقع مل گیا اور ملتے جلتے مضامین کی حدیثیں بنا بنا کر روایت کرنے لگے اس طوفان بے تمیزی کو دفع کرنے کی غرض سے محدثین نے راویوں کی تحقیق شروع کردی اور ایک جم غفیر محدثین کا اونکے پیچھے پڑ گیا اور شہر بشہر اور کوچہ بکوچہ اونکی تلاش و تفتیش ہونے لگی ان ہزاروں محققین سے وہ کہاں چھپ سکتے تھے آخر اونکی جعلسازیاں طشت از بام ہوگئیں اور اون مفتریوں کی فہرستیں نام بنام اسلامی دنیا میں شائع ہوئیں ۔ اور اب تک کتب رجال میں چھپ کر شائع ہوتی جاتی ہیں۔

تذکرۃ الحفاظ اور تہذیب التہذیب میں ابراہیم ابو اسحٰق کوفی کے حال میں لکھا ہے کہ ایک زندیق کو گرفتار کرکے رشید کے دربار میں لایا گیا جب اوس کے قتل کی تجویز ہوئی تو اوس نے بادشاہ سے کہا کہ آپکو خبر بھی ہے کہ میں نے ایک ہزار حدیثیں بنائی ہیں۔ بادشاہ نے کہا اے عدو اللہ تو نہیں جانتا کہ ابو اسحٰق فزاری اور ابن مبارک ایک ایک حرف کو چھان کر جدا کردیں گے۔ دیکھئے مرتے دم تک اوسکو یہی خیال تھا کہ کسی طرح احادیث میں شبہ ڈال دے ورنہ اوسکو کسی نے پوچھا تھا کہ تونے کتنی حدیثیں بنائیں اس سے ظاہر ہے کہ ہمیشہ ایسے لوگوں کے پیش نظر یہی بات رہی کہ حدیثوں میں کسیطرح شبہات پیدا کردیں چنانچہ مرزا صاحب قادیانی نے بھی ازالۃ الاوہام میں تو کیسی کیسی تدبیریں کیں کہ کسی طرح احادیث ساقط الاعتبار ہوجائیں جس کا حال ہم نے افادۃ الافہام میں لکھا ہے ۔ غرضکہ ہر زمانہ میں نئی نئی تدابیر اور دلائل سوچے گئے لیکن بفضلہ تعالیٰ اونکا مقصود کبھی پورا نہوا چنانچہ بادشاہ کے جواب سے ظاہر ہے کہ علما کے مقابلہ میں اونکی کارروائیاں کبھی نہیں چل سکتیں۔

مولوی شمس العلما شبلی صاحب نے سیرۃ النعمان میں لکھا ہے زبانی روایت سے گذر کر تحریروں میں بھی جعل شروع ہوگیا تھا مسلم نے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ عبداللہ ابن عباس حضرت علی کے ایک فیصلہ کی نقل لے رہے تھے بیچ بیچ میں الفاظ چھوڑتے جاتے

تھے اور کہتے جاتے تھے کہ واللہ علیؓ نے ہرگز یہ فیصلہ نہین کیا ہوگا۔ اسی طرح ایک اور دفعہ عبداللہ بن عباس نے حضرت علیؓ کی ایک تحریر دیکھی تو تھوڑے سے الفاظ کے سوا باقی سب عبارت مٹا دی!! دیکھئے روافض نے جو باتین علی کرم اللہ وجہ کے فیصلون اور تحریرون مین زیادہ کی تھین ابن عباس رضی نے سب کو مٹا کر اصل کو محفوظ کر دیا۔ اسیطرح ہر قرن کے محققین نے جعلسازون کی زیادتیون کو دور کر کے اصل احادیث کو محفوظ کر دیا۔

یون توان حضرات نے موضوع حدیثونکو مختلف تدبیرون اور طریقون سے پہچانا مگر اون مین معرفت موضوع کا ایک طریقہ ایسا بھی ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا جیسا کہ اس حدیث شریف مین ہے عن سمرۃ ابن جندب رضی اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حدث عنی بحدیث یری انہ کذب فہو احد الکاذبین جم ہم یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص ایسی حدیث میری طرف سے روایت کرے جسکو وہ جھوٹ گمان کرتا ہے وہ بھی ایک جھوٹا ہے چونکہ محدثین کو سوائے حدیثونکے پڑھنے پڑھانے کے کوئی دوسرا کام نتھا۔ اس مزاولت اور ممارست سے اونکو ایک خاص ملکہ اور درایت حاصل ہوگئی تھی جس سے احادیث نبویہ کو اورونکے کلام سے ممتاز کر لیتے تھے اور جس مین گمان ہوتا کہ وہ کسی دوسرے کا کلام ہے اوسکو روایت ہی نہ کرتے تا کہ کہین کاذبون مین شریک نہو جائین۔

شمس العلما مولوی شبلی صاحب سیرۃ النعمان مین لکھتے ہین کہ بعض محدثین کا قول ہے انہ تہجم علی قلوبہم لا یمکنہم ردہ وھیأۃ نفسانیۃ لا معدل لہم یعنے وہ ایک اثر ہے جو ائمہ حدیث کے دلپر وارد ہوتا ہے اور وہ اوسکو رد نہین کر سکتے اور نفسانی اثر ہے جس سے گریز نہین ہو سکتا۔ محدثین کا یہ دعوی بالکل صحیح ہے بے شبہ فن روایت کی ممارست سے ایک ملکہ یا ذوق پیدا ہوتا ہے جس سے خود تمیز ہو جاتی ہے کہ یہ قول رسول اللہ کا ہو سکتا ہے یا نہین انھی اسی ملکہ یا ذوق کو ہم اسلامی درایت سے تعبیر کرینگے غرضکہ اسلامی درایت کے مخالف جتنی حدیثین تھین سب صحت کے دائرہ سے خارج کر دی گئین۔ رہین وہ حدیثین جنکو دوسری ملت والے یا معمولی عقلین خلاف درایت سمجھتے ہین اونکو بلا تکلف روایت کی اسلئے کہ جتنی لوگون کی درایت مین جو چیز امکان عادی کے خلاف ہو وہ قابل قبول نہین اور ہمارے دین مین امکان عادی تو کیا امکان ذاتی کے مخالف جو امور سمجھے

تہا۔ تسیمین اونکا وقوع بلکہ ضرورت قرآن شریف سے ثابت ہے مثلاً بعد فنا ہڈیان بوسیدہ بلکہ خاک ہوجانے کے بعد پھر مردون کا زندہ ہوکر قبرون سے نکلنا۔ اور ایک لکڑی کا اژدہا بن جانا وغیرہ امور اسطرح ثابت ہین کہ جب تک اونکا یقین نہو آدمی مسلمان نہین ہوسکتا اسکے سوا ہزارون مسلمان ایسے امور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ دیکھا کیے کہ جنکو عقل تسلیم نہین کرتی۔ ان یقینی اور متواتر مشاہدات نے مسلمانون کی درایت کو دوسری اقوام کی درایت سے ممتاز کردیا تھا اور یہ کوئی نئی بات نہین۔ درایتون مین فرق ہوا ہی کرتا ہے دیکھیے جس زمانہ مین ریل اور تار وغیرہ عجائب روزگار کی خبرین سنی جاتی تہین تو اونکو عقلا مخالف درایت سمجھکر قبول نہین کرتے تھے اور ابتک یہی بات جاری ہے کہ جس قسم کی کوئی نئی خبر سنی جاتی ہے تو بعضون کی درایت قبول کرلیتی اور بعضون کی نہین قبول کرتی پھر مشاہدہ یا تواتر سے معلوم ہونے کے بعد طوعاً وکرہاً ماننا پڑتا ہے۔ غرضکہ اسلامی درایت کے مخالف جتنی حدیثین تہین وہ سب موضوع قرار پائین اور جتنی حدیثین صحیح سمجھی گئین مثلاً معراج وغیرہ کی جنکے سمجھنے مین عقل حیران ہوتی ہے وہ سب اسلامی درایت کے موافق ہین اونکی صحت مین کوئی مسلمان کلام نہین کرسکتا۔

اگر کہا جاے کہ درایت ایک قسم کی چیز ہے جس مین تمام افراد انسانی برابر ہین اسلیے درایت اسلامی کوئی علیحدہ چیز نہین ہوسکتی۔

تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہر فن کی کثرت مزاولت سے ایک ایسی قوت آدمی مین پیدا ہوتی ہے جو دوسرے مین نہین ہوسکتی اسلیے اوسکی درایت بھی الگ ہوجاتی ہے۔

درایتون کا متفاوت ہونا اس سے ظاہر ہے کہ امریکہ اور یورپ کے صناع جن عجائبات کا ایجاد کرتے ہین اونکا سمجھنا اورونکو دشوار ہوتا ہے اکثر ایجادین تو ایسی ہین کہ ناواقف شخص جب تک نہین دیکھتا اونکے وجود کو نہین تسلیم کرتا دیکھیے ایسے شخص کی اور موجد کی درایت مین کسقدر فرق ہے۔

فیثا غورث اور حکماے جدیدہ کے مقلدون کی درایتین بالکل الگ ہین اونکی درایت جن باتونکو قبول کرتی ہے دنیا مین کسی عقلمند کی درایت اونکو قبول نہین کرسکتی ابتدا ہی سے نکالے ہوئے اونکو قبول کیا تھا مثلاً اونکے یہان مسلم ہے کہ آدمی پر تین سو نوے (۳۹۰) من ہوا کا وزن ہے اور وہ اوٹھاتا نہین ہے مگر آدمی کو عادت ہونے کی وجہ سے اوس کی حس نہین ہوتی۔

آدمی ہر چیز کو الٹی دیکھتا ہے مثلاً سر نیچے اور پاؤن اوپر۔ اور عادت کی وجہ سے سیدھی سمجھتا ہے۔ ہم ہر سال ایک بار انیس کروڑ میل ثوابت کے نزدیک ہوجاتے ہین اور پھر چھ مہینے کے بعد انیس کروڑ میل اوس سے دور ہوجاتے ہین اور ہر ستارہ انیس کروڑ میل نزدیک ہونے پر بھی اتنا ہی نظر آتا ہے جو انیس کروڑ میل دور ہونے پر نظر آتا تھا اس قرب وبعد مین نہ اونکی جسامت محسوسہ مین کچھ تفاوت آتا ہے نہ اونکے باہمی محسوس فاصلون مین۔ حالانکہ دو چار میل کے قرب وبعد مین محسوسات کے مقدار محسوس مین تفاوت ظاہر طور پر محسوس ہوتا ہے۔

آفتاب اور زمین وکواکب مین کشش ہے ایک دوسرے کو ہر وقت کھینچتے رہتے ہین اگر وہ ہمیشہ یہ کام نہ کرین تو تمام عالم تباہ ہوجائے۔

آفتاب زمین کے دس لاکھ حصون سے بھی زیادہ بڑا ہے اور ساڑھے نو کروڑ میل سے زیادہ زمین سے دور ہے اتنی دور سے زمین باوجود لاکھون حصے چھوٹے ہونے کے آفتاب کو اوسی قوت اور زور سے کھینچتی ہے جس قوت سے آفتاب زمین کو کھینچتا ہے اور اسیطرح ایک دوسرے کو دفع بھی کرتے ہین ورنہ کشاکشی مین ایک دوسرے سے ٹکرا ئے جاتے۔

ساڑھے نو کروڑ میل کے فاصلے سے زمین آفتاب کو کھینچتی ہے جو اوس سے دس لاکھ حصے بڑا ہے مگر ایک چڑیا کو جو دس پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر اڑتی ہے نہین کھینچ سکتی حالانکہ قوت جاذبہ اوسکی اس فاصلہ پر نہایت قوی ہوتی ہے کیونکہ قوت جاذبہ اوسیقدر گھٹتی ہے جسقدر دوری کا مربع بڑھتا ہے۔

الحاصل مقلدین فیثا غورث کی درایتین ایک خاص قسم کی ہین جنکے موافق دوسرے عقلا کی درایتین نہین ہوسکتین اسیطرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقلدون کی درایتین بھی ایک خاص قسم کی ہین اور جسطرح فیثا غورثی درایتون پر الزام مخالفت نہین لگایا جاتا۔ اسیطرح اسلامی درایتون پر بھی الزام مخالفت کوئی لگا نہین سکتا۔

مولوی شمس العلما صاحب نے جو سیرۃ النعمان مین لکھا ہے کہ جو روایت درایت کے مخالف ہے موضوع ہے اور درایت کی چند صورتین بیان کرکے لکھا ہے کہ اس قسم کے قواعد حدیث کی تحقیق وتنقید مین بھی استعمال کئے جاتے ہین اور انھین کا نام اصول درایت ہے۔ علامہ ابن جوزی نے

فن حدیث مین بڑا ہی پایہ رکہتے تھے لکہتے ہین کہ جس حدیث کو تم دیکہو کہ عقل کے مخالف یا اصول کے مناقض ہے تو یہ سمجہ لو کہ وہ حدیث موضوع ہے اوس مین راویون کی تحقیق حال کی کچہ ضرورت نہین اسی طرح وہ حدیث بھی موضوع ہے جو حس و مشاہدہ سے باطل ثابت ہو انتہی اس سے بھی وہی ثابت ہوتا ہے کہ جو ہمنے کہا ہے کہ درایت سے مراد درایت اسلامی ہے کیونکہ خود ابن جوزی رح نے ایک کتاب موضوعات دو جلدون مین لکہی ہے جس مین اکا دکا حدیث بخاری و مسلم بھی غلطی سے لکہ ماری ہے اوس مین نہ معراج کی حدیثون کو موضوع بتایا نہ معجزات وغیرہ کی حدیثون کو جو صحاح مین ہین حالانکہ معمولی درایت والا عقلمند آدمی نہ معراج کے واقعہ کی تصدیق کر سکتا ہے نہ معجزات کی جن مین جمادات کا باتین کرنا اور انگلیون سے چشمہ پانی کا جاری ہو جانا اور قلب حقایق وغیرہ امور خارق عادت ثابت ہین اس سے ظاہر ہے کہ عقل و اصول سے اونکی مراد اسلامی عقل و اصول ہے ورنہ صحاح مین جتنی روایتین اس قسم کی ہین سب کو موضوعات مین داخل کر دیتے کیونکہ انہون نے اوس کتاب مین یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جو روایت اونکی تحقیق مین موضوع ثابت ہوتی ہے اوس کے پورے الفاظ بلکہ اسناد بھی بیان کر دیتے ہین ۔

یہ بات ادنی تامل سے معلوم ہو سکتی ہے کہ ابن جوزی تو بڑے محدث ہین ایک معمولی آدمی بھی یہی کہیگا کہ ہمارا دین نقلی ہے ۔ ابتدا سے دیکہئے تو یہی ثابت ہوگا کہ عقل کو اوس مین دخل ہی نہین دیا گیا ۔ مثلاً جبرئیل علیہ السلام جب وحی لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عقلی ثبوت اونسے نہین طلب کیا اور یہ نہین فرمایا کہ کیونکر معلوم ہو کہ تم فرشتے ہو اور خدا ے تعالی نے اپنا کلام تمہارے ساتہہ بھیجا ہے ۔ بلکہ خود آنحضرت کے سینۂ مبارک مین ایک انشراحی کیفیت پیدا ہو گئی جس سے حضرت نے اونکی تصدیق فرمالی ۔ پہر جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضرت نے خبر دی انہون نے بھی کوئی عقلی ثبوت نہین طلب کیا بلکہ اونکا بھی شرح صدر ہوا اور تصدیق کر لی اور بعضون نے جو دلیل طلب کی انہون نے بھی کوئی عقلی دلیل نہین طلب کی کہ شکل اول یا اور کسی شکل سے نبوت ثابت کی جائے بلکہ ایسے امور طلب کئے جنکا وقوع خلاف عقل اور خارق عادت ہو مثلاً چاند کا دو ٹکڑے ہونا یا جمادات کا گواہی دینا وغیرہ چنانچہ جو کچہ اونہون نے چاہا حضرت نے کر دکہایا ہر چند ہر ایک واقعہ کا ثبوت تواتر سے نہین ہے مگر [illegible]

وارد ہین اونسے نفس معجزہ پر تواتر معنوی ثابت ہے امام سیوطی رحہ نے خاص معجزات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک کتاب دوجلدون مین لکھی ہے جسکا نام خصائص کبری ہے اور کئی کتابین اس باب مین بنام شواہد النبوۃ وغیرہ قدما نے لکھی ہین جنکے دیکھنے کے بعد کوئی مسلمان نفس معجزہ کے وقوع کا انکار نہین کرسکتا۔ غرضکہ جہان تک غور کیا جائے ہمارے دین کی بنیاد اون اصول پر قائم ہے جو معمولی عقلون کے خلاف ہین اسیوجہ سے یہ دین آسمانی تسلیم کرلیا گیا ہے۔ اس سے ہمارا یہ مطلب نہین کہ ہمارا دین بالکل مخالف عقل ہے بلکہ ہم کہسکتے ہین کہ جو اصول ومسائل اوسمین بیان کیئے گئے ہین وہ عقل کے بھی مطابق ہین۔ چنانچہ اکثر علمانے اونکو مدلل بدلائل عقلیہ کردیا ہے مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ خوارق عادات کا وقوع نہین ہوا۔ بلکہ خوارق کے وقوع کے بعد بھی عقل کی ضرورت باقی رہتی ہے کیونکہ یہ عقل ہی سے سمجھنا پڑیگا کہ جنکو خوارق عادات دکھلانے کی قدرت دی گئی وہ بیشک خدا کے رسول ہین جس نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام عالم کو پیدا کیا اور جو کچھہ چاہتا ہے پیدا کرسکتا ہے۔ یہ بات قابل تسلیم ہے کہ جب تک معجزات کی تائید نہو کوئی دین آسمانی نہین ہوسکتا کیونکہ عقلی اخلاقی اور تمدنی اصول حکما نے بھی قائم کیئے اور ہر سلطنت بحسب ضرورت قائم کیا کرتی ہے۔

یہ بات سمجھہ مین نہین آتی کہ معجزات کو باطل ٹھیرا کے صدہا کتابون اور ہزارہا صحابہ اور تابعین کو جھوٹے قرار دینے مین دین کا کیا فائدہ سوچا گیا۔ یہود ونصاری مجوس ہنود وغیرہ جو تقریباً کل روئے زمین پر بستے ہین اون مین کوئی فرقہ ایسا نہین جو خوارق عادات کا منکر ہو یہ لوگ تو ہم پر معجزات کے بارے مین الزام نہین لگا سکتے۔ رہا ایک فرقہ حکما جو یورپ مین ترقی کررہا ہے سو اوسکے مقابلے مین ہم اعتراف بھی کرلین کہ ہمارے اسلاف نے غلطی کی جو خوارق کے قائل ہوگئے یا وہ جتنی روایتین ہین غلط ہین اور اوسکے بعد اپنے دین کے عقلی اصول جو موجود ہین پیش کرین بلکہ اور بھی کچھہ اضافہ کردین تو بھی امید نہین کہ یہ فرقہ اسلام قبول کرے۔ سرسید صاحب نے انہین کے خیال سے غالباً یہ تدبیر نکالی تھی مگر اب تک نہین سنا گیا کہ اس تدبیر نے کسی حکیم یا جاہل کو مسلمان بنایا بلکہ یہی سنا جاتا ہے کہ جو نصاری مسلمان ہوتے جاتے ہین اونکے رہبر وہی پرانی کتابین ہین اور در اصل اونکے ایمان کا سبب ہی کچھہ اور ہے وہ اس آیہ شریفہ مین مذکور ہے۔ قولہ تعالے

ومن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یومنون ترجمہ جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ اسے راہ راست دکھائے اسکے سینے کو دقبول) اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس شخص کو چاہتا ہے کہ اسے گمراہ کرے اسکے سینہ کو تنگ د اور) بہچا ہوا کر دیتا ہے گویا اسکو آسمان میں چڑھنا پڑتا ہے جو لوگ ایمان نہین لاتے ان پر اسیطرح اللہ کی پھٹکار پڑتی ہے اس سے ظاہر ہے کہ نہ معجزات کی کتابین پیش کرنے سے کوئی ایمان لاتا ہے نہ عقلی دلائل قائم کرنے سے جبتک شرح صدر من جانب اللہ نہو۔ پھر محض ایک موہوم خیال پر وہ بھی ایسا کہ جن کا غیر مفید ہونا عملاً ثابت ہوگیا۔ ایک حصہ دین کا باطل ٹھیرانا اور اپنی کتابون اور اپنے اسلاف کو جھوٹے قرار دینا کس قدر مضحکہ خیز ہے۔ دین کی مصلحت اور خیر خواہی تو اس مین ہے کہ اصول نقلیہ اور عقلیہ دونون ثابت رکھے جائین اور بحسب ضرورت اور مصلحت وقت ہر ایک کو کام مین لایا جائے یہ بات مشاہد ہے کہ جب کوئی واعظ اپنی پر زور تقریر مین خوارق عادات کا ذکر کرتا ہے تو دلون پر ایک خاص قسم کا اثر پڑتا ہے چنانچہ اسی قسم کی تقریرون سے کرورہا بے دین لوگ مسلمان ہوئے جنکے یادگار اب بھی کرورہا موجود ہین۔

یہ بحث ضمنا آگئی ابتدا سے بحث یہ تھی کہ زنادقہ وغیرہ مخالفین اسلام نے جو حدیثین بنائی تھین محدثین نے درایت اسلامی اور دوسرے قرائن و دلائل سے مدد لیکر ان حدیثون کو موضوع قرار دیا۔ مگر اس سے بڑھکر اور ایک آفت کا سامنا محدثین کو ہوا وہ یہ کہ بعض بزرگون نے بھی کمال خوش اعتقادی سے حدیثین بنائین چنانچہ ابن جوزی نے موضوعات مین لکھا ہے کہ ابو عصمہ نوح ابن مریم مروزی سے پوچھا گیا کہ حضرت آپ نے ہر ایک سورہ کی فضیلت مین جو روایتین کی ہین کہ عن عکرمہ عن ابن عباس رہ یہ آپکو کہان سے مل گئین عکرمہ کے شاگردون کے پاس تو ان روایتون کا وجود نہین کہا بات یہ ہے کہ مین نے لوگون کو دیکھا کہ ابو حنیفہ کی فقہ اور ابن اسحق کے مغازی مین ہمہ تن مشغول ہین اسلئے حسبۃً للہ یہ حدیثین بنائین تاکہ ان فضائل کو دیکھکر تو بھی لوگ قرآن شریف زیادہ پڑھا کرین۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ قاضی تھے ابن حبان سے انکا حال پوچھا گیا تو کہا صرف ایک صدق تو ان مین نہین۔ باقی کل فضائل کے جامع ہین

ابن مبارک رح سے اونکا حال پوچھا گیا کہا لا الہ الا اللہ کہا کرتے تھے یعنے مسلمان ہین یہ سب سہی مگر تھے بڑے ہوشیلے کہ فقہ حنفیہ کی شہرت اور درس وتدریس کو دیکھ نہ سکے اور حسبتہً للہ حدیثین بناڈالین۔

یحیی ابن سعید قطان رح جو تنقیح وتنقید حدیث مین مستند مانے جاتے ہین اونکا قول ابن جوزی نے موضوعات مین نقل کیا ہے کہ کذب مین اون لوگون سے زیادہ مین نے کسی کو نہین پایا جو خیر وزہد کی طرف منسوب ہین۔ ان بزرگون نے کچھہ تو خیر خواہی کے جوش مین حدیثین بناڈالین اور کچھہ اورون سے سنکر بیان کردیا اور اسکی کچھہ تحقیق نہین کی کہ راوی مستند ہے یا نہین کیونکہ حسن ظن ان حضرات کا اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ کسی مسلمان کو جھوٹا سمجھتے ہی نتھے اسلئے جسنے جو کچھہ روایت کی اوسکو صحیح مان لیا۔

تہذیب التہذیب مین رواد بن الجراح کے حال مین ابن عدی کا قول نقل کیا ہے کہ اکثر روایتین اونکی ایسی ہوتی ہین کہ دوسرے راویون سے اونکی تصدیق نہین ہوتی مگر وہ شیخ صالح ہین اور صالحین کی روایتون مین کچھہ نہ کچھہ نکارت ہوتی ہے۔

میزان الاعتدال مین عبد الرحمن بن ثابت کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ وہ زاہد اور مستجاب الدعوات تھے مگر امام بخاری اور نسائی وغیرہ نے اونکی حدیثون مین کلام کیا ہے۔

عبد الواحد ابن زید کے ترجمہ مین میزان مین لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ وہ زاہد اور صوفیہ کے شیخ تھے چالیس سال انہون نے عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑہی اور مجاب الدعواۃ تھے مگر محدثین نے اون مین کلام کیا ہے چنانچہ بخاری رح کہتے ہین کہ اونکو محدثین نے ترک کردیا اور امام احمد رح کا قول ہے کہ اونکی احادیث موضوع ہوا کرتی ہین۔

میزان الاعتدال مین امام ذہبی رح نے انہین لوگون کو ذکر کیا ہے جن مین محدثین نے کلام کیا ہے اوس مین اویس قرنی رح کو ذکر کرکے لکھا ہے کہ مین نے اونکو اس کتاب مین صرف اسوجہ سے ذکر کیا ہے کہ بخاری نے اونکو ضعفا مین ذکر کیا ورنہ اس کتاب مین اونکو ہرگز ذکر نکرتا کیونکہ وہ اولیاء اللہ صادقین سے ہین۔

اویس قرنی رضی اللہ عنہ وہ شخص ہین کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی فضیلت بیان کی ہے اور

عمر بھر اونسے خواستگار دعا ہوئے اونکے فضائل مسلم شریف وغیرہ مین موجود ہین۔
تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ امام جعفر صادق رح کی روایتون کو ساری امت نے مستند سمجھا ہے
مگر بخاری رح نے کہا کہ وہ قابل احتجاج نہین۔
ابن معین رح کا قول ہے کہ ہم اون اقوام مین کلام کرتے ہین جو جنت مین داخل ہو چکے ہین
مطلب یہ کہ صلحا مین جو کلام کیا جاتا ہے اوس سے یہ بتلانا منظور نہین کہ اونکے دین مین کوئی
نقص تھا بلکہ سمجھتے ہین کہ وہ بڑے مقدس مستجاب الدعوات اور جنتی ہین۔ یہانتک کہ خود نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی فضیلتین بیان کین۔ مگر چونکہ تنقیح وتنقید حدیث کی خدمت مفوض ہے
اسلئے جب تک پوری شرطین نہ پائی جائین جن مین ایک یہ بھی ہے کہ جس سے حدیث لیتے
ہین اوسکی تحقیق کی جائے کہ وہ عدل وضابط ہے۔ کسی کی رعایت نہین کیجاتی گو فی نفسہ
ولی اور مستجاب الدعوات ہو یہان تک کہ خود اپنے باپ کی رعایت نہین کیجاتی تھی۔
جریر ابن حازم کا حال ابھی معلوم ہوا کہ وہ شیخ الشیوخ تھے اعمش۔ ایوب۔ ابن مبارک اور وکیع
جیسے اونکے شاگرد تھے اونکے فرزندون نے جب دیکھا کہ حافظہ مین فرق آرہا ہے تو اونکو
چھوڑکر تلاش حدیث مین دوسرے اساتذہ کے یہان گئے۔ دیکھئے جب اونکے صاحبزادے
تلاش حدیث مین نکلے ہونگے تو محدثین نے ضرور پوچھا ہوگا کہ آپ اپنے گھر کی دولت کو
چھوڑکر گدائی کو کیون نکلے تو اونہون نے ضرور اپنے والد کا نقص بیان کیا ہوگا۔ دیکھئے جکے
پدر بزرگوار ایسے ہون کہ عمر بھر نیکنام اور شیخ الشیوخ اور مرجع انام بنے رہے کیا اوسکی طبیعت
گوارا کرے گی کہ اپنے والد کا نقص اور بے اعتباری ظاہر کرکے خود بھی ذلیل بنے مگر سبحان اللہ
نفس قدسی اسے کہتے ہین کہ دین کے معاملہ مین نہ ذلت کی پروا نہ عزت کا خیال۔ کل اکابر محدثین
کا یہی حال رہا ہے۔
تہذیب التہذیب مین ابن السقا کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ وہ دارقطنی وغیرہ محدثین کے استاد
ہین اور حدیث مین امام سمجھے جاتے ہین۔ ایک بار انہون نے ایک حدیث پڑھی جو اونکے
خلاف تحقیق تھی وہ سنتے ہی لوگون نے اونکو اوٹھا دیا اور جس جگہ بیٹھے تھے اوسکو
دھو ڈالا۔

میزان الاعتدال میں جارودی کے ترجمہ میں حاکم رح کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے محمد یعقوب سے بارہا سنا ہے کہ ابوبکر جارودی رح جب کبھی اپنے دادا کی قبر پر سے گذرتے تو کہتے کہ اے جد بزرگوار اگر آپ بہز ابن حکیم کی روایت بیان نکرتے تو میں آپ کی زیارت ضرور کرتا۔

تعصب کی انتہا ہو گئی اگر جد امجد نے کوئی روایت غلط بھی کی تہی تو اوس سے کافر نہیں ہو گئے تھے جو زیارت سے احتراز کیا گیا۔ زیارت سے اتنا فائدہ تو ضرور ہوتا کہ کچھ پڑھکر بخش دیتے جس سے اوس خطا کی معافی کی توقع تھی۔ مگر بہز ابن حکیم کی اوس روایت کے ساتھ اتنا بغض تہا کہ اگر کبھی خون جوش بھی کھاتا ہوگا تو اوس حدیث کا خیال اونکو زیارت سے روک دیتا تھا۔ اگر اونکی اس حرکت کو جنون سے تعبیر کریں تو بے موقع نہوگا مگر ایسے جنون پر ہزار عقلوں کو قربان کرنا چاہیے کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پاک کی حمایت و حفاظت میں اونکی یہ حالت تھی۔ غرضکہ محدثین کی حالت احتیاط حدیث میں عجب قسم کی ہوگئی تھی گو بعض حرکات اونکے ہم لوگ نہیں سمجھ سکتے مگر اصل منشا اونکا کمال احتیاط تھی۔ جسقدر حدیثیں بنانے میں لوگوں نے جرأت کی اوس سے زیادہ ان حضرات نے احتیاط میں زیادتی کی اگر کسی سے ایک بات خلاف دیکھتے تو اوسکی صحیح حدیثیں بھی ترک کر دیتے۔

تہذیب التہذیب میں ابراہیم ابن محمد کے حال میں لکھا ہے کہ نعیم ابن حماد کہتے ہیں کہ اونکی کتابوں نقل میں پچاس اشرفیاں میں نے خرچ کیں جب سب کی نقل ہوگئی تو انہوں نے ایک روز اور ایک کتاب نکالی جس میں قدر کا مسئلہ تھا کہ تقدیر کوئی چیز نہیں اور دوسری کتاب نکالی جس میں جہم کی رائے تھی جسکے قائل جہمیہ ہیں میں نے کہا کیا آپ کی بھی یہی رائے ہے کہا ہاں یہ سنتے ہی وہ تمام کتابیں جو نہایت شوق سے بصرف زر کثیر نقل کرائی تہیں سب پھاڑ کر پھینک دیں۔

تہذیب التہذیب میں محمد ابن حمید کا قول نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی جعفر سے میں نے دس ہزار حدیثیں لکھیں ایک روز انہوں نے کہا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جو صحابی ہیں فاسق تھے یہ سنتے ہی میں نے وہ کل حدیثیں جو لکھی تھیں پھینک دیں۔

مولانا واستاذنا مولوی محمد عبدالحی صاحب مرحوم نے الرفع والتکمیل میں لکھا ہے کہ شعبہ رح

سے پوچھا گیا کہ آپنے فلان شخص کی حدیث کو کیون ترک کر دیا کہا مین نے اوسکو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہے اور اوسکو ایڑین مار رہا ہے ۔ فقط ایڑ مارنا تو عیب کی بات نہین جسکو شعبہ رح جیسے جلیل القدر شیخ الشیوخ نے قابل ترک سمجہا ہو البتہ کوئی ناشائستہ خلاف شان حرکات اوس مین ضرور تھے جس سے اونہون نے اوسکو ترک کر دیا۔

اوس مین مولانائے موصوف نے لکھا ہے کہ شعبہ رح منہال ابن عمر کے یہان طلب حدیث کیلئے گئے دیکھا کہ گہر مین سے طنبور کی یا خوش الحان کی قرارت کی آواز آرہی ہے یہ سنتے ہی باہر ہی سے لوٹ گئے اور پہر اوس سے حدیث نہین لی[1] معلوم نہین مقامی خصوصیات کیا تہین جن سے اونکو ترک کرنے پر مجبور ہوئے بہرحال اتنا تو معلوم ہوا کہ احتیاطین اس درجہ کی تھین۔

اسی مین لکھا ہے کہ ابن عیینہ رح[2] سے پوچھا گیا کہ زاذان سے آپ روایت کیون نہین کرتے کہا وہ باتین بہت کیا کرتے تھے۔

اوسی مین لکھا ہے کہ جریر رح نے سماک ابن حرب کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے پیشاب کر رہے ہین اس لئے اونکو ترک کر دیا اوسی مین لکھا ہے کہ جو محدثین اعمال کو جزو ایمان سمجھتے تھے اہل کوفہ سے روایت نہین کرتے تہے اس لئے کہ وہ اعمال کو جزو ایمان نہین سمجھتے۔ بہت سے محدثین نے امام ابو حنیفہ سے روایت نہین کی اسوجہ سے کہ اونکو اہل رائے سمجھتے تھے۔ میزان الاعتدال مین لکھا ہے کہ مکی ابن ابراہیم نے حمید طویل سے حدیث نہین لی اس وجہ سے کہ وہ سیاہ لباس پولیس والون کا سا پہنتے تھے۔

ہمین یہان صرف یہ بتلانا منظور ہے کہ اونکی احتیاطین کیسی تھین نہ ولی کی ولایت اونکے فرض منصبی ادا کرنے مین مانع ہوتی تہی نہ قرابت و احباب کی محبت نہ اپنی کسر شان کا خیال۔ غرضکہ ان حضرات نے احتیاط کا حق ادا کر دیا۔ اب رہی یہ بات کہ وہ ضرورت سے زیادہ کام مین لائی گئی سو اوس مین وہ حضرات معذور ہین اسلئے کہ جب آدمی کسی طرف ہمہ تن مشغول ہوتا ہے تو وقتاً فوقتاً نئی نئی باریکیان اور نزاکتین اوسکے خیال مین آتی جاتی ہین جنکو ہر کوئی سمجھ نہین سکتا اور ادنی ادنی بات جسکو اور

---

[1] ایسے محتاط شخص امام صاحب کی تعریفین کرتے ہین چنانچہ آئندہ معلوم ہوگا۔ اس سے امام صاحب کی جلالت شان معلوم ہو سکتی ہے

[2] ایسے محتاط شخص امام صاحب کے مداح ہین جیسا کہ معلوم ہوگا۔

لوگ قابل توجہ نہین سمجھتے اوسکو بری معلوم ہونے لگتی ہے۔ آپنے دیکھا ہوگا کہ جن لوگون کو حفظان صحت کا خیال زیادہ ہوتا ہے وہ کھانے پینے مین بلکہ ہر ایک کام مین کیسی کیسی احتیاطین کرتے ہین کہ اونکی صحت بجائے خود ایک سخت بیماری ہوجاتی ہے۔ اسی طرح جنکو طہارت کا زیادہ خیال ہوتا ہے اونکی احتیاط وسواس کے درجہ تک پہونچ جاتی ہے جسکی وجہ سے وہ ابدست اور غسل وغیرہ مین اتنا پانی خرچ کرتے ہین کہ شریعت مین وہ اسراف اور حرام ہے اور باوجودیکہ خود بھی وہ اوسکی برائیان جانتے ہین مگر طبیعت سے مجبور ہین اوس احتیاط کو چھوڑ نہین سکتے اسیطرح محدثین کو ہمیشہ احتیاط کا خیال لگا رہتا تھا اور ہمیشہ اس خیال مین رہتے کہ جو حدیث لی جائے کسی متدین اور محتاط شخص سے لی جائے۔ پھر تدین کی نزاکتون مین جسقدر خیال ترقی کرتا گیا تدین کا دائرہ تنگ ہوتا گیا یہان تک کہ گھوڑے کو زیادہ ایڑین مارنا بھی خلاف تدین محسوس ہونے لگا۔ چونکہ ہر معاملہ مین طبیعت کو بڑا ہی دخل ہے اس لئے جن اہل احتیاط کی طبیعتون مین حرارت زیادہ تھی وہ لوگ مغلوب الغیظ ہونے کی وجہ سے اس امر مین بہت افراط کرتے تھے جیسا کہ مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جن علما کی طبیعتون مین حرارت اور غصہ زیادہ ہوا کرتا ہے اپنی طبیعت کے مخالف اودنی اودنی بات مین بھی برا بھلا کہدیتے ہین بلکہ فاسق اور کافر کہنے مین بھی تامل نہین کرتے اور تکفیر کی روایتون کو چسپان کرنے کی فکر مین پڑ جاتے ہین اور کسی طرح چسپان کر بھی دیتے ہین اس طبیعت کے لوگ محدثین مین بھی بہت گذرے ہین۔

ابن حزم کا حال

ایسا ابن حزم ہی کو دیکھ لیجئے کہ کس قدر اونکی مزاج مین تشدد ہے ملل ونحل مین عیسی علیہ السلام کے مشہور حواریین کا جہان ذکر کرتے ہین تو سطرون کی سطرین نئی نئی گالیون اور لعنتون کی لکھ ڈالے ہین۔ اسی طرح معتزلہ وغیرہ فرق اسلامیہ پر بھی ہمیشہ لعنت کرتے رہتے ہین اکثر مقامات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی فرقہ کے عقائد کو نقل کرنے کے قبل اس کے کہ اونکو رد کرین خوب سی گالیان دے لیتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نقل مضمون کے وقت انہون نے نہایت ضبط سے کام لیا ورنہ جوش طبیعت سے معلوم ہوتا ہے کہ اثنائے نقل مین بھی دو چار لعنتین لکھدیتے۔ محلی اور اوس کی شرح

مین اونہون نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ کسی مسئلہ مین ایک صحیح حدیث لکھدیتے ہین اوسکے بعد کسی مجتہد کا نام لکہتے ہین کہ اوس نے اس کے خلاف کیا اور ساتھ ہی لعنت۔ غرضکہ اونکی اکثر تصانیف لعنت سے بھری ہوئی ہین۔ اور تحقیق کی یہ حالت کہ امام سخاوی رح نے فتح المغیث مین لکہا ہے کہ ابن حزم کا قول ہے کہ ابو عیسی ترمذی اور ابو القاسم بغوی مجہول ہین حالانکہ تمام دنیاے اسلامی مین ترمذی معروف و مشہور ہین مگر حضرت اونکو پہچانتے ہی نہین۔ پھر طریقہ یہ کہ جس کے مخالف ہوتے ہین تو اوس کی طرف ایسی باتین منسوب کر دیتے ہین کہ اوس کے حاشیۂ خیال مین نہین۔ چنانچہ طبقات الشافعیہ مین امام سبکی رح نے لکہا ہے کہ ملل و نحل مین انہون نے ابو الحسن اشعری رح کا مذہب بیان کیا ہے کہ اون کے نزدیک ایمان صرف معرفت بالقلب کا نام ہے خدا کو دل سے پہچان لے تو بس ہے۔ پھر اگر زبان سے اقسام کے کفریات بکے اور یہ بھی کہے کہ مین یہودی ہون یا نصرانی ہون تو بھی وہ مسلمان اور جنتی ہے۔ حالانکہ کل اشاعرہ بلکہ تمام مسلمانون کا مذہب یہ ہے کہ جو کفریات بکے یا کفار کے سے کام کرے تو وہ کافر مخلد فی النار ہے۔ اور لکہا ہے کہ محققین نے اونکی کتابون کو دیکھنے سے منع کیا ہے اس لئے کہ اہل سنت کی وہ بہت تحقیر کیا کرتے ہین انتہی۔ ادنی تامل سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ ایسے مغلوب الغیظ حضرات تحقیق مسائل یا جرح و تعدیل کی خدمت اپنے ذمہ لین تو مسلمانون کو مقتول نہین تو مجروح تو ضرور کر دینگے۔ بہرحال اس قسم کی تحریرات مین وہ اس بات کے مستحق ہین کہ مرفوع القلم سمجھے جائین۔

ابن جوزی رح کا حال — اسی طرح ابن جوزی رح کا بھی حال ہے اونکی طبیعت کا انداز تلبیس ابلیس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کسی مذہب اور فرقہ کو انہون نے چہوڑا ہی نہین سب پر کچھ نہ کچھ الزام لگا دیا علاوہ فرق باطلہ کے صوفیہ کے تو وہ دشمن ہی ہین ہاتھ دہو کر انکے پیچھے پڑ گئے یہان تک کہ مشہور ہے کہ انہون نے حضرت غوث الثقلین محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ کی تکفیر کی تہی اور فقہا تو بیچارے کس شمار مین محدثین کو بھی انہون نے نہین چہوڑا۔ ایسا طبیعت کے لوگ کب کسی کے مقلد ہوسکتے ہین جہان انہون نے دیکہا کہ حدیث کی

اسناد مین ایسا شخص ہے کہ سابق کے محدثین نے اوسکو کاذب وغیرہ کہا تو اب وہ جامہ کے باہر ہین نہ بخاری کو مانین نہ مسلم کو صاف کہدیتے ہین کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ امام سیوطی رح اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ مین لکھا ہے کہ حاکم ابن حبان اور عقیلی وغیرہ حفاظ کی عادت ہے کہ کسی حدیث کی سند مین کوئی راوی مخدوش ہو تو اوسکو وہ باطل لکھتے ہین ابن جوزی اوس سے یہ سمجھہ لیتے ہین کہ وہ متن حدیث ہی موضوع ہے۔ اور اس متن حدیث کو اپنی کتاب موضوعات مین داخل کر دیتے ہین حالانکہ متن سے ان حفاظ کو کوئی تعلق نہین ہوتا بلکہ اکثر دوسری صحیح سندون سے وہ متن ثابت ہوتا ہے۔ اسوجہ سے تمام علما نے یہان تک کہ آخر مین ابن حجر عسقلانی رح نے ابن جوزی پر الزام لگایا ہے کہ یہ ان مین سخت عیب تھا اور اوسی مین لکھا ہے کہ ابن جوزی رح نے حدیث اذا بلغ العبد اربعین سنۃ امنہ اللہ من البلایا الثلث کو اپنی کتاب موضوعات مین داخل کیا ہے اور وجہ یہ لکھی کہ اوس کی اسناد مین عباد بن عباد ہین جن کی نسبت ابن حبان نے یروی المناکیر کہا ہے اسلئے وہ مستحق ترک ہین اور حدیث صحیح نہین۔ امام سیوطی رح نے ابو الفضل عراقی رح کا قول نقل کیا ہے کہ ابن جوزی نے جو عباد ابن عباد کو ضعیف قرار دیا وہ خبط ہے ابن حبان رح نے جن عباد ابن عباد کی نسبت یروی المناکیر کہا وہ فارسی ہین اور اس روایت مین عباد ابن عباد مہلبی ہین اور یہ وہ شخص ہین کہ شیخین نے اونکی حدیثون سے احتجاج کیا اور احمد اور ابن معین اور ابو داؤد ونسائی وغیرہم نے اونکی توثیق کی انتہی۔ اس قسم کے دہوکون سے انہون نے بعض صحاح کی حدیثون کو بھی موضوع قرار دیا اس لئے اونکا مجرد قول قابل قبول نہین ہو سکتا۔

شمس العلما مولوی شبلی صاحب نے سیرۃ النعمان مین لکھا ہے کہ محدث ابن جوزی نے بہت سی حدیثون کو موضوعات مین داخل کیا ہے جنکو دوسرے محدثین صحیح اور حسن کہتے ہین ابن جوزی نے تو قیامت کی کہ صحیحین کی بعض حدیثون کو موضوع لکھدیا بے شک ابن جوزی نے اس افراط مین غلطی کی انتہی۔ نہایت درست ہے جب اونکی طبیعت اور اتفاق علما سے معلوم ہو گیا کہ بلا تحقیق ایسی باتین لکھدیتے ہین تو اونکی تحریر سے کوئی حدیث موضوع نہین ہو سکتی اور نہ دوسرے محدثین کی تحقیق پر اونکی تحریر کا اثر ہو سکتا ہے۔ البتہ امام بخاری جیسے مستند محدث

کی تحقیق قابل وثوق ہے۔

مجملاحال جرح وتعدیل

اس موقع مین جرح وتعدیل سے متعلق تہوڑا سا حال معلوم کرلینا بھی مناسب ہوگا فتح المغیث مین امام سخاوی رحمہ نے لکہا ہے کہ صحابہ ہی کے زمانہ مین بعض ایسے لوگ پیدا ہوگئے تھے جن پر انہون نے طعن کی لیکن وہ بہت کم اور ممتاز تہے پہر تابعین کے زمانہ مین بھی اونکی ایسی کثرت نہوئی جو قابل توجہ ہو اس لئے کہ اکثر متبوع اور مقتدا صحابہ موجود تہے جو کل عدول تہین اور جو غیر صحابہ تہے وہ اکثر ثقات تھے اونکے ہوتے اہل بدعت کے یہان کون جاتا۔ قرن اول جس مین صحابہ اور کبار تابعین تھے اون مین کوئی مقتدا ایسے دین ضعیف نہین پایا گیا اونکے بعد اوساط تابعین مین اگرچہ ضعفا پائے گئے مگر اون مین صرف تحمل اور ضبط حدیث کی نسبت کلام ہوا البتہ جب تابعین کا زمانہ قریبا ختم ہوا یعنے سنہ ڈیڑہ سو کے حدود مین اونکی توثیق اور جرح کی ضرورت ہوئی چنانچہ ابو حنیفہ رحمہ نے کہا کہ جابر جعفی سے بڑھکر جہوٹا مین نے نہین دیکہا اور اعمش اور امام مالک شعبہ اور اوزاعی وغیرہم نے بھی جرح وتعدیل کی۔ اونکے بعد یحیی ابن سعید قطان ابن مہدی وغیرہ اونکے بعد امام شافعی اور ابو عاصم نبیل وغیرہ اونکے بعد حمیدی اور یحیی ابن یحیی وغیرہ آئمہ جرح وتعدیل ہوئے اونکے بعد جرح وتعدیل کی کتابین تصنیف ہونے لگین اس کے بعد کے بھی بہت سے طبقات آئمہ فن کے سخاوی رحمہ نے ذکر کئے جنکے بیان کی یہان ضرورت نہین۔

احتیاط اصحابہ واکابر

مطالعہ کتب رجال سے معلوم ہوتا ہے کہ جرح وتعدیل کا عام قاعدہ یہی رہا ہے کہ حتی الامکان مشتبہ لوگون سے احتراز کرتے رہے صحابہ مین تو نہایت ہی اسکا تشدد رہا۔ چنانچہ سنن دارمی مین روایت ہے

عن نافع عن عمر رضہ انہ جاءہ رجل فقال ان فلانا یقرء علیک السلام فقال بلغنی انہ قد احدث فان کان قد احدث فلا تقرء علیہ السلام یعنے ایک شخص ابن عمر رضہ کے یہان آکر کہا کہ فلان شخص آپکو سلام کہتا ہے فرمایا مین نے سنا ہے کہ اوس نے کوئی نئی بات ایجاد کی ہے اگر یہ واقعی ہے تو اوسکو ہمارے طرف سے جواب سلام نہ کہنا۔ جب جواب سلام مین یہ احتیاط تھی تو اوسکی اور باتون کی کیا وقعت ہوگی۔ تقریبا یہی طریقہ اکابر تابعین مین بہی جاری رہا چنانچہ دارمی مین یہ روایت ہے۔ عن اسماء بن عبید قال دخل رجلان من اصحاب اہل الاہواء علی ابن سیرین رحمہ

فقالا لا یا ابابکر نحدثک بحدیث قال لا قال فنقرأ علیک آیۃ من کتاب اللہ قال لا لتقوما عنی اولا قومن قال فخرجا فقال بعض القوم یا ابابکر وما کان علیک ان یقرأ علیک آیۃ من کتاب اللہ تعالی قال انی خشیت ان یقرؤا علی آیۃ فیحرفانہ فیقر ذلک فی قلبی یعنے اسماکہتے ہین کہ دو شخص اہل ہوا یعنے فرق باطلہ کے ابن سیرین رح کے پاس آئے اور کہا کہ ہم ایک حدیث آپ کو سنانا چاہتے ہین کہا مین نہین سنتا کہا قرآن کی ایک آیت سناتے ہین کہا مین نہین سنتا اب تم یہان سے جاتے ہو یا مین چلا جاؤن یہ سنکر وہ ہی چلے گئے لوگون نے پوچھا حضرت اگر قرآن کی آیت آپ اون سے سنتے تو کیا ہرج تہا فرمایا اس بات کا خوف تہا کہ اوس کے معنی کو اپنے مطلب کی جانب پہیر دین اور وہی بات میرے دل مین جم جائے۔ ابن جوزی رح نے تلبیس ابلیس مین لکھا ہے کہ ایوب رح سے ایک بدعتی نے کہا کہ مین آپ سے ایک کلمہ کہون فرمایا نہین بلکہ آدہا کلمہ بھی مت کہ۔

اوسی مین لکھا ہے کہ معمر کہتے ہین کہ طاؤس جو اعلی درجہ کے تابعی ہین بیٹھے تھے اور اونکے پاس اونکے فرزند بھی تھے اتنے مین ایک شخص معتزلی آیا اور کسی مسئلہ مین گفتگو شروع کی۔ طاؤس رح نے اپنے دونون کانون مین انگلیان رکھ لین اور فرزند سے کہا تم بھی کانون مین انگلیان رکھ لو تا کہ اوسکی بات سننے مین نہ آئے کیونکہ یہ دل ضعیف ہے۔ پھر کہا اے فرزند خوب زور سے کان بند کر لو اور برابر یہی کہتے رہے یہان تک کہ وہ اٹھکر چلا گیا۔ اگرچہ ظاہرا یہ حرکت ہمارے زمانہ کے لحاظ سے بدنما معلوم ہوتی ہے مگر چونکہ اون حضرات کو خوف خدا بیحد تہا اور دین کی قدر تھی وہ خیال کرتے تھے کہ عقلی باتون کو عقل جلد قبول کر لیتی ہے کہین ایسا نہو کہ کوئی بات دل مین جم جائے یا دل کا میلان بھی ہو جائے جسپر خدائے تعالی مطلع ہوتا ہے۔

اوسی مین لکھا ہے کہ عیسی بن محل الصفدی رح کہتے ہین کہ ایک شخص ہمارے ساتھ ابراہیم رح کے یہان جو تابعی تھے جایا کرتا تہا۔ ابراہیم رح کو خبر ملی کہ وہ شخص فرقہ مرجیہ مین شامل ہوا ہے۔ انہون نے اُس سے فرمایا اب جو تم ہمارے یہان سے جاتے ہو پھر ہمارے یہان نہ آنا کیونکہ فرقہ مرجیہ کا عقیدہ ہے کہ قرآن شریف مین عذاب کی آیتین فقط دہمکانے کیلئے ہین ورنہ

جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیا وہ قطعی جنتی ہے چاہے نماز وغیرہ پڑھے یا نہ پڑھے اور اوسکے گناہ کچھہ نہیں لکھے جاوینگے بلکہ نیکیاں لکھی جائینگی۔

اوسی مین لکھا ہے کہ محمد ابن داؤد الحداد کہتے ہین کہ مین نے سفیان ابن عیینہ رح سے کہا کہ ابراہیم ابن یحیی تقدیر کے معاملہ مین کلام کرتا ہے۔ فرمایا کہ لوگون کو اوس کے حال سے ہوشیار کردو اور اپنے رب سے عافیت مانگو۔" انتھی دین کی اصلی صورت جو نظر آرہی ہے سو صحابہ اور تابعین ہی کی ان احتیاطون کا نتیجہ ہے ورنہ اہل ہوا اور بدعقیدون کے خیالات اگر اسوقت سے روایتون مین شامل ہو جاتے تو یہ بھی معلوم ہوتا کہ اصل دین کیا تھا اور کیا ہو گیا۔

مولوی شمس العلما صاحب نے سیرۃ النعمان مین مقدمہ صحیح مسلم سے لکھا ہے کہ بشیر عدوی ابن عباس رض کے پاس آیا اور حدیث بیان کرنی شروع کی انہون نے کچھہ خیال نہ کیا۔ بشیر نے کہا ابن عباس مین رسول اللہ سے روایت کر رہا ہون آپ سنتے نہین فرمایا ایک زمانہ مین ہمارا یہ حال تہا کہ کسی کو قال رسول اللہ کہتے سنتے تھے تو فوراً ہماری نگاہین اوٹھہ جاتی تہین۔ لیکن جب سے لوگون نے نیک و بد مین تمیز نہین رکھی ہم صرف اون حدیثون کو سنتے ہین جنکو ہم خود جانتے ہین۔" غرضکہ اوس زمانہ مین صحیح حدیثین محفوظ تہین اس لئے کہ تقریباً کل مقتدا اشخاص متدین تھے اور احادیث کے لینے مین احتیاطین زاید کی جاتی تہین۔

امام سخاوی رح کے قول سے ابھی معلوم ہوا کہ یہ وہی زمانہ ہے جس کے متصل امام ابوحنیفہ رح ہین خوش قسمتی سے آپ کو تدوین فقہ کے وقت نہایت آسانی سے صحیح صحیح حدیثین مل گئین۔ جس مین موضوع ہونے کا احتمال اگر نکالا بھی جائے تو بہت سے قرائن سے رد ہو سکتا ہے

اس کے بعد جب تدین کم ہوتا گیا اور کذاب اور وضاع نئی نئی باتین بنانے لگے جس کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف مین دی ہے۔ عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخر زمانہ مین دجال اور کذاب ہونگے ایسی ایسی حدیثین بیان کرینگے کہ نہ تم نے دراپے اونکو سنین نہ تمہارے آباؤ اجداد نے۔ سو اونسے بہت بچو اونکو نزدیک

خدا نے دو کہین وہ تم کو گمراہ نکر دین اور فتنہ مین نہ ڈال دین" اس پیشین گوئی کے ظہور کی
ابتدا اسی زمانہ مین ہو چکی تھی اس لئے اوس زمانہ کے محدثین کو بڑی بڑی محنتین اٹھانی پڑین
جس قدر انہون نے موضوعات کے رواج دینے کی فکرین کین محدثین نے احتیاط سے اونکا
مقابلہ کیا۔ مثلاً دیکھا کہ راویان حدیث کے احوال مختلف ہین فن رجال مدون کردیا جس مین
ہر ایک راوی کی نسبت جو کچھہ محدثین کے خیال تھے بیان کردئے تاکہ مشتبہ راویون سے
حدیث لینے مین احتیاط کی جائے۔ بعض محدثین ایسے بھی تھے کہ ضعفا سے روایت کرکے
اونکے نام نہین بتلاتے تھے جسکو تدلیس کہتے ہین ایسے لوگون کی تحقیق کرکے خاص اونکے
نامونکی کتابین لکھدین جیسا کہ تدریب الراوی مین امام سیوطی رح نے لکھا ہے۔ اسیطرح
بعض محدثین مستند تو تھے مگر آخر عمر مین اونکے حافظہ مین نقصان آگیا تھا اور بعض لوگ آخر
عمر مین اونسے پڑھکر چاہتے تھے کہ اونکے پہلے شاگردون کے ساتھہ مساوات حاصل کرین
حالانکہ اونکی حدیثون مین ضعف ہوتا تھا۔ اس لئے محدثین نے تحقیق کرکے ایسے اساتذہ
کے نام اور اونکے اوائل و آخر کے شاگردون کے نام اور اونکے حالات کی کتابین مدون کردین
تاکہ لوگون کو اون اساتذہ کے نامون سے دہوکا نہووے۔ غرضکہ کسی بات مین ذرا بھی
شبہہ ہوتا تو ایک جماعت متوجہ ہوکر اس قدر تحقیق کرتی کہ شبہہ نام کو نہ رہنے پائے
شدہ شدہ ان تحقیقون سے فن حدیث کے سو فن ہوگئے چنانچہ شیخ الاسلام ابن حجر رح
نے النکت مین اور امام سیوطی رح نے تدریب الراوی مین لکھا ہے کہ علم حدیث سو انواع
پر مشتمل ہے ہر نوع ایک مستقل علم بن گئی ہے اگر کوئی طالب علم ان علوم مین اپنی تمام عمر
صرف کرڈالے جب بھی اونکی انتہا کو نہین پہونچ سکتا۔ مطلب یہ کہ ایک شخص ان تمام علوم
حدیثیہ کا جامع نہین ہو سکتا اہل علم غور کرسکتے ہین کہ سوائے حدیث شریف کے کونسا
ایسا علم ہے کہ جس کے سو حصے اس غرض سے کئے گئے ہون کہ ہر ایک حصہ کی طرف
ایک جم غفیر علما کا متوجہ ہوکر اوس کی تحقیق اور تکمیل کرے کیا یہ بات خیال مین آسکتی ہے
کہ ہزارون مستند علما نے جس کام مین اپنے آپ کو وقف کردیا تھا کیا وہ ایسا فضول اور
بے اصل ہو سکتا ہے کہ اونکی اوقات ضائع ہوئی یا اونکی وہ کوششین اور جانفشانیان

بالکل فضول تھین۔ اب اگر کوئی اجنبی شخص جسکو فن حدیث سے کوئی تعلق نہو چند مختلف ضعیف اقوال نقل کرکے اس فن کو بے اعتبار قرار دے تو کیا عقلا اوس کی تصدیق کر سکتے ہین۔ عقل کی رو سے تو ہرگز نہین کر سکتے۔ یہ تو کمال فخر کا موقع تھا کہ اپنے اسلاف کے کارنامے پیش کرکے اورون سے پوچھتے کہ کوئی امت ایسی بھی ہے کہ اپنے نبی کے اقوال اور افعال اور دین کی باتون کو ایسی جان فشانیون سے محفوظ رکھا ہو۔ افسوس ہے کہ اُمت کے منتخب افراد سے جو اپنی گران بہا عمرین صرف کرکے قابل افتخار خزانے ہمین دے گئے ہین اوس کا شکریہ کیا جا رہا ہے کہ چند ناقصون کی کارروائیان پیش کرکے اونکی تمام جانفشانیان خاک مین ملائی جا رہی ہین انا للہ وانا الیہ راجعون

جواب مولوی شمس العلما شبلی صاحب۔ اب ہم چند اقوال شمس العلما صاحب کے سیرۃ النعمان سے نقل کرتے ہین جن سے ظاہر ہے کہ بیچارے امام صاحب کی طرفداری کے جوش مین فن حدیث اور محدثین پر انھون سے حملے کئے ہین شاید بعض احناف اس سے خوش ہو گئے ہونگے مگر مین اس خیال کے بالکل مخالف ہون ہمین اتنے تعصب کی ضرورت نہین کہ جن حضرات سے قوم پر اعلیٰ درجہ کا احسان کیا ہو اونکو برائی سے یاد کرین اور انکی نکتہ چینیان کرکے معاذ اللہ اونکو رسوا کرین اور علاوہ اوس کے اگر حدیث ہی بے اعتبار ہو جائے گی تو فقہ بطریق اولی بے اعتبار ہو جائیگی اسلئے کہ فقہ کا دار و مدار حدیث سے ہے کسی حنفی کا یہ خیال نہین کہ امام صاحب ایک عقلمند مقنن شخص تھے اپنی عقل کی رہبری سے قاعدے ایجاد کرتے اور مسائل تراشتے تھے چنانچہ خود شمس العلما صاحب نے سیرۃ النعمان مین چند دلائل و قرائن سے ثابت کیا ہے کہ امام صاحب اعلیٰ درجہ کے محدث تھے اور حدیث کو قیاس پر مقدم کیا کرتے تھے

قولہ ص ۱۰۱ زبانی روایت سے گذر کر تحریرون مین بھی جعل شروع ہو گیا تھا مسلم نے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ عبد اللہ ابن عباس حضرت علی رض کے فیصلہ کی نقل لے رہے تھے بیچ بیچ مین الفاظ چھوڑتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ واللہ علی نے ہرگز یہ فیصلہ نہین کیا ہوگا۔ اسی طرح ایک اور دفعہ عبد اللہ ابن عباس نے حضرت علی رض کی ایک تحریر دیکھی تو تھوڑے سے الفاظ کے سوا باقی سب عبارت مٹا دی۔"

یہ بات پوشیدہ نہین کہ علی رضی اللہ عنہ کے شیعہ اور اعدا مین افراط و تفریط بہت کچھ ہوئی۔ روافض

خوارج کی ابتدا اسیوقت سے ہوئی مگر دونون جماعتین الگ الگ اور اہل سنت اونسے ممتاز رہے۔ کسی نے اونکو اپنا اوستاد بنا کر اونسے روایتین اوسوقت نہین لین کیونکہ صحابہ اور اکابر تابعین کے ہوتے اونسے روایت کرنے کی ضرورت ہی کیا۔ دیکھیے جہان مسلم شریف مین ابن عباس رض کی روایت مذکورہ لکھی ہے اوسیکے متصل یہ دو روایتین بھی لکھی ہین۔ ایک یہ ہے

لما احدثوا تلک الاشیا بعد علی علیہ السلام قال رجل من اصحاب علی قاتلہم اللہ ای علم افسدوا

یعنی شیعہ نے جب نئی نئی باتین بنائین تو علی علیہ السلام کے اصحاب مین سے ایک شخص نے کہا ان کو غارت کرے کیسے اعلی درجہ کے علم کو اونہون نے تباہ کر دیا" اس سے ظاہر ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ کے اصحاب اوسوقت ممتاز تھے اور جانتے تھے کہ شیعہ نے آپکے علوم اور احادیث مین جعلسازیان کی ہین اسوجہ سے کوئی روایت اونسے نہین کرتے تھے دوسری حدیث مسلم شریف مین یہ ہے کہ جسکا ترجمہ یہان لکھا جاتا ہے۔ مغیرہ کہتے ہین کہ علی کرم اللہ وجہہ کی وہی روایت قابل تصدیق سمجھی جاتی تھی جو اصحاب عبد اللہ بن مسعود رض کے ذریعہ سے پہونچے" انتہی اس کی وجہ ظاہر ہے کہ شیعہ اہل سنت وجماعت سے خارج تھے اور اونکی روایتین نہین لی جاتی تھین۔

اسی جعل کو اوس زمانہ مین جعل شروع ہو گیا تھا مگر بفضلہ تعالے ہمارے محدثین نے جعلسازونکو ایسے پچھاڑ کر رکھا تا کہ اونکی کوئی جعلی بات اونکے پاس نہ آسکے۔

قولہ صہ ١٥١ لوگونکو وضع حدیث کی زیادہ جرات اس وجہ سے ہوتی تھی کہ اسوقت تک اسناد و روایت کا طریقہ جاری نہین ہوا تھا جو شخص چاہتا قال رسول اللہ کہدیتا تھا اور اثبات سند کے مواخذہ سے بری رہتا تھا۔ ترمذی نے کتاب العلل مین امام ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ پہلے زمانہ مین لوگ اسناد نہین پوچھا کرتے تھے جب فتنہ پیدا ہوا تو اسناد کی پوچھ ہوئی تاکہ اہل سنت کی حدیثین لی جائین اور اہل بدعت کی ترک کی جائین۔ لیکن حدیث کی بے اعتباری اہل بدعت پر موقوف نہ تھی اس لئے یہ احتیاط چندان مفید نہوئی اور غلطیونکا سلسلہ برابر جاری رہا۔ انتہی۔

افسوس ہے اس مقام مین مولویصاحب محققانہ انداز سے بہت دور ہو گئے جس سے ناواقف

لوگ خیال کرنے لگے کہ ایک زمانۂ دراز تک جو شخص چاہتا حدیثین بناکر قال رسول اللہ کہدیتا اور اوسکو کوئی نہ پوچھتا کہ فی الواقع وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یا نہین۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اسلیے کہ ابن سیرین رحہ کی ولادت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت مین ہے جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ وغیرہ مین مصرح ہے جس سے ظاہر ہے کہ انہون نے اسناد کے پوچھنے کا زمانہ بھی پایا ہے اور صرف قال رسول اللہ کہنے کا بھی۔ اسلیے کہ صرف قال رسول اللہ جس زمانہ مین کہا جاتا تھا وہ صحابہ کا زمانہ ہے جس کا اکثر حصہ اونہون نے پایا ہے چونکہ صحابہ کل عدول ہین اونکی کوئی خبر غلط نہین ہوسکتی اور جسقدر تابعین کے زمانہ مین رہ گئے تھے وہ ممتاز تھے اور ہر شخص جانتا تھا کہ یہ صحابی ہین جب وہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تو اونکی صحابیت خود ایک اعلیٰ درجہ کی سند تھی جس کے مقابلہ مین سند کا مطالبہ کمال درجہ کی گستاخی تھی۔ پھر صحابہ ہی کے زمانہ مین جب فتنہ پیدا ہوا اور مفسدون نے تقلیداً قال رسول اللہ کہنا شروع کیا تو انکا خود یہ کہنا باعث مواخذہ ہوا کیونکہ سب جانتے تھے کہ وہ صحابی نہین بلکہ اونکا سن وسال خود گواہی دیتا تھا کہ اونہون نے وہ حدیث بنائی ہے یا کسی سے سنکر کہا اسلیے اونسے اسناد کا مواخذہ کیا جاتا اور اونکا مجرد قول قابل توجہ نہین سمجھا جاتا تھا جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ بشر عدوی نے جب حدیث پڑھی تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اوس کی طرف التفات بھی نہین کیا اور یہ انتظام ہوگیا کہ وہی روایتین لیجاتین جو اہل سنت کے ذریعہ سے پہونچین جیسا کہ علی کرم اللہ وجہہ کی وہی روایتین لی جاتی تھین جو اصحاب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے پہونچتین۔ اور اہل بدعت سے حدیث تو کیا قرآن بھی نہین سنا جاتا تھا جیسا کہ ابن سیرین رحہ کی روایت سے ابھی معلوم ہوا۔ اب بتا دیجیے کہ ایسا کونسا زمانہ آیا کہ ہر بدعتی اور حیلساز قال رسول اللہ کہدیتا اور اوس کی روایتین خوش اعتقادون کرشائع کردیتے۔ مولوی صاحب نے ابن سیرین رحہ کے قول کو نہین سمجھا اونہون نے ہرگز یہ نہین کہا کہ پہلے زمانہ مین صحابی ہو یا غیر صحابی قال رسول اللہ کہدیتا اور اوس کی روایت مقبول اور مشہور ہوجاتی تھی اونکے قول کا صحیح مطلب وہی ہے جو ہمنے لکھا ہے۔ جسپر تاریخی شہادت بھی موجود ہے۔ اب غور کیجیے کہ مولوی صاحب جو کہہ رہے ہین کہ حدیث کی بے اعتباری اہل بدعت پر موقوف نہ تھی یعنے پہلے ہی سے ہوچکی تھی، اور غلطیون کا سلسلہ جاری رہا کیسی سخت غلطی ہے جس کی

کوئی اصل نہین۔

ابن سیرین رح کا قول جو مولوی صاحب نے نقل کیا ہے اوسکی اصل عبارت یہ ہے

سئالوا عن الاسناد لکی یاخذ واحدیث اہل السنتہ ویدع حدیث اہل البدع۔

معلوم نہین مولویصاحب نے سالوا کا ترجمہ (کچھہ پوچھہ ہوی) کس قرینہ سے کیا ہے۔ ابن سیرین رح کا مقصود تو یہ ہے کہ اس غرض سے (کہ حدیثین صرف اہل سنت کی لین اور اہل بدعت کی چھوڑ دین) اسناد کو پوچھنے لگے اس قرینہ سے تو صاف ظاہر ہے کہ اسناد کی تحقیق مین نہایت اہتمام اور کوشش کی جاتی تھی تاکہ غرض حاصل ہو نہ یہ کہ سرسری طور پر تبرکا کچھہ پوچھہ لیتے۔

قولہ حضرت علی کی خلافت شروع ہی سے پرآشوب رہی ان اختلافات اور فتن کے ساتھہ وضع احادیث کی ابتدا ہوی اور اگرچہ کثرت اور انتشار زیادہ تر زمانہ مابعد مین ہوا لیکن خود صحابہ کے عہد مین اہل بدعت نے سیکڑون ہزارون حدیثین ایجاد کر لی تھین انتھی۔

یہ وہی بات ہے جو ابن سیرین رح نے کہی تھی کہ فتنہ کے زمانہ سے اسناد کی تحقیق شروع ہوی اسمین شک نہین کہ صحابہ ہی کے عہد مین اہل بدعت نے حدیثین بنانی شروع کر دی تھین۔ مگر اوس سے اسلام کو کچھہ ضرر نہین پہونچا اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نئے خیالات اور نئی باتین دین مین ایجاد کرنے اور اونکو رواج دینے سے ہمیشہ منع فرمایا کئے۔ چنانچہ کتب حدیث پر جن کی نظر ہے وہ جانتے ہین کہ اس باب مین کس کثرت سے روایتین وارد ہین منجملہ اونکے چند ارشاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہان لکھے جاتے ہین۔ شر الامور محدثاتہا وکل بدعۃ ضلالۃ یعنی تمام کامون مین بدتر محدثات ہین یعنی نئی نئی باتین اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد یعنے جو کوئی ہمارے دین مین ایسی بات ایجاد کرے جو اوسمین نہین سو وہ مردود ہے۔

من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ یعنے جو کوئی تم مین سے میرے بعد زندہ رہیگا بہت اختلاف دیکھیگا تو تم کو لازم ہے کہ میرے طریقہ کو اور خلفاے راشدین کے طریقہ کو خوب مضبوط پکڑو۔

اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النار یعنے بڑی جماعت کے پیرو رہو جو اس سے علیحدہ ہو گیا

وہ دوزخی ہے۔

ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ القاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ یعنے شیطان آدمیون کا بھیڑیا ہے جس طرح سب سے الگ چرنے والی بکری کو بھیڑیا لیجاتا ہے اسیطرح مسلمانون سے علیحدہ ہونے والے کو شیطان ہلاک کرتا ہے تو تمکو لازم ہے کہ جماعت کو نہ چھوڑو۔

من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ہدم الاسلام یعنے جو کوئی بدعت والے شخص کی توقیر کرے تو اوسنے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔

من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ یعنے جو کوئی جماعت سے ایک بالشت دور ہوجاے اوسنے ربقۃ الاسلام کو اپنی گردن سے نکال دیا۔

ان کے سوا اور روایتین بھی بکثرت ہین جن کو سب صحابہ خوب جانتے تھے۔ اور امتثال امر نبوی مین صحابہ جسقدر مستعد اور سرگرم اور راسخ قدم تھے ہر شخص جانتا ہے کہ وہ حضرات صرف اشارہ پر جان دینے کو سعادت ابدی سمجھتے تھے پھر جب صراحۃً ہمیشہ بدعت کے قلع وقمع کا ارشاد فرمایا گیا تو غور کیا جاے کہ اہل بدعت کے ساتھ اونکا معاملہ کس قسم کا ہوگا کیا وہ اس بات کو گوارا کر سکتے تھے کہ کسی بدعتی کو منصب روایت کی توقیر حاصل ہو جس سے اسلام کے منہدم کرنے والون مین نام لکہا جاے گے۔

ابن سبا جو اصل مین یہودی تہا اوسنے مسلمانون مین شائع کیا کہ بہ تقلید محبت اہل بیت تشیع کی بنیاد ڈالی اور بہت جہوٹی حدیثون سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما پر بیان کرنا شروع کیا آپکو وہ بہت ناگوار ہوا اور فرمایا کہ جو شخص مجھکو شیخین پر فضیلت دے اوسکو افترا کی حد اسی درے مارونگا اسیطرح اوسنے بہت سی نئی نئی باتین ایجاد کرکے خفیہ تعلیم سے ایک گروہ کو اپنا ہمخیال بنا لیا جب آپکو اطلاع ہوئی تو اوس گروہ کو مع ابن سبا جلا وطن کر دیا جیسا مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ نے تحفہ مین اس گروہ کا حال مفصل لکہا ہے۔

غور کیجئے ایسا گروہ جو محبت کا دم بھرتا اور جان نثاری کو اپنی سعادت سمجھتا تھا اوسکے صرف بیہودہ خیالات اور بدعتون کی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جلا وطن کر دیا تو اور بدعتیون

کے ساتھ آپکا اور دوسرے صحابہ کا کیا حال ہوگا جب مجلسون مین اہل بدعت کا ذلیل ہونا
اور جلاوطنی کی سزا پانی شہرۂ آفاق ہوئی ہوگی تو ایسا کون بے وقوف ہوگا جو اوسنے حدیثین
لیکر دائمی رسوائی حاصل کرے۔ ہان نوخیز ضعیف الایمان جدت پسند طبائع اونکے ابلہ فریبیون
کے دام مین آجاتے تھے جس سے مذاہب باطلہ کے گروہ بن گئے جس طرح اس زمانہ مین
قادیانی وغیرہ مذاہب باطلہ کا شیوع ہورہا ہے مگر یہ بات مشاہد ہے کہ اونکے خیالات اور
بنائی ہوئی باتین اہل حق ہرگز قبول نہین کرتے یہی حال اوس زمانہ مین تمام جعلسازون کا تھا
اور اگر دھوکا دیکر کوئی جعلساز موضوع حدیثین بیان کردیتا تو اوس سے سند پوچھی جاتی
جس کی تحقیق ہونے پر وہ رسوا ہوتا جیسا کہ ابن سیرین رح کے قول سے مستفاد ہے۔
الحاصل صحابہ کے زمانہ مین اہل بدعت کا موضوع حدیثین بنانا اسلام کے حق مین مضر
نہوا بلکہ اہل بدعت کی قلعی کھل گئی اور اونکی روایتین اور خیالات انہین فرقون مین محدود رہے
ورنہ اونکے بعد طوفان بے تمیزی اور خلط ملط کے زمانہ مین اگر اونکے موضوعات
پیش ہوتے تو اونکی پوری کامیابی ہوجاتی اور احادیث صحیحہ اور موضوعہ مین کوئی امتیاز
نہ رہتا۔

قولہ غرض تمام ممالک اسلامیہ مین گھر گھر حدیث و روایت کے چرچے پھیل گئے اور
سینکڑون ہزارون درسگاہین قائم ہوگئین۔ لیکن جسقدر اشاعت کو وسعت حاصل ہوتی جاتی
تھی اعتماد اور صحت کا معیار کم ہوتا جاتا تھا۔ ارباب روایت کا دائرہ اسقدر وسیع تھا کہ اوسمین
مختلف خیال مختلف عادات مختلف عقائد مختلف قوم کے لوگ شامل تھے۔ اہل بدعت
جا بجا پھیل گئے تھے اور اپنے مسائل کی ترویج مین مصروف تھے سب سے
زیادہ یہ کہ پوری ایک صدی گذر جانے پر بھی کتابت کا طریقہ مروج نہین ہوا تھا
ان اسباب سے روایتون مین اسقدر بے احتیاطیان ہوئین کہ موضوعات
اور اغالیط کا ایک دفتر بے پایان طیار ہوگیا۔ یہان تک امام بخاری نے اپنے زمانہ مین
صحیح صحیح حدیثون کو جدا کرنا چاہا تو کئی لاکھ مین سے انتخاب کرکے جامع صحیح لکھی جسمین
کل ۷۲۹۷ حدیثین ہین۔ اوس مین بھی اگر مکررات نکال ڈالی جائین تو صرف ۲۷۶۲ حدیثین

باقی رہتی ہین انتہی۔

یہ درست ہے کہ اہل بدعت اپنے مسائل کی ترویج مین مصروف ہوئے جس طرح ہمارے زمانہ
کے اختراعی مذاہب والے مصروف ہین مگر ہم دیکھتے ہین کہ مذاہب حقہ مین اونکی روایتین ہرگز
نہین لی جاتین۔ اختلاف زمانہ کے اعتبار سے اتنا فرق ضروری ہے کہ ہمارے زمانہ کے علما اونکی
طرف توجہ نہین کرتے اور چونکہ وہ ابتداے اسلام کا زمانہ تھا ایسی باتین پرجوش طبائع کو ناگوار
ہوتی تھین اس لئے اون کے رد مین زیادہ تر اہتمام ہوتا تھا۔ بہرحال جسقدر مخالفون کی کوششین
زیادہ ہوئین تھین اسی لئے احتیاط اور حفاظت مین زیادہ تر اہتمام کیا جسپر فن رجال گواہی
دے رہا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ اونکے اثر تعلیم سے مذاہب باطلہ کے فرقے بن گئے سو یہ بات دوسری
ہے اس مین طبائع کی مناسبت اور انفعال کو دخل تام ہے جدت پسند طبیعتین ہمیشہ مذاہب
باطلہ کو مدد دیتے آئے اسی کو دیکھ لیجیے کہ قادیانی مذہب کے خیالات کو نہ کوئی عقلمند
مطابق عقل سمجھتا ہے نہ کوئی دیندار مناسب دین جن کا حال افادة الافہام سے معلوم
ہوسکتا ہے۔ پھر مرزا صاحب کی زندگی مین یہ کہنے کو گنجائش تھی کہ جب وہ عیسےٰ موعود
ہین تو دجال کو کبھی نہ کبھی قتل ضرور کرین گے مگر اون کے مرنے سے تو ثابت ہو گیا کہ وہ عیسی
موعود ہرگز نہین تھے کیونکہ نہ انھون نے مسلمانون کے دجال کو قتل کیا جس کا حال
احادیث مین مذکور ہے اور نہ اپنے قادیانی دجال یعنے پادریون کو باوجود اسکے انکے پیرو اب بھی یہی جانتے ہین کہ وہ عیسےٰ موعود ضرور
تھے بلکہ کرشن جی بھی تھے بلکہ سب کچھ تھے اور ان خیالات کے رد مین کتابین لکھی گئین
ماہانہ پرچے شائع ہوئے اخبارون مین مضحکے اڑائے گئے مگر اونکو جنبش نہین اور کچھ بھی
کہے تو اوسکا جواب فرض کر لیتے ہین غرضکہ اس قدر پر اثر تعلیم اور پر زور
ترویج پر ہم دیکھتے ہین کہ اس مذہب کے نئی باتون کا ذرا بھی برا اثر مذاہب حقہ
پر نہین پڑا اس سے ظاہر ہے کہ کسی مذہب کے شیوع سے اور دوسرے مذاہب
پر اثر نہین پڑتا بہرحال کئی اسباب سے ہم یقیناً کہتے ہین کہ اہل سنت کا مذہب اہل
بدعت کی کارروائیون سے محفوظ رہا اور صحیح حدیثون مین اون کا کوئی تصرف نہین

مذہب حقہ و حدیثونکا
دین پر کچھ اثر نہ پڑا

ہوتے پایا۔
مختلف خیالات مختلف عادات مختلف عقاید مختلف قوم کے لوگ جو ہمارے دین مین داخل ہوتے گئے اون سے ہمارے دین مین کوئی تغیر نہ آیا بلکہ خود اونکے خیالات اور عادات بدلتے گئے باوجودیکہ اسوقت ہماری قوم مین افلاس ہے مگر یورپ مین ہنود وغیرہ جو مسلمان ہوتے ہین تو اسلام کا طریقہ اختیار کرکے اپنے طریقہ کو خیرباد کہہ دیتے ہین اوسوقت تو اسلام کی حالت ظاہری بھی دوسری اقوام سے بدرجہا بہتر تھی۔ غرضکہ ان اسباب کو احادیث کے ضعف مین کوئی دخل نہین۔ البتہ اوس زمانہ مین جعل سازی ہوکے بھی دیا کرتے تھے تو اونکی وجہ سے محدثین نے بھی اسناد مین بہت سے شروط لگا کر تشدد کر دیا اور عدم واقفیت سے کسی نے ایسے لوگون سے روایت لی بھی تو اطلاع کے بعد لکھے ہوئے اجزا تلف کر دئے جاتے تھے جیساکہ ابھی معلوم ہوا کہ بصرف زر کثیر جو کتابین لکھوائی گئی تھین مخالفت اعتقاد کی وجہ سے سب پھاڑ دی گئین۔
پھر جیسا جیسا زمانہ گذرتا گیا مخالطت بڑھتی اور منافرت گھٹتی گئی یہانتک کہ ہر مذہب کے لوگ مستند شیوخ کے حلقون مین شریک ہوکر بحسب لیاقت و قابلیت فن حدیث مین کمال حاصل کرنے لگے اور بعض افراد اُن مین ایسے شہرہ اور وہ بھی نکلے کہ شہرۂ آفاق ہوئے ایسے لوگون سے بعد اس کے کہ اونکا صدق مسلم اور مکرر تجربون سے ثابت ہوا ہمارے محدثین نے بھی روایت کی ہے اور اونکو مستند بھی جانتے تھے جیساکہ تذکرۃ الحفاظ مین ترجمہ ابن جریج مین لکھا ہے کہ ابن معین کا قول ہے کہ اگر عبدالرزاق مرتد بھی ہو جائین تو ہم اونکی حدیث کو نہ چھوڑینگے۔" وجہ یہ ہے کہ صدق ایک علحدہ مستقل صفت ہے اوسکو کبھی مذہب سے تعلق نہین۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بعض یورپین اور ہنود ایسے راست گو ہوتے ہین کہ عموماً اونکا اعتبار ہوتا ہے اور بعض مسلمان بلکہ ذی علم ایسے جھوٹے ہوتے ہین کہ خود اون کے دوستون کو اونکے قول کا اعتبار نہین ہوتا۔ چونکہ ابن معین کو مکرر تجربون سے عبدالرزاق کے صدق کا یقین ہوگیا تھا اس لئے انہون نے اون لوگون کے جواب مین جو عبدالرزاق پر شیعیت کا الزام لگاتے تھے کہا کہ وہ شیعی تو کیا اگر مرتد بھی ہو جائین تو جھوٹ نہ کہینگے اسلئے

ہم اون کی حدیث نہ چھوڑینگے ۔ غرضکہ اہل بدعت سے جو روایتین لی گئی ہین وہ غفلت سے نہین لی گئین جس سے بے احتیاطی کا الزام عاید ہو۔ یہ بات مشاہد ہے کہ جن کو اپنی ہوشیاری اور تجربہ کاری پر پورا بہروسا ہوتا ہے وہ ہر قسم کے لوگون سے ساتھہ معاملہ کرتے ہین مگر جہان دہوکے کا اندیشہ ہوتا ہے احتیاط سے زیادہ تر کام لیتے ہین بہر حال دہوکا نہین کہاتے ۔ اسیطرح نقادان حدیث نے اہل بدعت وغیرہم سے حدیثین لین پہر جن مین شرائط صحت پورے پائے اونکو صحیح کہا اور جن مین نہین پائے گئے علی حسب مدارج ضعیف منکر موضوع وغیرہ مین داخل کر دیا بہر حال جن پر صحت کا اتفاق ہے وہ یقیناً صحیح ہین ۔

مولوی صاحب نے اشاعت حدیث پر جو حکم لگا دیا کہ اوس سے اعتماد اور صحت حدیث کا معیار کم ہوتا گیا اس مین نظر غائر اور واقعہ سے مدد نہین لی ورنہ یہ کبہی نہ کہتے ۔

احتیاط محدثین

اصل واقعہ یہ ہے کہ جس قدر اہل بدعت پہیلتے گئے محدثین احتیاط زیادہ کرتے گئے ۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکہا ہے کہ متاخرین نے بنسبت متقدمین کے حدیث کی تحقیق زیادہ کی یہانتک کہ ایک ایک حدیث سو سو طریقون بلکہ اوس سے بہی زیادہ سے حاصل کی ۔ ہر چند ظاہراً یہ کام فضول معلوم ہوتا ہے لیکن غور سے دیکہا جائے تو مقتضا احتیاط یہی تہا اس کی توضیح اس مثال سے ہو سکتی ہے کہ کسی بیمار کو کسی دوا کی ضرورت ہو اور ایسا مشتبہ شخص اوسکو دوا دے جس کا حال معلوم نہو کہ وہ اوس کا دشمن ہے یا دوست تو وہ اوس دوا کو لے تو لیگا مگر اوسوقت تک اوس کا استعمال نہ کریگا جب تک کئی حکیمون کی زبانی معلوم نہو کہ وہ وہی دوا ہے جو اوس کے مرض کے لئے مفید ہے اسیطرح محدثین نے جب دیکہا کہ اشاعت حدیث کرنے والے اہل بدعت بہی بکثرت ہین اور خلط ملط کی وجہ سے اونکا امتیاز مشکل ہے اس لئے ایک ایک حدیث کو متعدد طریقون سے حاصل کرتے جس سے اطمینان ہو جاتا کہ حدیث صحیح ہے اب دیکہئے کہ اشاعت حدیث سے اعتماد اور صحت کا معیار کم ہوا یا زیادہ ۔

عدم کتابت حدیث کی وجہ

قولہ سب سے زیادہ یہ کہ پوری ایک صدی گذر جانے پر بہی کتابت کا طریقہ مروج نہین ہوا تہا ۔ بات یہ ہے کہ وہ اسلام کی ترقی کا زمانہ تہا ہر طالب علم کی ہمت ہمہ تن مصروف

تھی کہ کمال حاصل کرے جن حضرات کے حافظے قوی تھے وہ اس فکر مین رہتے تھے
کہ جسقدر سبق زیادہ حاصل ہو بہتر ہے - چنانچہ ابھی معلوم ہوا کہ تحصیل حدیث کے زمانہ
مین کھانا پکانا نہین ہوسکتا تھا اس لئے لکھنے کے وقت کو بھی تحصیل حدیث ہی مین
وہ صرف کرتے تھے - وہ جانتے تھے کہ اگر حدیثون کو لکھ لین اور دفتر گم ہو جائے تو کل
محنت برباد ہو جائیگی اسلئے وہ ہمیشہ حدیثون کو ازبر کرنے کی کوشش مین رہتے اور طبیعت
کو لکھنے کی عادی ہی نہین بناتے تھے - اوسوقت کے محدثین نے اپنا ذاتی تجربہ بیان کیا
ہے کہ جب تک لکھنے کا طریقہ نہین تھا حافظے قوی تھے اور جب سے اس طریقہ کی بنیاد
پڑی حافظون مین ضعف آگیا - اور تعجب نہین کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا
لاتکتبوا عنی یعنے احادیث مت لکھا کرو اوس مین جہان اور مصلحتین تھین ایک مصلحت یہ بھی ہو
کہ حدیثین کل محفوظ رہین کیونکہ لاتحفظوا عنی تو فرمایا ہی نہین بلکہ بجائے اس کے فلیبلغ الشاہد
الغائب کہکر تاکید فرمادی کہ حدیثین یاد کرکے اونکی اشاعت کرو اس حفظ کی بدولت علاوہ احادیث
کے جرح و تعدیل مین جو کچھ اساتذہ سے سنتے تھے ہر وقت اون کے پیش نظر رہتا تھا - جب
محدث اور راوی سے کوئی حدیث سنتے تو حافظہ اوس راوی کے حالات اور اوس حدیث
سے جو جو امور متعلق ہین سب پیش کردیتا پھر اپنی ذاتی تحقیق علاوہ اوس کے ہوتی - غرضکہ شدہ شدہ
اونکے حافظے کتبخانے اور وہ حضرات خود ناطق کتابین ہوگئے تھے جیسا کہ ابن تیمیہ رحمہ نے
رفع الملام مین لکھا ہے فکانت دواوینہم صدورہم التی تحوی اضعاف ما فی الدواوین وہذا امر لا
یشک فیہ من علم القضیۃ یعنے قدما کے پاس اگرچہ کتابین نہ تھین مگر اونکے سینون مین ان کتابون
سے کئی حصے زیادہ حدیثین جمع تھین اور یہ ایسی بات ہے کہ کوئی واقف شخص اس مین شک
نہین کرسکتا - انتہی - اس سے بہت بڑا فائدہ ہوا کہ جو روایت وہ کسی سے سنتے فوراً سمجھ جاتے
کہ وہ روایت صحیح ہے یا ضعیف و موضوع وغیرہ اس وجہ سے جعل ساز اونکے روبرو ایسی
روایتین پیش کرنے سے خوف کرتے تھے - ادنی تامل سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ
اون حضرات کے حافظے سے تصحیح احادیث مین جس قدر مدد ملی ممکن نہین کہ کتابت سے
مل سکتی اوس سے اتنا ہی ہوتا کہ ہر قسم کی روایتون کا ذخیرہ فراہم ہوجاتا جس کو صحت و غیر صحت

سے کوئی تعلق نہین کیونکہ کتابت کی وجہ سے حافظون مین ضعف آجاتا جس سے روایت لینے کے وقت نہ راوی کے حال کا علم نہ رجال اسنا کی خبر نہ یہ معلوم کہ دوسرے اساتذہ کن الفاظ سے اوس حدیث کو روایت کرتے ہین۔ الحاصل اسباب حفاظت احادیث صحیحہ مین ایک تو یہی سبب یہ بھی ہو کہ اوائل مین صرف حافظہ ہی سے یہ کام متعلق رہا گویا من جانب اللہ یہ حفاظت ہوئی کہ مدتون کسی کو لکھنے کا خیال ہی نہ آیا اور جب ایک سو سال کی کوششون سے صحیح صحیح حدیثین جمع ہوگئین تو اوسوقت لکھنے کی اجازت ملی۔

اب دیکھئے باوجودیکہ حفاظت احادیث صحیحہ جو قوت حافظہ سے ہوئی کتابت سے ممکن نہ تھی مگر مولوی صاحب اوسیکو سب سے زیادہ مضر بتلاتے ہین۔

قولہ ان اسباب سے روایتون مین اسقدر بے احتیاطیان ہوئین کہ موضوعات اور اغالیط کا ایک دفتر بے پایان طیار ہوگیا انتہی۔

یہ درست ہے اگر کل فرق باطلہ سے قطع نظر کرکے صرف روافض ہی کی کتابین دیکھی جائین تو ایک دفتر بے پایان پیش نظر ہوجائیگا مگر اوس سے ہمارے محدثین کو کیا تعلق ہر ایک فرقے کے یہان اونکے مخترعات کا دفتر رکھا ہوگا۔ ہمارے یہان تو وہی حدیثین محفوظ چلی آرہی ہین جنکی حفاظت مین ہزارہا محدثین قرنا بعد قرن مصروف رہے۔ البتہ اہل بدعت کے خلط ملط سے متاخرین کی کتابون مین چند موضوع حدیثین داخل ہوگئین جسکو محدثین نے چھانٹ کر الگ کردیا۔ چنانچہ موضوعات کی کتابون مین وہ لکھی جاتی ہین اور ان مین ہی بہت سی حدیثین ایسی ہین کہ محققین نے اونکو موضوعات سے خارج کردیا اگر یقینی موضوعات دیکھی جائین تو سو دو سو سے زیادہ نہونگی۔

غرضکہ موضوعات اور اغالیط کا دفتر بے پایان اہل سنت وجماعت کے یہان طیار ہوجانا غلط محض ہے۔

موضوعات سے ہمارا مذہب محفوظ ہے

قولہ امام بخاری نے صحیح حدیثون کو جدا کرنا چاہا تو کئی لاکھ حدیثون مین صرف دو ہزار کئی سو ملین انتہی۔

یہ عجیب بات ہے کہ صحابہ نے بڑے اہتمام سے تمام حدیثین پہونچا دین اور تابعین نے

نہایت شوق سے اونکو لیا اور تبع تابعین وغیرہم قرنا بعد قرن بڑی جان فشانیون سے اونکو حاصل کر کے حفاظت کرتے رہے اور خود امام بخاری بھوکے پیاسے تمام اسلامی دنیا مین تحصیل کی غرض سے ایک مدت دراز تک پہرا کئے اور مر مر کے جو حاصل کیا سو دو ہزار کیونکر دوسری حدیثین نوبھکار ہو گئین ۔

معلوم نہین مولوی صاحب سے کس نے کہدیا کہ جامع لکہنے سے مقصود امام بخاری کا صحیح حدیثون کو جدا کرنا تہا۔ فتح الباری مین امام بخاری کا قول نقل کیا ہے کہ جامع مین مین نے وہی حدیثین داخل کین جو صحیح ہین اور بہت سی صحیح حدیثون کو اس خیال سے چھوڑ دیا کہ کتاب بڑی ہو جائیگی۔ اگر اونکا یہ مقصود ہوتا جو مولوی صاحب نے سمجہا ہے تو اپنے جامع کو لاکہہ حدیثونکا مجموعہ بناتے کیونکہ فتح الباری وغیرہ مین اونکا قول مصرح نقل کیا ہے کہ لاکہہ صحیح حدیثین مجھے یاد ہین یہ تو اونکو یاد تہین اور اونکے اوستاد امام احمد رح وساتہہ لاکہہ سے زیادہ صحیح حدیثین یاد تہین جیسا کہ تدریب الراوی وغیرہ مین لکہا ہے ۔

قولہ سیکڑون ہزارون بلکہ لاکھون حدیثین دانستہ لوگون نے وضع کرلین حماد بن زید کا بیان ہے کہ چودہ ہزار حدیثین صرف ایک فرقہ زنادقہ نے وضع کرلین۔ عبد الکریم وضاع نے خود تسلیم کیا تہا کہ چار ہزار حدیثین اوسکی موضوعات سے ہین۔ انتہی۔

ابھی معلوم ہوا کہ جتنی حدیثین فرق باطلہ کے لوگون نے وضع کین وہ انہین مین رہین یا تلف ہو گئین ہمارے محققین نے اونکو رد کردیا اور صاف کہدیا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ حماد جو چودہ ہزار کی تعداد بتلا رہے ہین اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ اون موضوعات کو علمانے متعین اور ممتاز کرکے گن لیا تہا ایسے موضوعات لاکہون ہون تو ہمارا کوئی نقصان نہین ۔

رہا عبد الکریم کا اقرار کہ چار ہزار حدیثین اوسکی بنائی ہوئی ہین سو وہ قابل اعتبار نہین اس لئے کہ اس خبر سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مخرب اور بدخواہ دین ہے ایسے شخص کی خبر خصوصًا اس قسم کی کہ جس سے دین مین رخنہ پڑجائے ہرگز قابل اعتبار نہین۔ یہ تو مفسدون کی عادت ہے کہ اقسام کی تدبیرین سوچتے رہتے ہین کہ کسی نہ کسی طور سے دین مین احتمالات پیدا کردین کبھی محدثون کے لباس مین آکر فساد پھیلاتے ہین کبھی فقہا کے طرفدار ہو کر حدیثونکو

ساقط الاعتبار کرنا چاہتے ہین کبھی حسکم بنکر دونون کو تباہ کرنے کی فکر کرتے ہین۔
عبدالکریم نے جب دیکھا کہ محققین کے روبرو موضوع حدیثون کی قلعی کہل جاے گی اس لئے حدیثین بنانے کی زحمت کو بے فائدہ خیال کر کے کہدیا کہ چار ہزار حدیثین مین نے وضع کی ہین تاکہ کم مایہ اور کم عقل مسلمانون کے دل مین کچہہ نہین تو شبہہ ہی پیدا ہوجائے اور بے دینون کو دستاویز مل جائے کہ اسلام مین کوئی بات قابل اعتبار نہین۔ اگر فی الواقع اوس نے حدیثین بنائی تہین تو علما کے روبرو پیش کر دیتا کہ یہہ روایتین جو محدثین کے یہان دائر وسائر ہین میری بنائی ہوئی ہین اور اوسکو محدثین تسلیم بھی کر لیتے تو ایک بات تھی۔ ابھی معلوم ہوا کہ ایک ایک حدیث اوس زمانہ مین سو سو طریقون سے لی جاتی تھی تو بتائے کہ ایک غیر متدین شخص کی بنائی ہوئی حدیثون کو کس نے مانا ہوگا۔ غرضکہ عبدالکریم کی طرف سے کوئی شہادت پیش نہین ہوئی کہ فی الواقع اوسکی طرف سے دین مین رخنہ پڑگیا۔ پھر ایسے مخالف شخص کا یہ اقرار کہ مین نے دین مین رخنہ ڈالدیا مسلمانون کے ضرر پر کیونکر قابل سماعت ہوسکتا ہے۔ بلکہ وہ درحقیقت مجرد دعوے ہے جو نہ شرعاً قابل قبول ہے نہ قانوناً نہ عرفاً۔

قولہ بہت سے ثقات اور پارسا تھے جو نیک نیتی سے فضائل اور ترغیب مین حدیثین وضع کرتے تھے۔ حافظ زین الدین عراقی لکھتے ہین کہ ان حدیثون سے بہت ضرر پہونچا یا کیونکہ ان واضعین کے تثقہ اور تورع و زہد کی وجہ سے یہ حدیثین اکثر مقبول ہوگئین۔ اور رواج پا گئین۔

بعض نیک نیت بزرگون نے جو فضائل اعمال مین حدیثین بنائین گو وہ فعل برا تہا مگر اوس سے دین مین کوئی رخنہ نہین پڑا اس لئے کہ بہت سے بہت اوس کا اثر ہوا اسو یہہ ہوا کہ جو سورہ ہینے مین مثلاً ایک بار پڑہا جاتا تہا لوگ اوسکو وزیادہ پڑہنے لگے جس کی شرعاً کوئی ممانعت نہین پھر اون حضرات نے راز مین کہہ بھی دیا کہ فلان فلان حدیث ہم نے بنائی ہے اس سے اون احکام شرعیہ پر کوئی اثر نہین پڑسکتا جو حلت وحرمت سے متعلق ہین اور نہ یہہ قیاس ہوسکتا ہے کہ اسیطرح اور حدیثین بنائی ہونگی کیونکہ وہ حضرات اپنی طرف سے احکام ثابت کرنے کو حرام سمجھتے تھے۔

قولہ وضع کے بعد مساہلات ۔ غلط فہمیان ۔ بے احتیاطیون کا درجہ تہا ۔ جن کی وجہ سے ہزارون اقوال رسول اللہ کی طرف بے قصد منسوب ہوگئے ۔ بعض محدثین کا قاعدہ تہا کہ حدیث کے ساتہہ حدیث کی تفسیر بھی بیان کرتے جاتے تھے اور اکثر حروف تفسیر حذف کر دیتے تھے جس سے سامعین کو دہوکا ہوتا تہا اور وہ اونکے تفسیری جملون کو بھی حدیث مرفوع سمجہہ لیتے تھے ۔ تعجب یہ ہے کہ اس قسم کے مسامحات بڑے بڑے آئمہ فن سے صادر ہوئے ۔ امام زہری جو امام مالک کے استاد اور حدیث کے ایک بڑے رکن تھے اونکی نسبت علامہ سخاوی لکھتے ہین وکذا کان الزہری یفسر الحدیث کثیرا وربما اسقط اداۃ التفسیر یعنے اسیطرح زہری اکثر حدیث کی تفسیر کرتے تھے اور وہ حروف جن سے اوس عبارت کا تفسیر ہونا ظاہر ہو چہوڑ دیا کرتے تھے ۔ وکیع کا بھی یہی حال تہا وہ اکثر حدیث کے بیچ بیچ مین یعنی کہکر بیان کرتے جاتے اور اکثر یعنے کا لفظ چہوڑ دیتے تھے جس سے سامعین کو اشتباہ ہوتا تھا کتب رجال و اصول حدیث مین اس قسم کی اور بہت مثالین ملتی ہین ۔

اہل انصاف پر ظاہر ہوگیا ہوگا کہ احادیث کے ضعیف اور موضوع قرار دینے کی غرض سے جس قدر احتمالات پیدا کئے گئے تھے بفضلہ تعالی سب بے اصل ثابت ہوئے والحمد للہ علی ذلک اب مساہلات اور غلط فہمیون کا درجہ ہے ۔ یہان بھی مولوی صاحب نے پر کا کبوتر بنا دیا ۔ بات اتنی تھی کہ بعض احادیث کے معنے ہر شخص کی سمجہہ مین نہین آتے تھے اس لئے بعض محققین نے تدریس کے وقت اونکی تفسیر کی اور اوسکو لفظ یعنی کہکر ممتاز بھی کر دیا اور جہان قرینہ اوس کی تفسیر ہونے پر تہا لفظ یعنی کو کبہی حذف بھی کر دیا جیسا کہ سخاوی رح کی عبارت مذکورہ مین مصرح ہے وربما اسقط اداۃ التفسیر اس تفسیر کی ضرورت اس وجہ سے ہوئی کہ بعض طلبہ مضمون حدیث غلط سمجہے تھے جیسا کہ مسلم شریف مین ہے کہ حدیث نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تتخذ الروح غرضا کو ایک محدث نے ان تتخذ الروح غرضا روایت کی لوگون نے مطلب پوچہا تو کہا کہ ہوا لینے کیلئے دریچہ عرض نہ کہا جائے حالانکہ مطلب اوسکا یہ ہے کہ کسی جاندار کو نشانہ نہ بنایا جائے ۔ ایسے موقع مین روح کی تفسیر مین یعنی الحیوان الذی فیہ الروح اور غرض کی تفسیر مین یعنے الہدف کہا جائے

توسواے توضیح مطلب کے معنی مین کوئی زیادتی نہوگی خواہ لفظ یعنے مذکور ہو یا محذوف البتہ اہل احتیاط کو یہ بھی گوارا نتہا اس سلئے انہون سنے بیان کردیا کہ فلان فلان محدث کبھی ایسی زیادتی کیا کرتے ہین۔ اس سے اونکا مقصود یہ نہین کہ اس قسم کی تفسیرون سے حدیثون مین اشتباہ پیدا ہوگیا کیونکہ ان امور سے اصل حدیث مین اشتباہ ممکن نہین۔ اس سلئے کہ مثلاً وکیع رح نے لفظ یعنی کو حذف بھی کردیا تو وکیع اس حدیث کے موجد تو تھے ہی نہین آخر کسی شیخ سے انہون نے لی تھی پہر شیخ سے وہی اکیلے راوی نہ تھے اور بھی صدہا محدثین اونکے شاگرد تھے جنہون نے وہ روایت اون سے کی علی ہذالقیاس ہر درجہ کے شیخ سے وہ روایت راویون مین محفوظ چلی آئی جس سے محدثین کو صاف معلوم ہوگیا کہ وہ زیادتی صرف وکیع کی روایت مین ہے۔

فتح المغیث مین لکہا ہے کہ حدیث بدوالوحی مین التحنث کا لفظ وارد ہے زہری کی روایت مین التحنث التعبد ہے۔ چونکہ تحنث کے معنی تعبد ہین اس قرینہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بطور تفسیر یہ لفظ بڑہا یا گیا ہے۔ اس قسم کی زیادتی سے ظاہر ہے کہ معنی مین کوئی تغیر نہین ہوا۔ چونکہ یہ حضرات اکابر دین ہین جنکی جلالت شان پر تمام محدث متفق ہین اسلئے ممکن نہین کہ کوئی زیادتی انہون نے ایسی کی ہو کہ جس سے معنی مین تغیر واقع ہو اگر ایسی زیادتی ہوتی تو محدثین اوس کی تصریح ضرور کردیتے۔

مولوی صاحب کو اکا دکا لفظ جو کہین مل گیا اوسپر انہون نے طوفان برپا کردیا کہ ہزارون اقوال رسول اللہ کی طرف بے قصد منسوب ہوگئے بہلا دس بیس قول تو ان اکابر دین کے ایسے پیش کرین جن سے معنی حدیث مین کرین جن سے معنی حدیث مین تغیر واقع ہوا ہو اور وہ حدیث مین شامل ہوگئے ہم دعوے سے کہتے ہین کہ وہ پیش نہین کرسکتے۔ الحاصل اول تو غیر ممتاز زیادتیان مستند محدثین سے نہین کین اور اگر بادی النظر مین غیر ممتاز ہین تو محققین نے دوسری روایتون سے تحقیق کرکے ایک ایک لفظ کو ممتاز کردیا کہ حدیث مین داخل نہین بطور تفسیر بڑہا ہوا ہے۔

قولہ بڑی سی آفت تدلیس کی تھی جس کا ارتکاب بڑے بڑے ائمہ فن کرتے تھے

اس تدلیس نے اسناد کے اتصال کو بالکل مشتبہ کر دیا تھا ان کے سوا اور بہت سی بے احتیاطیان تھین جن کی تفصیل اصول حدیث کی کتابون مین مل سکتی ہے۔

بے شک مدلسین بھی گذرے ہین مگر محققین نے ہر ایک مدلس کا نام لکھدیا ہے جیسا کہ فن رجال سے ظاہر ہے۔ اور تدریب الراوی مین امام سیوطی رح نے لکھا ہے کہ خطیب نے ایک کتاب خاص مدلسین کے نامون کی لکھی ہے اور نیز ابن عساکر نے بھی ایک کتاب اسی باب مین لکھی ہے

غرضکہ جس بات مین ذری بھی بے احتیاطی ہوئی محدثین نے تحقیق کر کے تصریح کر دی کہ فلان حدیث مین فلان قسم کی بے احتیاطی ہوئی اور اوسکو ضعیف یا موضوع مین داخل کر دیا جیسا کہ اصول حدیث اور دوسرے فنون حدیث سے ظاہر ہے۔

جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ جتنی حدیثین موضوع تھین سب موضوعات کی کتابون مین داخل کر دی گئین اور اونکے سوا سب حدیثین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہین۔ تو اسکے بعد اگر کوئی شخص کسی حدیث کے معنی سمجھ مین نہ آنے کی وجہ سے اوسکو موضوع کہدے تو مسلمانون کے نزدیک اونکا یہ قول ہرگز قابل اعتبار نہین ہو سکتا کیونکہ ناسمجھی سے حدیث تو کیا قرآن کو بھی بعضون نے موضوع کہدیا۔ چنانچہ ملل ونحل مین عبدالکریم شہرستانی رح نے لکھا کہ خوارج مین ایک فرقہ ہے کہ سورۂ یوسف کو وہ خدا کا کلام نہین سمجھتا اس وجہ سے کہ اوسمین عشق کا قصہ مذکور ہے جسکا بیان کرنا خدا کی شان سے بعید ہے۔ اگر ایسے لوگون کی بات چل جائے تو ہر خود غرض اپنے مضر مطلب حدیثون کو موضوع کہدے گا جس سے ہزارہا محدثین کی جان فشانیان اکارت ہو جائینگی۔

مولوی صاحب نے سیرۃ النعمان مین لکھا ہے کہ اس قسم کی حدیثین ایجاد ہونے لگین کہ میری امت مین ۷۳ فرقے پیدا ہونگے جن مین صرف ایک جنتی ہوگا باقی سب دوزخی) اور اوسکے بعد لکھتے ہین (کہ امام ابو حنیفہ کی نکتہ شناسی کی بڑی دلیل یہ ہے کہ انہون نے اسلام کے دائرہ کو جو من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ کی وسعت رکھتا ہے اصلی وسعت پر قایم رکھا) انتہی

یہ بات بالکل غلط ہے کہ امام صاحب کا یہ قول ہے کہ صرف لا الہ الا اللہ کے کہدینے سے آدمی قطعی جنتی ہو جاتا ہے اگر یہی بات ہو تو یہ ماننا پڑیگا کہ امام صاحب معاذ اللہ قرآن کی

مخالفت کرتے تھے کیونکہ قرآن شریف میں ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔
کچھ شک نہین کہ منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے مین ہونگے انتہی حالانکہ
منافق لا الہ الا اللہ بلکہ محمد رسول اللہ بھی کہتے اور نماز روزہ بلکہ جہاد وغیرہ مین شریک
رہتے تھے۔ اور قرآن شریف مین ہے ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا
اور جو مسلمان کو عمداً مار ڈالے تو اوس کی سزا دوزخ ہے جس مین وہ ہمیشہ رہے گا
اس مین یہ ارشاد نہین کہ قاتل کافر ہو تو اوس کی یہ سزا ہوگی اور لا الہ الا اللہ کہنے والا
جنت مین چلا جائیگا۔ اور قرآن شریف مین ہے ان الذین فتنوا المومنین والمومنات
ثم لم یتوبوا فلہم عذاب جہنم ولہم عذاب الحریق یعنے جو دین سے بچلانے لگے ایمان
والے مردون کو اور عورتون کو پھر توبہ نہ کی تو اونکو عذاب ہے دوزخ کا اور اونکو عذاب
ہے آگ لگنے کا۔
ان کے سوا اور بہت سی آیتین ہین جن سے ظاہر ہے کہ آدمی گناہون کی وجہ سے دوزخ
کا مستحق ہوتا ہے خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان۔ خود مولوی صاحب نے سیرۃ النعمان مین لکھا ہے
کہ امام صاحب قرآن کے مقابلہ مین حدیث کو چھوڑ دیتے ہین تو اب بتائے کہ اتنی آیتون
کے مقابلہ مین ایک حدیث پر انہون نے کیونکر عمل کیا ہوگا۔
بہر حال حدیث من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ کے قرینہ سے م، ذہب والی حدیث
کو موضوع قرار دینا باطل ہے۔ اسلئے کہ قرآن شریف مین جو عقائد بیان کئے گئے
ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی تصریح کر دی جنکو صحابہ نے سن کر یاد رکھا اور
انہین اعتقادون پر عمر بھر رہے ایسے اعتقادون کو خلاف عقل کہکر کوئی شخص نہ مانے
اور اقوال صحابہ اور احادیث کو موضوع قرار دے اور قرآن کے معنی کو بگاڑ کر اپنی
مرضی کے مطابق بنالے تو اوس کے گناہگار اور خطاکار ہونے مین کیا تامل کیونکہ
اوس نے خدا کی بات مانی نہ رسول کی نہ مسلمانون کا طریقہ اختیار کیا۔ حق تعالے
فرماتا ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ
ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا جو شخص راہ راست ظاہر ہوئے پیچھے پیغمبر کی مخالفت

کرے اور مسلمانون کے رستے کے سوا دوسرے رستے ہولے تو جو رستہ اوس نے
اختیار کر لیا ہے ہم اوسکو اوسی رستے چلائے جائینگے اور آخر کار اوسکو جہنم مین داخل
کرین گے اور وہ بہت بڑی جگہ ہے انتہی۔ اور گناہگار اور خطاکار کا دوزخی ہونا اس

اس آیت سے ثابت ہے قولہ تعالی بلی من کسب سیئة واحاطت بہ خطیئتہ فاولئک
اصحاب النار ہم فیہا خالدون یعنے کیون نہین جس نے کمایا گناہ اور گھیر لیا اوسکو اوسکے
گناہ نے سو وہی ہین لوگ دوزخی وہ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے۔
غرضکہ جتنے اسلام مین فرق باطلہ ہین جن کا مخالف قران وحدیث وطریقہ صحابہ ہونا بہت ہے
اونکا دوزخی ہونا قرآن سے ثابت ہے اوہی بات اوس حدیث شریف سے بھی ثابت
ہے رہا یہ کہ تہتر فرقون کی تعیین حدیث مین ہے سو جب اس پیشین گوئی کے مطابق
فرقون کی کثرت مشاہد ہے تو اس سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ قیامت تک پیدا ہونیوالے
فرقون پر حق تعالی نے آپکو مطلع فرمادیا تہا اور وہ کل تہتر تھے اور چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اونکی تفصیل نہین بتائی اسلئے علما کی تخمین مین فرق آجائے تو حدیث سے اوسکو
تعلق نہین۔
ہر ذی علم اس بات کو جانتا ہے کہ قرآن وحدیث مین اکثر مقامات ایسے ہین کہ ہر شخص
اونکو کما حقہ سمجہہ نہین سکتا اسی وجہ سے فقہا کی ضرورت ہوئی جن مین عمر بھر کی محنت
اور جانفشانی کے بعد توضیح مشکلات اور توفیق اختلافات کی صلاحیت پیدا ہوئی
اب اگر کوئی اجنبی بجز اس کے کہ کوئی حدیث سمجہہ مین نہ آئے اور اختلافات مین
توفیق نہ دے سکے اور اوسکو موضوع قرار دیدے تو اوس کا قول قابل التفات نہین
ہو سکتا۔
قولہ تابعین اور صحابہ نے بالمعنی حدیثین روایت کین۔ اور روایت بالمعنی سے
اصل روایت کا اصلی حالت پر قائم رکھنا قریباً ناممکن ہے۔
صحابہ کی حالت تمام مسلمان جانتے ہین کہ دین مین وہ کیسے محتاط تھے جس قسم کی احتیاطین
خدا ورسول نے اونکو سکہلائی تھین اوسی مطابق اونکا عمل تہا۔ بعض صحابہ کو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کرنے سے منع فرمایا تھا اونہون نے اس درجہ کی احتیاط کی کہ اگر سواری کی حالت مین کوڑا گر جاتا تو خود اوتر کر لیتے اور کسی سے نہ مانگتے علی ہذا القیاس حضرت نے فرمایا دع ما یریبک الی ما لا یریبک یعنے جس بات مین شک ہو اوسکو چھوڑ دو اور اوس بات کو اختیار کرو جس مین کوئی شک نہو اسی پران حضرات کا عمل رہا اب غور کیا جائے کہ اگر روایت بالمعنی جائز نہوتی تو ایسے محتاط حضرات جنہون نے اپنی جانون کو دین کے کامون مین وقف کر دیا تھا اوسکو کیونکر جائز رکھتے۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو بات فرماتے اول تو وہ عام فہم ہوتی کیسا ہی غبی جنگلی آدمی ہوتا سمجھہ جاتا پھر عادت شریف یہ تھی کہ جو ضروری بات ہوتی اوسکو مکرر تین تین بار فرماتے تاکہ اوسکا مطلب بخوبی ذہن نشین ہو جیسا کہ کتب سیر سے ظاہر ہے چونکہ صحابہ مامور تھے کہ جو بات سنین اورون کو پہونچاوین اس لئے موافق عرف وعادت کے اوس مضمون کو پہونچا دیا کرتے تھے کیونکہ ہر ملک وقوم کے لوگ جانتے ہین کہ کوئی پیام کسی کو کہلایا جاتا ہے تو ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ مضمون پہونچانے کی ضرورت ہے نہ کہلانے والے کا یہ مقصود ہوتا ہے کہ بعینہ سب الفاظ پیام نقل کئے جائین نہ پیام لیجانے والا اسکا خیال کرتا ہے۔ ہان کبھی مقصود یہ ہوتا ہے کہ الفاظ بعینہ نقل کئے جائین مگر اوسوقت تصریح کر دی جاتی ہے کہ مین جو کہہ رہا ہون لفظ بلفظ اوسکو سنا دیا جائے غرضکہ صحابہ اپنے عرف کے موافق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو نقل کیا کرتے تھے اگر اس عرف کے خلاف حضرت کا مقصود ہوتا تو لفظ بلفظ کلام مبارک کو نقل کرنے کی تاکید فرما دیتے۔ حالانکہ اس قسم کا تشدد کسی روایت مین دیکھا نہین گیا بلکہ بعض روایات مین بتصریح وارد ہے کہ روایت بالمعنی کا مضائقہ نہین جیسا کہ کنز العمال مین ہے عن یعقوب بن عبد اللہ بن سلیمان ابن اکمہ اللیثی عن ابیہ عن جدہ قال اتینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت بابینا انت وامنا یا رسول اللہ انا نسمع منک الحدیث ولا نقدر علی تادیتہ کما سمعنا منک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا لم تحلوا حراما ولا تحرموا حلالا واصبتم المعنی فلا باس بہ کہ سلیمان ابن اکمہ کہتے ہین کہ ہم نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہون یا رسول اللہ ہم آپ سے

کوئی حدیث سنتے ہین تو ہم سے نہین ہوسکتا کہ جس طرح سنتے ہین بلاکم وکاست روایت کردین فرمایا جب حلال کو حرام اور حرام کو حلال نکرو اور معنی برابر بیان کردو تو کوئی مضائقہ نہین اور دوسری روایت بھی کنز العمال مین طبرانی اور ابن مردویہ سے نقل کیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میری طرف سے کوئی جھوٹی روایت کرے تو وہ دوزخی ہے اوسپر صحابہ نے پوچھا کہ بعض حدیثونکے بیان کرنے مین کمی وزیادتی ہوجاتی ہے کہا اسپر بھی عذاب ہوگا فرمایا میرا مقصود نہین بلکہ یہ ہے کہ ایسی بات میری طرف سے بیان نہ کی جائے جس مین اسلام پر عیب لگایا جائے غرضکہ روایت بالمعنی مین اقسام کے احتمالات پیدا کرکے حدیثون کو ساقط الاعتبار کرنا خلاف حدیث وطریقہ صحابہ ہے۔ ہان تابعین کے بعد جب اہل مذاہب باطلہ اور خودغرض روایت بالمعنی کے ضمن مین اپنی اغراض پوری کرنے لگے اوسوقت امام صاحب نے روایت بالمعنی مین کلام کیا جیساکہ سیرۃ النعمان مین مولوی شمس العلما صاحب نے لکھا ہے (لیکن امام ابوحنیفہ نے اس اجازت کو صحابہ اور تابعین تک محدود کردیا اور اور لوگون کے لئے روایت بالالفاظ کی قید لگائی۔)

مولوی صاحب نے احادیث کو ساقط الاعتبار کرنے کی اور بھی تدبیرین بتائی ہین جنکا ماحصل یہ ہے کہ پہلے تو یہ یقین نہین کہ رواۃ اسناد فی الواقع ثقہ ضابط القلب ہین یا نہین اور اگر ہین بھی تو روایت متصل ہے یا نہین خصوصاً معنعن مین تو ثبوت اتصال بہت ہی مشکل ہے اور اگر اتصال ثابت بھی ہو تو صحابہ کے کل اقوال حدیث مرفوع ہونے پر دلالت نہین کرتے مثلاً اس قسم کے الفاظ (کہ یہ امر سنت ہے) اون سے مرفوعیت ثابت نہین ہوسکتی۔ اور اگر مرفوع ہونا ثابت بھی ہوگیا تو خبر احاد سے یقین پیدا نہین ہوسکتا۔

عقلا کی عادت ہے کہ جب کسی بات کو ماننا یا کوئی کام کرنا منظور نہین ہوتا تو اقسام کے احتمالات پیش کردیتے ہین چنانچہ یہ حکایت مشہور ہے کہ ایک رات کسی صاحب کا عزیز بیمار ہوا انہون نے اپنے ملازم سے حکیم کے یہان جانے کو کہا چونکہ تھا وہ بڑا

ہوشیار لگا باتین بنانے لگے کہ حضرت رات بہت ہوگئی ہے معلوم نہین حکیم صاحب دروازہ میرے لئے کہولتے ہین یا نہین اور اگر کہولا بہی تو معلوم نہین دوا تیار ہے یا نہین اور اگر تیار بہی ہو تو دیتے ہین یا نہین اور اگر دے بہی تو معلوم نہین کہ مفید ہوگی یا نہین اسلئے بہتر یہی ہے کہ یہ تجویز موقوف رکہی جاے۔ مگر اس قسم کی باتین اجنبیت اور بے تعلقی مین سوجہتی ہین۔ اگر وہ خود ملازم یا اوسکا کوئی عزیز بیمار ہوتا تو اوسوقت بجاے اسکے کہ احتمالات پیدا کرے ادنی احتمال پر توجہ کرتا۔ دیکہئے جب کسی کے سر یا اور کسی عضو مین شدت سے درد ہو تو وہ ہر کسی سے دوا پوچہتا ہے پہر اگر کوئی دوا کسی نے بتلادی تو اوس کا نہایت ممنون ہوکر اوس دوا کا استعمال کرتا ہے اور نہ یہ پوچہتا ہے کہ بہائی تمہارے پاس طبابت کی کوئی سند بہی ہے یا نہین اور نہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ دوا مفید ہوگی یا مضر۔

یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ شاہی حکم کسی کی طلبی کا آجاے تو اوسکی تعمیل کسقدر ضروری سمجہی جاتی ہے اور یہ نہین پوچہا جاتا کہ حکمنامہ لانے والا چپراسی سرکاری آدمی ہے یا کوئی دغاباز ہے جو کسی خاص غرض سے یہ کام کیا ہے اسلئے کم از کم دو گواہون سے اوسکا سرکاری آدمی ہونا ثابت کیا جاے اور نہ یہ پوچہا جاتا ہے کہ اسکا کیا ثبوت کہ وہ حکمنامہ خاص ہمارے نام سے ہے ممکن ہے کہ کسی دوسرے شخص کے نام سے ہو کیونکہ ایک نام کے کئی آدمی ہوتے ہین۔ اور نہ یہ پوچہا جاتا ہے کہ دستخط اور مہر جعلی ہے یا اصلی کیونکہ جعلساز جعلی سکے تک بنایا کرتے ہین۔ غرضکہ اوس حکمنامہ کی تعمیل کے بغیر چارہ نہین صرف قراین سے جو ظن غالب ہوجاتا ہے اوسکی تعمیل پر مجبور کرتا ہے اگر بات بات مین علم قطعی کی ضرورت سمجہی جاے تو دنیا کے بہت سے کاروبار ملتوی اور درہم وبرہم ہوجائینگے یہ امر مشاہد ہے کہ لاکہون روپیون کے معاملے تار کے ذریعے طے ہوتے ہین حالانکہ تار کی خبر قطعی نہین ہوسکتی ممکن ہے کہ کوئی دوسرے شخص نے تار دیدیا ہو مگر قراین سے جب ظن غالب ہوجاتا ہے تو اوسپر عمل کرنے مین کوئی تامل نہین ہوتا۔ اسیطرح دین مین بہی ظن غالب قابل اعتبار قرار دیا گیا ہے اس سے بڑہکر کیا ہوکہ دو شخصون کی

گواہی سے حقوق ثابت ہو جاتے ہین حتی کہ قصاص کا حکم صرف دو گواہون سے ثابت ہوتا ہے حالانکہ عقلاً اور شرعاً آدمی کی جان قابل حفاظت ہے۔

اب غور کیجیے کہ وہ حضرات جن پر اسلام کی اشاعت اور ابقا کا مدار سمجھا جائے تو بے موقع نہو گا۔ ہر زمانہ مین ہزارہا تھے جنھون نے اپنے سب کاروبار دنیوی چھوڑ کر صرف اس بات مین کوشش کی کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد تلف نہونے پائین کیا ایسے ضعیف احتمالون سے اونکی جانفشانیان بیکار ہو جائین گی۔ کیا ان ہزارہا مقتدایان اہل اسلام کی متواتر خبرون سے ظن غالب بھی نہو گا کہ یہ احادیث جنکی خبر ہر قرن کے علما نے دی ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ہین۔

غرضکہ جس مسلمان کے دل مین اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور اونکے کلام مقدس کی وقعت ہو گی اوسکا یہ خیال ہو گا کہ بجاے اس کے کہ معتبر حدیثون مین احتمال پیدا کرے ضعیف حدیثون پر عمل کرنے کو بھی اپنی سعادت اور نجات سمجھے گا ہان احادیث متعارضہ اور ضعیفہ وغیرہ مین اوسکو ظن غالب حاصل کرنے کی ضرورت ہو گی سو اگر وہ مجتہد ہو تو قرائن وغیرہ سے مدد لیکر اجتہاد کریگا ورنہ کسی مستند مجتہد کی تقلید کر کے اس ظن غالب پر عمل کرے گا کہ مجتہد نے جو تمام آیات و احادیث پر غور کر کے اجتہاد سے حکم دیا ہے وہ موافق قرآن و حدیث ہے۔

یہ ضمنی بحث تھی کلام اس مین تھا کہ محدثین رحمہم اللہ نے بڑی بڑی جانفشانیون سے احادیث نبویہ کی حفاظت کی سو آپنے دیکھہ لیا کہ اونکی اولوالعزمیان اور حافظے اور جانبازیان کس قسم کی تھین۔ تعصب کو دور کر کے ان حضرات کے کارنامون کے ساتھہ دوسرے تمام ادیان اور اسلامی فرقون کے کارنامون کا مقابلہ کیا جائے تو صاف معلوم ہو گا کہ اپنے نبی کے کلام پاک کی حفاظت کا افتخار جو اہل سنت وجماعت کو حاصل ہے وہ کسی کو حاصل نہین۔ دراصل یہ صرف تائید آسمانی ہے کہ حق تعالی نے بمصداق واللہ یختص برحمتہ من یشاء ایک جماعت کو اس کام کے لئے خاص فرما کر ہر طرح سے اونکی مدد کی ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور اپنے سچے دین کو قیامت تک

محفوظ کردیا۔

اس مین شک نہین کہ دوسرے ادیان حقہ مین بہی دیندار لوگ تھے مگر اونسے حفاظت دین نہوسکی اور اپنے خالص دین کو کہو بیٹھے اس کی تصدیق مین ہم چند امور پیش کرتے ہین جن سے اہل اسلام اور اہل ادیان سابقہ کا موازنہ ہو جائیگا اور اہل انصاف سمجھ جائینگے کہ قسام ازل نے دین کی حفاظت مسلمانون ہی کی قسمت مین رکہی تھی۔ دیکھئے موسی علیہ السلام نے جب اپنے صحابہ کو عمالقہ کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا تو انہون نے صاف کہدیا کہ حضرت وہ ایک زبردست قوم ہے ہم اون سے لڑ نہین سکتے اس کام کیلئے آپ اور آپکا خدا تشریف لے جائین ہم یہان ٹھہرے رہتے ہین جیسا کہ قرآن شریف مین ہے قالوا یا موسی انا لن ندخلہا ابدا ما داموا فیہا فاذہب انت و ربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون۔ یہ بنی اسرائیل کا حال ہے جن پر موسے علیہ السلام نے یہ احسان کیا تہا کہ فرعون کی غلامی سے اونکو آزاد کرادیا۔ اور طرفہ یہ کہ تفسیر ابن جریر مین لکہا ہے کہ وہ لوگ چھ لاکھ مقاتل یعنے سپاہی تھی۔ اب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا حال سنئے کہ ہنوز کسی قسم کی دنیوی ترقی انہون نے نہین دیکہی اور بے سامانی کی یہ حالت کہ جنگ بدر مین صرف تین سو تیرہ شخص تھے جن مین صرف دو تین گھوڑے اور ستر اونٹ اور کل لشکر مین آٹھ تلوارین اور چھ زرہ تھے۔ اور مقابلہ ایک ایسے شجیع نبرد آزما قبیلہ قریش کا تہا جس کی دہاک ملک عرب پر بیٹھی ہوئی تہی ایک ہزار لشکر جرار زرہ پوش مسلح) لیکر معرکہ جنگ مین آن پہونچے تھے۔ ایسی حالت مین حضرت نے صرف اون سے رائے لی انہون نے مرضی مبارک پاکر بالاتفاق کہدیا کہ حضرت ہمین آپ بنی اسرائیل تصور نہ فرماوین جنہون نے اذہب انت وربک کہا تھا ہم ہر طرح رفاقت پر آمادہ اور جانبازی کیلئے مستعد ہین چنانچہ اس سچی عقیدت اور جان نثاری کا یہ اثر ہوا کہ نہ صرف اون کا فرون کو ہزیمت ہوئی بلکہ تمامی ملک عرب پر مسلمانون کا رعب چہا گیا۔ پہر یہ جانبازیان حضرت ہی کے زمانہ تک محدود نہین تہین۔ بلکہ خلفا کے زمانہ مین بہی دین کیلئے وہ جان فشانیان کین کہ جنکی نظیر ملنی دشوار ہے۔

اب عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کا بھی تہوڑا سا حال سن لیجئے کہ انھی مین وہ شخص بھی تہا جس نے اپکو گرفتار کرا دیا جیسا کہ انجیل متی اور مرقس اور لوقا اور یوحنا مین ہے کہ یہوداہ عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب مین تہا وہ سپاہون اور سردارون کو لیکر وہان آیا جہان عیسیٰ علیہ السلام تشریف رکہتے تھے اور اوسنے کہہ رکہا تہا کہ مین جسے چومون وہی عیسیٰ ہے تم اوسے گرفتار کر لو اور عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آکر کہا اے ربی سلام اور یہ کہکر چوم لیا یہہ دیکہتے ہی سپاہیون نے فوراً آپ کو گرفتار کر لیا لیجئے یہوداہ جو اعلےٰ درجہ کے مقرب صحابی تھے اور نہایت خوش اعتقادی سے ربی کا اعتراف بھی کرتے ہین اور سلام بلکہ قدم بوسی بھی ہو رہی ہے اونکی حالت یہ تھی۔ برخلاف اسکے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس رات مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی کفار مکہ نے حضرت کے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا تہا ایسی پرخطر حالت مین آپنے علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم میری جگہہ سو رہو اور آپ روانہ ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اوسوقت یہہ بھی خیال نہ کیا کہ قاتلون کے محاصرہ مین رات کیسی گزرے گی اور بے فکری سے حضرت کے بستر مبارک پر آرام کیا اور اس قسم کے صدہا واقعات کتب سیر و تواریخ مین مذکور ہین۔

امتونکا موازنہ

موسیٰ علیہ السلام کی امت بارہا مرتد ہوتی گئی چنانچہ ابن حزم رح نے ملل مین لکہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے وفات کے بعد ساٹ سال ہی کے اندر کل بنی اسرائیل مرتد ہوکر علانیہ بت پرستی کرنے لگے اور آٹہہ سال تک بت پرستی جاری رہی پہر عثمان سال کے زمانہ مین چالیس سال تک ایمان پر رہے اوسکے بعد پھر مرتد ہوکر اٹہارا سال بت پرستی کرتے رہے غرضکہ داؤد علیہ السلام کے زمانہ تک پوری قوم سات بار مرتد ہوئی اسیطرح ہر زمانہ مین کسی بادشاہ کے دباؤ سے ایمان لاتی پہر مرتد بھی ہو جاتی جس کی تفصیل ابن حزم رح نے لکہی ہے۔ اور یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر کوئی زمانہ ایسا آیا تہا بلکہ بفضلہ تعالےٰ ہر زمانہ مین امت کی زیادتی اور ترقی ہی ہوتی رہی۔

اب عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب اور امت کا بھی حال سن لیجئے۔ آپ کے رفع

سکے وقت کل آپ کے اصحاب ایک سو بیس سنتھے جیسا کہ ابن حزم رح وغیرہ نے لکھا ہی مگر اونکی سعی سے چند روز مین سات سو کی تعداد ہوگئی تھی۔ لیکن پولس جو یہود یونکا بادشاہ تھا اوس نے اونکو گمراہ کرنے کی غرض سے ترک دنیا کرکے اون مین جا ملا اور اونکا معتمد علیہ بنکر اپنے الہامون کے ذریعہ سے اونکو اون کے قبلہ سے منحرف کیا اور تمام حرام چیزون کو حلال کردیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو اون کے اعتقاد مین خدا بنا دیا اور سوائے ایک شخص کے جو اپنے چند رفقا کے ساتھہ علحدہ ہوگیا سب نے اوسکی پیروی کرکے آسمانی خالص دین کو خیرباد کہدیا یہ واقعہ ہم نے افادۃ الافہام مین بالتفصیل لکھا ہے۔ الجواب الفسیح مین لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع سے چار ہی سال مین یہانتک نوبت پہونچ گئی۔

اب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا حال سنئے کہ وفات شریف کے وقت ایک لاکھ چودا ہزار صحابہ تھے جیسا کہ امام نووی رح نے لکھا ہے اور روز افزون ترقیون سے خالص دین کو ان حضرات نے شرق سے غرب تک پہونچا دیا مسیلمہ کذاب نے شرکت فی النبوۃ کا دعوے کرکے تدابیر سے کسیقدر ترقی کی مگر چندہی روز مین وہ مع اعوان و رفقا ایسا نیست و نابود کردیا گیا کہ اوسکا نام لیوا کوئی نرہا۔ شرک کا تو کیا دخل صحابہ کو بدعت سے اسقدر احتراز تہا کہ گو بدعت حسنہ اور عمدہ ایجاد کی اجازت حضرت نے دی تھی مگر اس خیال سے کہ آخر وہ بھی بدعت ہے ضروری امور مین بھی نہایت غور و تامل سے کام لیا جاتا تہا چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کرنے کی جب درخواست کی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دیر تک یہی فرماتے رہے کہ یہ کام حضرت کے زمانہ مین نہین ہوا تو اب کیونکر کیا جائے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ جب بدعت حسنہ مین یہ احتیاط ہو تو بدعت سیئہ سے اونہین کس قدر احتراز ہوگا۔

کتب سماویہ کی حفاظت کا حال

کتاب آسمانی کی حفاظت نہ یہود کرسکے نہ نصاریٰ کیونکہ یہود ابتدا سے بت پرستی پر فریفتہ اور شیدا تھے چنانچہ خود موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی تہی کہ ہمین بھی ایک بت بنا دیجئے کما قال تعالیٰ وقالوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰہا کما لہم آلہۃ اور خود ہرون علیہ السلام کے روبرو بالاعلان گوسالہ پرستی کی جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے جب انبیا کے زمانہ مین اونکا

یہ حال تہا تو بعد کی کیا حالت ہوگی اسیوجہ سے جب موقع پاتے سب کے سب مرتد ہوکر بت پرستی کرنے لگتے اب بتایئے کہ ایسی طبیعت والون سے اوس مقدس آسمانی کتاب کی حفاظت کیونکر ہوسکے جو بت پرستی کی دشمن ہو۔ آخر یہ ہوا کہ ایک نسخہ توراۃ کا جو کاہن ہارون کے پاس تہا اوسکو بھی لیکر جلادیا جیسا کہ ابن حزم رحمہ نے لکہا ہے اور یہ بھی لکہا ہے کہ توراۃ کے کل ایک سو دس ورق تھے اوسکی بھی حفاظت اون سے نہوسکی۔

اور انجیل کی نسبت لکہا ہے کہ خود نصاری معترف ہین کہ یہ چار انجیلین جو متی مرقس لوقا یوحنا کی مشہور ہین یہ انہین لوگون کی تصنیفین ہین جن مین تاریخی حالات جمع کئے ہین۔ چونکہ انہی اناجیل اربعہ پر اونکے دین کا مدار ہے اس سے ظاہر ہے کہ انجیل آسمانی کو انہون نے کہو دیا۔ اب قرآن شریف کی حفاظت کا حال دیکہئے کہ اس چودہوین صدی مین بھی اوس کا زیر و زبر تک کوئی غلط نہین پڑہ سکتا۔

غرضکہ ان امور کے دیکہنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دین موسوی اور عیسوی وغیرہ چونکہ منسوخ ہونے والے تھے اسلئے غیب سے سامان ہی ایسا ہوا کہ اقسام کی خرابیان اور بدنمائیان اون مین پیدا ہوگئین یہانتک تو ہوا کہ یہود نے عزیر کو خدا کا بیٹا بنالیا اور نصاری نے عیسی کو جس کی وجہ سے ایک ناسخ دین کی ضرورت ہوی جو خالص توحید ثابت کرے اور چونکہ یہ ناسخ دین محمدی قیامت تک رہنے والا تہا اسلئے اس مین قدرتی اہتمام اور انتظام کی ضرورت تہی اسیوجہ سے ایسے لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بنائے گئے جو تمام عالم مین منتخب اور برگزیدہ تھے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اختار اصحابی علی جمیع العالمین۔ اور فرماتے ہین ان اللہ اختارنی واختار اصحابی کذا فی کنز العمال اور امت بہی ایسی بنائی گئی کہ بہ نسبت دیگر امتون کے اس امت مرحومہ کا یقین بڑہا ہوا ہے جیسا کہ حدیث شریف مین ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت امتہ من الیقین افضل مما اعطیت امتی رواہ ابونعیم فی الحلیہ کذا فی کنوز الحقایق اونکے سبب ہر زمانہ مین ایسے مستدین علما پیدا ہوتے رہے کہ انبیا کی طرح انہون نے دین کی حفاظت کی کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔

غرض اہل انصاف کو ضرور ماننا پڑے گا کہ محدثین رضی اللہ عنہم وشکر سعیہم نے اپنی جان پر
کھیل کر اس دین کی حفاظت کی۔ اور خالص دین کو ایسا محفوظ کر دیا کہ قیامت تک اوسمین
باطل کی آمیزش نہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ باطل فرقون کے لوگ محدثین اور فن حدیث
کے دشمن ہین اور چاہتے ہین کہ اقسام کے احتمال پیدا کر کے مسلمانون کی نظر وںمین
حدیث کو بے وقعت کر دین مگر یاد رہے کہ یہ بات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
بالکل خلاف مرضی ہے جیسا کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہے عن ابی رافع قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا الفین احدکم متکیا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما
امرت او نہیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ رواہ احمد وابو داود
والترمذی وابن ماجہ والبیہقی کذا فی المشکوۃ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم اپنون
سے کسیکو مین ایسی حالت پر نہ پاؤن کہ اوسکو حدیث پہونچے جسمین مین نے کسی کام
کے کرنے کا حکم کیا ہے یا کسی چیز سے منع کیا ہے اور وہ کوچ پر ٹیکا لگائے ہوئے
کہدے کہ یہ کچھ مین نہین جانتا جو کچھ قرآن مین ہم پاتے ہین اوسکی اتباع کرتے ہین۔ اور ایک روایت یہ ہے
عن المقدام ابن معدیکرب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انی اوتیت القرآن
ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بہذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال
فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ الحدیث رواہ
ابو داود والدارمی وابن ماجہ کذا فی المشکوۃ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اللہ نے قرآن
دیا اور اسکے برابر اوسکے ساتھ دیا آگاہ رہو کہ قریب ہے کہ ایک شخص پیٹ بھرا ہوا کوچ
پر ٹیکا لگائے ہوئے کہیگا کہ اس قرآن کو تم لازم پکڑو جو چیز اوس مین حلال ہے
اوسکو حلال سمجھو اور جو چیز حرام ہے اوسکو حرام سمجھو۔ حالانکہ جو اللہ کے رسول نے
حرام کیا وہ بھی ایسا ہی ہے جیسے اللہ نے حرام کیا۔ انتہی۔ اور ایک روایت یہ ہے
عن العرباض بن ساریۃ قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایحسب احدکم متکئا
علی اریکتہ یظن ان اللہ لم یحرم شیئا الا ما فی القرآن الا انی واللہ امرت ووعظت ونہیت
عن اشیاء انہا لمثل القرآن او اکثر رواہ ابو داود کذا فی المشکوۃ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے نے کیا بعضے لوگ اپنی کوچ پر تکیہ لگائے ہوئے گمان کرتے ہین کہ اللہ نے صرف اُنہی چیزونکو حرام کیا جو قرآن مین ہین۔ آگاہ رہو خدا کی قسم مین نے حکم بھی کیا ہے نصیحتین بھی کی ہین اور بہت سی چیزون سے منع بھی کیا ہے یہ امور قرآن کے برابر یا اوس سے بھی زیادہ ہین انتہی۔ غرضکہ متعدد حدیثون سے یہ پیشین گوئی ثابت ہے کہ بعض مرفہ الحال کوچون پر بیٹھے ہوے یہ کہینگے کہ حدیث کو ماننے کی ہمین کوئی ضرورت نہین صرف قرآن ہمین کافی ہے چنانچہ اس کی تصدیق بھی ہوگئی۔ اب مسلمانون کو چاہیئے کہ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے قول کو رد کر دیا اسیطرح وہ بھی رد کردین اور یہ خیال کرلیا کرین کہ مرفہ الحال لوگ اس قسم کی باتین کرین تو اونکو بیبا اور سزاوار ہے اسلیئے کہ آخر سعادت کا ایک حصہ اونکو دنیا مین مل چکا ہے اگر عزبا بھی اونکی سی کہنے لگین تو خسر الدنیا والاخرہ کا مضمون اونپر صادق آجائیگا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشین گوئی کی کہ بعضے لوگ کوچون پر بیٹھے ہوے ایسا کہینگے کہ ہم حدیث کو نہین جانتے قرآن ہمارے لیئے کافی ہے اور فرمایا کہ قرآن سے زیادہ اوامر و نواہی وغیرہ مجھے دیئے گئے ہین جس سے مقصود حضرت کا ظاہر ہے کہ جس طرح قرآن مانا جاتا ہے احادیث کے ماننے کی بھی ضرورت ہے۔ اس سے یہ پیشین گوئی بھی ثابت ہوگئی کہ قیامت تک مسلمانون کو صحیح حدیثین پہونچتی رہینگی جنکے ماننے کی اونکو ضرورت ہے۔ خدا سے تعالی نے یہ پیشین گوئیان پوری کین کہ ایسے محدثین پیدا کیئے جنہون نے جان دے کر صحیح حدیثون کو محفوظ کردیا جو قیامت تک انشاء اللہ تعالی محفوظ رہینگی کیونکہ آخری زمانہ مین جب علوم دینیہ کی حفاظت مین مسلمانون کی ہمتین قاصر ہوین تو ایک ایسی تدبیر بتلادی کہ ایک ایک کتاب کے ہزارون نسخے بلا زحمت اسلامی دنیا مین ہر وقت موجود رہ سکتے ہین چنانچہ لاکھون نسخے کتب حدیث کے اسوقت مسلمانون کے پاس موجود ہین اور وقتاً فوقتاً اونکی کثرت ہوتی جاتی ہے یہ ثمرہ اونہی محدثین کی جانفشانیونکا ہے جنہون نے صحیح حدیثون کو کتابون مین محفوظ کردیا ہے۔

غرضکہ اپنے دین کی حفاظت کیلئے حق تعالی نے ایک اولوالعزم قوم کو پیدا کیا جنکی سعی اور جان فشانی کا پورا حال لکہنا امکان سے خارج ہے اونکو حق تعالے نے حدیثوں کے یاد رکہنے کے لئے حافظے ایسے قوی دئے تھے کہ اونکے خیال کرنے سے عقل حیران ہوتی ہے۔

الحاصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محدثین کو جو فرمایا تہا کہ احادیث یاد رکھکر فقہا کو پہونچا دین سو ان حضرات نے اوسکی پوری پوری تعمیل کی اور فقہا نے اوس ارشاد مبارک کی یہ تعمیل کی کہ مقصود شارع معلوم کرنے مین جو دقتین واقع ہوتی تہین جنکا حال اوپر مذکور ہوا اپنی کوشش اور اجتہاد سے اونکو رفع کر کے ہر مسئلہ مین تمام آیات واحادیث متعلقہ سے جو مقصود شارع ثابت ہوتا ہے اوسکو بیان کر دیا اسکا ثبوت اسطرح ہو سکتا ہے کہ ہر زمانہ مین محدثین بکثرت موجود رہتے تھے مگر جن سے فتوی لیا جاتا تہا یعنے فقہا تعداد مین بہت کم ہوتے تھے کیونکہ اونسے دو کام متعلق تھے ایک قرآن واحادیث کا ذخیرہ ہر مسئلہ مین فراہم کرنا دوسرا اوس مین غور واجتہاد کر کے مسلمانون کو ایسی بات تبلانی جو قابل عمل اور شارع کی مرضی کے مطابق ہوا اور ظاہر ہے کہ ہر محدث مین اجتہاد کی صلاحیت نہین ہوتی جیسا کہ حدیث شریف رب حامل فقہ غیر فقیہ سے ظاہر ہے۔ اسیوجہ سے سب صحابہ فتوی نہین دیتے تھے بلکہ چند حضرات اس کام کے لئے مخصوص تھے جیسا کہ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین لکہا ہے عن مسروق قال کان اصحاب الفتوی من الصحابۃ عمر وعلی وعبد اللہ وزید وابی وابو موسی۔ وعن سلیمان ابن یسار قال ما کان عمر وعثمان یقدمان علی زید احدا فی الفتوی والفرائض والقراءۃ۔ ابن جوزی رح نے تلقیح مین لکہا ہے کہ حاکم نے عباس دوری کا قول نقل کیا ہے کہ کل صحابہ کا علم ان چہ صحابہ کو پہونچا عمر علی ابن مسعود ابی ابن کعب معاذ بن جبل اور زید ابن ثابت رضی اللہ عنہم اور یہی طبقہ فقہائے صحابہ کا ہے۔ اور امام ذہبی رح نے تذکرۃ الحفاظ مین لکہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایکبار خطبہ مین فرمایا کہ جسکو فقہ کی کوئی بات پوچہنی ہو معاذ رض سے پوچہے دیکہئے صحابہ کے اجماع سے یہ بات ثابت ہوئی کہ فتوی دینا ہر محدث کا کام نہین بلکہ

قرون ثلثہ کے فقہا اور اہل فتوی

منتخب افراد درکار ہین اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما نے یہ بات بتلادی کہ فتوے کے لئے
ایک ماہر شخص کی ضرورت ہے اور ایسا شخص موجود ہو تو وہ کام دوسرے سے متعلق
نہ کیا جائے۔ اور ابوداؤد مین یہ روایت ہی عن ابن مسعود رض قال لا رضاع الا ما شد العظم
وانبت اللحم قال ابوموسی لاتسالونا وہذا الحبر فیکم یعنے جب ابن مسعود رض نے مسئلہ
رضاعت مین فتوے دیا کہ رضاعت انھی ایام مین معتبر ہے کہ اوس سے ہڈی مضبوط
ہو اور گوشت پیدا ہو یعنے ایام شیرخوارگی اور طفولیت مین اسپر ابوموسی رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ جب تک یہ عالم یعنے ابن مسعود رضی اللہ عنہ تم مین موجود ہین ہم سے کوئی مسئلہ
نہ پوچھو۔ تذکرۃ الحفاظ مین شعبی رح کے حال مین اونکا قول نقل کیا ہے ماکنت اعرف
فقہاء الکوفۃ الا اصحاب عبداللہ یعنے شعبی کہتے ہین کہ کوفہ کے فقہا مین صرف عبداللہ ابن مسعود
کے اصحاب کو مین پہچانتا ہون۔ قیس نے اون سے پوچھا کیا علی رضی اللہ عنہ کے
اصحاب کو آپ نہین جانتے کہا نہین۔ کہا حارث اعور کو پہچانتے ہو کہا ہاں اوسنے
مین نے فرائض کا علم سیکھا تھا مگر اوس سے مجھے وسواس کا خوف تھا
معلوم نہین انہون نے کس سے سیکھا تھا کہا ابن صبرہ کو آپ پہچانتے ہو کہا ہان
لیکن وہ فقیہ نتھے پوچھا صعصعہ کو آپ پہچانتے ہو کہا وہ خطیب تھے فقیہ نتھے انتہی
اس سے ظاہر ہے کہ اکابر دین ہر محدث کو فقیہ نہین سمجھتے تھے۔

تذکرۃ الحفاظ مین مسروق کوفی رح کے حال مین لکھا ہے کہ شعبی رح کا قول ہے کہ مسروق
شریح سے زیادہ فتوے دینا جانتے تھے توالی التاسیس بمعالی ابن ادریس مین
شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رح نے لکھا ہے کہ فضل فرا کہتے ہین کہ ایکبار مین امام احمد
ابن حنبل کے ہمراہ حج کو گیا اور انہین کے ساتھ مکہ معظمہ مین ایک مکان مین فروکش
ہوا صبح ہوتے ہی وہ فرودگاہ سے نکلے اور تھوڑی دیر کے بعد مین بھی نکلا اور اس
خیال سے کہ اونکی رفاقت مین رہون اونکو مسجد مین ڈھونڈا مگر نہ ابن عیینہ کے حلقہ مین
ملے نہ اور کسی محدث کے حلقہ مین بہت تلاش کے بعد دیکھا کہ ایک اعرابی کے ساتھ
بیٹھے ہین مین نے کہا حضرت ابن عیینہ کو چھوڑ کر آپ کہان بیٹھے ہو فرمایا خاموش اگر یہان

تمہین حدیث سند عالی کے ساتھہ نہ ملے گی تو سند نازل کے ساتھہ ملجائیگی مگر انکی عقل کو
تم فوت کروگے تو پھر نہ پاؤگے افقہ فی کتاب اللہ یعنے ان سے زیادہ قرآن سمجھنے والا
مین نے نہین دیکھا مین نے پوچھا یہ کون ہین کہا محمد ابن ادریس شافعی رحہ اور اوسی
مین لکھا ہے کہ جب امام شافعی رحہ بغداد مین آئے تو امام احمد ابن حنبل رحہ نے اونکی ملازمت
اختیار کی یہان تک کہ اگر وہ سوار ہوکر کہین جاتے تو اونکی سواری کے ساتھہ ہو لیتے
اور محدثین کے حلقہ کو جس مین یحیی بن معین وغیرہ ہمیشہ جاتے تھے چھوڑ دیا اسپر یحیے
بن معین نے عتاب آمیز کلمات اونکو کہلائے امام احمد نے جواب مین کہلایا کہ تم بھی
اگر اوس سواری کی دوسری جانب رہوگے تو اوس حلقہ سے زیادہ نافع ہے - اور
کہا کہ اگر فقہ چاہتے ہو تو شافعی کی بغلہ کی دم تھامے رہو انتہی -

دیکھیئے اکابر محدثین کے نزدیک فقہ کی یہ قدر و منزلت اور یہ وقعت تھی کہ اکابر محدثین
کی صحبت اور سند عالی پر فقہا کی صحبت کو ترجیح دیتے تھے اور ہر محدث کو فقیہ نہین
کہتے تھے بلکہ خاص خاص محدثین پر فقیہ کا اطلاق کیا جاتا تھا جیسے مسروق جابر ابن زید
حسن بصری شعبی - عمرو بن دینار علی ابن مسہر - حماد - امام مالک - سفیان ثوری عبد اللہ
ابن مبارک وغیرہم رحمہم اللہ جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ وغیرہ سے ظاہر ہے -

تذکرۃ الحفاظ مین فقیہ عراق علقمہ رحہ کے حال مین لکھا ہے کہ وہ ابن مسعود رضہ کے ارشد
تلامذہ مین تھے قابوس ابن ابی ظبیان کہتے ہین کہ مین نے اپنے والد سے پوچھا کہ
آپ صحابہ کو چھوڑ کر علقمہ کے پاس کیون جاتے ہو کہا مین نے بہت سے صحابہ کو دیکھا
ہے کہ اونکے پاس جاتے اور اونسے فتوی پوچھتے تھے انتہی دیکھیے صحابہ باوجود اوس جلالت
شان کے جو لازمہ صحابیت ہے علقمہ رحہ سے فتوی پوچھتے تھے حالانکہ وہ تابعی ہین
وجہ اوسکی یہی تھی کہ وہ فقیہ تھے

تذکرۃ الحفاظ مین عبد الرحمن ابن غنم کے حال مین لکھا ہے کہ وہ فقیہ شام ہین عمر رضی اللہ عنہ
نے اونکو اس غرض سے شام بھیجا تھا کہ لوگون کو فقہ سکھاین چنانچہ تابعین شام نے
اونسے فقہ سیکھی انتہی - دیکھیئے عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین فقہ کا اہتمام تھا -

تہذیب التہذیب مین لکہاہے کہ طلحہ بن عبد اللہ المدنی اور خارجہ ابن زید اپنے زمانہ مین مفتی
تھے لوگ انہین کے قول پر عمل کرتے تھے اور ایاس ابن معاویہ کا قول نقل کیا ہے
کہ اگر تم فتوی چاہتے ہو توحسن بصری کے پاس جاؤ۔ اور ابو بکر ابن عیاش کا قول نقل
کیا ہے کہ اصحاب فتوی تین شخص تھے حبیب ابن ابی ثابت اور حکم اور حماد
رحمہم اللہ یحیی ابن معین کہتے ہین کہ فقہا چار ہین ابو حنیفہ سفیان مالک اور اوزاعی رحمہم اللہ
اس قسم کی اور روایتین بکثرت ہین جن سے ظاہر ہے کہ قرون ثلاثہ مین یعنے زمانہ صحابہ
سے ائمہ مجتہدین کے وقت تک فقہا خاص خاص حضرات ہوتے تھے اور کمال وقعت
کی نگاہون سے دیکہے جاتے اور زمرۂ محدثین مین وہ اعلی درجہ کے محدث سمجھے جاتے
تھے۔ اوس زمانہ مین محدث اور فقیہہ مین عموم وخصوص من وجہ کی نسبت نہتی جیسا کہ
فی زماننا خیال کیا جاتا ہے بلکہ عموم وخصوص مطلق کی نسبت تھی یعنے ہر محدث فقیہہ نہین
سمجہا جاتا تہا بلکہ ایسے محدث کو فقیہہ سمجھتے تھے جس مین اعلی درجہ کی سمجہہ اور قوت اجتہاد کا ملکہ
ہو جیسے اعمش رح سے کوئی مسئلہ پوچہا انہون نے فرمایا اسکا جواب ابو حنیفہ خوب جانتے
ہین میرا ظن غالب ہے کہ اونکے علم مین برکت دی گئی۔

اس سے ظاہر ہے کہ اکابر محدثین خود فتوے نہین دیتے تھے بلکہ فقہا کو
اس کام کے اہل سمجھتے تھے یہان یہ بات معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ جس طرح فقہا کو
محدثین کی طرف اس بات مین احتیاج ہے کہ احادیث اونکے ذریعہ سے حاصل کرین اسیطرح
محدثین کو فقہا کی طرف معانی حدیث معلوم کرنے مین احتیاج تھی کیونکہ محدثین کو تحصیل احادیث
اور تحقیق رجال مین اتنی فرصت نہین تھی کہ تحقیق معنی بھی کرلیتے یہ کام انہون نے فقہا کے
ذمہ کر دیا تہا جیسا کہ جامع ترمذی سے معلوم ہوتا ہے قال الفقہاء وہم اعلم بمعانی الحدیث اور
حافظ مزی رح نے تہذیب الکمال مین لکہا ہے قال البخاری سمعت علی ابن المدینی یقول التفقہ
فی معانی الحدیث نصف العلم ومعرفۃ الرجال نصف العلم یعنے امام بخاری علی ابن المدینی کا
قول نقل کرتے ہین کہ فہم معنے حدیث نصف علم ہے اور معرفت رجال نصف علم ہے۔ اور
ابہی معلوم ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن ابن غنم کو صرف فقہ سکہانے کے لئے شام کو

احتیاج محدثین بطرف فقہاء

پہنچا تھا تو الی التاسیس مین لکہا ہے کہ ایکبار کسی نے کوئی مسئلہ امام رح سے پوچھا آپ نے فرمایا فقہا سے پوچھو ابو ثور سے پوچھو یعنے ابراہیم ابن خالد ابن یمان کلبی سے جو مشہور فقیہ تھے اس سے ظاہر ہے کہ محدثین کے نزدیک مسلم ہے کہ مسائل فقہا ہی سے پوچھے جائین۔
مختصر کتاب النصیحۃ مولفہ خطیب بغدادی رح مین امام شافعی رح کا قول نقل کیا ہے کہ جو شخص صرف حدیثون ہی کو جمع کرتا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی رات کو لکڑیان جمع کرتا ہے کبہی ایسا بہی اتفاق ہوگا کہ سانپ کو لکڑی سمجھکر اٹھا لیگا اور وہ اوسکو ضرر پہونچاے گا اور اوس مین ابو العباس ابن عقدہ رح کا قول نقل کیا ہے کہ احادیث کی روایت کم کرو وہ انہی کے لئے سزاوار ہے جو احادیث کے تاویلات کو جانتے ہین یہ بات ظاہر ہے کہ تاویلات کو جاننے والے فقہا ہین محدثین کا وظیفہ صرف نقل متن حدیث ہے۔
اور اوس مین اعمش رح کا قول نقل کیا ہے کہ بہت ساری حدیثین یاد کر لینے سے آدمی فقیہ نہین ہوتا فقیہ وہی ہوتا ہے جو معانی مین غور و فکر اور استنباط کرے۔
اور اوسمین نقل کیا ہے کہ امام مالک رح نے اپنے بہانجے ابو بکر اور اسمعیل سے کہا مین دیکہتا ہون کہ تمہین حدیث کا بہت شوق ہے اور اوسکو طلب کرتے ہو کہا ہان فرمایا اگر تم دوست رکہتے ہو کہ خداے تعالی اوسکا نفع تمہین دے تو حدیث کی روایت کم کرو اور فقہ حاصل کرو
اور اعمش رح کا قول نقل کیا ہے وہ فرماتے ہین کہ جب مین حدیث سن چکا یعنے تحصیل حدیث سے فارغ ہوا تو مجہے خیال پیدا ہوا کہ اب فتوی دینے کے لئے مسجد مین بیٹھ جانا چاہئے چنانچہ مسجد کے ایک ستون کے پاس بیٹھ گیا مگر پہلا ہی سوال جو پیش ہوا مجہسے اوسکا جواب نہو سکا۔ انتہی۔ اس قول سے آپکا کمال تدین ثابت ہے ورنہ ممکن تہا کہ کچہ نہ کچہ دل سے جواب دیدیتے مقصود یہ کہ صرف حدیث شریف سے کام نہین چل سکتا فقہ کی ضرورت ہے۔ اور اوسمین نقل کیا ہے کہ ایک جگہ محدثین کا مجمع تہا جس مین یحیی ابن معین اور ابو خیثمہ اور خلف ابن سالم وغیرہم موجود تہے اور ہر طرف سے تحقیقات پیش ہو رہے تہے کہ فلان حدیث کا فلان راوی ہے اور فلان حدیث صرف ایک ہی راوی سے مروی ہے اتنے مین ایک عورت آئی۔ اور اوس نے پوچھا کہ ایک غسالہ جو حائضہ ہے وہ میت کو

غسل دے سکتی ہے یا نہیں کیشا اوسکا جواب نہ دیا اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اسی حیرانی میں تھے کہ ابو ثور رحمۃ فقیہ تھے ناگاہ آگئے اونکو دیکھتے ہی سب نے اوس سے کہا کہ اونسے پوچھا انہون نے سنتے ہی کہدیا کہ ہان غسل دے سکتی ہے اور عائشہ رض کی وہ حدیث پڑہی

ان حیضتک لیست فی یدک اور یہ حدیث کنت افرق راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا حائض یہ سنتے ہی سب نے کہا ہان بہت ٹھیک یہ حدیث فلان فلان راویون سے ہمین پہونچی ہے اور اوس کے اتنے طریق ہین اور یہ حدیث معروف ہے۔ اوس عورت نے کہا حضرات اب تک آپ کہان تھے۔ غرضکہ حدیثون کا یاد رکھنا اور ہے اور اونسے مسائل کا استخراج اور ہے اس کام کے لئے فقہا موضوع ہین اور خود محدثین اونکی طرف محتاج ہین اور طبقات الحفاظ وغیرہ کتب رجال سے ظاہر ہے کہ بعض بعض محدثین خاص طور پر فقہ سیکھتے تھے۔

م ص - ابن مبارک رح کہتے ہین کہ اگر ابو حنیفہ رح تابعین کے زمانہ مین ہوتے تو تابعین بھی اونکی طرف محتاج ہوتے۔

م ص - ابن مبارک رح فرماتے ہین کہ علما ابو حنیفہ سے مستغنی نہین ہو سکتے کچھ نہین تو تفسیر حدیث مین تو ضرور محتاج ہین اور لکھا ہے کہ ابن مبارک رح اپنے شاگردون سے کہا کرتے تھے کہ آثار و احادیث کو ضروری سمجھو مگر اونکے لئے ابو حنیفہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ احادیث کے معنی جانتے ہین

م ص ک - عبد اللہ ابن ابی لبید کہتے ہین کہ ایک روز یزید ابن ہرون کی مجلس مین ہم بیٹھے تھے مغیرہ رح نے ابراہیم کا قول بیان کرنا چاہا ایک شخص نے کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اقوال بیان کیجئے یزید ابن ہرون نے کہا کہ اے احمق یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اقوال کی تفسیر ہے اگر تجھے معنی معلوم نہون تو حدیث کو لیکر کیا کرے گا تم لوگون کی ہمت صرف احادیث کے سن لینے کی طرف متوجہ ہے اگر عالم کیطرف تمہاری ہمت مبذول ہوتی تو ابو حنیفہ کی کتابونکا مطالعہ کرتے اور اونکے اقوال کو دیکھتے پھر اوس معترض کو مجلس سے اٹھا دیا۔

خلاصۃ التہذیب مین یزید بن ہرون کا حال لکہا ہے کہ وہ امام احمد وغیرہ اکابر محدثین کے استاد ہین اور اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔

دیکہئے یزید ابن ہرون جیسے جلیل القدر محدث کس تصریح سے فقہ کی طرف احتیاج محدثین کی ثابت کر رہے ہین۔

امام موفق ابن احمد رح نے مناقب امام ابی حنیفہ رح مین ثابت زاہد کا قول نقل کیا ہے کہ جب سفیان ثوری رح سے کوئی دقیق مسئلہ پوچہا جاتا تو فرماتے کہ اس مسئلہ مین سوائے اوس شخص کے جسپر ہم حسد کرتے ہین (ابو حنیفہ) کوئی شخص عمدہ تقریر نہین کرسکتا۔ پہر امام صاحب کے شاگردون سے پوچہتے کہ اس مسئلہ مین تمہارے استاد کا کیا قول ہے اور وہ جو جواب دیتے اوسی کے موافق فتوی دیتے۔

سفیان ثوری رح وہ شخص ہین کہ امیر المومنین فے الحدیث سمجہے جاتے تھے اور عبد اللہ بن مبارک رح اونکی نسبت کہتے ہین کہ میرے علم مین فن حدیث مین روے زمین پر کوئی اوس سے زیادہ نہین ذکرہ الامام الذہبی فی تذکرۃ الحفاظ۔

جب سفیان ثوری جیسے شخص فتوی دینے مین امام صاحب کے قول کی طرف محتاج ہوتے ہون تو ظاہر ہے کہ محدثین کو فقہ کی طرف کسقدر احتیاج ہے۔

سس ۔ ایکبار روز ایک حدیث پیش ہوی جسکا مضمون غامض تہا وکیع رح کہڑے ہو گئے اور ٹہنڈی سانس بہر کے کہا اب ندامت سے کیا فائدہ وہ شیخ (یعنے ابو حنیفہ) کہان ہین جن سے یہ اشکال حل ہوتا۔ اور وہ محدثین سے کہا کرتے تھے اے قوم تم حدیثین طلب کرتے ہو اور اونکے معنی نہین طلب کرتے اس مین تمہاری عمر اور دین ضائع ہو جائے گا مجہے آرزو آتی ہے کہ کاش ابو حنیفہ کی فقہ کا عشر مجہہ مین ہوتا ایک روز انہون نے حضار مجلس سے کہا اے لوگو حدیث سننا بغیر فقہ کے تم کو کچہہ نفع نہ دیگا اور تم مین سمجہہ پیدا نہوگی جبتک اصحاب ابو حنیفہ کے ساتہہ نہ بیٹہو اور وہ اونکے اقوال کی تفسیر نہ بیان کرین۔

خلاصۃ التہذیب مین وکیع رح کا حال لکہا ہے کہ وہ امام احمد وغیرہ اکابر محدثین کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

دیکھئے وکیع رحہ کے قول سے کسقدر احتیاج فقہ کی طرف ثابت ہوتی ہے۔

م ت ص۔ عبداللہ ابن مبارک رحہ کہتے ہین کہ مین نے مسعر رحہ کو ابو حنیفہ کے حلقہ مین دیکھا ہے کہ روبرو بیٹھے ہوئے اونسے سوال اور استفسار کر رہے ہین مسعر ابن کدام کا حال خلاصہ تذہیب مین لکھا ہے کہ شعبہ اور سفیان ثوری وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔

باوجود تبحر کے مسعر رحہ کا امام صاحب کے حلقہ مین بیٹھنا اور استفسار کرنا کیسی کہلی دلیل احتیاج پر ہے

م۔ داؤد طائی رحہ کہتے ہین خدا کی قسم ابو حنیفہ حلال وحرام و نجات اخروی کے مسائل سب سے زیادہ جانتے ہین باوجود اوس کے وہ متورع اور عابد ہین۔

م۔ علی ابن عاصم کا قول ہے کہ ابو حنیفہ کے اقوال علم کی تفسیر ہین اگر کوئی اونکے اقوال کو نہ دیکھے تو حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دے گا۔

خلاصہ مین علی ابن عاصم کا حال لکھا ہے کہ وہ امام احمد ابن حنبل وغیرہ اکابر محدثین کے استاد ہین اونکی مجلس مین تیس ہزار سے زیادہ لوگ جمع ہوتے تھے۔ حلال وحرام کا سمجھنا جب فقہ پر موقوف ہے تو اس سے بڑہکر کیا احتیاج ہوگی۔

م۔ یزید ابن ہرون رحہ کا قول ہے کہ ابو حنیفہ کی کتابون کے مطالعہ سے آدمی مستغنی نہین ہوسکتا۔

خلاصہ مین یزید ابن ہرون کا حال لکھا ہے کہ وہ امام احمد و اسحق وغیرہ اکابر محدثین کے استاد ہین ستر ہزار تک شائقین حدیث اونکی مجلس مین جمع ہوتے تھے اور کل صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔ دیکھئے مستغنی نہونا عین احتیاج ہے۔

م ص ک۔ عفان بن سیار کہتے ہین کہ مثال ابو حنیفہ کی طبیب حاذق کی سی ہے جو ہر بیماری کی دوا جانتا ہے۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین نسائی مین موجود ہین۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ بیمار کو طبیب حاذق کی طرف احتیاج کس درجہ کی ہوتی ہے۔

م ص ک۔ ابن مبارک رحہ فرماتے ہین اگر مین سفہا کی بات سنتا تو ابو حنیفہ کی ملاقات فوت ہوجاتی جس سے میری مشقت اور خرچ جو تحصیل علم مین ہوا تہا سب ضائع ہوجاتا اگر

مین اونسے ملاقات نکرتا اور اونکی صحبت نصیب نہوتی تو مین علم مین مفلس رہجاتا۔ اور فرماتے
کہ وہ شخص محروم ہے جسکو ابوحنیفہ کے علم کا حصہ نہ ملا اور شاگردون سے فرمایا کرتے کہ
آثار واحادیث کو لازم پکڑو مگر اوسکے لیئے ابوحنیفہ کی ضرورت ہے۔

تہذیب الکمال مین ابن مبارک رح کا قول نقل کیا ہے کہ اگر حق تعالی ابوحنیفہ اور سفیان سے
میری مدد نفرماتا تو مین ایک معمولی آدمی رہجاتا۔

ک م۔ ابن مبارک کہتے ہین کہ مین نے بہت سے شہرون کی سیاحت کی ہے مگر
جب تک ابوحنیفہ سے ملاقات نہوئی حلال وحرام کے اصول مجھے معلوم نہوئے۔
ان اقوال سے فقہ کی طرف جو احتیاج ثابت ہوتی ہے محتاج بیان نہین۔ اسیوجہ سے ابن مبارک
امام صاحب کے انتقال تک آپ ہی کی خدمت مین رہے جیسا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز رح نے
بستان المحدثین مین لکھا ہے کہ عبداللہ ابن مبارک اول از شاگردان امام اعظم رح بودند وطریق
تفقہ از ایشان می آموختند وچون امام اعظم وفات یافتند در مدینہ منورہ نزد امام مالک تفقہ می نمودند

م ک ص۔ عبدالعزیز ابن ابی رواد پر جب کوئی مسئلہ دین کا مشتبہ ہوجاتا تو لکھکر امام صاحب سے
پوچھہ لیتے اور ہر امر مین اونکی اقتدا کرتے۔

عبدالعزیز ابن ابی رواد کا حال خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ یحیی قطان وغیرہ کے استاد ہین اور صحاح
مین اونکی روایتین موجود ہین اور الانتصار مین لکھا ہے وہ امام صاحب کے بھی استاد ہین۔

م ص ک عثمان ابن عفان بجزی کہتے ہین کہ مین نے ابوعاصم نبیل سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ
مجھے امید ہے کہ ابوحنیفہ رح کے اعمال ہر روز ایک صدیق کے اعمال کے برابر آسمان
کی طرف اٹھائے جاتے ہین مین نے کہا کس وجہ سے کہا اسلیئے کہ لوگ اونسے اور اونکے
اقوال سے نفع اٹھاتے رہتے ہین۔ اس سے ظاہر ہے کہ لوگ اوس زمانہ مین امام صاحب
کے اقوال پر عمل کرتے اور نفع اوٹھاتے تھے اور فقہ سے اونکی احتیاج رفع ہوتی تھی۔

الحاصل ان تمام شہادتون سے ثابت ہے کہ محدثین کو فقہا کی طرف اوس زمانہ مین بھی احتیاج
تھی اور فقہ وقعت کی نگاہون سے دیکھی جاتی تھی۔

طبقات کبری مین امام سبکی رح نے لکھا ہے کہ بخاری رح نے حمیدی رح سے فقہ سیکھی ہے اور

مقدمہ فتح الباری مین شیخ الاسلام نے بخاری رح کا قول نقل کیا ہے جلست للتحدیث حتی عرفت الصحیح من السقیم وحتی نظرت فی کتب اہل الرای یعنے وہ فرماتے ہین کہ مین جب تک حدیث صحیح کو سقیم سے ممتاز نہین کرلیا اور اہل الرای کی کتابین نہین دیکھہ لین تدریس کے لئے نہین بیٹھا۔ اہل الرای کی کتابین پیش از پیش دیکھنے کی ضرورت اسوجہ سے انہون نے سمجھی تھی کہ امام شافعی رح جو اونکے استاذ الاساتذہ تھے فرماتے ہین کہ الناس عیال ابی حنیفہ فی الفقہ اور نیز دوسرے محدثین کے اقوال پیش نظر تھے جو امام صاحب کے افقہ ہونے کے باب مین وارد ہین غرض کہ جب اونکو فقہ مین بھی کمال حاصل کرنا منظور تہا اسوجہ سے فقہ حنفیہ کی طرف احتیاج ہوئی۔ اور خاص وجہ اوسکی یہ بھی تھی کہ امام صاحب کے ساتہہ اونکو تعلق خاص تہا اسلئے کہ اونکے والدین مبارک رح کی صحبت مین رہا کرتے تھے جیسا کہ خود انہون نے تاریخ کبیر مین اپنے والد بزرگوار کا حال لکہا ہے کہ اسمٰعیل ابن ابراہیم ابن المغیرہ سمع من مالک وحماد ابن زید وصحب ابن مبارک ذکرہ فی مقدمۃ فتح الباری۔ اور قاعدہ کی بات ہے کہ جو لوگ اپنے والد کے معتقد علیہ ہوتے ہین اونسے خاص طور پر عقیدت ہوا کرتی ہے اسیوجہ سے انہون نے ابن مبارک رح کی کل کتابون کو یاد کرلیا تھا چنانچہ اونکا قول مقدمہ فتح الباری مین نقل کیا ہے فلما طعنت فی ست عشر سنۃ حفظت کتب ابن مبارک ووکیع وعرفت کلام ہولاء یعنے اصحاب الرای۔ یہ ابن مبارک اور وکیع رحمہما اللہ امام صاحب کی تحقیقات اور تفقہ کے جس قدر دلدادہ ہین پوشیدہ نہین اسیوجہ سے امام صاحب کے اقوال کو دیکھنے کا امام بخاری رح کو شوق ہوا جو کتب اہل الرای مین مذکور ہین اور اونسے خوب واقف ہوئے جیسا کہ لفظ عرفت سے ظاہر ہے۔ ان قراین سے ظاہر ہے کہ امام بخاری رح امام صاحب کے معتقدون مین ضرور تھے گو مقلد نتھے اسوجہ سے کہ خود مجتہد تھے۔

امام بخاری امام صاحب کے معتقد تھے۔

اس سے بھی ثابت ہوا کہ فقہ اہل الرای اوس زمانہ مین مطعون نتھی ورنہ ایسی بات وہ کبھی نہ کہتے جس سے محدثین کے نزدیک مطعون ہون اور اوسکو معرفت احادیث کے ہم پلہ ہرگز نہ کرتے۔ الحاصل اس مین شک نہین کہ امام بخاری رح فقہ کو ضروری سمجھتے تھے اور چونکہ احادیث بکثرت یاد تھین اور فقہ حنفیہ سے مدد لیکر ملکہ اجتہاد بہم پہونچایا تھا اس لئے چاہا کہ اپنی اجتہادی

فقہ مین کوئی خاص کتاب تصنیف کرین جو مدلل بآیات واحادیث واقوال صحابہ وتابعین وغیرہم ہو
اسکی ابتدا یون کی کہ بخاری شریف کے تمام تراجم ابواب پہلے لکھے جس مین اپنے اجتہاد کی
مسائل بیان کرنا منظور تہا اور اوسمین روحانی مدد کی غرض سے یہ اہتمام کیا کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر شریف اور منبر شریف کے مابین تمام تراجم ابواب کا بیضہ کیا اور ہر ترجمۃ الباب
کے لکہنے کے وقت دو رکعت نماز پڑہتے جیسا کہ مقدمہ فتح الباری مین لکہا ہے پہر اون مسائل
فقہیہ پر جنکا استنباط اپنے ذہن مین پہلے سے کیا تہا ہر باب مین حدیثین داخل کرنی شروع کین اور جس
مسئلہ پر حدیث سے استدلال نہو سکا تو قرآن شریف کی آیت یا اقوال صحابہ یا تابعین وغیرہم سے
استدلال کیا جیسا کہ فقہا کی عادت ہے اور اوس باب مین حدیث لکہی ہی نہین غرضکہ بخاری
شریف فقہ اور حدیث کی جامع کتاب ہے چنانچہ مقدمہ فتح الباری مین لکہا ہے ولہذا اشتہر من
قول جمع من الفضلا فقہ البخاری فی تراجمہ دیکہئے باب جہر الامام بالتامین" مین انہون نے
یہ حدیث نقل کی ہے عن ابی ہریرۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا امن الامام فامنوا
فانہ من وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ جب امام آمین کہے تو تم بہی آمین کہو کیونکہ جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے
ساتہہ موافق ہو جائے اوسکے پچہلے گناہ بخشے جاتے ہین" دیکہئے اس حدیث مین
کوئی لفظ اس بات پر دلالت نہین کرتا کہ امام بآواز بلند آمین کہا کرے بلکہ امام آہستہ بہی
آمین کہے تو جن لوگون نے پوری سورۂ فاتحہ امام سے سن لی ہے امام کے ساتہہ آمین
کہنے مین شریک ہو جائینگے۔ مگر انہون نے ترجمۃ الباب مین جہر الامام کا لفظ اپنے اجتہاد
سے بالتصریح لکہدیا یہی فقہا کا کام ہے کہ اپنے فہم سے کام لیکر نصوص کے معنی مین
اس قسم کے تصرفات کیا کرتے ہین پہر چونکہ افہام مین تفاوت ہوا کرتا ہے اسلئے جسکی
فہم تیز اور عقل زیادہ رسا ہوا وسی کی رائے صائب سمجہی جاتی ہے ہر چند محدثین بہی
اہل فہم و دراسے تہے مگر اون مین جو فقہا تہے وہ قسمین کہا کہا کرتے کہ ابو حنیفہ
عقل اور فراست اور فہم وتفقہ مین بے نظیر شخص ہین۔ اب ہم بغرض توضیح چند مثالین تفاوت افہام بفہم معانی
لکہتے ہین جن سے معلوم ہوگا کہ قرآن وحدیث کے سمجہنے مین افہام کیسے متفاوت ہیں

بخاری شریف کی کتاب التفسیر مین مروی ہے کہ جب آیۂ شریفہ کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض
من الخیط الاسود الآیہ جو سحر سے متعلق ہے نازل ہوی تو ایک صحابی نے ظاہر مضمون
آیت کے لحاظ سے اپنے تکیہ کے نیچے سیاہ اور سفید دہاگے اس غرض سے رکھ لیے
کہ جب تک اونکے رنگ اچھی طرح محسوس اور ممتاز نہون کہاتے پیتے رہینگے۔ پھر
جب انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ
اگر خیط ابیض واسود تمہارے تکیہ کے نیچے آگئے تو وہ تکیہ بڑا ہی عریض ہے پھر فرمایا
کہ اوس سے مراد شب کی سیاہی اور صبح کی سفیدی ہے۔ دراصل عموماً فہم خصوصاً دینی فہم خدا کی ایک
اعلی درجہ کی نعمت ہے جس سے ابدی سعادت متعلق ہے نہایت کمیاب ہے۔
مسلم شریف مین یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ یہ حدیث ہے کہ نہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان تتخذ الروح
غرضاً یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کسی جاندار کو باندھکر نشانہ تیر وغیرہ
بنایا جائے ایک محدث صاحب نے روح کو روح بالفتح اور غرض کو عرض بعین مہملہ روایت
کی۔ لوگون نے جب مطلب پوچھا تو کہا کہ ہوا لینے کے لئے دریچہ عریض نہ رکھا جائے بلکہ
طویل رکھنا چاہیے۔
ابن جوزی رح نے تلبیس ابلیس مین لکھا ہے کہ بعض محدثین نے یہ روایت پڑھی روی عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان یسقی الرجل ماءہ زرع غیرہ یعنے منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس بات سے کہ آدمی اپنا پانی دوسرے کی زراعت کو پلائے حضار مجلس
سے اکثرون نے کہا کہ بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ جب ہمارے باغ مین پانی زیادہ ہو گیا تو
ہم نے ہمسایہ کی زراعت مین چھوڑ دیا اب ہم اس فعل سے استغفار کرتے ہین۔ حالانکہ اس
حدیث شریف سے مقصود یہ ہے کہ حاملہ لونڈیون کے ساتھ وطی درست نہین مگر اوسکو
نہ مدرس صاحب نے سمجھا نہ حضار مجلس نے۔
ابن جوزی رح نے اوسی مین خطابی رح کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہین کہ ایک شیخ نے یہ حدیث
روایت کی نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الحلق قبل الصلوۃ یوم الجمعہ جسکا مطلب یہ ہوا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے کہ جمعہ کے روز قبل نماز اصلاح بنوائی جائے اور

اوس کے بعد کہا چنانچہ چالیس سال سے مین نے قبل جمعہ کبھی حلق نہین کیا۔ مین نے کہا حضرت حلق بسکون لام نہین حلق بفتح لام وکسر حا ہے جو جمع حلقہ ہے اور مطلب حدیث کا یہ ہے کہ علم اور مذاکرہ کے حلقے جمعہ سے پیشتر درست نہین اسلیے کہ وہ نماز پڑہنے اور خطبہ سننے کا وقت ہے یہ سنکر وہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ تم نے مجہپر نہایت آسانی کی۔

کشف بزودی مین لکہا ہے کہ ایک محدث کی عادت تھی کہ استنجے کے بعد وتر پڑہا کرتے تھے جب پوچہا گیا تو یہ دلیل پیش کی کہ حدیث شریف مین وارد ہے من استنجی فلیوتر اسکا مطلب انہون نے یہ سمجہا کہ استنجے کے بعد وتر پڑہے حالانکہ مطلب یہ ہے کہ استنجے کیلیے جو ڈہیلے لیے جائین وہ وتر ہون یعنے تین یا پانچ یا سات۔

بخاری شریف صـ ۴۲ مین ہے کہ ابوجحیفہ کہتے ہین کہ مین نے علی کرم اللہ وجہہ سے پوچہا کیا آپکے پاس قرآن مجید کے سوا بھی کوئی وحی آسمانی ہے فرمایا ما اعلمہا الا فہما یعطیہ اللہ رجلا فی القرآن یعنے قرآن کے سوا مین کوئی وحی نہین جانتا البتہ فہم ہے جو خدائے تعالی کسی ایک شخص کو قرآن سمجہنے کے لیے دیتا ہے۔ اور بخاری شریف صـ ۶۱۵ مین یہ بھی روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ابن عباس رضہ کو شیوخ بدر کے ساتہہ بٹہایا کرتے تھے بعضون کو یہ ناگوار ہوا اور کہا کہ اس لڑکے کو ہمارے ساتہہ بٹہاتے ہین حالانکہ ہمارے لڑکے اونکی عمر کے ہین۔ آپ نے یہ سنکر ایک روز بطور امتحان حاضرین سے پوچہا کہ سورہ اذا جاء نصر اللہ کے کیا معنی ہین ہر ایک نے اپنی سمجہہ کے مطابق بیان کیے اور بعض ساکت رہے۔ پہر ابن عباس رضہ سے پوچہا کیا تم بہی یہی معنی کہتے ہو انہون نے کہا مجہے تو اس سورہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر وفات معلوم ہوتی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہان مین بھی یہی جانتا ہون۔ دیکہیے وہ اکابر صحابہ عمر بہر یہ سورہ پڑہا کیے مگر اونکی سمجہہ مین وہ معنی نہ آئے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے صاحب زادگی کی حالت مین طبیعت خداداد سے بتلا دیے یہ ایک ایسی صفت ہے کہ نہ تعلیم سے حاصل ہو سکتی ہے نہ اکتساب سے۔ اسی خداداد صفت نے فقہا کو محدثین مین ممتاز کر دیا تہا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین رواہ البخاری یعنے خدائے تعالی جسکی بہلائی چاہتا ہے اوسکو دین مین سمجہہ دیتا ہے۔

صم حکمہا کسب۔ ایک روز یزید ابن ہرون سے کسی نے کوئی مسئلہ پوچہا اوس مجلس مین سمجے

ابن معین اور علی ابن المدینی اور امام احمد وغیرہ محدثین حاضر تھے آپنے فرمایا کہ یہ مسئلہ اہل علم سے
پوچھو ابن المدینی نے کہا کیا آپ اہل علم اہل حدیث سے نہیں فرمایا اہل علم اصحاب ابوحنیفہ ہیں اور تم لوگ عطار ہو
النصیحۃ لاہل الحدیث میں اور خیرات الحسان میں لکھا ہے کہ ایکبار اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے چند مسئلے پوچھے وہاں
مجلس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی حاضر تھے اعمش رح نے امام صاحب سے فرمایا ان مسائل میں تمہارا کیا قول ہے
امام صاحب نے اپنے اقوال بیان کیے اعمش رح نے کہا اسپر کیا دلیل امام صاحب نے کہا وہی احادیث جو
آپنے مجھے پہونچی ہیں اور چند حدیثیں مع اسناد پڑھکر سنادیں اور استخراج کا طریقہ بھی بیان کردیا اعمش رح
نہایت تحسین کی اور فرمایا سو دن میں جو میں نے روایتیں کی تہیں تم نے ایک ساعت میں
وہ سب سنادیں میں نہیں جانتا تھا کہ تم ان احادیث پر عمل کرتے ہوگے۔ پھر فرمایا

یا معشر الفقہاء انتم الاطباء ونحن الصیادلۃ یعنے اے گروہ فقہا تم طبیب ہو اور ہم محدثین
عطار ہیں جنکے پاس دوائیں ہر قسم کی موجود رہتی ہیں مگر کسی بیماری میں اونکا استعمال نہیں کرسکتے
یہی وجہ تھی کہ ایک حج میں اعمش رح اور امام صاحب کا اجتماع ہوا انہوں نے امام صاحب کو
کہلایا کہ مناسک حج ہمارے لئے لکھ بھیجیں اور اپنے شاگردوں سے کہا مناسک انسے
لکھالو میری دانست میں حج کے فرائض اور نوافل کو انسے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں کذا فی الخیرات الحسان
ھم ص ک۔ میں اعمش اور امام صاحب کے مناظرہ مذکورہ میں چند حدیثیں بھی ذکر کی ہیں
جنکو امام صاحب نے پڑھیں اور اعمش رح نے سنکر کہا یا معشر الفقہاء انتم الاطباء ونحن الصیادلۃ وانت ایہا
ایہا الرجل اخذت بکلا الطرفین یعنے محدثین عطار اور فقہا طبیب ہیں اور تم دونوں کو جامع ہو یعنے
محدث بھی ہو اور فقیہ بھی۔

تذکرۃ الحفاظ میں امام ذہبی رح نے لکھا ہے کہ اعمش رح انس رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کے
شاگرد اور شعبہ اور سفیان ثوری وغیرہ کے استاد ہیں محدثین نے اونکے صدق کی وجہ سے
اونکا نام ہی مصحف رکھدیا تھا۔ اب دیکھیے جب مصحف ناطق کے ارشاد سے فقہا طبیب اور
محدثین دواساز ٹھیرے تو کیا کسی کی رائے سے یہ کلیہ منسوخ ہوسکتا ہے۔ اور امام صاحب کو
جو انہوں نے محدث اور فقیہ فرمایا کیا یہ گواہی خلاف واقع ہوسکتی ہے ہرگز نہیں۔
ملا علی قاری رح نے شرح مشکوۃ میں نقل کیا ہے کہ اوزاعی رح نے چند مسائل امام اعظم رح

سے پوچھے انہون نے سب کے جواب دئے اوزاعی رح نے کہا یہ کس دلیل سے کہتے ہو
آپنے کہا انہین احادیث اور اخبار و آثار سے جو آپ حضرات روایت کرتے ہین پھر وہ احادیث
پڑھکر استدلال کے طریقے بیان کئے اوزاعی رح نے سب سنکر کہا کہ نحن العطارون وانتم الاطبا
یعنے ہمکو حدیثین سب یاد ہین مگر یہ نہین معلوم کہ اوسنے کن مسائل پر استدلال ہوسکتا ہے
اور مسلمانون کو اوسنے کیا کیا منافع حاصل ہوسکتے ہین جیسے عطارون کے پاس اقسام کی
دوائین موجود ہوتی ہین مگر اونکو یہ نہین معلوم کہ کس بیماری مین کونسی دوا مفید ہے جسکو اطبا جانتے
ہین۔ تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ اوزاعی رح امام وقت تھے۔ اہل شام اور اہل اندلس ایک مدت
تک انہین کے مذہب پر اور انہین کے مقلد رہے۔ اور دحیم عبدالرحمن کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ
جب بغداد گئے تو امام احمد اور ابن معین اور خلف ابن سالم اونکی مجلس مین آتے اور اونکے روبرو
ایسے بیٹھتے جیسے لڑکے بیٹھا کرتے ہین اور لکھا ہے کہ یہ دحیم اوزاعی رح کے مذہب پر تھے۔
ایسے شخص کا یہ کہنا ہے کہ اوزاعی رح جیسے محدث امام الوقت جب امام صاحب کی نسبت یہ فرمائین کہ
ہم لوگ عطار ہین اور آپ طبیب تو علم مین امام صاحب کا کیسا رتبہ ہوگا۔ تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی نے
حافظ ابن زبر ابوسلیمان کے ترجمہ مین لکھا ہے وہ کہتے ہین کہ ابوجعفر طحاوی کو میری تصانیف
پسند آئین چنانچہ اپنے گھر لیجاکر انہون نے اونکا مطالعہ کیا اور یہ کہا کہ اے ابوسلیمان تم لوگ عطار
ہو اور ہم لوگ طبیب ہین۔ مقصود یہ کہ اون تصانیف مین ہر قسم کی حدیثین موجود ہین جیسے عطار
کے یہان ہر قسم کی دوائین موجود ہوتی ہین اور چونکہ وہ فقیہ تھے اسلئے یہ بھی کہدیا کہ اونکا استعمال ہم
فقہا جانتے ہین۔

تذکرۃ الحفاظ مین ابوجعفر طحاوی کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ کان ثقۃ ثبتا فقیہا عاقلا لم یخلف مثلہ اور لکھا
ہے کہ پیشتر وہ شافعی المذہب تھے اور بعد حنفی ہوگئے۔ یہ بات معلوم رہے کہ عطار و طبیب
کی مثال جو دی جاتی تھی اوس مین کسی کی توہین اور تنقیص مقصود نہین ہوتی تھی بلکہ بیان واقعی
تھا جسکو محدثین بھی بطیب خاطر تسلیم کرلیا کرتے تھے اور فقہ کی طرف اسوجہ سے وہ متوجہ نہین
ہوتے تھے کہ اونکی توجہ کثرت طرق کی طرف مبذول تھی کسی حدیث کیلئے وہ ایک دو استادون
پر قناعت نہ کرتے بلکہ ہمیشہ اس فکر مین رہتے کہ جہان تک ہوسکے ایک ایک حدیث متعدد اساتذہ

اور مختلف طریقون سے حاصل کرین چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب رح نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے کہ ایک ایک حدیث سو سو طریقون سے لی جاتی تھی۔ غرضکہ اسانید کے اہتمام مین معانی حدیث مین غور و تامل کی نوبت ہی کمین آتی تھی یہانتک کہ محقق اساتذہ تفسیر حدیث سے متعلق اقوال فقہا بیان کرنا چاہتے تو اوسکا سننا بھی ناگوار تھا بخلاف فقہا کے کہ وہ مستند اساتذہ سے بقدر ضرورت احادیث فراہم کرکے اونکے معنی مین غور و تامل کرتے اور ہمیشہ اسی فکر مین رہتے کہ کونسی حدیث سے کن کن مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔

الحاصل قرون ثلٰثہ مین جو حضرات اہل حدیث مین اس قابل سمجھے جاتے تھے کہ اونکے قول پر عمل کیا جائے وہ معدودے چند تھے جو فقہا کے نام سے مشہور تھے اور جو اہل حدیث صرف حدیث ہی مین توغل پیدا کرنا چاہتے تھے اونکو اکابر محدثین خیر خواہانہ یہ معلوم کرا دیتے تھے کہ بغیر فقہ صرف حدیث ہی کو طلب کرنا بیفائدہ اور عمر اور دین کو ضایع کرنا ہے۔ وہ حضرات خاصکر فقہ حنفیہ کو حدیث کی تفسیر سمجھتے اور صاف کہتے تھے کہ امام صاحب کے اقوال سے کوئی مستغنی نہین ہوسکتا بلکہ جو اونکے اقوال پر مطلع نہو وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیگا اور جو لوگ فقہ حنفیہ سے انکار کرتے اونکو احمق کہتے اور زجر و توبیخ کرکے اپنی مجلس سے اٹھا دیتے تھے۔ اور خود امام صاحب کے حلقہ مین شریک ہو کر مستفید ہوتے اور براہ انصاف صاف کہدیتے کہ ہم لوگ مثل عطار ہین اور آپ مثل طبیب حاذق۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ فقہ حنفیہ کو مگر ہی بتاتے ہین درپردہ وہ اون اکابر دین پر الزام لگاتے ہین جنکے نزدیک فقہ حنفیہ تفسیر حدیث مسلم ہو چکی تھی۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ حضرات کمال درجہ کے محتاط تھے اونکا مقصود یہ تھا کہ ہر مسئلے مین شارع علیہ الصلوۃ والسلام کا جو مقصود ہے اوسپر عمل کیا جائے اور اس مقصود کا معلوم کرنا سوا فقہا کے دوسرون سے ممکن نہین اسلئے کہ احادیث بکثرت ہین۔ اور ظاہر نصوص پر عمل کرنا خلاف مرضی شارع ہے (جیسا کہ ابھی معلوم ہوا) خصوصاً ایسے موقع مین کہ باہم احادیث مین تعارض بھی ہو اور محدثین نہ مواقع استدلال جانتے ہین نہ انبساط مسائل کا طریقہ اونکو معلوم ہے اس صورت مین اگر مجتہدون کی طرف رجوع نہ کیا جائے تو مقصود شارع کا یقیناً فوت ہو جائے گا اسلئے فتوی کا کام انہون نے فقہا کے ذمہ کر دیا تھا۔ اونکے نزدیک

یہ ہرگز ثابت نہوا اور نہ ہوسکتا تھا کہ چند حدیثین بخاری یا صحاح ستہ کی جو بہ نسبت کل حدیثون کے عشر عشیر بھی نہین واجب العمل ہون اور باقی واجب الترک۔

کثرت احادیث

کثرت احادیث یون ثابت ہوسکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتداے زمانۂ نبوت سے تئیس سال تک احکام آلہی پہونچاتے رہے اور نبوت کا لازمہ کلام ہے اگر اقل درجہ دن رات کے کلام دس گیارہی فرض کئے جائین تو ایام نبوت کے صرف اقوال تخمیناً ایک لاکھ ہوجاتے ہین اور یون تو صحابہ ایک لاکھ سے زیادہ ہین مگر صرف دس ہی صحابہ سے ہر ایک قول مروی ہو تو بہ حسب اصطلاح محدثین دس لاکھ حدیثین صرف اقوال ہی کی ہوجاتی ہین کیونکہ محدثین ہی متون اور اسناد کے مجموعہ کو اکثر حدیث کہتے ہین چنانچہ شیخ الاسلام ابن حجر رح نے مقدمۂ فتح الباری مین لکھا ہے کہ حدیث لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ الحدیث کی دو اسنادین ہین ایک روایت قتادہ عن انس رض۔ دوسری روایت عبد العزیز عن انس رض یہ دو روایتین دو حدیثین سمجھی جاتی ہین بلکہ غور کیا جائے تو محدثین کے نزدیک حدیث اسناد ہی کا نام ہے جیسا کہ ابن صلاح رح نے مقدمہ مین لکھا ہے متی قالوا ہذا حدیث صحیح فمعناہ اتصل سندہ مع سائر الاوصاف المذکورۃ ولیس من شرطہ ان یکون مقطوعا بہ فی نفس الامر الی ان قال وکذلک متی قالوا فی حدیث انہ غیر صحیح فلیس ذلک قطعا بانہ کذب فی نفس الامر اذ قد یکون صدقا فی نفس الامر وانما المراد انہ لم یصح اسنادہ علی الشرط المذکور یعنے محدثین جب حدیث کو صحیح یا غیر صحیح کہتے ہین تو اوس سے مراد اسناد ہوتی ہے حدیث کے صحیح ہونے کا یہ مطلب نہین کہ متن حدیث بھی نفس الامر مین صحیح ہے اور نہ غیر صحیح ہونے کا یہ مطلب ہے کہ متن نفس الامر مین غلط ہے۔ اسیطرح ابن حجر مکی رح نے الجواہر المنظم فی زیارۃ قبر النبی الکرم صلی اللہ علیہ وسلم مین لکھا ہے قال السبکی ومما یجب ان یبین ان حکم المحدثین بالانکار والاستغراب قد یکون بحسب تلک الطرق ولا یلزم من ذلک رد متن الحدیث بخلاف اطلاق الفقیہ ان الحدیث موضوع فانہ حکم علی المتن من حیث الجملہ یعنے محدثین جب کسی حدیث کا انکار کرتے ہین تو اوس سے صرف اسناد کا انکار مقصود ہوتا ہے بخلاف اسکے اگر فقیہ کسی حدیث کو موضوع کہدے تو اوس سے متن حدیث موضوع سمجھا جائیگا اور امام نووی رح نے کتاب التقریب التیسیر مین لکھا ہے واذا قیل ہذا حدیث غیر صحیح

فمنعناه لم يصح اسناده۔ غرضکہ دس دس صحابیون سے ہر ایک متن مروی ہو تو بہ اصطلاح محدثین دس لاکھ حدیثین ہو جاتی ہین پھر جس طرح حدیث کا اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال پر ہوتا ہے اسیطرح حضرت کے افعال اور تقریر اور نیز صحابہ کے اقوال اور افعال اور تقریر پر ہوتا ہے جیسا کہ سید شریف علامہ رح نے مختصر الجرجانی مین لکھا ہے والحديث اعم من ان يكون قول الرسول صلى الله عليه وسلم او الصحابة او التابعي وفعلهم وتقريرهم جب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی حدیثونکا اندازہ دس لاکھ ہو تو حضرت کے افعال و تقریر اور صحابہ و تابعین کی کثرت کے لحاظ سے انکے اقوال و افعال وغیرہ کا اندازہ کیا جائے تو کرورونکی نوبت پہونچ جائیگی حالانکہ روے زمین پر اتنی حدیثونکا وجود اب باقی نہین البتہ امام احمد رح کے قول سے کرور حدیثون کا پتہ لگتا ہے جیسا کہ طبقات کبریٰ مین شیخ الاسلام تاج الدین سبکی رح نے لکھا ہے قال عبد الله ابن احمد رضی الله عنهما كتب ابي عشرة الاف الف حديث لم يكتب سوادا في بياض الا حفظه مگر وہ بھی مفقود ہین پھر اون مین سے صحیح کچھ اوپر سات لاکھ حدیثین امام احمد رح کے قول سے ثابت ہین جیسا کہ تدریب الراوی مین امام سیوطی رح نے لکھا ہے قال ابن الجوزی رح حصر الاحاديث يبعد امكانه غير ان جماعة بالغوا في تتبعها وحصروها۔ قال الامام احمد صح سبعمائة الف وكسر اور امام بخاری رح فرماتے ہین کہ ایک لاکھ صحیح حدیثین مجھے یاد ہین اور دو لاکھ غیر صحیح جیسا کہ مقدمہ فتح الباری مین شیخ الاسلام ابن حجر رح نے لکھا ہے۔

اب صحیحین کی حدیثون کو بھی دیکھ لیجئے کہ کتنی ہین جواہر الاصول مین شیخ ابو الفیض محمد ابن علی الفارسی رح نے لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم مین بحذف مکررات صرف چار ہزار حدیثین ہین؛ وہ بھی صرف احادیث مرفوعہ نہین اون مین صحابہ اور تابعین کے اقوال و افعال و تقریر بھی شامل ہین۔ پھر وہ بھی صرف احکام سے متعلق نہین بلکہ اون مین فضائل اور قصص و حکایات وغیرہ بھی شریک ہین۔ اب غور کیجئے کہ کہان ایک کرور یا سات لاکھ حدیثین اور کہان چار ہزار۔ وجدان صحیح اور ذوق سلیم سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ جن اہل احتیاط محدثین و اکابر دین کے پیش نظر وہ لاکھون حدیثون کا ذخیرہ ہو کیا ممکن ہے کہ وہ دین کو ان دو چار ہزار حدیثون مین منحصر کر دینگے۔ ہرگز نہین۔ غرضکہ اون حضرات نے جنکے سلسلۂ تلامذہ مین ہونے پر امام بخاری و مسلم وغیرہما رح کو ناز ہے)

جب دیکھا کہ فقہا خصوصاً امام اعظم رح فن حدیث مین کامل اور قوت اجتہادیہ اور تورع مین بے نظیر ہین اسلئے اونکے اجتہاد کو تسلیم کرکے مدت العمر اون کے ممنون رہے جبکا حال انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ معلوم ہوگا۔

اجتہاد

یہ بات اہل علم جانتے ہین کہ اجتہاد ایک مشکل کام ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب رح نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے کہ اجتہاد کیلئے بہت سے علوم کی ضرورت ہے مثلاً علم تفسیر۔ حدیث اقوال علماے سلف۔ ناسخ منسوخ۔ لغت۔ طریقہ استنباط احکام۔ مجمل۔ مفسر وغیرہ جنکی فہرست اگر لکھی جائے تو ایک چھوٹا سا رسالہ ہو جائیگا۔ انھی امور کے مباحث مین ایک بڑا فن اصول فقہ مدون ہے ان امور مین کامل دستگاہ حاصل کرنا ہر کسی کا کام نہین اسیوجہ سے صحابہ مین بھی دس پانچ ہی مجتہد ہوے جن سے فتوے پوچھے جاتے تھے انھین حضرات کے اجتہاد کو دیکھکر مجتہدین نے اجتہاد کے طریقے مدون کئے اور طبیعت خدا داد سے ایسے اجتہاد کئے کہ عموماً محدثین نے بھی اونکو اپنے مقتدا مان لئے ۔

اب ہم چند نظائر اجتہادات صحابہ واکابر دین کے پیش کرتے ہین جن سے معلوم ہوگا کہ آئمہ مجتہدین نے جو اجتہاد کئے ہین وہ انھی حضرات کی اتباع تھی۔

منتقی الاخبار مین ابن تیمیہ رح نے روایت کیا ہے عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ لما بعث فی غزوۃ ذات السلاسل قال احتلمت فی لیلۃ باردۃ شدیدۃ البرد فاشفقت ان اغتسلت ان اہلک فتیممت ثم صلیت باصحابی صلاۃ الصبح فلما قدمنا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر وا ذٰلک لہ فقال یا عمرو صلیت باصحابک وانت جنب فقلت ذکرت قول اللہ تعالیٰ ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما فتیممت ثم صلیت فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولم یقل شیئاً رواہ احمد وابو داؤد والدارقطنی یعنے عمرو بن عاص رض کہتے ہین کہ جب غزوہ ذات السلاسل مین لشکر بھیجا گیا تو ایک رات مجھے احتلام ہوا چونکہ سردی نہایت شدت سے تھی اور غسل کرنے مین خوف ہلاکت تھا اسلئے مین نے تیمم کرلیا اور نماز صبح مین اپنے رفقا کی امامت کی جب ہم واپس آئے تو لوگون نے یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کیا حضرت نے مجھسے پوچھا کہ اے عمرو تم نے جنابت کی حالت مین امامت کی مین نے عرض کی کہ مجھے خداے تعالےٰ کا یہ کلام یاد آیا ولا تقتلوا

انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما یعنے مت قتل کرو تم اپنی جانون کو اللہ کا تم پر رحم ہے اسلئے مینے تیمم کرکے نماز پڑہی۔ یہ سنکر حضرت نے تبسم کیا اور کچھہ نہ فرمایا " دیکھئے جب اس واقعہ مین صحابہ کی شکایت بارگاہ نبوی مین پیش ہوی اور حضرت نے کسی قدر سختی سے سوال فرمایا کہ کیا تم نے جنابت کی حالت مین امامت کی اوسوقت انہون نے جواب مین اپنا اجتہاد پیش کیا کہ گو صراحۃً ایسے موقع مین تیمم کی اجازت نہ قرآن مین ہے نہ حدیث مین مگر مینے اپنے اجتہاد سے یہ راے قائم کرلی کہ قولہ تعالی ولا تقتلوا انفسکم کی نہی عام ہے اسلئے اس موقع مین غسل جائز نہین اور پانی نہ ملنے کی صورت مین تیمم کی اجازت ہے اسلئے خوف ہلاک کی صورت کو اوسی پر قیاس کرکے تیمم کرلیا۔ پھر اس اجتہاد اور قیاس پر یہ وثوق اور اعتماد کہ اپنی ہی نماز نہین سب کی نمازون کا بار اپنے ذمہ لیا اور یہ بھی نہ کہا کہ صاحبو مجھے امامت سے معذور رکھو مین ضرورۃً اپنی نماز ادا کرلیتا ہون اور اوس اجتہاد کی تقلید سب صحابہ نے کی اور کسی نے یہ نہ کہا کہ حضرت ایسے اشتباہی استدلال کو ہم نہ مانینگے اور یہ قیاس اول من قاس ابلیس کی روسے صحیح نہین ہوسکتا اسلئے آپ اپنی نماز کے مختار ہو ہمین اقتدا سے معاف رکہئے۔ پھر اوسی اجتہاد کو کمال استقلال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین پیش کیا جسکو کمال خوشنودی سے حضرت نے منظور اور مقبول فرمایا جس سے مجتہدوں کے حوصلے بڑہے اور معلوم ہوگیا کہ اہل راے کا اجتہاد اور قیاس بھی دین مین ایک باوقعت چیز ہے۔

عن زید بن ارقمؓ قال اُتی علی رضی اللہ عنہ بثلاثۃ وہو بالیمن وقعوا علی امرأۃ فی طہر واحد فسأل اثنین اتقران لہذا بالولد قالا لا حتی سألہم جمیعا فجعل کلما سأل اثنین قالا لا فاقرع بینہم فالحق الولد بالذی صارت علیہ القرعۃ وجعل علیہ ثلثی الدیۃ قال فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فضحک حتی بدت نواجذہ رواہ ابو داؤد یعنے جب علی کرم اللہ وجہہ یمن مین تشریف رکھتے تھے یہ مقدمہ پیش ہوا کہ تین شخص ایک عورت کے ساتھہ ایک ہی طہر مین مرتکب ہوے اور بچہ پیدا ہونے کے بعد دعوے پیش ہوا۔ آپ اون مین سے دو دو شخصون سے پوچھتے تھے کہ کیا تم منظور کرتے ہو کہ وہ لڑکا اوس تیسرے شخص کا ہے جب کسی نے منظور نہ کیا

تو آپنے قرعہ ڈالا اور جسکے نام قرعہ نکلا بچہ اوسکے حوالہ کر کے دو ثلث دیت اوس سے دونون کو دلا دیا جب یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو عرض کیا گیا آپ نہایت خوش ہوئے

بخاری اور مسلم مین ایک روایت ہے جسکا حاصل مضمون یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو بعض عرب نے زکوۃ دینے سے انکار کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اون سے جہاد کرنا چاہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اونکے ساتھہ جہاد کیونکر جائز ہوگا وہ تو لا الہ الا اللہ کے قائل ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قال لا الہ الا اللہ فقد عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ تعالی یعنے جو شخص لا الہ الا اللہ کا قائل ہوگیا اوس نے اپنی جان ومال کو مجھسے بچا لیا اور اندرونی معاملہ اور محاسبہ اوسکا خدا کے ساتھہ ہے۔ ابوبکر رض نے کہا کہ اون لوگون سے جہاد کی ضرورت اس وجہ سے ہے کہ وہ نماز اور زکوۃ مین فرق کرتے ہین حالانکہ دونون حقوق اللہ مین یہ بات عمر رضی اللہ عنہ کے بھی سمجھہ مین آگئی چنانچہ اسی پر فیصلہ ہوا اور کل صحابہ نے بھی اوسکو مان لیا۔ یہ حدیث آئندہ نقل کیجائیگی۔

دیکھئے مانعین زکوۃ سے جہاد کرنا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے بلکہ ظاہر حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ درست نہین۔ مگر اجتہاد سے یہ مسئلہ ثابت ہوا اور کل صحابہ کے مان لینے سے جواز اجتہاد پر صحابہ کا اجماع بھی ثابت ہوگیا۔

بخاری شریف مین روایت ہے عن عبد اللہ بن عبید اللہ ابن ابی ملیکۃ قال توفیت ابنۃ لعثمان رضی اللہ عنہ بمکۃ وجئنا لنشہدہا وحضرہا ابن عمر وابن عباس رضی اللہ عنہم وانی لجالس بینہما او قال جلست الی احدہما ثم جاء الآخر فجلس الی جنبی فقال عبد اللہ ابن عمر رض لعمرو بن عثمان الا تنہی عن البکاء فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان المیت لیعذب ببکاء اہلہ علیہ فقال ابن عباس رضی اللہ عنہما قد کان عمر رضی اللہ عنہ یقول بعض ذلک ثم حدث فقال صدرت مع عمر رضی اللہ عنہ من مکۃ حتے اذا کنا بالبیداء اذا ہو برکب تحت ظل سمرۃ فقال اذہب فانظر من ہولاء الرکب قال فنظرت فاذا صہیب فاخبرتہ فقال ادعہ لی فرجعت الی صہیب فقلت ارتحل فالحق امیر المومنین فلما اصیب عمر دخل صہیب یبکی یقول وا اخاہ وا صاحباہ

فقال عمر رضی اللہ عنہ یا صہیب اتبکی علی وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المیت یعذب
ببعض بکاء اہلہ علیہ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما فلما مات عمر ذکرت ذلک لعائشۃ رضی اللہ عنہا
فقالت یرحم اللہ عمر واللہ ما حدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیعذب المومن ببکاء اہلہ
علیہ لکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ لیزید الکافر عذابا ببکاء اہلہ علیہ وقالت حسبکم القرآن ولا تزر
وازرۃ وزر اخری قال ابن عباس رضی اللہ عنہما عند ذلک واللہ ہو اضحک وابکی قال ابن ابی ملیکہ
واللہ ما قال ابن عمر رضی اللہ عنہما شیئا ماحصل اسکا یہ ہے کہ ابن ابی ملیکہ کہتے ہین کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ
کی صاحبزادی کا انتقال ہوا اور لوگ جنازہ مین حاضر ہوے جن مین ابن عمر اور ابن عباس
رضی اللہ عنہم بھی تھے زنانہ سے رونے کی آواز آئی عبد اللہ ابن عمر رض نے عثمان رضی اللہ عنہ کے
فرزند سے کہا کیا آپ عورتون کو رونے سے نہین منع کرتے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اہل میت کے رونے سے میت پر عذاب کیا جاتا ہے اوسپر ابن عباس رض
نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ بھی کچھہ ایسا ہی کہا کرتے تھے چنانچہ جب وہ زخمی ہوے تو صہیب رضی اللہ عنہ
آئے اور وا اخاہ اور وا صاحباہ کہتے ہوے زار زار رونے لگے عمر رض نے اوس حالت مین
اونسے کہا اے صہیب کیا تم مجھپر روتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
جب میت کے علاقہ دار اوسپر روتے ہین تو بعض اسباب سے اوسپر عذاب کیا جاتا ہے ابن عباس رض
کہتے ہین کہ اس واقعہ کا تذکرہ مین نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا اونہون نے فرمایا خدا تعالی
عمر رض پر رحم کرے خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہرگز نہین فرمایا کہ کسی کے رونے
سے مسلمان پر عذاب ہوتا ہے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ رونے سے کافر پر عذاب زیادہ ہوتا ہے
اور اوسپر کافی استدلال یہ ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخری یعنے کسی پر دوسرے
کے گناہ کا بوجھ نہین ڈالا جاتا۔ ابن عباس رض نے یہ بیان کرکے کہا رولانا اور ہنسانا خدا ہی کا
کام ہے۔ ابن ابی ملیکہ کہتے ہین کہ ابن عمر رض یہ سنکر خاموش ہو گئے۔ دیکھئے عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما
نے حدیث سے استدلال کیا تھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اچھا ذکر کرکے فرمایا کہ پہلے تو اس حدیث
مین مسلمان کا ذکر ہی نہین ہے پھر قرآن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے گناہ کی سزا دوسرے کو
نہین دیجاتی اسلئے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رونے کی وجہ سے کافرون پر عذاب زیادہ

ہوتا ہے اسلئے کہ اونکو عذاب کرنا ہر طرح مقصود ہے جب رونے والے اوسکی نسبت
کوئی تعظیمی الفاظ وغیرہ کہتے ہین تو فرشتون کا غضب زیادہ ہو جاتا ہے اور سخت عذاب
کرتے ہین۔ اس سے ظاہر ہے کہ آیات واحادیث کا مطلب سمجھنا ہر کسیکا کام نہین اوسکے
سمجھنے کیلئے دوسرے احادیث وآیات سے مدد لینے کی ضرورت ہے اور اوسکے لئے
فہم کامل اور رائے صائب کی ضرورت ہے اسلئے کہ ہر کلام کے وقت کوئی ایک مقصود
پیش نظر رہتا ہے جسکے اظہار کیلئے وہ کلام کہا جاتا ہے۔ یہ نہین ہوتا کہ جمیع پہلو اور جوانب پر
نظر ڈالکر اوسکو مثل تعریف کے جامع ومانع بنا دیا جائے مثلاً اگر کہا جائے کہ ابوحنیفہ رح
اہل الرائے مین ہین تو اوس سے یہی سمجھا جائیگا کہ وہ سمجھدار اور صاحب رائے تھے
یہ نہین سمجھا جائیگا کہ اونکو حدیث آتی نہتی اور نہ یہ کہ اپنی رائے سے وہ خلاف قرآن وحدیث
مسئلے نکالتے تھے اور نہ یہ کہ سوائے اونکے کسی محدث کو رائے صائب نصیب ہی نہوئی
پھر اگر اوسکے ساتھہ کچھہ قراین بھی ہون تو حسب قراین دوسرے مقاصد بھی معلوم ہونگے
مثلاً یہی جملہ مدح کے مقام مین دوسرے محدثون کے ذکر کے ساتھہ کہا جائے تو اوس سے
متکلم کا مقصود یہ معلوم ہوگا کہ تمام محدثین مین وہ اعلی درجہ کے شخص تھے احادیث کو خوب
سمجھتے تھے چنانچہ اکابر محدثین نے اسی غرض سے اونپر اس لفظ کا اطلاق کیا تھا جیسا کہ
قراین سے ظاہر ہے مگر حاسدونکو صرف لفظ سے موقع مل گیا اور دوسرے قرائن کو نظر انداز
کرکے کہنے لگے کہ اونکو حدیث آتی ہی نہتی صرف عقل سے باتین بنایا کرتے تھے غرضکہ ہر
کلام مین ایک خاص مقصود پیش نظر ہوتا ہے جو قرائن سے معلوم ہوتا ہے تمام مضامین
کا احتوا اوس سے مقصود نہین ہوتا اسلئے اہل رائے اور مجتہدین قرائن اور معانی اور
دوسرے احادیث وآیات پر نظر ڈالکر اوسکا حکم اوسی حصہ کے ساتھہ خاص کرتے ہین جو وہان
مقصود ہوتا ہے اور دوسرے احکام پر اوسکا اثر نہین ڈالتے۔ بخلاف اس کے جنکو اس
درجہ کی قوت نہین ہوتی اوسکو ظاہر پر حمل کرکے مقصود فوت کر دیتے ہین جیسا کہ اس حدیث شریف
سے جو مسلم مین ہے یہی بات ظاہر ہے مضمون اوس حدیث کا یہ ہے کہ عروہ رح کہتے ہین کہ عائشہ
رضی اللہ عنہا سے مین نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ اگر کوئی شخص صفا ومروہ مین سعی نکرے تو

کوئی مضائقہ نہوگا انہون سے نے فرمایا کیا وجہ مین سے نے کہا اسلئے کہ حق تعالی فرماتا ہے ان الصفا والمروۃ
من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما یعنے صفا و مروہ نشانیان ہین
اللہ کی جو کوئی حج کرے اوس گہر کا یا زیارت تو گناہ نہین اوسکو کہ طواف کرے اون دونون بیچ
اس سے ظاہر ہے کہ سعی نکرنا چاہیے اور اگر کوئی کرلے تو مضائقہ بھی نہین۔ انہون سے نے فرمایا
بات یہ ہے کہ جاہلیت مین وہان دو بت سے تھے جنکا نام اساف اور نائلہ تہا انصار کی عادت تھی
کہ سمندر کے کنارہ سے احرام باندھکر آتے اور اونکا طواف کرتے اور بعض منات سے کے نام سے
احرام باندہتے تو وہ صفا و مروہ کے طواف کو حرام سمجہتے تھے پھر جب وہ مسلمان ہوئے اور
حج کرنا چاہا تو اون بتون کے خیال سے صفا و مروہ کی سعی کو مکروہ سمجہنے لگے اوسپر یہ آیت
نازل ہوئی کہ اگر سعی کرین تو کچہ مضائقہ نہین اسلئے کہ اب نہ وہ بت رہے نہ وہ نیت پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سعی کی اور تمام مسلمانون نے اقتدا کی جس سے سعی مسنون اور ضروری
ہوگئی اگر یہ مقصود ہوتا کہ طواف نکرین تو مضائقہ نہین جیسا کہ تمنے خیال کیا ہے تو فلا جناح
علیہ ان لا یطوف بہما ہوتا؛؛ اب دیکہئے کہ ظاہر قرآن سے ہر شخص یہی سمجہیگا کہ طواف نکرنا ہی
ہے مگر چونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا شان نزول پر مطلع اور اوس واقعہ سے واقف تہین اسلئے
اوسی آیت سے جواب دیدیا کہ آیت مین یہ کہان ہے کہ طواف نکرین تو مضائقہ نہین جیسا کہ
تم سمجہتے ہو اور یہ بات ثابت کردی کہ اس موقع مین اسیقدر ضرورت تھی کہ طواف کو جو وہ مکروہ
سمجہتے تھے اونکے ذہن سے نکل جائے اب رہی یہ بات کہ وہ ضروری ہے یا نہین اور اوسکا
وقت کونسا ہے اور اوسکے نکرنے مین مواخذہ ہوگا یا نہوگا سو یہ امور دوسرے ہین ان سب کا
فیصلہ ایک ہی بات مین کہدیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچہ فرماوین اوسکو قبول کرلو کما
قال تعالی ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا اس سے ظاہر ہے کہ ہرچند قرآن شریف
مین سب کچہ ہے اور بسبب آیہ شریفہ الیوم اکملت لکم دینکم دین کی تکمیل بہی ہوچکی مگر بغیر قبول
احادیث کے کسیکا دین کامل نہین ہوسکتا۔ غرضکہ فہم مضامین ہر کسیکا کام نہین۔ در منثور مین ہے
واخرج احمد و عبد ابن حمید والبخاری و مسلم وابن المنذر وابن مردویہ عن علقمہ قال قال عبد اللہ ابن مسعودؓ
لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات لخلق اللہ فبلغ ذلک امراۃ

من بنی اسد یقال لہا ام یعقوب فجاءت الیہ فقالت انہ بلغنی انک لعنت کیت وکیت فقال وما لی لا العن من لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو فی کتاب اللہ فقالت قرأت ما بین اللوحتین فما وجدت فیہ شیئا من ہذا قال لئن کنت قرأتیہ لقد وجدتیہ اما قرأت وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا قالت بلی قال فانہ نہی عنہ یعنے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی لعنت ہے اون عورتون پر جو تِل لگاتی ہین اور لگواتی ہین اور چہرہ کے بال چنواتی ہین اور دانتون کو ریت کے حسن کی غرض سے تخلیق الٰہی مین تغیر کر دیتی ہین یہ سنکر قبیلہ بنی اسد سے ایک عورت آئی جسکو ام یعقوب کہتے تھے اور کہا کہ مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ آپ فلان فلان قسم کی عورتون پر لعنت کرتے ہین فرمایا جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور خود قرآن مین موجود ہو تو مجھے لعنت کرنے مین کیا تامل کہا مین نے پورا قرآن پڑہا اوس مین تو یہ بات کہین نہین فرمایا اگر تو نے قرآن پڑہا ہوتا تو اوسکو ضرور پاتی پھر فرمایا کیا یہ آیت نہین ہے ما آتاکم الرسول فخذوہ الآیہ یعنے رسول جو حکم تمہین دین اوسکو قبول کرو اور بجا لاؤ اور جس بات سے منع کرین اوس سے باز رہو اوسنے کہا ہان یہ تو ہے فرمایا حضرت نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے دیکھئے قرآن مین ان عورتون پر لعنت ہونیکا کہین ذکر نہین مگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استنباط کرکے صاف کہدیا کہ وہ قرآن مین مذکور ہے

اہل علم جانتے ہین کہ اگر تمام صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے اجتہاد لکھے جائین تو ایک مستقل کتاب ہو جائیگی یہ سلسلہ امام بخاری رح تک بھی جاری رہا چنانچہ انہون نے بھی بہت سے مسائل مین اجتہاد کئے جو بخاری شریف مین مذکور ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ آدمی کے بال جس پانی سے دہوئے جائین وہ پانی پاک ہے اگرچہ صراحۃً یہ بات نہین لکہی مگر ایک باب مدون کیا جسکا عنوان یہ ہے باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان اور اوس مین اس حدیث کو نقل کیا عن ابن سیرین قال قلت لعبیدۃ عندنا من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصبناہ من قبل انس او من قبل اہل انس فقال لان تکون عندی شعرۃ منہ احب الی من الدنیا وما فیہا یعنے ابن سیرین رح کہتے ہین کہ مین نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے یہان چند موے مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین جو انس رض کے یہان سے ملے ہین۔ انہون نے کہا کہ اگر اون مین سے ایک موے مبارک بھی میرے پاس ہوتا تو وہ دنیا اور اوس مین جتنی چیزین ہین سب سے زیادہ تر محبوب ہوتا قسطلانی رح نے

اسکی شرح مین لکہا ہے کہ ترجمۃ الباب سے اس حدیث کو یہ مناسبت ہے کہ انس رض نے موے مبارک کی حفاظت کی اور عبیدہ رح نے اوسکی آرزو کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مطلقا بال پاک ہین اور جب وہ پاک ہین تو جس پانی سے وہ دہوے جائین وہ بھی پاک ہوگا مگر اوسپر یہ اعتراض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موے مبارک فی نفسہ مکرم ہین اونپر دوسرے بالونکا قیاس کیونکر صحیح ہوگا اور اوسکا جواب دیا گیا کہ خصوصیت بغیر دلیل کے نہین ثابت ہوسکتی اور اصل عدم خصوصیت ہے مگر اسکا بھی معارضہ کیا گیا جسکا بیان طویل ہے۔ انتہی۔ یہ بحث دوسری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موے مبارک دنیا و مافیہا سے بہتر ہین اونپر ہر کس وناکس کے بالون کا قیاس کرنا اور اوس سے یہ مضمون پیدا کرنا کہ اونکا دہویا ہوا پانی پاک ہے عقلا اور اعتقادا درست ہے یا نہین۔ حالانکہ نیل الاوطار مین قاضی شوکانی رح نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پی لیا مگر حضرت نے سواے اسکے کچہہ نہ فرمایا کہ تمہارے پیٹ مین اب کوئی بیماری نہوگی۔ غرضکہ حضرت کے فضلات وغیرہ کے خصوصیات کچہہ اور ہی تھے اونپر قیاس نہین ہوسکتا۔ مگر اس سے یہ تو ضرور ثابت ہے کہ امام بخاری رح نے بھی اجتہاد کیا۔

غرضکہ اجتہاد کے باب مین جو احادیث و روایات وارد ہین بکثرت ہین۔ ہر چند اجتہاد کا مفہوم ایسا وسیع ہے کہ قیاس مجتہدین بھی اوس مین داخل ہے مگر چونکہ قیاس کے جواز وعدم جواز مین جہگڑے پڑے ہوے ہین چنانچہ بعض اول من قاس ابلیس کے لحاظ سے قیاس کو جائز ہی نہین رکہتے اور بعض اوسمین یہانتک توسیع کردیتے ہین کہ ابلیسانہ قیاسون کی بھی کچہہ پروا نہین کرتے اسلئے اسمین بحث کی ضرورت ہے تاکہ حد افراط و تفریط پیش نظر رہے اور معلوم ہوجاے کہ کس قسم کا قیاس جائز ہے اور کس قسم کا ناجائز سنن دارمی مین روایت ہے عن الحسن انہ تلا ہذہ الایۃ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین قال قاس ابلیس وہو اول من قاس یعنے حسن بصری رح نے یہ آیت پڑہی جسکا مطلب یہ ہے کہ ابلیس نے حق تعالی سے کہا تو نے مجہے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو کیچڑ سے۔ حسن بصری رح نے یہ آیت پڑہ کر کہا کہ ابلیس نے قیاس کیا اور سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہی ابلیس ہے۔ یہان غور و تامل کرکے

اس قیاس کی حقیقت کو پہلے سمجھ لیجیے تاکہ آئندہ تطبیق کے وقت پیروان ابلیس اور پیروان سنت مین فرق کرنا آسان ہو یہ بات ظاہر ہے کہ ابلیس نے جو قیاس کیا اوس سے مقصود اوسکا تہا کہ خدائے تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے سجدہ کا حکم جو اوسکو فرمایا تہا وہ باطل کر دے اور الٹی اپنی فضیلت اون پر ثابت کرے اس غرض سے اوسنے یہ قیاس پیش کیا کہ جسطرح نار خاک سے افضل ہے مین بھی آدم علیہ السلام سے افضل ہون اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ جو بات قرآن و حدیث سے صراحۃً ثابت ہو اوسکے ابطال کی غرض سے قیاس پیش کیا جائے تو وہ پیروی ابلیس ہوگی سلف صالح نے جس قیاس کی مذمت کی ہے وہ یہی قیاس ہے۔ دارمی مین شعبی رح سے روایت ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ شریح رح سے کسینے پوچھا کہ انگلیون کی دیت کیا ہے انہون نے کہا دس دس درہم اوس نے کہا کیا خنصر اور ابہام برابر ہین شریح رح نے کہا کہ کان اور ہاتھ کی دیت بھی برابر ہے حالانکہ کان سر کے بالون سے اور عمامہ سے ڈہانپ سکتے ہین پہر کہا کہ تمہارے قیاس پر سنت سابق ہے اوسی کی اتباع کرو اور بدعت سے بچو اور جب تک تم سنت کی اتباع کرتے رہوگے گمراہ نہوگے پہر شعبی رح نے کہا کہ اگر احنف جو عقل و تدبیر مین ضرب المثل ہے مارا جائے تو اوسکی دیت اور اوس لڑکے کی دیت برابر ہوگی جو ہنوز گہوارہ مین پڑا ہوا ہے" دیکھیے سائل کا مقصود تہا کہ بسبب عقل خنصر اور ابہام کی دیت برابر نہین ہوسکتی اسلئے کہ ان دونون کی قوت اور مصالح و فوائد مین فرق بین ہے یہی قیاس ابلیسانہ ہے اسلئے کہ اوس سے حکم شرعی کا ابطال یا اوسپر اعتراض مقصود ہے۔ اس قسم کے قیاس کا مقتضی یہی ہے کہ حلال چیزین حرام ہوجائین اور حرام حلال جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے عن الشعبی قال واللہ لئن اخذتم بالمقایس لتحرمن الحلال ولتحلن الحرام رواہ الدارمی یعنے اگر تم قیاس کرنے لگوگے تو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دوگے۔ اسلئے کہ جب احکام شرعیہ کے مقابلہ مین اپنی عقل سے کام لیا جائے تو وہی دین بن جائیگا جو تراشیدہ عقل ہے اور خدا کا مقرر کیا ہوا دین باقی نہ رہیگا پہر اس تراشیدہ دین سے دین اسلام کو تعلق ہی کیا اور جب اوس دین کو اسلام سے تعلق نہو تو اوس دین کو تراشنے والے اور عمل کرنے والے کو کیا تعلق۔ غرضکہ جو کوئی ابلیسانہ قیاس کر کے حرام کو

حلال اور حلال کو حرام بنادے اوسکو مسلمان نہین کہہ سکتے چہ جائے کہ سید الفقہا وغیرہ القاب جو محدثین نے امام اعظم رح کی نسبت استعمال کئے ہین اب اون سنئے بجائے اسکے کہ امام صاحب کے قیاسات سے حرام حلال اور حلال حرام ہونے کا خیال کیا جائے اکابر محدثین کی تصریح سے ثابت ہے کہ اگر اونکے اقوال کو کوئی نہ دیکھے تو حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیگا اور اونھی قیاسات اور تفقہ پر وہ حضرات اعتراف کر رہے ہین کہ ہم عطار اور آپ طبیب ہو اور امیر المومنین فی الحدیث کہہ رہے ہین کہ جب تک ابوحنیفہ سے مجھے ملاقات نہوی حلال وحرام کے اصول مجھے معلوم نہوے اور اسکے سوا جو جو تعریفین اونکے علم وتفقہ وغیرہ کی محدثین نے کی ہین وہ تو بے حساب ہین۔ اگر فی الواقع اونکے قیاس مخالف حدیث ہوتے تو جتنے محدثین نے آپ کی توثیق اور مدح کی ہے وہ معاذ اللہ ایک کافر یا فاسق کی توثیق اور مدح سمجھی جاتی اور اس تقدیر پر بحسب اصول فن حدیث اون اکابر دین کی جرح وتعدیل بے اعتبار محض ثابت ہوتی اور اس بے اعتباری کا اثر جرح وتعدیل ہی تک محدود نہوتا بلکہ اونکی کل احادیث مرویہ بھی بے اعتبار ہو جاتے اور اسکے ساتھہ ہی یہ ضرورت واقع ہوگی کہ بخاری شریف سے وہ حدیثین خارج کرکے ایک نئی بخاری بنائی جائے۔ اور چونکہ یہ بات ثابت ہے کہ جن حضرات پر احادیث صحیحہ کی اسناد و نکا مدار ہے وہ سب امام صاحب کے مداح ہین اسوجہ سے تعجب نہین کہ پوری بخاری شریف ہاتھہ سے جاتی رہے۔ غرضکہ امام صاحب کے قیاسون اور رایے مین کلام کرنے کا یہ اثر ہوگا کہ بخاری بلکہ کل صحاح بے اعتبار ہو جائینگے اسلئے اہل حدیث کو طوعاً وکرہاً یہہ ماننا پڑیگا کہ امام صاحب کے قیاس اور رایے ہرگز مخالف شرع شریف نہین۔ روایت ہے کہ کسینے امام صاحب کے قیاس پر اعتراض کرکے اول من قاس ابلیس کہا تہا آپ نے جواب دیا کہ ابلیس نے اپنے قیاس سے خدا کے کلام کو رد کیا تہا جس سے کافر ہوا اور ہم قیاس کو کتاب وسنت اور اقوال صحابہ کی طرف پہیرتے ہین جس سے اتباع مقصود ہے" اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب اوس قسم کے قیاس کو کفر سمجہتے تھے۔

پہلے یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ قیاس کا طریقہ خود قرآن شریف سے مستنبط ہوتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم بآخذیہ الا ان تغمضوا فیہ اس مین ارشاد ہے کہ اپنے پاکیزہ مال کو خرچ کرو کیونکہ

جسطرح تم بری چیز کے لینے کو ناپسند کرتے ہو دوسرا بھی اوسکے لینے کو ناپسند کریگا دیکھیے اسمین مال خبیث کے دینے کا قیاس اوسکے لینے پر کیا گیا۔

اور اس حدیث شریف سے بھی یہی ظاہر ہے عن ابن عباس رض ان امراۃ من جھینۃ جاءت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ان امی نذرت ان تحج فلم تحج حتی ماتت افاحج عنہا قال نعم حجی عنہا ارأیت لو کان علی امک دین اکنت قاضیۃ اقضوا اللہ فاللہ احق بالوفاء رواہ البخاری۔ یعنی ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری مان نے حج کی نذر کی تھی اور بغیر ایفا کے نذر کی مرگئی کیا مین اوسکی طرف سے حج کرون فرمایا ہان اگر تیری مان پر کسیکا قرض ہوتا تو کیا تو اوسکو ادا نکرتی۔ پھر فرمایا کہ خدا تعالے کے حق کو ادا کرو وہ زیادہ تر اسکا مستحق ہے کہ اوس کے حقوق ادا کیے جائین

دیکھیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر کا قیاس قرضہ پر فرما کر مجتہدون کو اجتہاد کا طریقہ بتلا دیا ورنہ نظیر پیش کرنے اور قیاس کرنے کی کوئی ضرورت نتھی نعم حجی عنہا فرما دینا کافی تھا اسیطرح آنحضرت کا قیاس فرمانا اس روایت سے ثابت ہے عن ابی ہریرۃ ان اعرابیا اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان امراتی ولدت غلاما اسود وانی انکرتہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل لک من ابل قال نعم قال فما الوانہا قال حمر قال ھل فیہا من اورق قال ان فیہا لورقا فقال فانی تری ذلک قال عرق نزعہا قال فلعل عرق نزعہ ولم یرخص لہ فی الانتفاء منہ متفق علیہ المشکوۃ یعنی ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری عورت نے سیاہ رنگ کا لڑکا جنا ہے اسلیے مین نے اوسکا انکار کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کیا تمہارے یہان اونٹ ہین کہا ہین فرمایا اونکے رنگ کیسے ہین کہا سرخ فرمایا کیا اون مینا کوئی خاکی بھی ہے کہا ہین فرمایا سرخ رنگ والون مین خاکی کہان سے آگیا کہا شاید اصل مین کوئی اس رنگ والا بھی ہوگا فرمایا تمہارے لڑکے مین بھی یہی بات ہوگی غرضکہ یہ قیاس پیش کرکے نفی نسب کی رخصت ندی" دیکھیے یہان بھی وہی قیاس ہے کہ اونٹ کے رنگ پر آدمی کے رنگ کو قیاس فرمایا۔ اور یہ روایت بھی اسکی موید ہے۔ عن انس رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن الصائم یقبل قال ما ابالی بریحانۃ شممتہا کذا فی کنز العمال۔ یعنے کسی نے حضرت سے پوچھا کہ اگر روزہ دار بوسہ لے تو اوسکا کیا حکم ہے فرمایا کچھ مضائقہ نہین وہ ایسا ہے جیسے ریحان کا سونگھنا۔ اور کشف بزدوی مین یہ روایت نقل کیا ہے قولہ علیہ السلام لام سلمۃ رضی اللہ عنہا

وقد سئلت عن قبلة الصائم قال ہلا اخبرتیہ انی اقبل وانا صائم یعنے ام سلمہ رض سے کسی نے پوچھا کہ صائم
کے بوسہ لینے کا حکم کیا ہے انہون نے حضرت سے ذکر کیا ارشاد ہوا کہ تم نے سائل سے کیون نہین
کہدیا کہ مین روزہ کی حالت مین بوسہ لیا کرتا ہون" مقصود اس سے قیاس کی تعلیم تھی کہ حضرت
کے فعل پر اورون کے فعل کو قیاس کرکے کیون نہین جواب دیا۔ اور اسکی تائید اون حدیثون سے
بھی ہوتی ہے جن مین احکام کے ساتھ علتین بھی بیان کی گئین مثلاً فرمایا کہ بلی کا جھوٹا نجس نہین
اسلئے کہ وہ گھرمین پھرتی رہتی ہین۔ مقصود یہ کہ اوس سے پانی کا بچانا مشکل ہے۔ اس علت کے
بیان فرمانے سے مقصود حضرت کا ظاہر ہے کہ جن جانورون مین یہ علت پائی جائے اونکا
بھی جھوٹا نجس نہوگا۔ ورنہ اوس علت کا بیان کرنا بے فائدہ ہوتا۔ انہی امور پر غور کرکے صحابہ
رضی اللہ عنہم نے قیاس کا طریقہ سیکھ لیا اور اون مین جو اہل رائے تھے وہ برابر قیاس سے استنباط
مسائل کیا کرتے تھے اگر اوسکی کل نظائر لکھی جائین تو کتاب ضخیم ہو جائیگی اسلئے چند نظائر بطور
مشتے نمونہ از خروارے یہان لکھی جاتی ہین عن عروۃ ان عائشۃ رضی اللہ عنہا اخبرتہ انہ جاء
افلح اخو ابی القعیس یستاذن علیہا بعد ما نزل الحجاب وکان ابو القعیس ابا عائشۃ رض من الرضاعۃ قالت
عائشۃ فقلت واللہ لا آذن لافلح حتی استاذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان ابا القعیس لیس ہو ارضعنی
ولکن ارضعتنی امراتہ قالت عائشۃ فلما دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت یا رسول اللہ ان افلح اخا ابی القعیس
جاءنی یستاذن علی فکرہت ان اذن لہ حتی استاذنک قال قالت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ائذنی لہ
قال عروۃ فبذلک کانت عائشۃ رض تقول حرموا من الرضاعۃ ما تحرمون من النسب رواہ مسلم حاصل اسکا
یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رض کو صرف رضاعی چچا کے روبرو ہونے کی اجازت دی تھی
اوسپر انہون نے قیاس کرکے کہا کہ جو نسبی ناتے حرام ہین وہ ناتے رضاعی بھی حرام ہین۔
عن ابی ہریرۃ رض قال لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستخلف ابو بکر رض بعدہ وکفر من کفر من العرب
قال عمر ابن الخطاب رض لابی بکر رض کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت
ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قال لا الہ الا اللہ فقد عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ
علی اللہ تعالی فقال ابو بکر لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ فان الزکوۃ حق المال واللہ لو منعونی عقالا کانو
یؤدونہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتہم علی منعہ فقال عمر ابن الخطاب فواللہ ما ہو الا ان رایت اللہ

قد شرح صدر ابی بکر للقتال فعرفت انہ الحق رواہ البخاری و مسلم ماحصل اسکا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ایک انقلاب عظیم برپا ہوا کہ بعضے عرب تو بالکل کافر ہی ہوگئے اور بعضے مرتد تو نہوے مگر زکواۃ دینے سے انکار کرگئے ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدون سے جہاد کرکے چاہا کہ اون لوگون سے بھی جہاد کرین جو زکواۃ دینے سے انکار کرتے ہین عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اون لوگون سے کیونکر جہاد کروگے وہ تو لا الہ الا اللہ کے قائل ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کا قائل ہوگیا اوسنے اپنی جان و مال کو مجھسے بچا لیا اور اندرونی معاملہ اور حسابیہ اوسکا خدا کے ساتھ ہے ۔ ابوبکر رض نے کہا مین اون لوگون سے ضرور جہاد کرونگا جو نماز اور زکواۃ مین فرق کرتے ہین کیونکہ زکواۃ حق مال ہے قسم ہے خدا کی اگر رسی کا ایک ٹکڑا جو حضرت کے زمانہ مین ادا کرتے تھے مجھے ندین تو مین اونسے ضرور جنگ کرونگا عمر رض یہ سنکر قائل ہوگئے اور کہا کہ اونکو اس باب مین شرح صدر ہوا اور مین سمجھ گیا کہ وہی بات حق ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہی ۔"

اب دیکھئے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو وہ حدیث یاد تھی کہ من قال لا الہ الا اللہ عصم منی مالہ و نفسہ اور صدیق اکبر رض بھی اوسکو جانتے تھے مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اجتہاد نے یہ فتوے دیا کہ گو وہ لوگ کلمہ گو ہین مگر مستوجب قتل ہین اسلئے کہ وہ نماز اور زکواۃ مین فرق کرتے ہین حالانکہ دونون خدا تعالٰی کے حکم مین اور یہ بات مسلم ہے کہ کسی قبیلہ کے لوگ نماز چھوڑ دین تو اونسے جہاد کیا جاتا ہے پھر پھر کیا وجہ کہ زکوۃ نہ دینے والون سے جہاد نہ کیا جائے ۔ غرضکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زکوۃ کا قیاس نماز پر کرکے عمر رض کو ساکت کر دیا اسلئے کہ عمر رض جانتے تھے کہ مجتہد کا قیاس شریعت مین قابل وقعت اور واجب التسلیم ہے اسلئے عین مناظرہ مین انہون نے اوسکو مان لیا اور یہ نہ کہہ سکے کہ حضرت مین ایک صحیح نص قطعی پیش کر رہا ہون جسکا علم آپکو بھی ہے اور اوس سے ثابت ہے کہ کوئی کلمہ گو زکوۃ نہ دینے کے جرم مین قتل نہ کیا جائے اور آپ ایسے نص کے مقابلہ مین اپنا قیاس پیش کرتے ہو جو اول من قاس ابلیس سے ناجائز ثابت ہوتا ہے ۔

اب اس قیاس کے برزور اثر اور قوی طاقت کو دیکھئے کہ مسلمانون کی ایک جماعت کا خون اور ہدر کر دیا اور کسی صحابی نے چون و چرا نہ کیا جس سے صحابہ کا اجماع اس بات پر ثابت ہوگیا کہ دین مین

قیاس مجتہد بھی گویا ایک مستقل حجت ہے۔ اگر قیاس مجتہد صحابہ کی والسنت مین قابل اعتبار نہوتا تو اوس عروج اسلام کے زمانہ مین جب مین حمیت اسلامی کا جوش ہر ایک مسلمان کے رگ و پے مین بھرا ہوا اور نمایان تہا ممکن نہین کہ حدیث کے مقابلہ مین قیاس کی ترجیح کو وہ گوارا کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد صریح کے مقابلہ مین ابوبکر رض کی قیاسی بات چل جاتی۔ کیونکہ وہ زمانہ وہ تہا کہ خلاف شرع کسیکی کوئی بات نہین چل سکتی تہی تہذیب التہذیب مین امام بخاری رح کی تاریخ سے نقل کیا ہے کہ ایک روز عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اور آپکے اطراف مہاجرین و انصار کا مجمع تہا آپنے اون حضرات سے خطاب کرکے کہا کہ اگر کسی کام مین تن آسانی کرون تو آپ لوگ کیا کروگے بشر ابن سعد نے کہا کہ اگر آپ ایسا کروگے تو ہم آپکو ایسے سیدہے کر دینگے جیسے کوئی تیر کو سیدہا کرتا ہے عمر رض نے کہا انتم اذاً انتم یعنے تم اوسوقت تم ہوگے یعنے ایسا ہی کروگے تو صحابہ سمجھے جاوُگے۔ اس موقع مین اہل سنت وجماعت مین تو کسی کی مجال نہین کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قیاس کرنے پر اعتراض کر سکے یا صحابہ کے اجماع کو نہ مانے یا اوس حدیث کی صحت مین کلام کرے۔

اہل حدیث فقہ کی توہین مین اول من قاس ابلیس نہایت جرأت سے کہا کرتے ہین سو بفضلہ تعالے یقینی طور پر ثابت ہوگیا کہ مجتہدون کے قیاس پر اسکا اطلاق غلط محض ہے وہان یہ کہنا صادق ہے اول من قاس النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتبعہ الصدیق وغیرہ من الصحابۃ رضی اللہ عنہم

نیل الاوطار مین قاضی شوکانی رح نے جو اس مقام مین لکھا ہے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے جسکا مطلب اسکے قریب ہے جو بیان کیا گیا وہو ہذا وقد احتج فی ہذہ القضیۃ الاحتجاج من عمر رض بالعموم ومن ابی بکر بالقیاس ودل ذلک علی ان العموم یخص بالقیاس وان جمیع ما تضمنہ الخطاب الوارد فی الحکم الواحد من شرط واستثناء مراعی فیہ ومعتبر صحتہ فلما استقر عند عمر صحۃ راے ابی بکر وبان لہ صوابہ تابعہ علی قتال القوم وہو معنی قولہ فعرفت انہ الحق یشیر الی انشراح صدرہ بالحجۃ التی ادلی بہا والبرہان الذی اقامہ نصا ودلالۃ۔

قاضی شوکانی رح نے جو لکھا ہے کہ ابوبکر رض کی صحت راے عمر رض پر ظاہر ہوگئی اس سے ظاہر ہے کہ باوجودیکہ عمر رض کی شان مین کان رایہ موافقا للوحی والکتاب وارد ہے مگر صدیق اکبر رض کی راے اونسے بھی بڑی ہوئی تھی۔

امام صاحب جو اصحاب الراے کے سرگروہ مانے جاتے ہین اوسکی وجہ بھی تفاضل راے ہے

یعنے اکابر محدثین نے دیکہا کہ صاحب الرائے تو یہی ہین مگر اس قابل کہ اصحاب الرائے کہے جائین - ابو حنیفہ اور اونکے اتباع ہین اسوجہسے وہ اونکا لقب ہی ٹہیرا دیا مگر اہل حسد نے بجائے مدح اوسمین مذموم معنی پیدا کئے جیسے اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو راعنا کہکر اوس سے مذموم معنی مراد لیتے تھے -

عن عبد اللہ رض قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر فاتاہم عمر رضی اللہ عنہ فقال یا معشر الانصار الستم تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد امر ابا بکر رضی اللہ عنہ ان یؤم الناس فایکم تطیب نفسہ ان یتقدم ابا بکر رضی اللہ عنہ فقالت الانصار نعوذ باللہ ان نتقدم ابا بکر رضی اللہ عنہ رواہ الامام احمد رح فی المسند یعنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے ساتھ ہی انصار نے مہاجرین سے کہا کہ اب ایک امیر ہم مین سے ہوگا اور ایک تم مین سے یہنکر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ لوگ نہین جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ لوگون کی امامت کرین اب کہئے کہ آپ حضرات مین کسکا نفس گوارا کرتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے بڑہے - انصار نے کہا نعوذ باللہ ہم ہرگز ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے نہین بڑہ سکتے ۔

دیکہئے عمر رضی اللہ عنہ نے اس نازک موقع مین قیاس ہی سے کام لیا کہ جس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ امامت مین مقدم کئے گئے تھے امارت وخلافت مین بھی مقدم کئے جائین اور انصار اس قیاس کو رد نکر سکے اور کسیکو یہ کہنے کی مجال نہوی کہ حضرت ہمین اونکی خدمت پیش امامی مین کلام نہین ہے نماز مین ہم اونکی اقتدا کیا کرینگے مگر ہمارا کلام امارت وخلافت مین ہے جس سے تمام اہل اسلام کے جان ومال وحقوق اور حکمرانی اور اشاعت اسلام وغیرہ امور متعلق ہین - اب قیاس کی وقعت وبرکت کو دیکہئے کہ کیسے عظیم الشان معاملہ کو جس مین لاکہون جانین تلف ہوا کرتی ہین کس آسانی سے طے کر دیا وجہ اوسکی کیا تہی انصار رضی اللہ عنہم کا تدین اور احقاق حق کی خواہش جب انہون نے اوس قیاس مین غور کیا اور آثار حقانیت اوس سے نمایان ہوئے از راہ تدین فوراً اوسکو قبول کر لیا گو اوس مین اونکا سراسر نقصان تہا غور کیجئے کہ اسلام مین پہلا مہتم بالشان واقعہ جو پیش آیا وہ امر خلافت تہا اور وہ بمقابلہ مہاجرین وانصار صرف قیاس سے طے ہوا یہ واقعہ تمام صحابہ کی

گویا بیان پیش کر رہا ہے کہ کل صحابہ قیاس کو فقط مانتے ہی نتھے بلکہ بڑے بڑے مہتم بالشان مسائل کا فیصلہ اوسی پر محول کرتے تھے اور اہل رائے کے اتباع اور امتثال کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اب اس سے بڑھکر قیاس کے مشروع ہونے پر کونسا اجماع ہو سکتا ہے۔

عن ابن عباس رضہ قال قلت لعثمان ما حملکم علی ان عمدتم الی سورة الانفال وہی من المثانی والی سورة براءة وہی من المئین فقرنتم بینہما ولم تکتبوا بینہما سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم فوضعتموہا فی السبع الطوال فما حملکم علی ذلک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما یاتی علیہ الزمان وہو ینزل علیہ من السور ذوات العدد فکان اذا نزل علیہ الشیء دعا بعض من یکتب لہ فیقول ضعوا ہذہ فی سورة التی یذکر فیہا کذا وإذا نزلت علیہ الایات قال ضعوا ہذہ الایات فی السور التی یذکر فیہا کذا وکذا واذا نزلت علیہ الایة قال ضعوا ہذہ الایة فی السورة التی یذکر فیہا کذا وکذا وکانت سورة الانفال من اوائل ما نزل بالمدینة وکانت سورة براءة من اواخر ما نزل من القرآن قال فکانت قصتہا شبیہا بقصتہا فظننا انہا منہا فقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یبین لنا انہا منہا فمن اجل ذلک قرنت بینہما ولم اکتب بینہما سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم ووضعتہا فی السبع الطوال رواہ الامام احمد رح فی المسند۔ یعنے ابن عباس رح نے عثمان رضہ سے پوچھا کہ آپنے سورہ انفال کو جو چھوٹی سورت ہے سورۂ برات کے ساتھہ کیون ملا دیا کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر متعدد سورے اترتے تھے اور جب آیتین اترتین تو فرماتے کہ جس صورت مین فلان قسم کا ذکر ہے اوس مین ان آیات کو لکھدو اور سورہ انفال مدینہ مین اوائل مین اترا تھا اور سورہ توبہ قرآن کے آخر مین اترا اور حضرت نے اونکے بارہ مین کچھ نہین فرمایا اور مضمون دونون کے باہم مشابہ تھے اسلیئے اوسی قیاس پر ہمنے دونون کو ملا دیا جو حضرت بلحاظ مضمون آیتون کو سورتون مین داخل فرماتے تھے اور دونون کے درمیان مین بسم اللہ نہین لکھی۔ دیکھیئے عثمان رضی اللہ عنہ نے ترتیب قرآن مین بھی قیاس کو دخل دیا۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال لما توفی ابو طالب اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ان عمک الشیخ قد مات قال اذہب فوارہ ثم لا تحدث شیئا حتی تاتینی قال فواریتہ ثم اتیتہ قال اذہب فاغتسل ثم لا تحدث شیئا حتی تاتینی قال فاغتسلت ثم اتیتہ قال فدعا لی بدعوات ما یسرنی ان لی بہا حمر النعم وسودہا قال وکان علی رضی اللہ عنہ اذا غسل المیت اغتسل رواہ الامام احمد رح فی مسندہ۔ یعنے علی کرم اللہ وجہہ

فرماتے ہین کہ جب میرے والد ابوطالب کی وفات ہوی تو مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپکے بوڑہے چچا مرگئے۔ فرمایا جاؤ اور اونکو خاک مین چھپاؤ مگر بغیر اسکے کہ کوئی دوسرا کام کرو میرے پاس چلے آؤ چنانچہ مین نے ایسا ہی کیا پھر فرمایا کہ جاؤ اور غسل کرکے فوراً میرے پاس آؤ اور کوئی دوسرا کام نہ کرو جب مین غسل کرکے حاضر ہوا تو حضرت نے میرے لئے ایسی دعائین کین کہ اگر سرخ وسیاہ اونٹ اونکے معاوضہ مین مجہے مل جاتے تو ویسی خوشی مجہے نہوتی۔ راوی کہتے ہین کہ علی کرم اللہ وجہہ کی عادت تہی کہ جب کسی میت کو غسل دیتے تو آپ بہی اوسکے بعد غسل کرلیتے۔ دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا تہا نہ اور کسی سے کہ غسل میت بہی موجب غسل ہے مگر علی کرم اللہ وجہہ نے اوس حکم خاص پر قیاس کرکے ہر میت کے غسل کے بعد غسل کرنے کا التزام کرلیا تہا۔

تفسیر درمنثور مین یہ روایت ہے کہ کسی عورت نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یا امہ کہا آپنے فرمایا انا ام رجالکم ولست ام نساءکم یعنے مین مردون کی مان ہون عورتون کی مان نہین ہون یہ اسوجہ سے فرمایا کہ قرآن شریف مین النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم وارد ہے اور امہاتہم کی ضمیر مردون کی طرف پہرتی ہے مگر ام سلمہ رض نے فرمایا کہ مین مردون اور عورتون دونون کی مان ہون کما قال واخرج ابن سعد عن ام سلمہ رض قالت انا ام الرجال منکم والنساء حاصل یہ کہ آپنے مردون پر عورتون کو قیاس کیا اور فرمایا کہ جیسے مرد ویسی عورتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین دونون شریک ہین اسوجہ سے عورتون کی بہی مان ہونا ثابت ہے۔

عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ابتاع طعاما فلا یبیعہ حتی یقبضہ قال ابن عباس رض واحسب کل شیء بمنزلۃ الطعام رواہ مسلم یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص غلہ خرید کرے تو جب تک قبضہ نہ کرلے اوسکو دوسرے کے ہاتہ نہ بیچے ابن عباس رض کہتے ہین مین خیال کرتا ہون کہ ہر چیز بمنزلہ غلہ ہے جب تک قبضہ نکرے نہ بیچے۔ دیکھئے کہ غلہ پر سب چیزونکا قیاس انہون نے کیا۔

عن ابی ہریرۃ رض انہ قال لمروان احللت بیع الربا فقال ما فعلت فقال ابو ہریرۃ احللت بیع الصکاک

ونہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع الطعام حتی یستوفی فخطب مروان الناس فنہی عن بیعہا قال

سلیمان فنظرت الی حرس یاخذونہا من ایدی الناس رواہ مسلم یعنے ابوہریرہ رض نے مروان سے کہا تمنے
بیع ربوا کو حلال کردیا انہون نے کہا یہ تو مین نے نہین کیا فرمایا جو چک خزانہ سرکاری سے نکلتے
ہین اونکی بیع تم نے حلال کردی حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ کو قبل قبضہ بیچنے سے
منع فرمایا ہے ۔ یہ سنکر مروان نے خطبہ پڑہا اور چکون کو بیچنے سے منع کردیا سلیمان رح کہتے ہین کہ
مین نے دیکہا ہے کہ سپاہی لوگون کے ہاتہون سے چک لے لیتے تھے۔

دیکہیے ابوہریرہ رض نے غلہ کی بیع پر چکون کی بیع کو قیاس کیا اور اوسکی تعمیل بھی ہوگئی کہ لوگون کے
ہاتون سے جن مین صحابہ بھی موجود تھے چکین چھینی جاتی تہین اور کسی نے یہ اعتراض نہ کیا کہ حضرت
یہ تو کاغذ ہین غلہ نہین جسکی بیع حرام ہو۔

عن ابی ہریرہ رض یقول نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجمع الرجل بین المراۃ وعمتہا وبین المراۃ وخالتہا
قال ابن شہاب فنری خالۃ ابیہا وعمۃ ابیہا بتلک المنزلۃ رواہ مسلم یعنے منع فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ خالہ بہانجی اور پہوپہی بہتیجی کو کوئی شخص اپنے نکاح مین رکھے ابن شہاب رح کہتے ہین کہ ہماری
رائے مین باپ کی خالہ اور باپ کی پہوپہی کا بہی یہی حکم ہے ۔ دیکہیے ابن شہاب رح نے بھی اس مسئلہ
مین رائے لگائی اور قیاس کیا۔

ان تصریحات سے ثابت ہے کہ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کو رائے اور قیاس سے استنباط مسائل
کرنے کا انکار نہ تہا اور کیونکر ہو سکے رائے وہ چیز ہے جس سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خوشنودی
ظاہر فرمائی جیسا کہ اس حدیث شریف مین اوسکی تصریح ہے ۔ عن معاذ بن جبل رض ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لما بعثہ الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی
کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ قال اجتہد برائی
ولا آلو قال فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صدرہ وقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لما یرضی بہ رسول اللہ رواہ الترمذی وابوداود والدارمی کذا فی المشکوۃ یعنے جب رسول اللہ صلی اللہ
وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو قاضی بناکر یمن کی طرف روانہ کرنا چاہا تو اونسے پوچھا کہ اگر کوئی مسئلہ پیش آئے
تو تم کیا کروگے کہا کتاب اللہ سے حکم کرونگا فرمایا اگر کتاب اللہ مین تم نہ پاؤ تو کیا کروگے کہا حدیث سے
حکم کرونگا فرمایا اگر حدیث مین بھی نہ پاؤ تو کیا کروگے کہا رائے سے کام لونگا اور کوشش مین کوتاہی

نہ کرونگا یہ سنکر حضرت نے اونکو شاباشی دی اور فرمایا خدا کا شکر ہے کہ رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو ایسی بات کی توفیق دی کہ اوس سے رسول اللہ راضی ہون "

اس سے علاوہ تحسین راے کے ایک بات اور بھی معلوم ہوی کہ بہت سے مسائل ایسے بھی
ہین جنکو ہر شخص قرآن مین نہین پاسکتا۔ اس سے ابو داود ظاہری اور ابن حزم رح کی اس دلیل کا جواب
بھی ہوگیا جو آیہ شریفہ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء وقولہ تعالی ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین
پیش کرکے کہتے ہین کہ جب قرآن شریف مین حق تعالی نے ہر چیز کو بیان کردیا تو اب راے لگانیکی
کوئی ضرورت نہین بلکہ اوسکی اجازت بھی نہین۔

کیونکہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہے کہ آیہ شریفہ کا یہ مطلب نہین کہ ہر مسئلہ کا حکم قرآن سے
بغیر راے اور قیاس کے معلوم ہوسکتا ہے اسوجہ سے قیاس کی ضرورت نہین اگر ایسا ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فان لم تجد فی کتاب لمرنہ فرماتے اور نہ صحابہ مین قیاس شائع وذائع ہوتا حالانکہ احادیث مذکورہ سے جواز قیاس پر اجماع
ثابت ہوا اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے تصریح کی ہے کہ صحابہ عموماً راے اور قیاس سے کام لیا
کرتے تھے جیسا کہ الانصاف مین لکھا ہے فانقضی عصرہ الکریم علی ذلک ثم تفرقوا (ای الصحابہ) فی البلاد
وصار کل واحد مقتدی ناحیۃ من النواحی وکثرت الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فیہا فاجاب کل واحد
حسب ما حفظہ او استنبطہ وان لم یجد فیما حفظہ واستنبط ما یصلح للجواب اجتہد برایہ وعرف العلۃ التی ادار
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہا الحکم فی منصوصاتہ فاقر الحکم حیثما وجدہا لا یالو فی جہد موافقۃ غرضہ علیہ الصلوۃ والسلام
فعند ذلک وقع الاختلاف بینہم علی ضروب " اس سے ظاہر ہے کہ جب ضرورت ہوتی تھی صحابہ اپنی راے
سے قیاس کرلیا کرتے تھے اسیوجہ سے صحابہ کے اقوال مین اختلاف واقع ہے۔ اسکے بعد یہ کہنا
کہ آیہ موصوفہ سے قیاس کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے احادیث اور اجماع صحابہ کو باطل کرتا ہے۔ رہا یہ کہ
آیہ موصوفہ سے ظاہر ہے کہ ہر چیز کا بیان قرآن مین موجود ہے پھر قیاس کی کیا ضرورت تو اسکا جواب
یہ ہے کہ فی الحقیقت قرآن شریف مین سب کچھ ہے مگر سمجھنا اوسکو نکالنا مشکل ہے کیا ممکن ہے کہ
جتنے واقعات پیش ہوے اور ہوتے رہتے ہین ہر شخص قرآن سے اُنکا حکم نکال سکے ہرگز نہین
اس سے ظاہر ہے کہ اہل راے کی ضرورت خود آیہ موصوفہ سے ثابت ہوتی ہے جو اپنی راے اور
قیاس سے ہر مسئلہ قرآن سے نکال سکین اسی وجہ سے حدیث معاذ رضہ مین راے کی تحسین

وارد ہے۔

جس طرح آیہ موصوفہ سے مجتہد کی رائے اور قیاس کی ضرورت ثابت ہوتی ہے اسیطرح اس آیت سے قیاس مجتہد کی اجازت ثابت ہے وہو قولہ تعالے فاعتبروا یا اولی الابصار اس آیہ شریفہ مین اعتبار کرنے کا حکم ہے کشف بزدوی مین لکہا ہے کہ اہل لغت اعتبار کے معنی رد الشی الی نظیرہ لکہے ہین اور محاورہ مین کہا جاتا ہے اعتبرت ہذا الثوب بہذا الثوب ای سویتہ فی التقدیر یعنے جب کسی کپڑے کے برابر دوسرا کپڑا قطع کیا جاتا ہے تو اعتبرت ہذا الثوب بہذا الثوب کہتے ہین۔ چونکہ قیاس فقہی مین بہی رد الشی الی نظیرہ اور تسویۃ الشئے صادق ہے۔ اسلئے کہ مثلاً جو چیز مسکر ہونے مین خمر کی نظیر ہوا وسکو خمر کی طرف پہیر کر اوسکے حکم یعنے حرمت مین برابر کردیتے ہین جیسے کپڑے سے برابری کردیجاتی ہے۔ اسوجہ سے اعتبار کے معنی پورے طور سے قیاس فقہی پر صادق آگئے اس سے معلوم ہوا کہ خطاب فاعتبروا یا اولی الابصار سے اہل بصیرت قیاس فقہی کے مامور ہین۔

یہان یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ پوری آیہ شریفہ یہ ہے وقذف فی قلوبہم الرعب یخربون بیوتہم بایدیہم وایدی المؤمنین فاعتبروا یا اولی الابصار اس مین پہلے یہ ذکر کیا گیا کہ کفار کے دلون مین ایسا رعب ڈالا گیا کہ وہ اپنے گہرون کو خود اپنے ہاتون سے خراب کرنے لگے اور مسلمانون نے بھی خراب کیا اسکے بعد ارشاد ہے فاعتبروا یا اولی الابصار جس سے ظاہر ہے کہ اعتبار حاصل کرنے سے مراد اتعاظ اور نصیحت لینی ہے جسکا مطلب یہ ہوا کہ اونکی حالت کو دیکہکر نصیحت حاصل کرو اسیوجہ سے اعتبار کا اطلاق عموماً نصیحت قبول کرنے پر ہوا کرتا ہے اس صورت مین فاعتبروا کو قیاس سے کوئی تعلق نہوا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اعتبار کا اطلاق حقیقۃً ایسے معنی پر ہوتا ہے جہان انتقال اور مجاوزت الی الغیر ہو اسلئے کہ مادہ ع ب ر کی خاصیت ہے کہ اوس مین انتقال کے معنے ضرور ہوتے ہین مثلاً عبور نہر وغیرہ سے گذر جانے کو کہتے ہین اور معبر پل اور اوس کشتی کو جو نہر کے پار اتار دے اور عبّار اوس اونٹ کو کہتے ہین جو توی السیر ہو اور عابر سبیل راستہ سے گذرنے والے کو اور عبرت اوس اشک کو کہتے ہین جو آنکہون سے نکل پڑے اور خواب کی تعبیر مین بھی یہی ہوتا ہے کہ جو چیز دیکہی جاتی ہے اوس سے دوسری چیز کی طرف عبور کرنا ہوتا ہے مثلاً دودہ خواب مین دیکہا جائے

تو اوسکی تعبیر علم ہوگی۔ چونکہ نصیحت حاصل کرنے مین یہی ہوتا ہے کہ دوسرے کی حالت پر اپنی
حالت قیاس کی جاتی ہے کہ جسطرح اوسنے کیا اگر ہم بھی کرین تو ہمارا بھی وہی حال ہوگا جو اوسکا
ہوا اسلئے انتقال و مجاوزت کے معنی اوس مین بھی صادق آگئے اسوجہ سے کہ گویا اوسکی حالت کو اپنی
حالت پر منطبق کر دیا یہی ہے رد الشی الی نظیرہ جو عبرت کے لغوی معنی ہین اور فقہی قیاس پر بھی
صادق آتے ہین پھر اگر غور کیا جائے تو اعتبار کے معنی موضوع لہ اتعاظ ہو بھی نہین سکتے اسلئے
کہ کہا جاتا ہے اعتبر فلان فاتعظ حالانکہ اعتبار پر اتعاظ مترتب ہو رہا ہے جو جائے تفریع سے ظاہر ہے
اگر دونون کے معنی ایک ہی ہون تو ترتیب الشی علی نفسہ لازم آئیگا جو محال ہے اسلئے یہ کہنا ضرور پڑیگا
کہ اعتبار کا درجہ اتعاظ پر مقدم ہے جسپر رد الشی الی النظیرہ صادق آتا ہے جو حقیقت قیاس ہے
اس صورت مین فاعتبروا کے معنے یہ ہوے کہ کفار کے حال پر اپنے حال کو قیاس کرلو کہ تم بھی
تمرد کروگے تو تمہارا بھی وہی حال ہوگا جو اونکا ہوا البتہ اس اعتبار اور قیاس پر اتعاظی کیفیت مرتب ہوگی
جو انتہا اوس قیاس کا ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو اتعاظ مین بھی مجاوزت اور انتقال کے معنی موجود
ہین اسلئے کہ جو شخص کسی کے حال کو دیکھکر نصیحت حاصل کرتا ہے اوس مین یہی ہوتا ہے کہ دوسرے
کے حال کو معلوم کرکے اپنے حال کو معلوم کرتا ہے کہ میرا بھی وہی حال ہونے والا ہے اگر اسکی سی
کیفیت اپنے مین ہو۔ بہر حال اعتبار کے معنے رد الشی الی نظیرہ ہین جو حقیقت قیاس ہے۔
یہان ایک اور اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کی حالت کو دیکھکر قیاس کرے اور اوسمین
اتعاظی کیفیت کے آثار نمایان نہون تو یہ کہنا صحیح ہوگا کہ اوسنے عبرت حاصل نہین کی جس سے ثابت
ہوتا ہے کہ اعتبار کے معنے قیاس کے نہین ہین۔ اسکا جواب یہ ہے کہ عبرت کے معنے تو یہان بھی
صادق آگئے مگر چونکہ مقصود اعظم عبرت کا یعنے اتعاظی کیفیت فوت ہے اسلئے مجازاً عبرت کی نفی ہوگی
جسطرح آیات مین تدبر نکرنے والے کو اعمی و اصم کہا جاتا ہے اسلئے کہ بصارت و سماعت کا مقصود
اصلی اوسنے فوت کر دیا اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اون مین بصارت و سماعت ہی نہین ہے اسیطرح
اتعاظی کیفیت پیدا نہونے سے لازم نہین آتا کہ اعتبار کا وہان وجود نہین۔
یہان یہ بھی ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ کفار کا حال بیان کرکے حق تعالےٰ نے فاعتبروا فرمایا اگر اوسکے
معنی قیاس کرنے کے لئے جائین تو کلام الٰہی کے یہ معنی ہونگے کہ کفار کے حال کو دیکھکر قیاس کرو

سیندھی مثلاً مسکر ہونے کی وجہ سے [illegible] حرام ہے جسکی رکاکت پوشیدہ نہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ فاعتبروا کا مطلب اسیقدر ہے کہ کفار کی حالت کو دیکھکر قیاس کرلو کہ اونکا سا تم کروگے تو تمہارا بھی وہی حال ہوگا۔ اس سے مطلق قیاس کا ثبوت ہوگیا جسکے افراد و جزئیات مین جسطرح قیاس اتعاظی داخل ہے قیاس شرعی بھی داخل ہے۔ رکاکت تو جب ہو کہ فاعتبروا کے وہ معنے لیے جاتے جو اتعاظ کو شامل نہون اور جب ایسے معنی لئے جائین جو اتعاظ و غیر اتعاظ دونون پر شامل ہون تو کسیطرح رکاکت نہین اسکی مثال یون سمجھی جائے کہ اگر کوئی سوال کرے کہ رمضان کے روزہ مین کھانے پینے سے کفارہ لازم آتا ہے تو اس کے جواب مین اگر یہ کہا جائے کہ جماع سے کفارہ لازم آتا ہے تو البتہ وہ رکیک نکا بخلاف اوس کے اگر یہ کہا جائے کہ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے تو اس مین کوئی رکاکت نہین کیونکہ وہ اکل وشرب کے حکم پر بھی شامل ہے اور اوسکے غیر یعنے جماع کے حکم پر بھی اسیطرح فاعتبروا کے معنے جب مطلق قیاس کے ہوے جسمین قیاس اتعاظی بھی داخل ہے اور اوسکا غیر یعنے قیاس شرعی بھی تو اوسمین کوئی رکاکت کی بات نہین غرضکہ فاعتبروا سے مطلق قیاس یعنے ذات قیاس بلا تعرض صفات ثابت ہے جسکے افراد مین قیاس شرعی بھی داخل ہے گو اس مقام مین مطلق کا تحقق فرد خاص ہی مین کیون نہو مگر قیاس شرعی بھی وہی ذات ہے جسکی اجازت نص قطعی سے ہوگئی اب اوسکا تحقق اس فرد مین ماننا سمجھنے کے لئے دوسری نص قطعی درکار ہے اور جب تک وہ پیش نہو یہی نص اوسکے جواز کیلئے کافی ہے خصوصاً جب خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیاس شرعی کی اجازت دی بلکہ اوسکا طریقہ بتلا دیا اور صحابہ برابر اوسپر عمل کرتے رہے تو اس قسم کے احتمالات اور شبہات سے اوسکا ابطال ممکن نہین۔

دراصل قیاس کی ضرورت اس وجہ سے ہوئی کہ حق تعالی نے قرآن شریف مین صرف اصول دین اور ضروری امور بیان فرمائے مثلاً ارشاد ہوا اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ یعنے مسلمان کو نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کی ضرورت ہے۔ اس مین کوئی تصریح نہین کہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے اور اوسکی ہیئت مجموعی یہ ہے۔ اسیطرح زکوۃ کا نہ نصاب بتلایا گیا نہ مقدار واجب بلکہ اس قسم کے امور سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر محول کردے گئے اور ارشاد ہوگیا ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

یعنے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرین سب کو قبول کرلو اور جس سے منع کرین اوس سے
باز رہو - پھر چونکہ خداے تعالی کا مقصود رسول کے بھیجنے سے یہ تھا کہ اپنے بندون کی پوری
پوری اصلاح ہو جس سے اونکو دنیوی اور اخروی سعادتین حاصل ہون اور دونون جہان مین
نیکنام اور فائز المرام رہین اسلئے دونون سعادتون سے جتنے امور متعلق تھے سب قرآن شریف
مین باجمال بیان فرمادے مثلاً اخلاقی حالتون کی اصلاح جسکو اصلاح تمدن اور سعادت دنیوی
سے زیادہ تر تعلق ہے اور حقوق عبودیت اور اونکی ادا کرنے کے طریقے یعنے عبادت جسکو
سعادت اخروی سے تعلق ہے سب اوس مین مذکور ہین کما قال تعالی ولا رطب ولا یابس الا فی
کتاب مبین اور یہ بات ظاہر ہے کہ دونون سعادتون کا مدار حرکات نفسانی و جسمانی یعنے افعال
قلبی اور افعال جوارح کی اصلاح پر ہے اسلئے کوئی حرکت اور سکون خواہ قلب سے متعلق ہو یا جوارح سے
ایسا نہین ہوسکتا جسکو شریعت سے کوئی تعلق نہو اور قرآن اوسکی اصلاح کا متکفل نہوا ہو مگر چونکہ
قرآن کا نزول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا اسلئے اوسکا پورا پورا مطلب حضرت ہی کو سمجھایا گیا
پھر حضرت نے اوس اجمال کی تفصیل شروع کی اور جیسے جیسے واقعات دنیا اور آخرت سے متعلق
پیش ہوتے گئے اونکے احکام بیان فرماتے گئے - مگر حضرت جانتے تھے کہ جتنے وقائع اپنے
روبرو پیش ہونگے محدود ہونگے اور قیامت تک جو واقعات پیش ہونے والے ہین وہ
غیر محدود ہین حالانکہ اون سب کے احکام معلوم ہونے کی ضرورت ہے جن پر عمل کرنے سے
سعادت دارین حاصل ہو اسلئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے بیان کا ایسا طریقہ اختیار
فرمایا کہ کل جزئیات مسائل کے احکام معلوم ہوجائین یعنے مجتہدون کے قیاس پر محول فرمایا
تاکہ وہ اپنی راے اور قیاس سے کام لیکر اس غرض کو پوری کرین اور اہل راے کی تحسین فرمائی
جیسا کہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہے کہ اونسے استفسار فرمایا کہ اگر کسی واقعہ کا حکم
قرآن و حدیث مین نہو تو تم کیا کروگے اور جب انہون نے مرضی مبارک پاکر عرض کیا کہ اپنی
راے سے اجتہاد کرونگا تو اونکی تحسین کی - اس تقریر سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف
کے بعد حدیث شریف کی ضرورت ہے اور اوسکے بعد قیاس مجتہد کی اور یہی بات اس روایت
سے ظاہر ہے جو تفسیر در منثور مین امام سیوطی رح نے نقل کی ہے اخرج ابن ابی حاتم من طریق

مالک ابن انس عن ربیعۃ قال ان اللہ تبارک وتعالی انزل الیکم الکتاب مفصلا وترک فیہ موضعا للسنۃ
وسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وترک فیہا موضعا للرای — یعنے خداے تعالے نے کتاب
مفصل نازل کی مگر حدیث کی جگہ باقی رکھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث بیان فرمائے
مگر اون مین راے کی جگہ باقی رکھی - یہان یہہ غور کرلیا جاے کہ ہر ایک واقعہ مین ہر حرکت وسکون
انسانی کی اصلاح جب خدا ورسول کے کلام سے متعلق ہے اور واقعات غیر متناہی ہین تو
جب تک قیاس شرعی سے کام نہ لیا جاے کیونکر وہ اصلاح ممکن ہوگی - اگر قیاس شرعی کی پابندی
چہوڑ دیجاے تو بہت سے واقعات مین آدمی اپنے قیاس اور راے سے کام لیگا جسکو
شریعت سے تعلق نہوگا - کیونکہ قیاس کی ضرورت اوسی موقع مین ہوتی ہے جس مین قرآن وحدیث
وارد نہون پہر جب اوس مین اپنی خالص راے سے کام لیا جاے تو شریعت کو اوس مین
کوئی دخل نہوگا اور وہ مقصود حاصل نہوگا کہ خدا ورسول کے کلام سے سب افعال واحوال کی
اصلاح ہو - برخلاف اوسکے شرعی قیاس مین یہ غرض پوری ہوتی ہے اسلیے کہ جس واقعہ مین کوئی
نص وارد نہو تو مجتہد تمام واقعات پر جنکا ذکر قرآن وحدیث مین مع احکام وارد ہے غور کرکے
اوس واقعہ کو پیش نظر کرلیتا ہے جو اوسی قسم کا ہو پہر جب اوس واقعہ منصوصہ مین غور کرتا ہے کہ
جو حکم اوس مین دیا گیا ہے اوسکی علت کیا تھی اور اپنے قیاس سے اوسکو اطمینان ہوجاتا ہے کہ اوس
اصل منصوص مین جو حکم مصرح ہے فلان علت کے ساتہہ وابستہ ہے اور وہی علت اس واقعہ مین
بہی موجود ہوتی ہے تو اوسکو ظن غالب ہوجاتا ہے کہ جو حکم اصل مین تہا وہی فرع مین بہی ہے کیونکہ
علت کے وجود سے معلول کا وجود وابستہ ہوتا ہے

اگر کہا جاے کہ افعال الٰہیہ مین علت کے قایل ہونا اونکو معلل بالاغراض کہنا ہے حالانکہ علمانے
تصریح کی ہے کہ حق تعالی کے افعال معلل باغراض نہین - اسکا جواب یہ ہے کہ معلل بالاغراض
نہونے کا مطلب یہ ہے کہ افعال الہیہ مین کوئی غرض ایسی نہین ہوسکتی جس سے اوسکا کوئی ذاتی
نفع اور استکمال ہو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ افعال الہیہ منافع اور مصالح اور فوائد سے خالی
ہون بلکہ بلحاظ فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ یہ ماننا پڑیگا کہ خداے تعالے کے ہر فعل مین صدہا منافع
ہین جنکا ادراک طاقت بشری سے خارج ہے غرضکہ جو احکام خداے تعالے نے مقرر کیے ہین

ادن مین کوئی نہ کوئی علت ضرور ہوگی جو مصالح عباد سے متعلق ہے اس سے ثابت ہے کہ

ہر حکم معلل ہے چنانچہ اسپر کئی آیات قرآنیہ گواہی دے رہی ہین منجملہ اونکے چند آیات یہ ہین ہر حکم معلل ہے

قولہ تعالی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنے جن وانس کو ہمنے صرف عبادت کے لئے

پیدا کیا وقولہ تعالے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم یعنے جس رسول کو ہمنے بہیجا وہ

اپنی قوم کی زبان مین بات چیت کرتے تاکہ اونسے اپنا ما فی الضمیر بیان کرین وقولہ تعالے وما

انزلنا علیک القرآن الا لتبین لہم الذی اختلفوا فیہ یعنے تم پر ہمنے اسواسطے قرآن اوتارا کہ اونسے

وہ بیان کرو جسمین وہ لوگ اختلاف کرتے ہین وقولہ تعالے واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا

وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشہدوا منافع لہم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات مطلب یہ کہ

حج اس غرض سے مقرر کیا گیا کہ لوگ اپنی منفعتون کی جگہ پہنچین اور چند روز اللہ کا ذکر کرین۔

وعن ابن عباس رضہ قال نزلت ہذہ الآیۃ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم متوار بمکۃ ولا تجہر بصلوتک ولا تخافت

بہا قال وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی باصحابہ رفع صوتہ بالقرآن فلما سمع ذلک المشرکون سبوا القرآن ومن

انزلہ ومن جاء بہ قال فقال اللہ عز وجل لنبیہ ولا تجہر بصلوتک اے بقراتک فیسمع المشرکون فیسبوا القرآن

ولا تخافت بہا عن اصحابک فلا تسمعہم القرآن حتی یاخذوہ عنک وابتغ بین ذلک سبیلا یعنے حق تعالے

نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ حکم نازل فرمایا کہ نماز مین قرآن کو نہ بہت بلند آواز سے پڑہو نہ بہت پست آواز

سے اوسکی علت یہ تھی کہ مشرک قرآن کو سنکر قرآن کو اور اوسکے اوتارنے والے اور لانے والے کو

گالیان دیا کرتے تھے اسلئے حکم ہوا کہ نہ اتنی بلند آواز سے پڑہو کہ مشرک سنین اور نہ اتنی پست آواز سے

کہ صحابہ بھی نہ سنین۔ ان آیات سے ظاہر ہے کہ خداے تعالے کے افعال اور احکام شرعیہ فوائد

اور مقاصد سے خالی نہین اب چند احادیث بھی دیکھ لیجیے جن مین علتون کا احکام کے ساتھ ملحوظ

ہونا ثابت ہے۔ منتقی الاخبار ابن تیمیہ رح نے یہ حدیث نقل کی ہے عن سعد ابن ابی وقاص رضہ قال

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیسئل عن اشتراء التمر بالرطب فقال لمن حولہ اینقص الرطب اذا یبس قالوا نعم

فنہی عن ذلک رواہ الخمسۃ وصححہ الترمذی یعنے کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ رطب

یعنے تر کہجور دیکر سوکھی کہجور خریدنیکا کیا حکم ہے آپنے حضار مجلس سے دریافت فرمایا کہ رطب

سوکھ کر کیا کم ہوجاتی ہے لوگون نے عرض کیا کہ کم ہوجاتی ہے فرمایا یہ بیع درست نہین۔

نیل الاوطار مین قاضی شوکانی رحمہ نے اس حدیث کی شرح مین لکہا ہے کہ اس استفسار سے حضرت کو دریافت
حال مقصود نتہا کیونکہ یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ رطب سوکھ کر کم ہو جاتی ہے بلکہ عدم جواز کی علت بتلانا مقصود تہا
کہ رطب سوکھکر جب تر سے کم ہو جائیگی تو ربوا متحقق ہوگا جو حرام ہے۔ دیکہئے کہ بیان علت حکم مین کسقدر
اہتمام فرمایا کہ حضار مجلس کی زبان سے کہلوادیا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ حکم علت پر متفرع ہوتا ہے۔

عن طاؤس عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابتاع طعاما فلا یبعہ حتی یقبضہ قلت لابن
عباس لما قال الا تراہم یتبایعون بالذہب والطعام مرجا رواہ الامام احمد فی المسند یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ جو شخص غلہ خریدے تو جب تک قبضہ نکرے اوسکو نہ بیچے۔ طاؤس نے ابن عباس رض سے اوسکی علت
پوچھی فرمایا کہ سونے کے معاوضہ مین لوگ غلہ خریدتے ہین اور وہ غائب ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ
احکام کی علت دریافت کی جاتی تھی اور صحابہ مین جو فقہا تھے وہ بیان بھی کیا کرتے تھے عن ابن عباس رض
قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخر رجل عن بعیرہ فوقص فمات وہو محرم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
غسلوہ بماء وسدر واو کفنوہ فی ثوبیہ ولا تخمروا راسہ فان اللہ عز وجل یبعثہ یوم القیمۃ مہلا وقال مرۃ ملبیا رواہ الامام احمد
فی مسندہ یعنے حالت احرام مین ایک شخص کا انتقال ہوا حضرت نے حکم دیا کہ اوسکے سر کو مت ڈھانکو اور اوسکی
علت یہ بیان کی کہ قیامت کے روز وہ احرام کی حالت مین اُٹھیگا

جامع ترمذی مین یہ روایت ہے عن ام عطیۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج الابکار والعواتق وذوات الخدور والحیض
فی العیدین فاما الحیض فیعتزلن المصلی ویشہدن دعوۃ المسلمین قالت احداہن یا رسول اللہ ان لم یکن لہا جلباب قال فلتعرہا
اختہا من جلبابہا۔ قال ابو عیسی وروی عن ابن المبارک انہ قال اکرہ الیوم الخروج للنساء فی العیدین فان ابت المراۃ الا ان
تخرج فلیاذن لہا زوجہا ان تخرج فی اطمارہا ولا تتزین فان ابت ان تخرج کذلک فللزوج ان یمنعہا من الخروج ویروی عن
عائشۃ رض قالت لو رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعہن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل ویروی
سفیان الثوری انہ کرہ الیوم الخروج للنساء الی العیدین ۱۲ یعنے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باکرہ اور قریب البلوغ اور حائضہ
عورتونکو عیدین مین جانیکا حکم فرماتے تھے۔ حائضہ عورتین مصلے سے علحدہ رہتی تہین اور دعاے استسقا وغیرہ کیلیے
بھی وہ نکلتی تہین ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ اگر کسی کے پاس چادر نہو فرمایا اوسکی بہن اوسکو اپنی چادر دے۔ ابن مبارک
کہتے ہین کہ حالت موجودہ کے لحاظ سے مین مکروہ سمجھتا ہون کہ عورتین عیدین مین نکلین اگر عورت اصرار ہی کرے تو شوہر
پرانے لباس کیساتھ نکلنے کی اجازت دے اور اگر وہ چاہے کہ زینت کیساتھ نکلے تو شوہر اوسکو نہ نکلنے دے اور عائشہ رضی اللہ عنہا

سے روایت ہے وہ فرماتی ہین کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کل کی عورتون کی حالت دیکھتے تو اونکو مسجدمین جانیسے
منع فرمادیتے سفیان ثوری کہتے ہین کہ مین عورتونکے عیدین مین نکلنے کو مکروہ سمجھتا ہون" دیکھئے باوجود صحیح حدیث
وارد ہونے کے عائشہ رض ابن مبارک اور سفیان رحمہ اللہ نے اوسکے خلاف مین عورتون کے منع کرنے کو کہا اور وجہ سے کہ اوس
فساد ہے اس سے ظاہر ہے کہ قرون ثلثہ مین احکام معلل بعلت سمجھے جاتے تھے اور اسکے لئے فقہا کی ضرورت سمجھی
جاتی تھی منتقی الاخبار مین یہ روایت ذکر کی کہ ایکبار کسی یہودی کا جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو سے گذرا
آپ اوٹھ کھڑے ہوسے لوگون نے کہا کہ وہ یہودی کا جنازہ ہے فرمایا کیا وہ نفس نہین ہے۔ قاضی شوکانی رحمہ اللہ نے
اسکی شرح نیل الاوطار مین امام حسن علیہ السلام کا قول ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قیام فرمایا تھا اوسکی وجہ یہ تھی
کہ اوس جنازہ کے ساتھ بخور جلا رہے تھے جسکی بو ناگوار خاطر ہوئی اور ایک روایت مین ہے کہ یہودی کا جنازہ سر سے
بلند ہونا خلاف مرضی ہوا جسکی وجہ سے آپ کھڑے ہوگئے۔ اوسکے بعد لکھا ہے کہ حضرت سے جو تعلیل مروی ہے
اوسکا مقتضی یہ ہے کہ جنازہ خواہ مسلمان کا ہو یا کافر کا اوسکے لئے اٹھنا مسنون ہے اور امام حسن رض کی تعلیل کا مقتضی یہ ہے
کہ کافر کے جنازہ کے لئے اٹھنے کی ضرورت نہین یہان مقصود اسیقدر ہے کہ کبھی حدیث مین علت مذکور ہوتی ہے
اور کبھی صحابہ اپنے اجتہاد سے علت نکال لیتے ہین چنانچہ نیل الاوطار کی عبارت یہ ہے اما ثانیا فلان التعلیل بذلک
راجع الی مافہمہ الراوی والتعلیل الماضی صریح من لفظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان الراوی لم یسمع التصریح بالتعلیل
منہ صلی اللہ علیہ وسلم فعلل باجتہادہ ومقتضی التعلیل بقولہ الیست نفسا ان ذلک یستحب لکل جنازہ اس سے ظاہر ہے
کہ حکم علت کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے اور مجتہد علت تلاش کرنے کے مجاز ہین۔
کنز العمال کی کتاب الطہارت مین یہ روایت ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ مجاہد رح کہتے ہین کہ ایک روز مین اور عطا
اور طاوس اور عکرمہ رحمہم اللہ بیٹھے تھے اور ابن عباس رضی اللہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آکر پوچھا کہ جب مین
پیشاب کرتا ہون تو پیشاب کے بعد ماء دافق یعنے منی نکلتی ہے کیا اوس سے غسل واجب ہوتا ہے ہمنے کہا
کیا وہی ماء دافق نکلتا ہے جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے کہا ہان ہمنے کہا جب تو غسل واجب ہے وہ شخص انا للہ پڑہتا ہوا چلا گیا۔ ابن عباس رض نے
جلد نماز سے فارغ ہوکر عکرمہ سے کہا اوس شخص کو بلا لاؤ چنانچہ وہ آیا پھر ہمسے پوچھا کیا تمنے قرآن سے فتوی دیا ہے ہمنے کہا نہین
فرمایا صحابہ کے اقوال سے ہمنے کہا نہین پھر فرمایا کسکے قول سے فتوی دیا ہم نے کہا اپنی رائے سے یہ سنکر
فرمایا لذلک یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد یعنے
اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے

پھر اوس سائل سے پوچھا کہ پیشاب کے بعد جو چیز نکلتی ہے کیا اوسکے نکلنے کے وقت تمہارے دل مین شہوت یعنے عورت کی خواہش ہوتی ہے کہا نہین فرمایا کیا اعضا مین استرخا اور ڈھیلا پن پیدا ہوتا ہے کہا نہین فرمایا اس صورت مین صرف وضو تمہارے لئے کافی ہے انتھی۔ ابن عباس رہ نے جب دیکھا کہ ماء دافق کے لفظ پر او مضمون سے وضو کا لکھا یا اور علت غسل پر غور نہین کیا تو سمجھ گئے کہ اون مین کوئی فقیہ نہین اگر فقیہ ہوتے تو علت غسل کی تشخیص ضرور کرتے پھر جب دیکھا کہ علت غسل یعنے خروج منی کے لوازم نہین پائے جاتے اسلئے فتوی دیا کہ وہ منی ہی نہین اسلئے غسل بھی واجب نہین۔ اس سے ظاہر ہے کہ فقیہ کی جو تعریف و توصیف احادیث مین وارد ہے اوسکو اعلی درجہ کی سمجھ درکار ہے اور مجاہد اور عطا اور طاؤس اور عکرمہ رحمہم اللہ جیسے اکابر محدثین کو ابن عباس رہ نے فقیہ نہین سمجھا اسوجہ سے کہ انہون نے علت کی تشخیص نہین کی۔

کنز العمال مین یہ روایت بھی ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے یعنے اوائل اسلام مین اونکا پاخانہ قلت غذا کی وجہ سے مینگنیان ہوتا تھا اور تمہارا پاخانہ گاڑھا ہوتا ہے اسلئے تم لوگو ضرور ہے کہ ڈھیلون کے بعد پانی سے بھی آبدست کرلیا کرو انتھی۔ بعض روایات مین جو وارد ہے کہ اوائل اسلام مین آبدست نہین کیا جاتا تہا اوسکی علت آپنے بیان کردی اور چونکہ وہ علت آپکے زمانہ مین موجود نتھی اسلئے حکم دیا کہ اب پانی سے آبدست کی ضرورت ہے۔

قرآن شریف مین ہے واقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم یعنے مشرکون کو جہان پاؤ قتل کر ڈالو ظاہر ہے کہ یہ حکم عام ہے اس سے نہ بوڑہے خارج ہوسکتے ہین نہ عورتین مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اونکو قتل کرنے کی علت یہی ہے کہ وہ مسلمانون کو قتل کرتے ہین اور ضرر پہونچاتے ہین اور بوڑھون اور عورتون اور بچون اور درویشون مین وہ علت نہین پائی جاتی اسلئے اونکے قتل کرنے سے منع فرمادیا چنانچہ ابن تیمیہ رح نے منتقی الاخبار مین اس مضمون کی روایتین ذکر کی ہین۔ اوسکی شرح نیل الاوطار مین قاضی شوکانی رح نے لکھا ہے کہ اصحاب صوامع کے باب مین جو حدیث وارد ہے ہر چند اوسکی اسناد مین کلام ہے لیکن صحیح حدیثون سے ثابت ہے کہ مشرکون کے لڑکون اور عورتون کا قتل جائز نہین اور وہی علت اصحاب صوامع مین موجود ہے اس وجہ سے اوسکی تائید ہوگئی۔ اور چونکہ وہی علت اپاہجون اور اندھون مین بھی پائی جاتی ہے اسلئے قیاس سے اونکا بھی قتل جائز نہوا۔ اور چونکہ قتل کی علت مسلمان کی ضرر

رسائی ہے اسلئے اگر عورت بھی مسلمان کو قتل کرنا چاہے تو وہ بھی قتل کیجائیگی حالانکہ عورتونکا قتل صحیح حدیث سے ممنوع ہے نیل الاوطار کی عبارت یہ ہے قوله ولا اصحاب الصوامع فيه دليل على انه لا يجوز قتل من كان متخليا للعبادة من الكفار كالرهبان لاعراضه عن ضرر المسلمين والحديث وان كان فيه المقال المتقدم لكنه معتضد بالقياس على الصبيان والنساء بجامع عدم النفع والضرر هو المناط ولهذا لم ينكر صلى الله عليه وسلم على قاتل المرأة التي ارادت قتله ويقاس على المنصوص عليهم بذلك الجامع من كان مقعدا او اعمى او نحوهما ممن لا يرجى نفعه ولا ضرره على الدوام دیکھئے قاضی شوکانی رح نے کس وضاحت سے بیان کیا ہے کہ علت پر حکم کا مدار ہے کہ جہان علت پائی جائے حکم بھی پایا جائیگا گو اوس ظاہر حدیث سے اوس حکم کا اثبات نہوتا ہو اور جہان علت نہ پائی جائے حکم بھی ثابت نہوگا گو ظاہر حدیث سے اوسکا ثبوت معلوم ہوتا ہو وعن سالم عن ابيه قال بعث النبي صلى الله عليه وسلم خالد بن الوليد الى بني جذيمة فدعاهم الى الاسلام فلم يحسنوا ان يقولوا اسلمنا فجعلوا يقولون صبانا فجعل خالد يقتل منهم ويأسر ودفع الى كل رجل منا اسيره حتى اذا كان يوم امر خالد ان يقتل كل رجل منا اسيره فقلت والله لا اقتل اسيري ولا يقتل رجل من اصحابي اسيره حتى قدمنا على النبي صلى الله عليه وسلم فذكرناه له فرفع النبي صلى الله عليه وسلم يده فقال اللهم اني ابرأ اليك مما صنع خالد مرتين رواه البخاري یعنے ابن عمر رض کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد ابن ولید کو قبیلہ بنی جذیمہ کی طرف بھیجا انہون نے اون لوگون کو اسلام کی طرف بلایا مگر ان لوگون نے صاف طور پر نہین کہا کہ ہم اسلام لائے بلکہ یہ کہنے لگے کہ ہمنے اپنے دین کو چھوڑکر نیا دین قبول کیا خالد رض نے اسکا اعتبار نکرکے اونکو قتل اور گرفتار کرنا شروع کیا چنانچہ ہر ایک شخص کی تحویل مین ایک ایک قیدی دیا اور ایک روز حکم کیا کہ ہر شخص اپنے اپنے قیدی کو قتل کر ڈالے مین نے کہا کہ مین ہرگز اپنے قیدی کو قتل نکرونگا اور نہ میرے رفقا قتل کرینگے جب ہم حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے اور وہ واقعہ بیان کیا تو سنتے ہی آپ ہاتھ اٹھاکر بارگاہ کبریائی مین عرض کرنے لگے کہ الہی خالد نے جو کیا ہے مین اوس سے بری ہون اور اس جملہ کو دوبارہ ادا کیا۔

خالد رض نے لفظ صبانا کو عرف عام کے مطابق خیال کیا کہ وہ صابی بننے کی خبر دے رہے ہین جو اوس زمانہ مین خاص فرقہ تھا جیسا کہ اس آیۂ شریفہ سے ظاہر ہے ان الذين آمنوا والذين هادوا والصابئين والنصارى۔ اور ابن عمر رض نے دیکھا کہ صبانا کے لغوی معنی یہ ہین کہ ہمنے اپنا دین چھوڑکر دوسرے دین کو اختیار کیا اور بقرینہ مقام اجتہاد سے کام لیکر یہ سمجھا کہ اونکا مقصود قبول اسلام ہے اسلئے انکا قتل

ناجائز خیال کیا اور اسی اجتہاد کی طرفداری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خالد رض نے جو اجتہاد کو ترک کیا اوس سے ناراضی ظاہر کی۔ اب اس اجتہاد کی قوت دیکھیے کہ باوجودیکہ ابن قرہ جانتے تھے کہ امیر کی اطاعت واجب ہے۔ مگر اپنے اجتہاد کے مقابلہ مین اوسکو ضرور نہ سمجھا اور اسی مقام مین دوسرا اجتہاد یہ کیا کہ اجتہادی حکم کسی نص کے معارض ہو تو اجتہاد ہی کو ترجیح ہوگی جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ لڑنے والی عورت بھی قتل کی جائے باوجودیکہ عورتون کا قتل نص سے ممنوع ہے پھر ان دونون اجتہادون کو موجودہ صحابہ نے مان بھی لیا۔

کنز العمال مین زاذان رح سے روایت ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہین کہ ہم علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت مین ایکبار حاضر تھے آپنے فرمایا کہ امیر المومنین عمر رض نے مجھسے یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر مرد عورت کو طلاق کا اختیار دے تو اوسکا کیا حکم ہے مین نے کہا اگر وہ اپنے نفس کو اختیار کرے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر زوج کو اختیار کرے تو بھی ایک طلاق ہوگی مگر زوج کو حق رجعت ہوگا عمر رض نے کہا ایسا نہین ہے بلکہ اوس نے اگر زوج کو اختیار کرلیا تو طلاق نہوگی اور اگر اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک ہوگی اور مرد کو حق رجوع ہوگا پھر فرمایا کہ جب تک امیر المومنین زندہ تھے مین نے اونکی متابعت کی اور جب امر خلافت مجھسے متعلق ہوا تو مین اب اپنی رائے کے مطابق حکم دیتا ہون۔ اس لئے کہ مین جانتا ہون کہ فروج کے معاملہ مین مجھسے سوال ہوگا انتہی اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مجتہد کو ضرور ہے کہ اپنی رائے کے مطابق عمل کرے اور دوسرے مجتہد کی تقلید نکرے۔

اب غور کیا جائے کہ قرآن وحدیث سے جب یہ ثابت ہوگیا کہ احکام مین علت ملحوظ ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جہان علت پائی جائے قیاس سے حکم بھی ثابت کیا جاتا ہے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رائے اور قیاس کی تحسین کی بلکہ خود نے قیاس کا طریقہ بتلایا اور صحابہ اور سلف صالح اوسی طریقہ کی اتباع کرکے بحسب ضرورت قیاس کرتے رہے تو اسکے بعد یہ کہنا کہ قیاس جائز نہین ہرگز قابل التفات نہین ہوسکتا۔

مانعین قیاس کی دلیل یہ ہے کہ آیات واحادیث مین علت حکم تو مذکور ہوتی نہین اوسکو رائے سے معین کرنا جس مین خطا اور غلطی کا احتمال ہے اور اوس سے حلت وحرمت جو خالص حق اللہ ہے ثابت کرنا۔ اور صرف احتمالی طور پر ثابت کی ہوئی چیز مین اطاعت خدا ورسول کو خیال کرنا عقلاً

ہرگز جائز نہین۔
یہان قابل غور یہ بات ہے کہ راے اور قیاس کا ابطال صرف راے سے کیا جارہا ہے جسکو آیات واحادیث
رد کررہے ہین حیرت یہ ہے کہ جس چیز کا انکار جس دلیل سے کررہے ہین اوسی سے اوسکا اقرار ہورہا ہے
حروریہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور صحابہ پر مخالفت قرآن کا الزام لگاتے تھے اور خود مرتکب ایسے امور کے ہوتے تھے
جو سراسر مخالف قرآن وحدیث ہین۔ ظاہرا انہون نے کمال احتیاط اور تشدد وفی الدین کی مسلک اختیار
کیا تھا مگر وہ بالکل خدا ورسول کی مرضی کے مخالف تہا۔
ان حضرات نے جسقدر تشدد دین مین کر رکھا ہے خوارج اس باب مین اونسے بھی بڑہے ہوئے تھے
چنانچہ انہون نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو صرف اسوجہ سے کہ اپنے حکم مقرر فرمایا تھا معاذ اللہ کافر حلال الدم قرار دیا
اور یہ دلیل پیش کی کہ حکم کرنا خاص خداے تعالی کا کام ہے۔
تقریر بالا سے ظاہر ہے کہ صحابہ کے زمانہ سے اجتہاد جاری ہے اور فقہا محدثین مین ممتاز رہے۔ اور فقہ
نہایت عزت کی نگاہون سے دیکھی جاتی تھی کیون نہو فقہ کی ترغیب وتحریص مین کئی حدیثین وارد ہین
جن مین سے تہوڑی اوپر ذکر کی گئین تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی رح نے حافظ محاملی رح کے ترجمہ مین لکہا ہے
کہ انہون نے اپنے مکان مین فقہ کی مجلس قائم کی تہی جس مین اہل علم جمع ہوا کرتے تھے۔ محمد ابن حسین کہتے ہین
کہ مین نے انہی دنون خواب دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ خداے تعالے محاملی کی وجہ سے اہل بغداد
سے بلا کو دفع کرتا ہے۔ دیکھئے اس واقعہ کو محدثین نے نقل کیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اہل انصاف
محدثین فقہ کے ہرگز مخالف نتھے۔ غرضکہ فقہ کی ضرورت ہر زمانہ مین محسوس ہوتی اور سربرآوردہ محدثین قرآن و
حدیث سے مسائل کا استنباط اور استخراج کرتے رہے۔ امام ابوحنیفہ رح نے دیکہا کہ جب تک اوس کے
قواعد نہ مقرر کئے جائین فقہ کی بنیاد مستحکم نہین ہوسکتی اسلئے قرآن وحدیث اور صحابہ کے طریقہ عمل و لغت
وغیرہ سے مدد لیکر اوسکے قواعد اور اصول مقرر کئے جس سے فن اصول فقہ مدون ہوا اور اونکے ذریعہ سے
قرآن وحدیث سے مسائل استنباط کئے جس سے فقہ مدون ہوئی۔
خ پہلے پہل جس نے فقہ کو مدون کیا اور ابواب اور کتب کی ترتیب دی وہ ابوحنیفہ ہین اور امام مالک نے
موطا مین اوسی کی اتباع کی پیشتر صرف اپنے حفظ پر اعتماد کیا کرتے تھے۔
ک ابومعاویہ ضریر کہتے ہین کہ ابوحنیفہ نے علم کے طریقہ کی بنیاد ڈالی ایسا کون شخص ہے جو اونکے

مبلغ علم تک پہونچا ہو۔ اور کسکو وہ راہ ملی جو اونکو ملی تھی۔ خداے تعالی کی اونپر منت تھی۔

ک۔ تت۔ ح نضر ابن شمیل کہتے ہین کہ لوگ فقہ سے خواب غفلت مین تھے ابو حنیفہ رہ نے اونکو بیدار کر دیا

ک نضر ابن محمد کہتے ہین کہ میرے گمان غالب مین یہی ہے کہ ابو حنیفہ رہ رحمت پیدا کئے گئے اگر وہ نہوتے

تو بہت سا علم کم ہو جاتا۔

تت۔ ح امام مالک رح فرماتے ہین کہ ابو حنیفہ کو فقہ کی توفیق دی گئی جس سے اونپر اوسکی مشقت نرہی

م۔ ک یحیے ابن آدم کہتے ہین کہ ابو حنیفہ نے فقہ مین ایسا اجتہاد اور کوشش کی کہ اوسے پہلے

کسی نے نہین کی تھی اسلئے خداے تعالے نے اونکو اوسکا راستہ دکھلا دیا اور اوسکا طریقہ آسان کر دیا

اور خاص و عام نے اونکے علم سے نفع اٹھایا۔

ص۔ ک عبد اللہ ابن مبارک رح کہتے ہین کہ اگر ابو حنیفہ تابعین کے زمانہ مین ہوتے یعنے جو تبحر

علمی اونکو اب ہے اگر تابعین کے زمانہ مین ہوتا تو تابعین بھی اونکی طرف محتاج ہوتے۔

م۔ ص۔ ک ابو عصمہ کہتے ہین جو شخص ابو حنیفہ رح سے بے پروائی کرے وہ جاہل ہے۔ مطلب یہ

ہر عالم اونکے علم کی طرف محتاج ہے۔ اس احتیاج کی یہی وجہ تھی کہ اوسوقت تک اجتہاد کے قواعد

ایجاد نہین ہوے تھے امام صاحب نے اوسکا بار اپنے ذمہ لیکر محدثین کو ممنون کیا جسکا حال انشاء اللہ

تعالے آئندہ معلوم ہوگا۔

توالی التاسیس مین ابن حجر عسقلانی رح نے لکہا ہے کہ حاکم نے لکہا ہے کہ مین جہانتک جانتا ہون وسمین

خلاف نہین کہ امام شافعی رح ۱۵۰ھ ایک سو پچاس ہجری مین پیدا ہوے اور یہ وہی سن ہے جسمین ابو حنیفہ رح

کا انتقال ہوا جس مین یہ اشارہ ہے کہ امام شافعی رح ابو حنیفہ رح کے فن مین اونکے جانشین ہونگے یا

اس سے ظاہر ہے کہ محدثین نے بھی امام شافعی رح کو امام صاحب کا خلیفہ قرار دیا اور صدارت فقہ امام صاحب

ہی کو مسلم تھی۔ چونکہ امام صاحب گویا موجد فن فقہ ہین اسلئے اونکا تہوڑا سا حال معلوم کر لینا مناسب

ہے اگرچہ یہان امام صاحب کے فضائل بیان کرنے سے مقصود دوسرا ہے مگر یہ بات معلوم رہے کہ ایکے

فضائل کا نفس بیان بھی فائدہ سے خالی نہین جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے۔

م۔ ص۔ ک عبد الوہاب مروزی کہتے ہین کہ جب شقیق بلخی رح مکہ معظمہ کو آے تو ہم اونکے مجلس مین

اکثر جایا کرتے اونکی عادت تھی کہ ابو حنیفہ رح کی تعریفین کثرت سے کیا کرتے ایکبار ہمنے کہا حضرت

کب تک اونکی تعریف و توصیف کروگے ایسی باتین بیان کیجئے جس سے ہمین کچھ نفع ہو فرمایا افسوس ہے کہ تم لوگ ابو حنیفہ کے ذکر کو اور اونکے مناقب کو افضل الاعمال نہین سمجھتے اگر اونکو دیکھتے اور اونکے ساتھ بیٹھتے تو یہ بات کبھی نہ کہتے۔

م۔ ص۔ ک۔ یحیٰی ابن آدم کہتے ہین کہ شعبہ کے روبرو جب ابو حنیفہ رح کا ذکر آتا تو تعریف و توصیف مین بہت اطناب کرتے۔ حالانکہ امام صاحب کے وہ استاد تھے۔

م۔ ص۔ محمد ابن قاسم کہتے ہین کہ یاسین زیات رح امام صاحب کی تعریف حد سے زیادہ کرتے جب کبھی انکا ذکر آتا تو دیر تک ذکر کرتے اور خاموش رہنا نہین چاہتے تھے۔

اب ہم چند اکابر محدثین کے اسمائے گرامی ان کتابون سے نقل کرتے ہین۔ مناقب امام اعظم رح مولفہ امام موفق اور مناقب کردری رح اور الانتصار لامام آئمۃ الامصار مولفہ ابی المظفر یوسف بن عبد اللہ سبط ابن الجوزی رح اور تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مولفہ امام سیوطی رح اور الخیرات الحسان مولفہ شیخ ابن حجر مکی رح جنہون نے امام صاحب کے علم و فضل و ذہن و ذکاوت قوت حافظہ فقاہت اور ورع و تقوی وغیرہ کمالات کی تعریفین کی ہین۔ ان حضرات کے اقوال تو موقع موقع پر ذکر کیے جائینگے مگر یہان صرف یہ بتلانا منظور ہے کہ جنکی تعریفین اتنے اکابر دین نے کی ہون (جنکی روایتون پر کل صحاح کا مدار ہے) اونکی توہین اس آخری زمانہ کا کوئی مولوی کرے تو وہ کیونکر قابل التفات ہو ہمین اس موقع مین توہین کرنے والون کی شکایت بھی مقصود نہین اسلئے کہ اس زمانہ کا مقتضے یہی قسم کے امور کا ظہور و شیوع ہے کیونکہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی پیشین گوئی فرما چکے ہین کہ آخری زمانہ مین لوگ پچھلے زمانہ والون پر لعنت کرینگے بے دینی پھیل جائیگی علم کم ہوجائیگا ہر شخص اپنی رای پر نازان ہوگا۔ اگر ایسے لوگ نہون تو خیر القرون اور آخری زمانہ مین فرق کیونکر ہوسکے حالانکہ فرق ضروری ہے غرضکہ ہر شخص اپنا وظیفہ ادا کرتا ہے۔ بلکہ ہمین یہان اپنے ہم مشربون کو یہ معلوم کرا دینا منظور ہے کہ مخالفون کی تقریرین سننے اور دیکھنے سے جو وساوس شیطانی پیدا ہون اونکے دفعیہ مین ان بزرگان دین کے اقوال سے لاحول کا کام لین اور اعتقاد مین تزلزل کو آنے نہ دین وما توفیقنا الا باللہ۔

اسماے گرامی مداحین امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

ابراہیم ابن طہمان رح) تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی رح نے لکھا ہے کہ وہ پانچوین طبقہ مین ہین عبد اللہ

ابن مبارک اور حفص ابن عبداللہ وغیرہ کے استاد اور ابوحنیفہ رح وغیرہ کے شاگرد ہین اور خلاصۃ مذہب تہذیب
کمال مین لکھا ہے کہ صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۲ احمد ابن بشیر) تہذیب التہذیب مین شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رح نے لکھا ہے کہ وہ ابوموسی اور محمد
ابن سلام وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین بخاری ترمذی اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔

۳ امام احمد ابن حنبل رح) تذکرۃ الحفاظ مین ہے کہ وہ طبقہ ہشتم مین ہین اور امام بخاری اور مسلم اور ابوداؤد
وغیرہ کے استاد ہین۔ خلاصۃ تذہیب التہذیب مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین
مذاہب حقہ مین ایک مذہب کے آپ موجد ہین بہت سے محدثین اور اولیاء اللہ آپکے مقلد ہین۔

۴ ابوالاحوص سلام ابن سلیم رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ سادسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ مسدد
اور قتیبہ اور خلف وغیرہ کے استاد ہین اور خلاصہ تذہیب تہذیب مذکور مین لکھا ہے کہ کل صحاح
ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۵ اسباط ابن نضر رح) خلاصہ مذکور مین لکھا ہے کہ وہ عمرو ابن حماد کے استاد ہین اور سوا بخاری کے
مسلم وغیرہ کتب صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۶ اسرائیل ابن یونس رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ عبدالرحمن بن مہدی
اور ابونعیم وغیرہ کے استاد ہین۔ اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۷ اعمش رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ رابعہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ شعبہ اور دونون سفیان اور وکیع وغیرہ
کے استاد ہین۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۸ اوزاعی رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ شعبہ اور ابن مبارک اور یحیی قطان
وغیرہ کے استاد ہین۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۹ بکر ابن خنیس رح) تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ ابراہیم ابن طہمان اور ابوالنضر وغیرہ کے استاد ہین
اور اونکی روایتین ترمذی اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔

۱۰ بکیر ابن معروف رح) تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ ابوحنیفہ رح کے شاگرد اور ولید ابن مسلم
وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین مراسیل ابوداؤد مین مذکور ہین۔

۱۱ ابوتمیلہ یحیی ابن واضح رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ امام احمد رح وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین

اونکی روایتین موجود ہین۔

۱۲ ابن جریج رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ دونون سفیان اور مسلم ابن خالد اور ابن عیینہ اور ابو عاصم اور روح اور وکیع رح وغیرہم کے استاد ہین خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۱۳ جریر ابن حازم رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ ایوب سجستانی اور دونون سفیان اور ابن وہب اور ابو النضر زیرانی وغیرہ کے استاد ہین۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۱۴ جریر ابن عبد الحمید رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ سادسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ علی ابن مدینی اور اسحق و قتیبہ وغیرہ کے استاد ہین۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۱۵ امام جعفر صادق رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ امام مالک اور دونون سفیان اور یحیی قطان اور ابو عاصم نبیل کے استاد ہین اور امام ابو حنیفہ رح کا قول نقل کیا ہے کہ اونسے افقہ مین نے نہین دیکھا۔

۱۶ ابو الجویریہ حطان ابن خفاف رح) تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ ابن عباس رض کے شاگرد اور اسرائیل اور شعبہ وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین بخاری ابو داؤد اور نسائی مین مذکور ہین۔

۱۷ حسن ابن صالح رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ وکیع اور یحیی ابن آدم اور یحیی ابن فضیل رح وغیرہ کے استاد ہین خلاصہ مین لکھا ہے کہ سوائے بخاری کے مسلم وغیرہ صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۱۸ حسن ابن عرفۃ العبدی رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۱۹ حسن ابن عمارہ رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ دونون سفیان اور قطان وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین بخاری شریف کے تعلیقات اور ابو داؤد اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔

۲۰ حماد ابن سلمہ رح) تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ ابن جریج اور ثوری اور شعبہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین۔

۲۱ حفص ابن عبد الرحمن رح) تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ ابو داؤد طیالسی اور یحیی ابن اکثم وغیرہ

ـــکے استاد ہین اور اونکی روایتین ابوداود کی کتاب القدر مین اور نسائی مین مذکور ہین۔

۲۲ حفص ابن غیاث رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ سادسہ مین ذکر کرکے لکہا ہے کہ وہ احمد اور اسحق اور علی ابن مدینی اور ابن معین رح کے استاد ہین اور تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۲۳ ابو حمزۃ السکری محمد بن میمون رح) تذکرۃ الحفاظ مین طبقہ خامسہ مین اونکا ذکر کرکے لکہا ہے کہ وہ ابن مبارک وغیرہ کے استاد ہین۔ خلاصہ مین لکہا ہے کہ اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔

۲۴ حماد ابن زید رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ ثوری اور ابن مہدی وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۲۵ خارجہ ابن مصعب رح) تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ وہ مالک اور ابو حنیفہ رح کے شاگرد اور سفیان ثوری اور عبد الرحمن ابن مہدی اور وکیع وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین ترمذی اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔

۲۶ خلف ابن ایوب رح) تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ وہ احمد اور ابو کریب وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین ترمذی مین مذکور ہین۔

۲۷ داؤد طائی رح) چونکہ ہمہ تن آپکی توجہ علوم روحانیہ کی طرف مبذول تہی اور علم حدیث مین اشتغال کم تہا اسلیے محدثین نے آپکے نسبت کچہ کلام کیا ہے لیکن حضرات صوفیہ مین آپکی جلالت شان اظہر من الشمس ہے۔

۲۸ ابو داود حفری عمرو بن سعد رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ امام احمد بن حنبل و اسحق اور ابن مدینی رح کے استاد ہین اور سوائے بخاری کے کل صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۲۹ ابو داود سجستانی رح) آپکی جلالت شان اس سے ظاہر ہے کہ آپکی تصنیف صحاح ستہ مین ایک مقبول کتاب ہے۔ تذکرۃ الحفاظ مین آپکو نوین طبقہ مین لکہا ہے۔

۳۰ رقبۃ ابن مصقلہ رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ سلیمان تیمی اور ابو عوانہ وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین بخاری مسلم ابو داود و ترمذی اور نسائی مین موجود ہین۔

۳۱ روح ابن عبادہ رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ احمد اور اسحق وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۳۲ زہیر ابن معویہ رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین لکہکر کہا کہ وہ احمد ابن یونس اور ابو نعیم وغیرہ کے

استاد ہین۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی حدیثین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔

۳۳ ابو الزبیر المکی رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ رابعہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ ایوب اور شعبہ اور سفیان
اور حماد ابن سلمہ اور مالک اور لیث کے استاد ہین اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی
روایتین موجود ہین۔

۳۴ زید ابن علی رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ آپ زہری اور زکریا اور ابن ابی زائدہ کے استاد ہین اور صحابہ کے
ایک جماعت کو آپنے دیکھا ہے اور ترمذی وغیرہ مین آپکی روایتین موجود ہین۔

۳۵ سعید ابن ابی عروبہ رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ بشر ابن المفضل
وابن علیہ وغندر ویحیی ابن سعید وروح ابن عبادہ وغیرہ کے استاد ہین۔ اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ
اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔

۳۶ سفیان ثوری رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ ابن مبارک اور یحیی قطان اور
وکیع اور احمد ابن یونس وغیرہ کے استاد ہین خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین

۳۷ سفیان ابن عیینہ رح) تذکرۃ الحفاظ مین ہے کہ وہ ابن مبارک اور ابن مہدی اور امام شافعی اور امام احمد ابن حنبل
اور یحیی ابن معین اور اسحق وغیرہ کے استاد ہین اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین

۳۸ سوید ابن سعید رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین مسلم اور ابن ماجہ مین موجود ہین

۳۹ امام شافعی رح) آپکی جلالت شان اظہر من الشمس ہے مذاہب حقہ مین ایک مذہب کے موجد آپ ہین بڑے بڑے
محدثین اور اولیا اللہ آپکے مذہب مین داخل اور آپکی فقہ پر عامل ہین۔ آپکا مذہب شام مصر عراق یمن
فارس اور ہند وغیرہ کے اکثر بلاد مین شائع و ذائع ہے۔ آپکے مناقب مین کتابین بکثرت لکھی گئین تاریخ
ابن خلکان مین لکھا ہے کہ ابو حسان زیادی کہتے ہین کہ امام محمد رح کو مین نے کسی عالم کی تعظیم اسقدر کرتے
نہین دیکھا جو امام شافعی رح کی تعظیم کرتے تھے۔

۴۰ شریک ابو عبد اللہ النخعی رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ قتیبہ وعلی ابن حجر
اور ہناد ابن السری وغیرہ کے استاد ہین اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین۔

۴۱ شعبہ رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ ایوب سختیانی اور سفیان ثوری اور
غندر وغیرہ کے استاد ہین۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۴۲ شفیق بلخی رح) نفحات الانس مین مولانا جامی رحمۃ نے لکھا ہے کہ آپ اولیاء اللہ کے پہلے طبقہ مین ہین اور امام زفر رح کے شاگرد اور حاتم اصم کے استاد ہین۔

۴۳ ابو شیخ رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ بہس اور قتادہ رح کے استاد ہین اور اونکی روایتین ابو داود اور نسائی مین موجود ہین

۴۴ ابو ضمرہ انس بن عیاض رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ احمد اور قعنبی اور احمد بن صالح وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین صحاح ستہ مین ہین۔

۴۵ ابو عاصم النبیل جنکا نام ضحاک رح ہے) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ بخاری رح وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۴۶ عبثر رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ خلف ابن ہشام و احمد ابن یونس اور قتیبہ وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۴۷ عبد اللہ ابن داود الخریبی رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ بشر ابن الحارث و مسدد اور بندار وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین سوائے مسلم کے بخاری وغیرہ صحاح مین موجود ہین۔

۴۸ عبد اللہ ابن مبارک رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ سادسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ دونون سفیان اور معتمر اور بقیہ و ابن مہدی وغیرہ کے استاد ہین اور صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔ انشاء اللہ تعالی انکا تفصیلی حال آئندہ لکھا جائیگا۔

۴۹ عبد اللہ ابن یزید مقری رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ سابعہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ ابو حنیفہ وغیرہ کے شاگرد اور امام بخاری وغیرہ کے استاد ہین اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ امام مالک اور یحیی ابن کثیر کے بھی وہ استاد ہین۔

۵۰ عبد اللہ ابن نمیر رح تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ سادسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ امام احمد وغیرہ کے استاد ہین اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۵۱ عبد الرحمن المسعودی رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ ابن مبارک اور ابن عیینہ اور عبد الرحمن ابن مہدی وغیرہ کے استاد ہین۔ اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین بخاری ابو داود ترمذی نسائی اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔

۵۲ عبد الرحمن بن مہدی رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ ابن مبارک اور امام احمد وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی

روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین -

٥٣ عبد العزیز ابن رزمہ رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین ابوداؤد اور ترمذی مین موجود ہین -

٥٤ عبد العزیز ابن ابی رواد رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ یحیی ابن قطان وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین سوائے مسلم کے صحاح ستہ مین موجود ہین -

٥٥ عثمان المدنی رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ ثوری رح وغیرہ کے استاد ہین اور صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین

٥٦ عطا ابن ابی رباح رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ ثالثہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ ابو حنیفہ اور ابن جریج وغیرہ کے استاد ہین اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین -

٥٧ عفان بن سیار رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین نسائی مین موجود ہین -

٥٨ علقمہ ابن مرثد رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ مسعر اور شعبہ اور ثوری رح وغیرہ کے استاد ہین - اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

٥٩ علی ابن عاصم رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ امام احمد وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین ابوداؤد و ترمذی اور ابن ماجہ مین موجود ہین -

٦٠ عمرو ابن حماد رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ مسلم ابوداؤد اور نسائی وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

٦١ عمرو بن دینار رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ قتادہ و شعبہ اور دونون سفیان رح وغیرہ کے استاد ہین اور صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

٦٢ علی ابن موسی رضا رح) آپ آئمہ اہل بیت مین ہین جلالت شان آپکی اظہر من الشمس ہے -

٦٣ ابن عون عبد اللہ رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ شعبہ اور ثوری اور قطان رح وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین ہین -

٦٤ فضل ابن دکین رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ امام احمد و اسحق اور یحیی بن معین کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

٦٥ فضل ابن مسعود رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ ابوداؤد نے کتاب القدر مین اونکی روایتین لکھی ہین -

٦٦ فضل ابن عطیہ رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین نسائی اور ابن ماجہ مین موجود ہین -

٦٧ فضل ابن موسی سینانی رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ اسحق وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین

فضیل ابن عیاض رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ سفیان ثوری اور سفیان ابن عیینہ اور ابن مبارک اور یحیی
یحیی قطان اور سری السقطی رح وغیرہ کے استاد ہین اور بخاری مسلم ابوداود ترمذی اور نسائی مین اونکی روایتین
ابن مبارک رح کہتے ہین کہ جتنے لوگون کو مین نے دیکہا ہے اون سب سے وہ اورع تھے -

قاسم ابن معین رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ ابن مہدی اور ابونعیم وغیرہ کے استاد ہین اور ابوداود نسائی
مین اونکی روایتین موجود ہین -

قبیصۃ ابن عقبہ) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ بخاری وغیرہ کے استاد ہین اور صحاح ستہ مین اونکی روایتین ہین -

قیس ابن الربیع رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ شعبہ اور ثوری رح وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین
ابوداود نسائی اور ابن ماجہ مین موجود ہین -

ابن ابی لیلی محمد ابن عبد الرحمن رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین لکہا ہے اور خلاصہ مین لکہا ہے
کہ وہ شعبہ اور دونون سفیان اور وکیع رح وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین ابوداود ترمذی نسائی
اور ابن ماجہ مین موجود ہین -

لیث ابن سعد رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ ابن مبارک وغیرہ کے استاد ہین اور وہ امام مالک رح سے
بہی افقہ تھے - اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

امام مالک رح) آپکی جلالت شان محتاج بیان نہین - آپ ایک مذہب حقہ کے موجد ہین اکثر محدثین اور
اولیاء اللہ آپکے مقلد ہین بہت سے بلاد اسلامیہ مین آپکی فقہ رائج ہے -

مالک ابن مغول خلاصہ مین لکہا ہے وہ شعبہ اور دونون سفیان وغیرہم کے استاد ہین اور صحاح ستہ مین اونکی روایتین ہین

محمد ابن طلحہ بن مصرف رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ ابن مہدی اور ابونعیم وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی
روایتین بخاری مسلم ابوداود ترمذی وغیرہ مین موجود ہین -

محمد ابن مسلم رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ ابن مہدی و عبد الرزاق و قتیبہ وغیرہ کے استاد ہین صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین

حماد ابن یزید رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ امام احمد اور اسحق رح وغیرہ کے استاد ہین اور سوائے ترمذی کے
بخاری وغیرہ کتب صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین -

مسعر ابن کدام رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین لکہا ہے - اور خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ سلیمان تیمی
وابن اسحق و شعبہ اور ثوری رح وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین -

۸۰ مسلم ابن خالد الزنجی رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ امام شافعی اور ابن وہب رح وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین ابوداؤد اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔

۸۱ معافی ابن عمران الموصلی رح) تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ وہ بشر حافی رح وغیرہ کے استاد ہین سفیان ثوری رح اونکو یاقوتۃ العلما کہا کرتے تھے۔ اوزاعی رح کا قول ہے کہ معافی موصلی اور ابن مبارک اور موسی ابن اعین آئمہ ہین مگر موصلی پر مین کسیکو مقدم نہین کرتا۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین بخاری ابوداؤد اور نسائی مین موجود ہین

۸۲ معمر رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ سفیان ثوری اور ابن مبارک وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۸۳ مقاتل ابن حیان رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ ابراہیم ابن ادہم اور ابن مبارک رح وغیرہ کے استاد ہین اور سوائے بخاری کے مسلم وغیرہ کتب صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۸۴ مکی ابن ابراہیم رح) تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ وہ امام جعفر صادق اور ابوحنیفہ رح وغیرہ کے شاگرد اور امام بخاری رح وغیرہ کے استاد ہین اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۸۵ موسی کاظم رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ آپ امام جعفر صادق کے فرزند اور علی رضا کے والد ہین اور آپکی روایتین ترمذی اور ابن ماجہ مین مذکور ہین۔

۸۶ نضر بن شمیل رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ یحیی ابن یحیی اور اسحق کوسیج کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۸۷ نضر ابن محمد رح) خلاصہ مین اس نام کے دو محدث ہین دونون کی روایتین صحاح مین ہین۔

۸۸ نوح ابن ابی مریم ابوعصمہ رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ زہری اور ثابت کے شاگرد ہین اور علی ابن الحسین اور ابونعیم ابن حماد کے استاد ہین ابوداؤد نے کتاب القدر مین اور ابن ماجہ نے تفسیر مین اونکی روایتین ذکر کی ہین

۸۹ وکیع ابن الجراح رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ احمد و اسحق اور ابن معین رح وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔

۹۰ ہرون ابن المغیرہ رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ ابن معین رح وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین ابوداؤد اور ترمذی مین موجود ہین۔

۹۱ ہشام ابن یوسف رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ اسحق اور ابن مدینی رح وغیرہ کے استاد ہین اور سوائے

مسلم کے بخاری وغیرہ کل کتب صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔

ابو یحیی الحمانی رح (جنکا نام عبدالحمید ابن عبدالرحمن ہے) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ ابوکریب وغیرہ کے استاد ہین اور بخاری ابوداود ترمذی اور ابن ماجہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

یحیی ابن آدم رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ امام احمد و اسحق اور ابن مدینی رح وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

یحیی ابن اکثم رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین ترمذی وغیرہ مین ہین۔

یحیی ابن فضل رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین ابوداود اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔

یحیی ابن قطان رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ شعبہ اور ابن مہدی اور احمد ابن حنبل وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

یحیی ابن معین رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ بخاری اور مسلم اور ابوداود وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

یزید ابن ابراہیم رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔

یزید ابن ہرون رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ امام احمد و اسحق اور ابن مدینی رح وغیرہ کے استاد ہین اونکی مجلس مین ستر ہزار شخص تک جمع ہوتے ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

یزید ابن زریع رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ ابن المدینی اور محمد ابن منہال رح وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

یوسف ابن خالد رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین ترمذی مین موجود ہین۔ انکے سوا تبییض الصحیفہ وغیرہ مین ہدا صین امام صاحب کے اور بھی بہت سے نام ہین چنانچہ منجملہ اونکے چند نام یہ ہین۔

ابراہیم ابن معویہ الضریر۔ اسمعیل ابن حماد۔ ابوامیہ جزری۔ اسرائیل ابن زیاد۔ ابوبکر ابن عباس بحر السقا۔ ثور ابن سعید
جعفر ابن بزیع۔ جریر ابن معویہ۔ جعفر ابن الربیع۔ حازم۔ حسن بن زیاد۔ حیان التوحیدی۔ ریاح ابن ابی نصر۔
ابوسفیان الحمری۔ سہل بن مزاحم۔ سعدان بن سعید۔ شداد بن حکیم۔ عبدالعزیز ابن ابی سلمہ۔ عبداللہ بن اسحق۔
ابوعمرو ابن العلا۔ علی ابن اسحق الحنظلی۔ عیسی بن یونس۔ عمرو ابن محمد۔ ابوغانم۔ کنانۃ الہروی۔ لیث ابن نصر
ابومعویۃ الضریر۔ معروف ابن حسان۔ مقاتل ابن سلیمان۔ ابومعاذ البلخی۔ مغیرۃ ابن قاسم۔ نوح ابن اسد

یحیٰی ابن سعید ۔ یاسین الزیات ۔ یحیٰی ابن ابی کثیر وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ ۔
تذکرۃ الحفاظ مین امام اعظم رح کو پانچوین طبقہ مین اور امام بخاری رح کو نوین طبقہ مین لکھا ہے اور آپ نے دیکھ لیا کہ امام صاحب کی مدح وثنا تیسرے ہی طبقہ سے شروع ہوگئی اور نوین طبقہ تک ہر طبقہ کے اکابر محدثین رح برابر آپکے مداح رہے ہے اور محدثین بھی کیسے کہ اگر اونکی اور اونکے شاگردون کی روایتون کو علحدہ کردین تو صحاح ستہ مین بجائے شمار احادیث صفر رہجائیگا ۔

دیکھئے کو تو یہ حضرات سوسو ہین جن کے نام لکھے گئے مگر اونکے شاگردونکا حساب کیا جائے تو آسانی سے نہوسکیگا اسلئے کہ اوس زمانہ مین ایک ایک محدث کے صدہا سربرآوردہ شاگرد ہوا کرتے تھے پھر دا جوینکا انحصار انھی مین نہین آئندہ یہ بات معلوم ہوگی کہ امام صاحب کے حلقہ درس مین ہر ملک و دیار سے جوق جوق محدثین آکر مستفید ہوا کرتے تھے ۔ غرضکہ جب یہ حضرات امام صاحب کے حالات اپنے ذاتی علم اور مشاہدہ سے اپنے تلامذہ سے کہتے ہونگے تو ان اکابر دین کے ارشادات سے طالبین حق کے دلون پر کیسا عمدہ پرزور اثر پڑتا ہوگا کیونکہ سلیم طبیعتون کا لازمہ ہے کہ اپنے معتمد اساتذہ کے قول کو بغیر چون وچرا کے مان لیتی ہین چونکہ کتب رجال سے ظاہر ہے کہ اوس زمانہ مین ایک ایک استاد کے صدہا شاگرد اور ایک ایک شاگرد کے صدہا استاد ہوا کرتے تھے اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب کے فضائل علمیہ مختلف معتبر طریقون سے بکرات و مرات محدثین کے طبقات مین پہونچائے گئے اور سعادتمند طلبہ کے دلون مین پورے طور پر اونکا رسوخ اور وثوق ہوتا گیا جس سے ثابت ہے کہ امام صاحب اپنے ہی زمانہ مین شہرۂ آفاق ہوگئے تھے اور اسلامی دنیا مین کمال وقعت کی نظرون سے دیکھے جاتے تھے ۔ یہانتک کہ محسود خلائق ہوگئے تھے ۔ یہی وجہ تھی کہ حاسدون نے اقسام کے الزام آپکے ذمہ لگائے جنکا حال انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوگا اور جہان آپکے فضائل بیان کئے جاتے ہین اون افترا پردازیون کا بھی تودہ طوفان پیش کیا جاتا ہے مگر اہل انصاف سمجھ جاتے ہین کہ وہ سب بے اصل محض ہین ۔

اکابر محدثین جو امام صاحب کی تعریف مین رطب اللسان ہے وہ کوئی معمولی بات نہین ۔ یہ حضرات دین کے معاملات مین کسی کی رعایت نہین کرتے تھے بلکہ دینی امور مین اونکو اپنی جان کی بھی پرواہ نہتھی چنانچہ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ جو تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی رح نے لکھا ہے کہ سفیان ثوری رح نے اوزاعی رح سے پوچھا کہ عبداللہ بن علی سفاح کے ساتھ آپکو کیا واقعہ پیش آیا فرمایا کہ جب وہ شام مین آیا اور بنی امیہ کو

قتل کیا تو ایک روز مجھے بلوایا جب مین اوسکے دروازہ پر پہونچا تو دو شخصون نے میرے دونون بازو پکڑ لیے اور دربار مین لیچلے دیکھا کہ وہ تخت پر بیٹھا ہے اور چوبدار اور سپاہی تلوارین کھینچے ہوے اور کافر کوب وغیرہ ہتیار دونو سے مسلح دو طرفہ صف بستہ کھڑے ہین اور دونون نے مجھے اتنے فاصلہ پر کھڑا کیا کہ میری بات کی آواز اوس تک پہونچے اوس نے مجھسے پوچھا کیا تمہارا ہی نام عبد الرحمن ابن عمر اوزاعی ہے مین نے کہا جی ہان۔ کہا بنی امیہ کی جو خونریزی ہوی اوس باب مین تم کیا کہتے ہو۔ مین نے کہا آپ مین اور اون مین کچھ معاہدے ہونگے جن کے ایفا کی ضرورت تھی۔ غصہ سے کہا کوئی معاہدہ نتہا۔ اوسوقت مجھے یقین ہوگیا کہ اب قتل کا حکم دیتا ہے اور اپنے بچاؤ کی فکر کرنے لگا ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ خدائے تعالے کے روبرو کھڑے ہونے کا دن قریب آنیوالا ہے اگر کوئی خلاف بات کہی جاے تو اوس روز کا معاملہ اس سے زیادہ سخت ہوگا۔ اس خیال کے ساتھ ہی اوسکا خوف جاتا رہا اور مین نے جواب دیا کہ خونریزی اونکی تمپر حرام تھی یہ سنکر غصہ کے مارے اوسکی یہ حالت ہوی کہ رگین پھول گئین آنکھین متغیر ہو گئین اور پوچھا یہ کس دلیل سے مین نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہین سوا تین وجہ کے ایک زنا دوسری قصاص تیسری ارتداد یعنے دین سے پھر جانا۔ کہا کیا دین کی راہ سے ہم مجاز نہین ہین مین نے کہا وہ کیسا کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو وصی نہین بنایا تہا مین نے کہا اگر وصی تھے تو اونکو دو حکم مقرر کرنے کی کیا ضرورت تھی یہ سنکر آگ بگولا ہن گیا اور مجھے یقین ہوگیا کہ اب میرا سر میرے سامنے گرتا ہے مگر غصہ سے اشارہ کیا کہ اوسکو نکال دو چنانچہ مین نکالا گیا۔ تہوڑی دور گیا تہا کہ ایک سوار پہونچا مین اوسکو دیکھتے ہی سواری سے اُتر پڑا اور اس خیال سے نماز پڑہنے لگا کہ نماز ہی مین سر کاٹا جاے مگر وہ ٹھیرا رہا اور بعد فراغ نماز بہت سی اشرفیان مجھے دین جنکو مین گھر پہونچنے سے پہلے تقسیم کر دیا۔ اب دیکھیے کہ ایسے راست باز جنکو دین کے معاملہ مین جان کی پروا نہو کیا دینی معاملہ مین مداہنت کرکے اونہون نے امام صاحب سے ازراہ تملق یہ کہا ہوگا کہ ہم محدثین دوا ساز ہین اور تم فقہا اطبا ہو اور کسی دباؤ سے امام صاحب کی بدگوئی اور بدگمانی سے توبہ کی ہوگی ؟ معاذ اللہ جس سے اونکو ذرا بھی اشتباہ ہوتا تو اغماض کرنا ممکن ہی نہ تہا بلکہ اوسکو رسوا کرکے مسلمانون کو اوسکی حالت سے خبردار کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ تاکہ لوگ اوس کے فتنہ سے بچین۔

اب ہم امام صاحب کے علم کا حال لکھتے ہین جو اکابر محدثین کی شہادتون سے ثابت ہے۔

امام صاحب سن ۸۰ ہجری مین پیدا ہوے یہ وہ متبرک زمانہ ہے کہ بہت سے صحابہ اوس مین موجود تھے مگر آفتاب وجود صحابہ غروب ہونیکو تہا اسلئے اشاعت علوم کا بازار گرم تہا اور ہر صحابہ بحسب ارشاد فلیبلغ الشاہد الغائب

سرگرم اشاعت علوم تھے ادہر مسلمانون پر یہ خیال مسلط تھا کہ ایسا نہو کہ کوئی ارشاد اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ ہی کے ساتھہ واپس ہو جائے جس سے تمام امت مرحومہ محروم رہجائے تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی رح نے لکہا ہے کہ ابو حنیفہ رح نے انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کو کئی بار دیکہا ہے جس سے امام صاحب کا تابعی ہونا ثابت ہے

مناظرہ امام صاحب

امام صاحب کو اوائل مین بکمال حمیت اسلامی اور حرارت دینی سے مذاہب باطلہ کے رد کا شوق ہوا جیسا کہ امام موفق رح نے مناقب امام صاحب مین لکہا ہے کہ یحیی ابن شیبان کہتے ہین کہ امام صاحب نے اپنے ابتدائی حالت کی خبر دی کہ مجہے علم کلام مین پوری مہارت ہو گئی تہی۔ اکثر طبقات خوارج اور حشویہ سے مناظرے کیا کرتا تہا۔ ایکبار میرے خیال مین یہ بات آئی کہ صحابہ اور تابعین کو قوت علمیہ کم تہی مگر اونہون نے یہ کام کبھی نہین کیا بلکہ وہ حضرات شرائع اور ابواب فقہیہ مین ہمیشہ خوض کیا کرتے اور لوگونکو اوسکی ترغیب دیا کرتے تھے اسلئے مین نے مناظرے چھوڑکے سلف کا طریقہ اختیار کیا۔ اور اوسمین قبیصہ ابن عقبہ کا قول نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہ رح اوائل مین اہل ہوا سے مناظرے کیا کرتے تھے یہانتک کہ اس باب مین وہ راس اور صدر مانے جاتے تھے اور لوگون کی نگاہین اونکی طرف لگی رہتی تہین مگر اونہون نے وہ ترک کرکے فقہ اور حدیث کی طرف توجہ کی اور اوسمین بھی امام ہو گئے۔

یون تو آپکے مناظرے بہت سارے ہین مگر یہان ایک مناظرہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

مصک۔ جب خوارج کو معلوم ہوا کہ ابو حنیفہ رح گناہگار اہل قبلہ کی تکفیر نہین کرتے تو ستر شخص امام صاحب کے پاس آئے دیکہا کہ مجلس درس مالامال ہے امام صاحب سے کہا کہ ہم سب ایک مذہب والے ہین لوگون سے کہے کہ ہمین ایک مقام مین جگہ دین آپنے سب کو ہٹا دیا اونہون نے فوراً تلوارین کھینچ لین اور امام صاحب کا محاصرہ کرکے کہا اے امت کے دشمن اور اے امت کے شیطان ہم مین ہر شخص تیرے قتل کو ستر جہاد سے بہتر سمجہتا ہے اور باوجود اسکے ہم تجہپر ظلم کرنا نہین چاہتے امام صاحب نے فرمایا تو کیا انصاف سے میرا قتل چاہتے ہو کہا ہان فرمایا جب ایسا ہے تو تم تلوارونکو میان کرلو کیونکہ اونکی روشنی سے مجھے خوف ہوتا ہے اونہون نے کہا یہ نہین ہو سکتا ہم تو یہ چاہتے ہین کہ اونکو تیرے خون سے رنگین کرین فرمایا خیر بسم اللہ جو کہنا ہو کہو اونہون نے کہا کہ مسجد کے دروازہ پر دو جنازے ہین ایک کا حال یہ تہا کہ شراب ہمیشہ پیا کرتا تھا یہانتک کہ غرغرہ کی حالت تک اوسکے منہ مین شراب تھی گویا وہ شراب مین غرق تہا۔ دوسرا جنازہ ایک عورت کا ہے جسنے زنا کروائی اور جب حمل کا یقین ہو گیا تو خودکشی کر لی۔ امام صاحب نے فرمایا وہ دونون کس ملت کے تھے کیا یہودی تھے کہا نہین فرمایا نصارا ہی تھے کہا نہین فرمایا مجوسی تھے کہا نہین فرمایا پھر کس ملت کے تھے کہا اوس ملت کے

جس مین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دی جاتی ہے فرمایا یہ شہادت ثلث ایمان ہے یا ربع یا خمس کہا ایمان کا ثلث ربع خمس نہین ہوا کرتا فرمایا پھر وہ ایمان کا کتوان حصہ ہے کہا پورا ایمان ہے ۔ فرمایا پھر تم پوچھتے کیا ہو تم خود کہتے ہو کہ وہ دونون مسلمان تھے ۔ کہا خیر اسکو جانے دو وہ جنتی ہین یا دوزخی فرمایا مین اونکے بارہ مین مین وہی کہتا ہون جو نبی اللہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کی نسبت کہا تھا فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم حالانکہ اوس قوم کے گناہ اون دونون سے بہت بڑے ہوے تھے اور فرمایا مین وہی کہتا ہون جو نبی اللہ عیسی علیہ السلام نے کہا ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم حالانکہ اونکے گناہ ان دونون کے گناہون سے بہت بڑے ہوے تھے اور فرمایا مین اونکے بارہ مین وہی کہتا ہون جو نبی اللہ نوح علیہ السلام نے کہا تھا فما علمی بما کانوا یعملون ان حسابہم الا علی ربی لو تشعرون ۔ یہ سنکر انہون نے تلوارین ڈالدین اور کہا کہ ہم اپنے اعتقاد سے توبہ کرتے ہین اور اپکا دین اختیار کرتے ہین خدا نے آپکو فضل و حکمت اور علم عطا فرمایا ہے اور وہ سب رای خوارج سے توبہ کر کے اہل سنت وجماعت مین داخل ہو گئے ۔

غرضکہ امام صاحب کو مناظرہ مین کمال ورلپدا ملکہ تہا اور اوس سے اسلام کو فائدہ بھی تھا مگر صرف اس خیال سے کہ سلف صالح نے یہ کام نہین کیا اوسکو ترک کر کے فقہ کی طرف توجہ کی اور کمال ذکاوت و فہم سے اوس کے امام کہلائے ۔

فہم و ذکاوت امام اعظم

م ک ص ۔ حفص بن غیاث کہتے ہین کہ ابو حنیفہ ایک نادر الوجود شخص تھے مین نے اونکا سا ذکی اور ذی فہم اور صاحب نظر نہ دیکھا نہ سنا ۔

م ک ص ۔ مقاتل ابن حیان کہتے ہین کہ مین نے تابعین اور تبع تابعین کو دیکھا مگر اون مین ابو حنیفہ کے جیسا نکتہ رس اور بصیرت والا شخص نہین دیکھا ۔

م ص ک ۔ عبد اللہ ابن اجلح کہتے ہین کہ امام صاحب علم مین غواص تھے جب غوطہ مارتے تو عمدہ عمدہ درو یاقوت نکالتے ۔

م ص ۔ علی ابن ہاشم کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کنز العلم تھے جو مسائل اعلی درجہ کے علما پر سخت تھے وہ اونپر سہل تھے

خ ۔ قال الشعبہ واللہ کان ابو حنیفہ حسن الفہم جید الحفظ یعنے شعبہ جو امام صاحب کے استاد ہین وہ کہتے ہین کہ خدا کی قسم ابو حنیفہ کی فہم اچھی اور حافظہ جید تہا ۔

م ۔ ابن مبارک رح کہتے ہین کہ مین نے ہزار علما سے ملاقات کی ہے مگر تین شخصون کا سا عقلمند نہین دیکھا محمد ابن مقاتل

نے پوچھا یہ شخص کون کہا ابن عون اور ابو حنیفہ اور سفیان ثوری محمد کہتے ہین مین نے کہا ابو حنیفہ ان لوگو نمین ہین اونہون نے اسپر بہت افسوس کرکے کہا اگر مین ابو حنیفہ سے نہ ملتا تو اون لوگون مین ہوتا جو بازار مین پیسے بیچتے ہین اگر اون سے بہ ملتا تو مین بدعتیون مین ہوتا۔

م ک - علی ابن عاصم رح کہتے ہین کہ اگر ابو حنیفہ کی عقل نصف اہل زمین کی عقلون کے ساتھ وزن کی جاوے تو انہی کی عقل غالب ہوگی۔

م ص - خارجہ ابن مصعب کہتے ہین کہ مجھے ایک ہزار علما سے ملاقات ہی مگر اون مین تین یا چار شخصون کو عقل مین زیادہ پایا جس مین ایک ابو حنیفہ ہین۔

م ص ت - ابن مبارک رح کہتے ہین کہ اگر اہل زمانہ کو اجازت ہوتی کہ اپنی راے سے کچھ کہین تو ابو حنیفہ سب سے زیادہ اس کے مستحق ہوتے۔

ک - بکر ابن خنیس رح کہتے ہین کہ اگر ابو حنیفہ اور اونکے زمانہ والون کی عقلین جمع کی جائین تو ابو حنیفہ ہی کی عقل سب پر غالب آجائیگی اور یزید بن ہارون کا قول نقل کیا ہے کہ مین نے ایسے شخص کو نہین دیکھا جو ابو حنیفہ سے عقل مین زیادہ اور افضل ہو۔

تہذیب الکمال مین لکھا ہے کہ یزید بن ہرون کہتے ہین کہ مجھے بہتون سے ملاقات ہی مگر ابو حنیفہ سے عقل افضل اور اورع نہین دیکھا۔

ص س - امام شافعی رح فرمایا کرتے تھے کہ ابو حنیفہ سے زیادہ عقلمند کوئی نہ تھا۔

م ص ک - حسن بن محمد بلخی کہتے ہین کہ حماد بن ابی سلیمان جو امام صاحب کے استاد ہین وہ کہا کرتے تھے کہ بسا وقت ایسا ہوتا ہے کہ ابو حنیفہ کی راے کے مقابلہ مین مین اپنی راے کو متہم کرتا ہون اور انہی کے قول کے قائل ہونے کی مجھے ضرورت ہوتی ہے۔

م ص ک - محمد ابن جابر رح کہتے ہین کہ ہم حماد بن ابی سلیمان کے حلقہ مین بیٹھا کرتے تھے اور ابو حنیفہ اونسے کلام کرتے اور جب کسی مسئلہ مین اونکو خلاف ہوتا تو ایسی گفتگو کرتے کہ حماد کو تنگ کر دیتے آخر وہ کہتے کہ مین کیا کرون یہ قول عبداللہ بن مسعود رضہ وغیرہ کا ہے ابو حنیفہ اوسکو یاد کر لیتے۔

م ص ک - محمد ابن مروان کہتے ہین کہ ایکبار کلبی رح نے ابو حنیفہ کو دیکھا اور حاضرین مجلس سے کہا اس شخص کو دیکھتے ہو۔ خدا کی قسم جو شخص مجھسے کچھ پوچھتا ہے تو اوسکا جواب مین آسانی سے دیتا ہون مگر اس شخص نے

جب کوئی بات مجھسے پوچھی تو اوسکا جواب مجھپر پہاڑ سے بھی زیادہ ثقیل ہوگیا۔

م ص۔ مکی ابن ابراہیم کہتے ہین کہ ابو حنیفہ قوت حافظہ مین اپنے زمانہ کے لوگون سے بڑے ہوے تھے

م ص۔ ابن مبارک رح کہتے ہین کہ ابو حنیفہ قوت حافظہ اور فقہ اور صیانت اور شدت ورع مین سب پر غالب تھے قوت حافظہ

بیبض الصحیفہ مین امام صاحب کا قول نقل کیا ہے کہ جب مین حماد رح کی خدمت مین گیا تو جو مسائل وہ فرماتے

ہین یاد رکھلیتا دوسرے روز جب اعادہ اون مسائل کا ہوتا تو میرے ہمدرس رح خطا کرتے اور مین سب ادا کر دیتا یہ

دیکھکر حماد رح نے سب سے فرمادیا کہ صدر حلقہ مین میرے مقابل سوائے ابو حنیفہ کے اور کوئی نہ بیٹھے

م۔ حارث ابن عبدالرحمن کہتے ہین کہ ہم لوگ عطا ابن ابی رباح کے حلقہ مین جایا کرتے کثرت کی وجہ سے

آگے پیچھے بیٹھ جاتے مگر جب ابو حنیفہ رح آتے تو وہ مجلس کی توسیع کرکے اونکو اپنے نزدیک جگہ دیتے۔

قوت حافظہ ہی کے کمال کا باعث ہے کہ تمام احادیث جو فقہ سے متعلق ہین اونکو مستحضر تہین اور جو مسئلہ پوچھا

جاتا تھا اوسکا جواب فوراً دیتے تھے۔

م ص لیث ابن سعید جو امام اہل مصر ہین کہتے ہین کہ مجھے ابو حنیفہ کے دیکھنے کی تمنا تھی۔ ایکبار دیکھا کہ لوگ

ایک شیخ پر ٹوٹ پڑے ہین ایک شخص نے اونکا نام لیکر کوئی مسئلہ پوچھا انہون نے فوراً جواب دیدیا۔

لیث کہتے ہین کہ اونکے جواب باصواب سے مجھے اوسقدر تعجب نہین ہوا جو فوراً جواب دینے سے ہوا حاضر جوابی

فی الحقیقت امام صاحب کی حاضر جوابی تعجب خیز تھی موفق رح نے عمار ابن محمد کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہین

کہ ایک روز ابو حنیفہ مسجد حرام مین بیٹھے ہوے تھے اور آپکے پاس ہر ملک کے لوگون کا ہجوم تھا ہر طرف سے

لوگ مسائل پوچھتے تھے اور آپ ہر ایک کو برابر جواب دیتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا سب جواب

آستین مین رکھے ہوے ہین اور ہر ایک کو آپ فوراً نکال نکال کر دیتے ہین۔

م ص۔ زفر رح کہتے ہین کہ ابو حنیفہ جب کلام کرتے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی فرشتہ اونکو تلقین کر رہا ہے

م ص۔ ابو یوسف رح کہتے ہین کہ کسی مسئلہ مین ہم آپسمین اختلاف کرتے اور وہ حل نہوتا تو امام صاحب

کے پاس آتے آپ اوسکا جواب ایسا فی الفور دیتے کہ گویا آستین مین رکھا تھا کہ آتے ہی نکال کر دیدیا۔

ت ح۔ عبداللہ بن مبارک کہتے ہین کہ مین نے حسن بن عمارہ کو دیکھا کہ ابو حنیفہ کی رکاب پکڑے ہوے

کہہ رہے ہین کہ خدا کی قسم مین نے کسیکو نہین دیکھا جو فقہ مین آپ سے زیادہ بلیغ اور حاضر جواب ہو۔ اسکا

انکار نہین ہوسکتا کہ علم کا مدار عقل اور فہم اور حافظہ پر ہے اور اکابر محدثین کی گواہیون سے ثابت ہے کہ اس

متبرک زمانہ مین جو عین شباب علم کا زمانہ تھا ان امور مین امام صاحب کا کوئی نظیر نتہا اور امام صاحب کا نشو ونما ایسے شہر مین ہوا جو اسلامی دنیا مین دار العلوم اور قبۃ الاسلام مسلم ہو چکا تھا اسلئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ کو دار الخلافت قرار دیا تہا تلقیح مین ابن جوزی رہ نے لکہا ہے کہ کوفہ آٹھ خلیفون کا دار الخلافت رہا ہے۔ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اوسکو قبۃ الاسلام کہا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ دار الخلافت مین اہل کمال کا مجمع ہوا کرتا ہے اسیوجہ سے بہت سے صحابہ وہان اقامت گزین تھے چنانچہ تلقیح مین ایک سو بیس صحابہ کے نام لکہے ہین جو وہان مقیم تھے۔ جامع ترمذی مین خیثمہ ابن سبرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہین کہ مین مدینہ طیبہ گیا اور ابو ہریرہ رض سے ملاقات کی انہون نے میرا وطن دریافت کیا مین نے کہا اہل کوفہ سے ہون اور یہان طلب علم کی غرض سے آیا ہون فرمایا کیا تمہارے یہان سعد ابن مالک اور عبد اللہ ابن مسعود اور حذیفہ اور عمار اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم نہین ہین مطلب یہ کہ جہان یہ حضرات ہون وہان کے لوگون کو اور کہین جانے کی ضرورت نہین اور امام صاحب کے اساتذہ کوفہ مین ایک شعبی ایسے شخص ہین اونکا نظیر نہین چنانچہ تذکرۃ الحفاظ مین لکہا ہے کہ اونکو پانسو صحابہ سے ملاقات ہے۔ ابن سیرین رح کہتے ہین کہ جب مین کوفہ کو گیا تو دیکہا کہ شعبی رح تدریس کر رہے ہین اور لوگ اونسے فتوی پوچھ رہے ہین اور وہ جواب دے رہے ہین حالانکہ صحابہ وہان بکثرت موجود تھے۔ اعصم احول کہتے ہین کہ احادیث اہل کوفہ و بصرہ اور اہل حجاز کو شعبی سے زیادہ کوئی نہین جانتا صلت ابن بہرام کہتے ہین کہ مین نے ایسے شخص کو نہین دیکہا جو شعبی کے مبلغ علم کو پہونچا ہوا تھی۔ اور اوس مین لکہا ہے کہ یہ یعنے شعبی اکبر شیخ ابی حنیفہ غرض کہ تبحر علمی حاصل کرنے کیلئے امام صاحب کو صرف شعبی رح کی شاگردی کافی تھی پھر علاوہ اسکے کوفہ مین علم حدیث کا سرمایہ استقدر تھا کہ محدثین اوس سے مستغنی نہین ہو سکتے تھے چنانچہ مقدمہ فتح الباری مین شیخ الاسلام ابن حجر رح نے امام بخاری رح کا قول نقل کیا ہے کہ مین شام اور مصر اور جزیرہ اور بصرہ کو دو دو چار چار بار گیا ہون مگر کوفہ اور بغداد کو اتنے بار گیا کہ اوسکا شمار نہین کر سکتا کما قال لا احصی کم دخلت الکوفۃ وبغداد مع المحدثین۔

اب غور کیجیے کہ اسقدر سرمایہ علم جسکے حاصل کرنے کو محدثین ہمیشہ مصائب سفر گوارا کرکے دور دور سے آیا کرتے تھے امام صاحب کے گھر مین موجود تھا اوسکے لئے اونکو باہر جانے کی کوئی ضرورت نہ تھی پھر امام صاحب نے وہین کے اساتذہ پر نہین کفایت کی بلکہ حجاز وغیرہ مین سیاحت کرکے چار ہزار استاد

سے حدیث شریف کا سرمایہ حاصل کیا جیسا کہ الخیرات الحسان وغیرہ مین کہا ہے کہ امام صاحب نے
چار ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا ہے"۔

اسماے اساتذہ امام صاحب

امام سیوطی نے تبیض الصحیفہ مین اور امام موفق اور کردری رح نے مناقب مین امام صاحب کے بہت سے اساتذہ کے نام لکھے ہین ہم اون مین سے چند اسماے گرامی ہدیۂ ناظرین کرتے ہین اور اونکا مختصر سا حال بھی خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال سے لکھدیتے ہین معلوم ہو کہ کس درجہ کے وہ حضرات ہین۔

اسماے اساتذۂ امام صاحب

محمد ابن مسلم ابو بکر۔ عبداللہ بن عمر اور سہل بن سعید وغیرہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

محمد ابن مسلم ابن تدرس رح۔ جابر اور ابن عباس اور عائشہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین۔ اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

محمد ابن المنکدر ابو عبداللہ رح۔ عائشہ اور ابو ہریرہ اور ابو قتادہ اور جابر رضی اللہ عنہم کے شاگرد اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

ابراہیم ابن عبدالرحمن السکسکی رح۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔

ابراہیم ابن میسرۃ الطائفی رح وہب ابن عبداللہ الثقفی اور انس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

اسمعیل ابن ابی خالد البجلی ابو عبداللہ رح۔ عبداللہ ابن ابی اوفی رح کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

اسمعیل ابن خالد رح۔ ابو الملیح اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور ابن ماجہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

اعمش سلیمان بن مہران رح عبداللہ بن ابی اوفی و زید ابن وہب اور ابو وائل رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

الاوزاعی عبدالرحمن ابن عمرو عطا و ابن سیرین کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

ایوب ابن ابی تمیمہ السختیانی رح۔ عمرو بن سلمہ اور ابو رجا عطاردی اور ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

بلال ابن مرداس رحمہ انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

بہز ابن حکیم بن معویہ رحمہ اپنے والد حکیم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔

ثابت البنانی رحمہ عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن مغفل اور انس رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

حبیب ابن ابی ثابت ابویحیی رحمہ زید ابن ارقم اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اور صحابہ کی ایک جماعت کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

حجاج ابن ارطاۃ رحمہ شعبی اور عطا اور عکرمہ رحمہم اللہ کے شاگرد ہین اور صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

الحواری ابن الصباح رحمہ عبد اللہ ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور ابوداؤد و ترمذی و نسائی مین اونکی روایتین موجود ہین۔

حسن ابن الحر رحمہ عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ترمذی وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

حصین ابن عبد الرحمن ابوالہذیل رحمہ جابر ابن سمرہ اور ابووائل اور ابوظبیان رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

حکم بن عتیبہ رحمہ ابوجحیفہ و عبد اللہ بن شداد اور ابووائل رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین

حکیم ابن جبیر الاسدی رحمہ ابوجحیفہ اور ابوالطفیل رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور اکثر صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔

حماد ابن ابی سلیمان الاشعری رحمہ انس اور ابووائل رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور مسلم شریف وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

خالد ابن علقمہ الہمدانی رحمہ عبد خیر رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ابوداؤد وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

رباح الکوفی رحمہ عثمان رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ابوداؤد مین اونکی روایتین ہین۔

ربیعہ ابن ابی عبد الرحمن ابوعثمان المعروف بربیعۃ الرای رحمہ انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

ربیعہ ابن عبد الرحمن رحمہ حصین رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ابوداؤد وغیرہ مین اونکی روایتین ہین۔

زیاد ابن علاقہ رحمہ قطبہ اور جریر بجلی اور اسامہ ابن شریک رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

زید ابن اسلم رح مولی عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ اسلم اور ابن عمر اور جابر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ ہین اونکی روایتین موجود ہین۔

زید ابن علی ابن الحسین ابن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ ابن حبان نے ثقات مین لکھا ہے کہ آپنے صحابہ کی ایک جماعت کو دیکھا ہے ابوداؤد ترمذی وغیرہ مین انکی روایتین موجود ہین۔

زید ابن انیسہ رح۔ حکم اور طلحہ بن مصرف اور نعیم المجمر رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین ہین

سعید ابن ابی عروبہ رح حسن اور نضر ابن انس رحمہم اللہ کے شاگرد اور شعبہ وغیرہ کے استاد ہین کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

ب س۔ سعید ابن المرزبان رح انس اور ابو وائل رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور بخاری وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

سعید ابن مسروق رح ابو وائل رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

سلمہ ابن کہیل رح۔ ابن عمر۔ اور جندب اور سوید ابن غفلہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

خ ت م ع۔ سماک ابن حرب رح۔ جابر ابن سمرہ اور نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

شبیب ابن غرقدہ رح۔ عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

شرحبیل ابن سعید رح۔ سعید ابن عبادہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور نسائی مین اونکی روایتین موجود ہین۔

شرحبیل ابن مسلم رح تمیم داری اور ابو الدرداء اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور ابوداؤد ترمذی وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

شعبہ ابن حجاج رح۔ معاویہ ابن قرہ اور انس ابن سیرین اور اعمش رحمہم اللہ کے شاگرد اور سفیان ثوری کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

طلحہ ابن مصرف الیامی رح۔ عبد اللہ ابن ابی اوفی اور انس اور ذر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

طلحہ ابن نافع رح ابو ایوب اور ابن عباس اور جابر اور انس رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی

روایتین موجود ہین۔

عاصم الاحول رح۔ انس ابن مالک اور عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عاصم ابن سلیمان ابو عبدالرحمن رح۔ انس اور عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عاصم ابن کلیب الکوفی رح۔ کلیب اور ابو بردہ اور محمد بن کعب رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین

عاصم ابن ابی النجود رح۔ ابو وائل رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عامر ابن شراحیل رح۔ ابوہریرہ و عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین

عبداللہ ابن رباح رح۔ ابی ابن کعب اور عمار رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عبداللہ ابن عبدالرحمن ابن ابی حسین المکی رح۔ ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عبداللہ بن عثمان ابن خثیم رح۔ صفیہ بنت شیبہ اور ابوالطفیل رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین

عبداللہ ابن ابی المجالد رح۔ عبداللہ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ابوداود وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عبدالعزیز ابن رفیع المکی رح۔ ابن عباس اور ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عبدالکریم ابن ابی المخارق رح۔ انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور مسلم نسائی ترمذی وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عبدالملک ابن ایاس الشیبانی الاعور الکوفی رح۔ ابو عمرو الشیبانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ابوداود مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عبدالملک ابن عمیر اللخمی رح۔ جریر بجلی اور جندب بجلی رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین

عبدالملک ابن میسرۃ الہلالی الکوفی رح۔ زید ابن وہب رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عبدۃ ابن ابی لبابۃ الاسدی رح۔ ابن عمر اور عبداللہ ابن عمرو رض کے شاگرد ہین اور بخاری وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین

عبید اللہ ابن ابی زیاد المکی رح۔ ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ابوداود وغیرہ مین اونکی

روایتین موجود ہین -

عثمان ابن عاصم کوفی رح ابن عباس اور ابن الزبیر وغیرہما رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

عثمان بن عبداللہ ابن موہب رح - ابن عمر اور ابوہریرہ اور ام سلمہ کے شاگرد ہین اور بخاری وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

عطیہ ابن الحرث ابو روق الکوفی رح - انس اور ابراہیم تیمی رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور ابوداود وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

عطیہ ابن سعد جنادۃ الجدلی رح - ابوہریرہ اور ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور ابوداؤد وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

عکرمہ مولی ابن عباس رح - ابن عباس اور عائشہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

العلاء ابن زہیر الکوفی رح - عبدالرحمن ابن الاسود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور نسائی مین اونکی روایتین ہین -

علی ابن اقمر الوداعی رح - ابوجحیفہ اور اسامہ ابن شریک اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

عمرو ابن دینار رح - عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

عمرو بن عبداللہ الہمدانی السبیعی رح - جریر بجلی اور عدی بن حاتم اور جابر ابن سمرہ اور زید ابن ارقم رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

عمرو بن مرۃ المرادی الجملی رح - عبداللہ بن ابی اوفی اور ابو وائل رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

عون ابن عبداللہ بن عتبۃ الہذلی الکوفی رح اپنے والد اور عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

غالب ابن الہذیل ابو الہذیل الکوفی رح - انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور نسائی مین اونکی روایتین موجود ہین -

فرات ابن عبدالرحمن القزاز رح۔ عامر ابن وائلہ اور ابو حازم رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین۔ اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

قتادہ ابن دعامہ رح۔ انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

قیس ابن مسلم ابو عمر الکوفی رح۔ طارق ابن شہاب رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین

محارب ابن دثار الکوفی رح۔ ابن عمر اور جابر اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

مزروق ابو بکر التیمی رح۔ ام درداء رضی اللہ عنہا کے شاگرد ہین اور ترمذی مین اونکی روایتین موجود ہین۔

مسعر ابن کدام رح۔ عطا اور سعید ابن ابی بردہ اور حکم رحمہم اللہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔ شعبہ کہتے ہین کہ صدق کی وجہ سے اونکا نام مصحف رکھا گیا تھا۔

مسلم ابن کیسان الملائی الکوفی رح۔ انس اور عبدالرحمن ابن ابی لیلے رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور ترمذی وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

مکحول الشامی رح۔ واثلہ اور انس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

معاویہ ابن اسحق رح۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد ہین اور بخاری وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

منصور ابن زاذان الواسطی رح۔ انس اور ابو العالیہ رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین

منصور ابن المعتمر ابو عتاب الکوفی رح۔ ابراہیم اور ابو وائل اور زر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

موسی ابن طلحہ ابن عبید اللہ التیمی رح۔ اپنے والد اور عثمان رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

موسی ابن مسلم الکوفی رح۔ ابراہیم تیمی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ابوداؤد وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین

میمون ابن سیاہ البصری رح۔ انس رضی اللہ عنہ وغیرہ کے شاگرد ہین اور بخاری وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین

میمون ابن مہران رح۔ ابوہریرہ اور ابن عباس اور ایک جماعت صحابہ کے شاگرد ہین اور صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

نافع مولی عمر ابن الخطاب رضی اللہ۔ ابن عمر اور ابو لبابہ اور ابوہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور

کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

ہشام ابن عروہ رہ۔ فاطمہ بنت المنذر اور ابو سلمہ کے شاگرد ہین اور ایوب و ابن جریج و شعبہ و معمر رہ وغیرہ کے استاد۔ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

یحیی بن ابی حیہ الکوفی رہ۔ عبد الرحمن ابن ابی لیلی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ابو داؤد وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین

یحیی ابن عبد اللہ ابو المحارث رہ۔ سالم ابن ابی الجعد رضی اللہ کے شاگرد ہین اور ابو داؤد وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

یزید ابن صہیب رہ۔ ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور بخاری مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین

یہ ہین امام صاحب کے اساتذہ۔ آپنے دیکھ لیا کہ اکثر اساتذہ امام صاحب کے تابعین اور صحابہ کے شاگرد ہین جنکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین اور جنکی روایتین بعضے محدثین نے نہین لین اسکی عام وجہ یہ ہے کہ بُعد زمانہ کی وجہ سے معرفت کے اکثر ذریعے مسدود ہو جاتے ہین اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مخالفون اور حاسدون کی افترا پردازیان مشہور ہو جاتی ہین جس سے متاخرین کو اون مین اشتباہ پیدا ہوتا ہے اور اونکی حدیثون کو ترک کر دیتے ہین بخلاف اسکے معاصرت مین ایسا اتفاق کم ہوتا ہے کیونکہ آدمی اپنی ذات سے تحقیق کر سکتا ہے۔ اسکو دیکھ لیجئے کہ امام صاحب پر کیسے کیسے طعن ہوے جو اب تک مخالفون کے زبان زد ہین۔ مگر عبد اللہ ابن مبارک وغیرہ اکابر محدثین نے جو امام صاحب کے معاصر تھے خود جا کر تحقیق کر لی اور جب دیکھا کہ سب محض کذب و افترا ہین آپکو اپنا استاد بنا لیا۔ اسیوجہ سے ابن سیرین رہ فرماتے ہین جیسا کہ ترمذی شریف مین ہے روی عن ابن سیرین انہ قال ان الرجل لیحدثنی فما اتہمہ ولکن اتہم من فوقہ یعنی مین اپنے استاد پر تہمت نہین لگا سکتا البتہ اونکے اوپر کے لوگون کو متہم سمجھ سکتا ہون'' اسکی وجہ یہی ہے کہ کسیکو جب اپنا استاد بناتے ہین تو اول اوسکی حالت کی تحقیق کر لیتے ہین اسلئے کہ علی کرم اللہ وجہ سے مروی ہے انظروا عمن تاخذون ہذا العلم فانما ہو الدین یعنے تحقیق کر کے کسیکو اپنا استاد بنایا کرو کیونکہ علم ہی دین ہے

اور جامع الصغیر مین اسکی موید حدیث مرفوع موجود ہے ان ہذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم کـ عن انس السجزی عن ابی ہریرہ اور بعد تحقیق تہمت لگانے کا موقع نہین بخلاف اوپر کے لوگون کے کہ اونکی جرح و تعدیل کا مدار تقلید پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری رہ کے بعضے اساتذہ ایسے بھی ہین کہ امام مسلم وغیرہ نے اون مین کلام کر کے اونکی روایتون کو داخل صحاح نہین کیا اور چونکہ بخاری رہ کے نزدیک اونکا صدق مسلم

ہوگیا تہا اسلیئے اونکو استاد بنالیا۔ الغرض امام صاحب کے جتنے اساتذہ ہین اون مین کلام کی گنجایش نہین کیونکہ اپنی ذاتی تحقیق سے امام صاحب نے اونکو استاد بنالیا تھا اور متاخرین کی جرح جو تقلید پر مبنی ہے اوس ذاتی تحقیق کے مقابلہ مین مفید نہین۔ اب رہے استادون کے استاد سو وہ صحابہ تھے جن مین کسیکو کلام کی گنجایش نہین جیسا کہ اصول حدیث مین مسلم ہے کہ صحابہ کل عدول ہین اور جو روایتین امام صاحب کے اساتذہ نے تابعین سے کی ہین اون مین بھی جرح کا احتمال بہت کم ہے جیسا کہ اہل بصیرت پر پوشیدہ نہین۔

الحاصل امام صاحب کو جتنی روایتین پہونچی ہین اونکی صحت مین کلام نہین اور اگر کسی روایت مین متاخرین کو کلام ہو تو بمقابلہ تقدم زمان وقلت وسائط وجلالت شان امام ودیگر قراین قابل اعتبار نہین۔

غرضکہ اکابر محدثین کی چشم دید گواہیون سے ثابت ہے کہ نہ کوئی عقل وفہم مین امام صاحب کا نظیر تھا نہ قوت حافظہ مین اور امام صاحب کی نشو ونما ایسے شہر مین ہوئی جو قبۃ الاسلام اور مرجع علما ومحدثین تہا اور علاوہ اسکے دوسرے شہرون مین بھی آپنے طالب علمی کی۔ اور چار ہزار استادون سے سرمایہ حدیث فراہم کیا۔ اور تدین وخدا ترسی کا وہ حال کہ سرآمد روزگار تھے جسکا حال انشاء اللہ تعالی معلوم ہوگا۔ اب ان تمام امور کے لوازم اور متعلقات العادیۃ کے غور کرنے سے اہل انصاف بآسانی معلوم کر سکتے ہین کہ امام صاحب کو فن حدیث مین جو تبحر حاصل تھا اوسکا کیا پایہ تہا۔ یہ بات ہم اپنے قیاس سے نہین کہتے بلکہ اکابر محدثین نے اوسکی تصریح کی ہے چنانچہ کردری رح نے مناقب مین یزید بن ہارون کا قول نقل کیا ہے کہ مین نے علما سے سنا ہے کہ ابوحنیفہ کے زمانہ مین اونکا نظیر تلاش کیا گیا مگر نہ ملا۔ اسیوجہ سے یزید بن ہرون قائل تھے کہ امام صاحب اعلم الناس ہین جیسا کہ موفق نے لکہا ہے۔

ھم۔ ابوبکر ابن عیاش کہا کرتے تھے کہ ابوحنیفہ اپنے زمانہ کے لوگون مین افضل تھے۔

ھم۔ ابو یحیی حمانی کہتے ہین کہ مین نے ابوحنیفہ رح سے بہتر شخص کو کبھی نہین دیکھا۔

م ص۔ عبداللہ بن مبارک رح کہتے ہین ابوحنیفہ افقہ الناس تھے مین نے فقہ مین اونکا مثل نہین دیکھا۔

ص لـ۔ اعمش کہتے ہین کہ ابوحنیفہ وہ مسائل جانتے ہین کہ نہ حسن بصری جانتے ہین نہ ابن سیرین نہ قتادہ نہ بتی نہ اونکے سوا اور کوئی۔

م ص ک۔ خارجہ ابن مصعب کہتے ہین کہ ایک ہزار سے زیادہ علما سے مین نے ملاقات کی ہے مگر علم وعقل مین مین نے کسیکو ابوحنیفہ کا نظیر نہین پایا۔ اونکے روبرو آتے ہی اونکے علم اور زہد اور ورع اور صیانت نفس کی وجہ سے آدمی کی یہ حالت ہوجاتی تہی کہ اپنے نفس کو حقیر سمجھکر متواضع ہوجاتا تہا۔

م ص ۔ ایکبار ابن مبارک رح کی مجلس مین امام صاحب کا ذکر کسی نے بے طوری سے کیا آپنے فرمایا کہ تمام علما مین سے ایک تو ابو حنیفہ کا مثل پیش کرو ورنہ ہمارا پیچھا چھوڑ دو اور ہمکو عذاب مین نہ ڈالو مین اونکی مجلس مین اکابر کو دیکھتا تھا کہ صغیر معلوم ہوتے تھے اونکی مجلس مین مین اپنے آپ کو جسقدر ذلیل پاتا تھا کسی مجلس مین نہین پایا یعنے اونکے مقابلہ مین اپنے علم کی کوئی ہستی نہ تھی''

خ ۔ سفیان ثوری رح کا قول ہے کہ ابو حنیفہ کی مخالفت ایسا شخص کرسکتا ہے جو اون سے قدر او علم مین بڑھا ہو اور ایسا شخص کہان ہے ۔

م ص ۔ سفیان ابن عیینہ رح کہتے ہین کہ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے زمانہ کے عالم تھے اونکے بعد شعبی رح اپنے زمانہ کے عالم ہوے اونکے بعد ابو حنیفہ رح اپنے زمانہ کے عالم ہوے یعنے ان قرون ثلثہ مین ہر ایک اپنے اپنے زمانہ مین بے مثل تھے ۔

خ ۔ سفیان بن عیینہ کا قول نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہ کا مثل میری آنکھون نے نہین دیکھا''

ک ۔ مسیب ابن شریک کہتے ہین کہ اگر تمام شہرون کے لوگ اپنے اپنے علما کو لائین اور ہم ابو حنیفہ کو پیش کرین تو وہ ہمارا مقابلہ نکر سکینگے ۔

ک ۔ خلف ابن ایوب کہتے ہین کہ امام صاحب کے زمانہ مین اون سے علم مین بڑھا ہوا کوئی نہ تھا''

م ک ۔ ابو معاذ خالد بن سلیمان بلخی کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح سے افضل شخص مین نے نہین دیکھا''

ک م ص ۔ حمانی کہتے ہین شریک رح ایک روز اپنی مسجد مین بیٹھے تھے کہ قریش کی ایک قوم آئی اور ابو حنیفہ رح کا ذکر کرکے پوچھا کہ آپکا کیا حال تھا کہا وہ ایک اجنبی شخص تھے ہم مین سے ۔ نتھے مگر ہم سب پر غالب آگئے ۔

م خط ک ۔ عبد الرحمن بن مہدی کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح علما کے قاضی القضاۃ ہین ۔ یعنے جس مسئلہ مین انہون نے فیصلہ کردیا اوسکو کوئی توڑ نہین سکتا ۔

ت ح ۔ مکی ابن ابراہیم کہتے ہین کہ ابو حنیفہ اپنے زمانہ کے علما مین اعلم تھے یعنے علم مین سب سے زیادہ تھے امام صاحب کے زمانہ کے علما امام اوزاعی سفیان ثوری مسعر اور عبد اللہ ابن مبارک وغیرہ صدہا محدثین تھے جنکے شاگرد وہ ہین اصحاب صحاح ستہ کے معتمد اساتذہ تھے اون سب کے علم پر امام صاحب کے علم کو مکی ابن ابراہیم جیسے شیخ جلیل القدر ترجیح دے رہے ہین یہ وہی مکی ابن ابراہیم رح ہین جنکا حال امام ذہبی رح نے

تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ وہ ابو حنیفہ کے شاگرد اور بخاری وغیرہ کے استاد ہین؛
امام بخاری رح انکی شاگردی پر جس قدر ناز کرین بیجا ہے اسلئے کہ اکثر ثلاثیات کا افتخار جو اونکو حاصل ہے انہی حضرت کے طفیل سے ہے کیونکہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین اور امام بخاری رح کے زمانہ تک زندہ رہے
ص - مکی ابن ابراہیم حدیث اور فقہ مین ابو حنیفہ رح کے شاگرد تھے اور اون سے نہایت محبت رکھتے تھے اور اون کے مذہب کے باب مین نہایت متعصب تھے۔ اسمعیل ابن بشر کہتے ہین کہ ایکبار مکی ابن ابراہیم کی مجلس مین مین حاضر تہا اونہون نے کہا حدثنا ابو حنیفہ ایک شخص نے کہا حضرت ابن جریج کی کوئی روایت بیان کیجئے ابو حنیفہ کی روایت کی ہمین ضرورت نہین۔ یہ سنتے ہی نہایت غضبناک ہو کر کہا اے شخص میری مجلس سے اٹھ جا اور جب تک وہ اٹھا یا نہین گیا کوئی روایت نہین بیان کی۔ اب غور کیا جائے کہ مکی ابن ابراہیم اور اکابر محدثین جب یہ کہہ رہے ہین کہ ابو حنیفہ اعلم الناس تھے جنکا نظیر تلاش کرنے پر بھی نہ ملا تو ان چشم دید گواہیون کے مقابلہ مین اگر کوئی آخری زمانہ والا ہندوستانی کہے کہ ابو حنیفہ ایک بے علم شخص تھے جنکو حدیثین پہونچی ہی نہین تو اوسکو کیا کہنا چاہئے۔

ت - شداد ابن حکیم کہتے ہین کہ ابو حنیفہ سے اعلم مین نے نہین دیکھا۔ علم حدیث

خ - امام شافعی رح نے امام مالک رح سے کئی محدثین کا حال دریافت کرکے ابو حنیفہ رح کا حال پوچھا۔ فرمایا سبحان اللہ لم ار مثلہ یعنے وہ عجیب شخص تھے اونکا مثل مین نے نہین دیکھا۔

م ص ک - معروف ابن حسان کہتے ہین کہ مین نے اپنے ملاقاتی علما مین ابو حنیفہ رح کا مثل علم فقہ۔ ورع اور صیانت مین نہین دیکھا۔

م ص ک - یوسف ابن خالد السمتی کہتے ہین کہ ابو حنیفہ دریا سے بے پایان تھے اونکی عجیب شان تھی مین نے اونکا مثل دیکھا نہ سنا۔

م ص - خلف ابن ایوب کہا کرتے تھے کہ ابو حنیفہ ایک نادر الوجود شخص ہین۔

م ص - ابو یوسف رح کہتے ہین کہ پہلے مین ابن ابی لیلے کے حلقہ مین جایا کرتا تھا اوسکے بعد ابو حنیفہ کے حلقہ مین جانا شروع کیا۔ ایکبار ابن ابی لیلے سے ملاقات ہوئی انہون نے امام صاحب کی خیریت پوچھی پھر کہا اونکو مت چھوڑو فقہ اور علم مین اونکا مثل تمنے نہین دیکھا ہوگا انتہی

یہ بات متعدد روایتون سے ثابت ہے کہ ابن ابی لیلی اور امام صاحب مین سخت مخالفت تھی مگر طبیعت مین اونکے

انصاف تھا اسلیئے واقعی بات کہنے مین ذرا بھی تامل نہ کیا۔ الحاصل موافق مخالف سب قائل تھے کہ علم اور فقہ مین امام صاحب کا مثل نہین۔

صک۔ سعید ابن ابی عروبہ نے امام صاحب سے کئی مسئلون مین گفتگو کی آخر کہدیا کہ ہمنے جو متفرق اور مختلف مقامون سے حاصل کیا تھا وہ سب آپکے پاس مجتمع ہے!!

سعید ابن ابی عروبہ نے جو مختلف مقامون کا ذکر کیا اوسکی خاص وجہ یہ ہے کہ اونہون نے بہت سے اساتذہ سے علم حاصل کیا ہے جیسا کہ امام ذہبی رح نے تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ حدث عن الحسن وابی نضرۃ العبدی وابی رجاء العطاردی والنضر ابن انس وقتادۃ ومطر الوراق وخلق کثیر۔ دیکھئے جو حدیثین انہون نے ایک خلق کثیر سے حاصل کی تھین سب امام صاحب کے پاس جمع تھے تو کیا اسکا یہی مطلب ہوگا کہ امام صاحب فن حدیث سے ناواقف تھے۔

ت۔ خلف ابن ایوب کہتے ہین کہ علم خدا تعالیٰ کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پھر صحابہ مین تقسیم ہوا پھر تابعین مین اونکے بعد ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب مین آیا۔

م ص ک۔ عبد اللہ ابن مبارک کہتے ہین اگر یہ خوف نہوتا کہ افراط کی نسبت میری طرف کی جاویگی تو ابو حنیفہ رح پر کسیکو مقدم نکرتا۔

م ص ک۔ بحر سقا کہتے ہین کہ مین ابو حنیفہ رح سے علمی مسائل مین کلام کیا کرتا تھا ایک روز انہون نے کہا تم اپنے نام کی طرح بحر ہو مین نے کہا اگر مین بحر ہون تو آپ بحور ہو۔

م ص۔ حسن بن زیاد لولوی کہتے ہین کہ ابو حنیفہ ایک دریائے بے پایان تھے اونکے علم کی انتہا معلوم نہوسکی۔

ک۔ اسرائیل ابن یونس کی مجلس مین امام صاحب کا ذکر آیا اونہون نے کہا کہ اس زمانہ مین لوگ جن چیزون کی طرف محتاج ہین اونکو وہ سب سے زیادہ جانتے ہین۔

ت۔ اسرائیل بن یونس کہتے ہین کہ جس حدیث مین فقہ کا کوئی مسئلہ ہو اوسکو ابو حنیفہ خوب یاد رکھتے تھے

تہذیب التہذیب مین اسرائیل بن یونس کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ انہون نے ایک خلق کثیر سے روایت کی ہے دیکھئے جنہون نے ایک خلق کثیر سے سرمایہ حدیث حاصل کیا اور حافظہ اونکا اسقدر کہ امام احمد ابن حنبل رح جیسے قوی الحفظ اونکے حافظہ پر تعجب کرتے تھے جیسا کہ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے جب ایسے شخص کہین کہ لوگ جن چیزون کی طرف محتاج ہین ابو حنیفہ اونکو سب سے زیادہ جانتے ہین تو غور

کیجئے کہ امام صاحب کے پاس محتاج الیہ ذخیرہ حدیث کس قدر ہوگا۔ ہمنے مانا کہ لوگون کو اوس زمانہ مین تدوین فقہ کی احتیاج تھی مگر اوسکے ساتھہ یہ بھی ماننا پڑیگا کہ فقہ بغیر حدیث کے مدون نہین ہوسکتی تھی اس سے یہ لازم ہے کہ بقول اسمٰعیل رح امام صاحب فقہ اور حدیث دونون مین سب سے بڑے ہوے تھے۔ چنانچہ یہی بات اعمش رح نے کھلے لفظون مین فرمایا کہ آپ فقہ اور حدیث دونون کو خوب جانتے ہو۔

ک۔ حفص ابن غیاث رح فرماتے ہین کہ ابوحنیفہ رح کے جیسا عالم اون احادیث کا مین نے نہین دیکھا جو احکام مین مفید اور صحیح ہون۔

حفص رح چونکہ خود فقیہ تھے جیسا کہ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے اسلئے انہون نے ایک چھوٹے سے جملہ مین امام صاحب کی نہایت وسیع تعریف کی اسلئے کہ امام صاحب کو تدوین فقہ مین انھی احادیث کی ضرورت تھی جو مفید احکام اور صحیح ہون کسی مسئلہ مین ایک صحیح حدیث موجود ہو تو وہ سو غیر صحیح حدیثون سے بہتر سمجھی جائیگی امام صاحب نے چار ہزار شیوخ سے جو حدیثین لی تہین اون مین غور و فکر کرکے اونہی حدیثون کو منتخب کرلیا تھا جن سے احکام کا استنباط ہوسکتا تہا اور وہ صحیح بہی تہین۔ اب غور کیجئے کہ جو کہا جاتا ہے کہ فقہ صحیح حدیثون کے مخالف ہے کس قدر زیادتی ہے اکابر محدثین کی شہادتون سے تو یہ ثابت ہے کہ امام صاحب کے زمانہ مین جو حدیثین صحیح سمجھی جاتی تہین فقہ اونکے موافق ہے۔

مص ک۔ محمود ابن شریک کہتے ہین کہ انبانا عبد اللہ بن یزید قال حدثنا ابوحنیفہ شاہ مردان یعنے عبد اللہ بن یزید مقری امام صاحب سے حدیث کی روایت کرتے تو اونکا نام شاہ مردان کے لقب کیساتھہ لیتے اور لکہا ہے کہ حدثنا شاہ شاہ بھی کہتے تھے۔

مک ص۔ ابوعصمہ کا قول نقل کیا ہے کہ مین نے بہت سی حدیثین جو اساتذہ سے سنی تہین ابوحنیفہ رح پر پیش کین اونہون نے ہر ایک کا ضروری حال بیان کردیا کہ فلان حدیث لینے کے قابل ہے اور فلان نہین۔ اب مجھے افسوس آتا ہے کہ کل حدیثین اونکو کیون نہین سنائین۔ اسی سے امام صاحب کی حدیث دانی کا بہی حال معلوم ہوگیا کہ ہر حدیث کے ماله وما علیہ کو بھی خوب جانتے تھے یہی وجہ تھی کہ محدثین بھی امام صاحب کو امام کہتے تھے چنانچہ تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ ابوداؤد سجستانی (صاحب سنن) کا قول ہے ان ابا حنیفۃ کان اماما یعنے وہ کہتے ہین کہ یہ بات یقیناً ثابت ہے کہ ابوحنیفہ امام تھے۔

ک۔ ابراہیم ابن طہمان کہتے ہین کہ ابوحنیفہ ہر بات کے امام ہین۔

سک - ابوامیہ سے پوچھا گیا کہ عراق سے جو علما آپکے پاس آئے اون مین افقہ کون ہین کہا ابو حنیفہ اور وہی امام ہین

ک - ابن مبارک رح فرماتے ہین کیف تقولون الامام الاعظم لا یعرف الحدیث یعنی امام اعظم کی نسبت یہ کیونکر کہہ سکتے ہو کہ وہ حدیث نہین جانتے مطلب یہ کہ جو اوراماموں سے بڑا امام ہو کیا ممکن ہے کہ وہ حدیث ہی کو نہ جانے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام صاحب کو امام اعظم کا لقب امیر المومنین فی الحدیث دینے ابن مبارک نے دیا ہے جنکا اتباع کل محدثین کو لازم ہے۔ اسیوجہ سے امام ذہبی رح نے تذکرۃ الحفاظ مین آپکے ترجمہ کی ابتدا یون کی ہے ابو حنیفۃ الامام الاعظم فقیہ العراق النعمان ابن ثابت۔

مص ک - امام ابو یحیی زکریا ابن یحیی نیشاپوری نے اپنی کتاب مناقب ابی حنیفہ مین یحیی بن نصر ابن حاجب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے ابو حنیفہ رح سے سنا ہے فرماتے تھے کہ کئی صندوق حدیثین میرے پاس ہین اون مین سے بہت تہوڑی حدیثین نکالی ہین جن سے انتفاع ہو۔ انتہی۔

کشف بزدوی مین بھی یہ روایت موجود ہے۔ چونکہ امام صاحب کا حافظہ نہایت قوی تھا اس سے ظاہر ہے کہ وہ کئی صندوق حدیثین آپکو ازبریاد تھین جنکو آپ اجتہاد کے وقت مستحضر رکھتے تھے مگر چونکہ روایت کا کام آپنے اپنے ذمہ نہین لیا تھا اسلیئے وہ روایتین آپ سے مروی نہین۔ آپکی عادت تھی کہ اجتہاد کے وقت جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو اہل حلقہ سے فرماتے جنکو جو کچھ احادیث و آثار یاد ہون پیش کردین۔ اوسکے بعد آپ تقریر کرتے اثنائے تقریر مین جس بات پر آپکو بمقتضائے اجتہاد زور دینا منظور ہوتا اور اوسکی موید اہل حلقہ کی پیش کردہ حدیثون مین کوئی حدیث نہوتی تو ایسے موقع مین آپ اپنی ذاتی مرویات کو بیان کردیتے۔ یہ طریقہ آپنے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اختیار کیا تہا کہ جب کسی واقعہ مین اشد ضرورت ہوتی اور کسی کو اوس واقعہ سے متعلق کوئی حدیث یاد نہوتی آپ بیان کردیتے جیسا کہ کتب سیر وغیرہ سے ظاہر ہے۔

اوپر یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ اعمش رح جو مصحف کہے جاتے تھے اونہون نے بھی امام صاحب کے محدث ہونیکو تسلیم کرلیا ہے۔

امام صاحب صرف کثرت سرمایہ حدیث ہی کی وجہ سے امام نہین سمجھے جاتے تھے بلکہ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ احادیث کے معنی اس خوبی سے کرتے تھے کہ کسی قسم کا اشکال باقی نہین رہتا تھا۔

مک - خلف ابن ایوب کہتے ہین کہ مین علما کی مجلسون مین جایا کرتا تھا جو بات سمجھ مین نہ آتی تو مجھے غم ہوتا اور ابو حنیفہ سے جب وہی بات پوچھتا تو اشکال حل ہوجاتا جس سے دل مین نور پیدا ہوتا تہا۔

م ص ح ک ۔ مین لکہا ہے کہ حافظ محمد ابن میمون قسم کھا کر کہتے تھے کہ ابو حنیفہ رح کے افادات سننے
مین جس قدر مجھے خوشی ہوئی لاکھ اشرفی ملنے مین بھی نہین ہو سکتی"

یہ نور و سرور جو امام صاحب کے افادات سے حاصل ہوتا تھا اوسکی وجہ یہی تھی کہ احادیث کے مضامین غامض
جن تک محدثین کے فہم و ادراک کی رسائی نتھی امام صاحب اونکو نہایت عمدگی سے بیان کرتے تھے جسکو
طالبین کمال اصل علم سمجھتے تھے۔

ک ۔ شداد بن حکیم کہتے ہین کہ نوح ابن مریم جب کوئی روایت سلف سے کرتے تو اوسکے آخر مین ابو حنیفہ رح
کا قول ضرور بیان کرکے کہتے کہ جسطرح انہون نے علم کی تفسیر کی ہے کسی نے نہین کی۔

م ص ک ۔ معروف ابن عبد اللہ کہتے ہین کہ ایک روز مین علی بن عاصم کی مجلس مین تھا انہون نے
سب سے کہا کہ تم لوگ علم سیکہو ہمنے کہا کیا آپ سے جو کچھ ہم سنتے ہین وہ علم نہین کہا علم وہ ہے جو ابو حنیفہ جانتے
ہین اور کہا کہ اگر ابو حنیفہ کا علم اونکے زمانہ کے تمام علما کے ساتھ وزن کیا جاتا تو انہی کا علم غالب ہوتا۔

م ص ک ۔ ابو سفیان حمیری رح کہا کرتے تھے کہ ابو حنیفہ اس امت کے بہترین اشخاص سے ہین
سخت مسائل کا کشف اور احادیث مبہمہ کی تفسیر جو انہون نے کی کسی سے نہو سکی۔

م ص ک ۔ مقاتل ابن سلیمان رح کہتے ہین کہ مین نے ابو حنیفہ رح کو علم کی تفسیر کرتے دیکھا ایسی تفسیر
کرتے تھے کہ اوس سے تسکین ہو جاتی تھی۔

م ۔ فضل ابن موسی سینانی کہتے ہین کہ ہم حجاز اور عراق کے علما کی مجلسون مین پھرا کرتے تھے مگر جو برکت
اور نفع ابو حنیفہ رح کی مجلس مین تہا وہ کہین نہ تہا۔

ک ۔ ایک روز وکیع رح کی مجلس مین ایک حدیث پیش ہوئی جسکا مضمون مشکل تہا وہ کھڑے ہو گئے
اور ٹھنڈی سانس بھر کے کہا اب ندامت سے کیا فائدہ کہان ہین وہ شیخ یعنے ابو حنیفہ جن سے ایسکا حل ہوتا

خ ۔ ابن مبارک رح نے امام صاحب کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ ابراہیم نخعی اور حماد ابن سلیمان نے مرتے
وقت اپنا خلیفہ چھوڑا تھا خدا آپ پر رحم کرے کہ آپنے اپنا خلف روئے زمین پر نہین چھوڑا یہ کہکر زار زار روئے

ک ۔ امام ابو یوسف رح کہتے تھے کہ مجھے آرزو آتی ہے کہ ابو حنیفہ رح کی ایک مجلس مجھے نصیب ہو
اور مین اپنا آدھا مال اوسکے لئے صرف کردون۔ لکھا ہے کہ اوس زمانہ مین بیس لاکھ درہم اونکے ملک مین تھے
اصمعی رح نے اس آرزو کی وجہ دریافت کی کہا کہ بعضے مسائل مین خدشے ہین جنکے حل کرنیکی ضرورت ہے

م ص - خلاد سکونی کہتے ہین کہ ایک روز مین زہیر ابن معاویہ کے یہان گیا اونہون نے پوچھا کہان سے آتے ہو مین نے کہا ابوحنیفہ کے پاس سے یہ سنتے ہی اونہون نے کہا خدا کی قسم اونکے پاس ایک روز بیٹھنا میرے پاس ایک مہینہ بیٹھنے سے زیادہ تمکو نفع دیگا" یہ ہین نفوس قدسیہ کے آثار و علامات کہ باوجودیکہ منشا حسد کا قائم ہے مگر واقعی فضیلت بیان کرنے اور خود اپنے آپ پر ترجیح دینے مین ذرا بھی تامل نہین کیا اور قابل قبول بھی ایسی ہی شہادتین ہوتی ہین بخلاف اسکے جو بدگوئیان معاصرین مین باہم ہوتی ہین - چنانچہ امام صاحب کی نسبت بھی بہت سارے الزام لگائے گئے جنکا منشا صرف حسد تہا سو وہ اس قابل بھی نہین کہ توجہ سے سنے جائین اسیوجہ سے محدثین اہل تحقیق نے قاعدہ ٹھہرادیا ہے کہ اس قسم کی جرحین بے اعتبار محض ہین -

ک - وکیع رح محدثین سے کہا کرتے تھے کہ اے قوم تم حدیثین طلب کرتے ہو اور اونکے معنی نہین طلب کرتے اس مین تمہاری عمر اور دین ضائع ہو جائیگا مجھے آرزو آتی ہے کہ ابوحنیفہ کی فقہ کا عشر سمجھین ہوتا ایک روز انہون نے حضار مجلس سے فرمایا - لوگو - حدیث سننا بغیر فقہ کے تمکو کچھ نفع نہ دیگا اور تم مین سمجھ پیدا نہوگی جبتک اصحاب ابوحنیفہ کے ساتھ نہ بیٹھوگے اور وہ اونکے اقوال کی تفسیر نہ بیان کرینگے

م ص ک - ابن مبارک کہتے ہین کہ ابوحنیفہ کی رائے مت کہو بلکہ تفسیر حدیث کہو -

اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب کے اقوال حدیث کی تفسیر ہین -

م ص - یوسف ابن خالد سمتی رح کہتے ہین کہ مین بصرہ مین عثمان بتی رح کی خدمت مین جایا کرتا تھا اوس زمانہ مین مجھے یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ بصرہ کا فی علم سے مجھے حاصل ہوگیا ہے مگر جب ابوحنیفہ رح کی خدمت مین حاضر ہوا تو اوسوقت میری آنکھین کھلین اور یہ معلوم ہوا کہ علم کچھ بھی مجھے نہین آیا پھر جو کچھ حاصل ہوا وہ ابوحنیفہ رح کی خدمت مین حاصل ہوا" ابتدا مین اونہون نے صرف کثرت احادیث ہی کو علم سمجھ رکھا تہا جسطرح عموماً سمجھین کا خیال تہا مگر جب اونہون نے امام صاحب کی مجلس کو دیکھا اور زبانی احادیث کی تفسیر سنے اوسوقت معلوم ہوا کہ علم الفاظ اور تحت اللفظ ترجمہ کا نام نہین بلکہ علم چیزے دیگر ہے اور اوسکے لئے امام اعظم کی ضرورت ہے -

م ص ک - شداد ابن حکیم کہتے ہین کہ اگر خداے تعالی ہم پر احسان نہ فرماتا ابوحنیفہ اور اونکے اصحاب کے وجود سے جنہون نے علم کو ظاہر کیا اور اوسکی شرح کی تو ہم نہ جان سکتے کہ کس چیز کو اختیار کرلین اور کس کو -

م ص ک - ابن مبارک اپنے شاگردون سے کہا کرتے تھے کہ آثار و احادیث کو لازم سمجھو مگر اونکے لیے ابو حنیفہ کی ضرورت ہے کیونکہ وہ حدیث کے معنی جانتے ہین - اور لکہا ہے کہ ابن مبارک رح فرمایا کرتے تھے کہ علما ابو حنیفہ سے مستغنی نہین ہو سکتے کچہ نہین تو تفسیر حدیث مین تو ضرور محتاج ہین - دیکھئے امیر المومنین فی الحدیث تو یہ فرماتے ہین کہ ہر محدث تفسیر حدیث مین ابو حنیفہ کا محتاج ہے اور آخری زمانہ کے مولوی کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کے اقوال دیکھنا درست نہین - اگر ابو حنیفہ ہی کی مخالفت ہوتی تو مضائقہ تہا مگر افسوس یہ ہے کہ امیر المومنین فی الحدیث کی بھی مخالفت کی جا رہی ہے -

م ک - محدثین کہا کرتے تھے کہ عبد اللہ ابن مبارک ابو حنیفہ سے علم مین بڑے ہوے ہین ابو سعید ابن معاذ نے یہ سنکر کہا کہ ان لوگونکی مثال رافضیون کی سی ہے - کہ علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا امام بنا لیا اور خود اونہون نے جنکو اپنا امام بنایا تہا یعنے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو امام نہین سمجھتے اسی طرح یہ لوگ بھی عبد اللہ ابن مبارک کو اپنا امام قرار دیتے ہین اور خود اونہون نے جو ابو حنیفہ کو اپنا امام بنایا تہا اونکو امام نہین سمجھتے - بات یہ ہے کہ بمصداق انما یعرف الفضل من الناس ذووہ اہل فضل کی قدر و منزلت اہل فضل ہی جانتے ہین - تعظیم ثوری امام صاحب کا
باوجودیکہ سفیان ثوری اور امام صاحب مین بمقتضائے بشریت کسیقدر شکر رنجی تھی مگر قدر و منزلت امام صاحب کی جسقدر چاہئے سفیان ثوری رح کے دل مین تھی جیسا کہ اس واقعہ سے ظاہر ہے جو تبییض الصحیفہ مین لکہا ہے کہ عبد اللہ ابن عیاش کہتے ہین کہ سفیان ثوری رح کے بہائی کا جب انتقال ہوا تو ابو حنیفہ رح اونکی تعزیت کیلئے گئے سفیان رح اونکو دیکہتے ہی کہڑے ہو گئے اور معانقہ کرکے اونکو اپنی جگہ بٹھلایا اور خود روبرو بیٹھ گئے بعد اونکے جانے کے بعض دوستون نے کہا کہ آج آپنے یہ کیا حرکت کی جو ہم سب کو بہت نامعلوم ہوئی فرمایا کیا بات ہوئی مین نے کہا کہ آپ ابو حنیفہ کیلئے اوٹھے اور اونکو اپنی جگہ بٹہا کر خود روبرو بیٹھ گئے - فرمایا اعتراض کی کیا بات ہے مین ایسے شخص کیلئے اٹھا جو علم مین اعلی درجہ پر ہے اگر اونکے علم کی وجہ سے نہ اٹھتا تو عمر کے لحاظ سے اٹھتا تہا اور اگر عمر کے لحاظ سے بھی نہ اٹھتا تو اونکی فقہ کے سبب سے اٹھنے کی ضرورت تھی وہ کہتے ہین کہ اسکا جواب مجھسے نہو سکا -

خ - ابو حنیفہ اور سفیان ثوری رحمہما اللہ ایکبار بالاتفاق حج کو گئے اونہون نے التزام کر لیا تہا کہ ہر جگہ ابو حنیفہ رح کو آگے بڑہاتے اور خود پیچھے رہتے تھے اور جو کوئی مسئلہ پوچہتا تو آپ کچھ جواب نہ دیتے یہانتک کہ ابو حنیفہ رح کو جواب دینے کی ضرورت ہوتی -

اکابر محدثین امام صاحب کی تعظیم وتوقیر اور ثنا وصفت جو اسقدر کرتے تھے اوسکا سبب یہی تھا کہ علاوہ دونو
علم حدیث کے امام صاحب کا تفقہ مسلم اور شہرۂ آفاق تھا جسکی طرف محدثین محتاج تھے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا

ک ۔ ابو حمزہ ثمالی کہتے ہین کہ ہم لوگ امام باقر رح کی خدمت مین بیٹھے تھے کہ امام صاحب آئے اور چند
مسائل پوچھے جب وہ چلے گئے تو امام باقر رح نے کہا کہ یہ شخص کیسے کثیر الفقہ ہین ۔ امام باقر رح کا امام صاحب
کی کثرت فقہ کی تعریف کرنی اونکی جلالت شان پر دلیل قوی ہے ۔

م ح ک ۔ یزید ابن ہارون سے کسی نے پوچھا کہ امام مالک رح کی رائے کو آپ اچھی سمجھتے ہو یا ابو حنیفہ
کی رائے کو ؟ کہا کہ امام مالک سے حدیثین لکھ لو کیونکہ وہ احادیث کی تحقیق خوب کرتے ہین ۔ اور فقہ ابو حنیفہ
اور اونکے اصحاب کا کام ہے گویا وہ اسی کے لئے پیدا کئے گئے ہین ۔

م ص ۔ علی ابن ہاشم کہتے ہین کہ ابو حنیفہ علم کے خزانہ تھے جو مسائل اعلی درجہ کے عالم پر سخت ہون
وہ اون پر آسان تھے

م ص ک ۔ رقبہ بن مسقلہ کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح نے علم مین ایسا خوض کیا کہ کسی نے کیا تھا اسلئے
وہ جو چاہتے تھے اونکو حاصل ہو گیا ۔

م ص ک ۔ یحیی بن آدم رح کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح نے فقہ مین ایسی کوشش کی کہ اونکی پیشتر کسی نے
نہین کی اسلئے خدائے تعالے نے اونکو راہ بتلا دی اور اوسکو آسان کر دیا ۔ اور خاص و عام نے اونکے علم سے نفع اٹھایا

ک ۔ نضر بن محمد کہتے ہین کہ میرا ظن غالب ہے کہ اللہ تعالی نے ابو حنیفہ کو رحمت پیدا کیا ہے اگر وہ
نہوتے تو بہت سا علم گم ہو جاتا ۔

م ص ک ۔ سفیان ابن عیینہ کہتے ہین کہ جب مین سعید ابن ابی عروبہ کے پاس گیا تو انہون نے مجھے
کہا کہ تمہارے بلاد سے ابو حنیفہ کی جو خبرین پہونچتی ہین اون سے معلوم ہوتا ہے کہ اونسے افقہ کوئی نہین مجھے
آرزو آتی ہے کہ اس شخص کو جو خدائے تعالی نے علم دیا ہے وہ تمام مسلمانون کے دلون مین ڈالا جائے
اس شخص کیلئے خدائے تعالی نے فقہ مین فتحیاب کر دیا گویا کہ وہ اسی کے لئے پیدا کیا گیا ہے ۔

م ص ک ۔ اصمعی کہتے ہین کہ مین نے ابو عمرو بن علا سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ علم اگر پوچھو تو ابو حنیفہ کا ہے
اور ہم لوگ جس علم مین مصروف ہین وہ بہت آسان ہے ۔

م ص ۔ یحیی ابن سعید القطان کہا کرتے تھے کہ جو واقعات لوگون مین وقتاً فوقتاً پیش ہوا کرتے ہین

اون مین حکم شرعی بیان کرنیوالا سوا سے ابو حنیفہ کے کوئی نہین یہ بات اونکے اوائل مین تہی مگر تہوڑے دنون مین اونکا کام ترقی کر گیا۔

هم ص ک۔ سفیان ابن عیینہ کہتے ہین کہ جسکو مغازی کا شوق ہو وہ مدینہ جائے اور جو مناسک چاہے تو مکہ جائے اور جو فقہ سیکہنے کا ارادہ کرے وہ کوفہ مین جاکر اصحاب ابو حنیفہ کی صحبت کو لازم پکڑے۔

هم ص۔ امام شافعی رح فرماتے ہین کہ جسکو فقہ کی معرفت منظور ہو وہ ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب کو لازم پکڑے کیونکہ فقہ مین سب عیال ابو حنیفہ ہین اس سے ظاہر ہے کہ فقہ کے لئے کوفہ اور اوسمین خاص امام صاحب کا حلقہ مخصوص ہے۔

خ۔ قاضی شریک کہتے ہین کہ ابو حنیفہ فقہ مین دقیق النظر اور علم و عمل و بحث مین اونکا استخراج لطیف ہوتا تھا۔ چونکہ دقت نظر ایک خلقی امر ہے جسمین کسب کو دخل نہین جیسا کہ اعمش رح نے امام صاحب سے کہا تھا کہ اگر طلب سے فضیلت حاصل ہوتی تو مین تم سے افقہ ہو جاتا مگر وہ خدا ے تعالی کی طرف سے عطا ہے۔ کما ذکرہ الکردری فی المناقب۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب کو فقہ کے ساتہہ منجانب اللہ وہ خصوصیت حاصل تھی جو دوسرون کو نتہی یہی بات امام مالک رح کے ارشاد سے بھی ثابت ہے جو الخیرات الحسان مین نقل کیا ہے وہ فرماتے ہین کہ ابو حنیفہ کو فقہ کی توفیق دی گئی جس سے اونپر اوسکی مشقت نرہی

ک۔ اسمعیل ابن ابان کہتے ہین کہ عبد الرحمن ابن عبد اللہ مسعودی رح نے کہا کہ ابو حنیفہ رح فقہ اور فتوی مین موید من اللہ تھے مین نے یہ قول ابو عبید الغفار پر پیش کیا او نہون نے کہا ہان وہ ہمارے زمانہ کے فقیہ ہین پھر قیس بن الربیع پر وہ قول پیش کیا انہون نے بہی کہا کہ مسعودی سچ کہتے ہین غرضکہ امام صاحب کا موفق من جانب اللہ ہونا اوس زمانہ مین مسلم تہا۔

هم ص ک۔ سوید بن سعید کہتے ہین اگر ابو حنیفہ اور خداے تعالے کے درمیان کوئی امر محکم نہوتا تو اونکو اسقدر توفیق نہوتی۔ کردری نے سوید کو توبہ لکہا ہے۔

هم ص۔ ابو جعفر بلخی کہتے ہین کہ یہ بات مجہے پہونچی ہے کہ جب ابو حنیفہ پر کوئی مسئلہ مشکل ہوتا تو اپنے اصحاب سے کہتے کہ کوئی گناہ مجہسے صادر ہوا ہے جس کی سزا یہ ہو رہی ہے۔ پہر وضو کرکے دو رکعت نماز پڑہتے اور استغفار کرتے جس سے وہ مسئلہ حل ہو جاتا اور نہایت خوشی سے کہتے کہ مجہے امید ہے کہ میری توبہ قبول ہوگی اسلئے کہ یہ مسئلہ

حل ہوگیا۔ یہ خبر جب فضیل ابن عیاض رح کو پہونچی تو وہ رونے لگے اور کہا کہ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ ابوحنیفہ کے گناہ بہت کم تھے دوسروں کو تو تنبہ ہی نہیں ہوتا اسلئے کہ گناہ مین غرق ہین " دیکھئے امام پر کسقدر فیضان الٰہی متصل اور متواتر تہا کہ ہر مسئلہ مجوزہ سوال کے آپ بیان کردیتے تھے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اور اگر کسی گناہ کی وجہ سے اوسمین رکاوٹ آجاتی تو استغفار کرنے سے وہ بھی فوراً دفع ہوجاتی اسیوجہ سے اکابر محدثین امام صاحب کو بڑے بڑے نامی گرامی فقہا سے افقہ کہا کرتے تھے۔

م ص ک۔ نضر ابن علی رح نے ابوعاصم نبیل رح سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک ابوحنیفہ افقہ ہین یا سفیان انہون نے خدا کی قسم کہا کر کہا کہ ابوحنیفہ میرے نزدیک ابن جریج سے بھی افقہ ہین میری آنکھون نے اونسے زیادہ فقہ پر اقتدار والا شخص نہین دیکھا " اور ایک روایت مین ہے کہ انہون نے جھڑک کر کہا اسے جاہل ابوحنیفہ کے یہان کا چھوٹا لڑکا سفیان سے افقہ ہے۔ چونکہ ابوعاصم نبیل رح خود بھی فقیہ تھے جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے اسلئے ان حضرات کا موازنہ علم کرکے امام کو ترجیح دی

ک۔ ابوحنیفہ رح جب مکہ معظمہ جاتے تو ابن جریج اور عبدالعزیز ابن رواد اونکے ساتھ اکثر بیٹھتے اور ابن جریج حد سے زیادہ اونکی توصیف کیا کرتے ایکبار اونکی مجلس مین امام صاحب کا ذکر آیا فرمایا وہ بے شک فقیہ ہین اور اس جملہ کو مکرر تین بار کہا۔

م ص ک۔ حرملہ ابن یزید کہتے ہین کہ مین نے مقری رح سے سنا ہے کہتے تھے کہ کسی جوان شخص کو مین نے ابوحنیفہ سے افقہ نہین دیکھا۔

م ص ک۔ محمد بن منصور کہتے ہین کہ مین نے خلف ابن عیوب سے سنا ہے کہتے تھے کہ جو شخص ابو کے باب مین افراط نکرے ہم اوس سے بدگمان ہوتے ہین کسی نے پوچھا افراط کی کیا صورت فرمایا یہ کہنا چاہیئے کہ اونکے زمانہ مین اونسے اعلم اور افقہ کوئی نہ تہا۔

م ص۔ عثمان المدینی کا قول ہے کہ حماد اور ابراہیم اور علقمہ اور ابن اسود سے افقہ ابوحنیفہ تھے۔ یہ حضرات مشاہیر فقہا مین ہین جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ سے ظاہر ہے۔

م ص ک۔ یحیٰ ابن آدم کہتے ہین کہ شریک اور داؤد ابوحنیفہ کے مقابلہ مین ایسے تھے جیسے چھوٹے لڑکے کاش وہ اونکا قول ہی سمجھ لیتے "!

م ک۔ جمید بن عبداللہ کہتے ہین کہ مغیرہ نے مجھسے کہا کہ ابوحنیفہ کے حلقہ مین رہا کرو گے تو فقیہ

ہوجاؤگے اگر ابراہیم نخعی ہوتے تو وہ بھی اونکے حلقہ مین بیٹھتے۔

م ص۔ مسعر رح کہتے ہین کو نہین ابو حنیفہ سے افقہ میںنے نہین دیکھا۔ اونکی فقاہیت پر مجھے رشک آتا ہے

م ص ک۔ یحی ابن آدم کہتے ہین کہ تمام اہل فقہ اور اہل ہنش کا اتفاق ہے کہ ابو حنیفہ سے افقہ کوئی نہین۔ اس امر مین انہون نے ایسی کوشش کی کہ اونسے پہلے کسی نے نہین کی تہی اسلیے خدا تعالے نے اونکو راستہ دکھلا دیا" اس سے تو انہون نے یہ بات ثابت کر دی کہ امام صاحب کے افقہ ہونے پر اوس زمانہ کے کل فقہا و محدثین کا اجماع ہوگیا تہا۔ یہ بات ادہر معلوم ہوی کہ ابو حنیفہ اکابر تابعین کے زمانہ مین ہوتے تو تابعین بہی اونکی طرف محتاج ہوتے۔ اسکی تصدیق مقاتل رح کے قول سے ہوتی ہے جو ابہی لکہا گیا کہ مین نے تابعین اور تبع تابعین کو دیکھا مگر اون مین ابو حنیفہ کے جیسا نکتہ رس اور بصیرت والا شخص نہین دیکھا۔

م۔ عفان ابن سیار کہتے ہین کہ فقہ مین ابو حنیفہ رح کو کوئی پہونچ نہ سکا۔

م ص ک۔ وکیع رح کا قول ہے کہ مالقیت احدا افقہ من ابی حنیفہ اب دیکہیے کہ وکیع رح کو کیسے کیسے اکابر محدثین سے ملاقات ہے۔ تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی رح نے لکہا ہے کہ انہون نے ہشام ابن عروہ اور اعمش اور اسمعیل ابن ابی خالد اور ابن عون اور ابن جریج اور سفیان اور اوزاعی سے اور خلق کثیر سے حدیثین سنی ہین اور امام احمد رح کا قول نقل کیا ہے کہ مارات عینی مثل وکیع قط یحفظ الحدیث ویذاکر بالفقہ فیحسن مع ورع واجتہاد یعنے امام احمد رح فرماتے ہین کہ میری آنکہون نے وکیع کے جیسا عالم نہین دیکہا حدیثین اونکو خوب یاد تہین اور فقہ کا مذاکرہ عمدگی سے کیا کرتے اور نہایت پرہیزگار اور عابد تھے۔ اور یحیی ابن اکثم کا قول نقل کیا ہے کہ مین اونکے ہمراہ سفر اور حضر مین رہا ہون ہمیشہ یہی دیکہا کہ دن کو روزہ رکھتے اور رات مین ایک ختم قرآن کا کیا کرتے تھے"۔ اسکے سوا اور بہت سی تعریفین اونکی لکہی ہین ایسے شخص جب یہ کہہ رہے ہین کہ کسی ایسے شخص سے مجھے ملاقات نہوی جو ابو حنیفہ سے افقہ ہو۔ تو غور کیا جائے کہ امام صاحب کی فقاہیت کس درجہ کی تھی۔ معلوم رہے کہ امام احمد رح نے جو وکیع رح کے مذاکرہ فقہ کی تعریف کی وہ یہی فقہ حنفیہ تہی اسلیے کہ وہ امام صاحب کے مقلد ہین چنانچہ اسی تذکرۃ الحفاظ مین لکہا ہے وکان یفتی بقول ابی حنیفہ رح اسیوجہ سے وہ نبیذ پیا کرتے تھے حالانکہ محدثین کو اوس مین بہت کچہ خلاف ہے امام ذہبی نے اوسی مین لکہا ہے کہ اون مین کوئی عیب نہ تہا مگر

نبیذ پیا کرتے تھے جسکا ثبوت کسی طور سے ہوگیا ہے اور یحیی ابن معین رح کا قول نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے اون سے پوچھا کہ مین نبیذ پیا تھا سو خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ تم نے شراب پی۔ وکیع رح نے یہ سنتے ہی کہا کہ وہ شیطان تہا۔ یہ وہی وکیع رحمۃ اللہ علیہ ہین جنکو امام صاحب سے اوائل مین مقابلہ تہا جیسا کہ خطیب بغدادی رح نے کتاب النصیحہ لاہل الحدیث مین اونکا قول نقل کیا ہے کہ ایکبار ابو حنیفہ مجھسے ملے اور کہا کہ آپ جو حدیثین لکہا کرتے ہو کیا اوس سے بہتر نہو گا کہ فقہ حاصل کرین مین نے کہا کیا حدیث تمامی فقہ کو جامع نہین ہے اوسپر اونہون نے ایک مسئلہ پوچھا مین نے جواب مین ایک حدیث پڑھدی اوسکے بعد انہون نے میرا پیچہا چہوڑا۔

اوسمین علی ابن خشرم رح کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہین کہ کئی بار مین نے وکیع رح سے سنا ہے کہ محدثین سے کہا کرتے کہ اگر تم لوگ فقہ حدیث سیکہو گے تو اصحاب الرائے تم پر غالب نہ آسکینگے۔ ابو حنیفہ جو کسی مسئلہ مین کچہ کہتے ہین سو ہم اوسمین ایک باب روایت کرسکتے ہین۔

دیکہئے ان تقریرون سے کس قدر مخالفت معلوم ہوتی ہے۔ مگر یہ سب اوائل کی باتین تہین جب امام صاحب کے حالات سے خوب واقف ہوے اور معلوم ہوگیا کہ اونکو حدیث مین بہی ید طولی ہے اوسوقت ایسے معتقد ہوگئے کہ امام صاحب ہی کے اقوال پر فتوی دینے لگے۔ یہی حال کل اہل حق محدثین کا رہا ہے کہ ابتدا مین فقہ کو مخالف حدیث سمجھکر مخالفت کرتے اور امام صاحب کو برا بہلا کہتے مگر جب واقف ہوتے تو پشیمان ہوکر توبہ کرتے جیسا کہ اعمش اور اوزاعی وغیرہ رحمہم اللہ کے حالات سے ظاہر ہے

خ۔ اگر سفیان ثوری رح کے پاس کوئی آکر کہتا کہ مین ابو حنیفہ کے پاس سے آیا ہون تو کہتے کہ ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو جو روے زمین پر اونکا سا فقیہ نہین۔

ت۔ محمد ابن بشیر کہتے ہین کہ مین ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے پاس جایا کرتا تھا جب سفیان رح کے پاس جاتا اور وہ پوچھتے کہ کہان سے آئے اور مین ابو حنیفہ کا نام لیتا تو وہ کہتے کہ جئت من عند افقہ اہل الارض سفیان ثوری رح وہ شخص تھے کہ امام ذہبی رح نے اونکو تذکرۃ الحفاظ مین الامام شیخ الاسلام سید الحفاظ الفقیہ لکہا ہے اور لکہا ہے کہ شعبہ اور یحیی ابن معین اونکو امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے تھے۔ اور ابن مبارک رح کہتے ہین کہ ایک ہزار ایک سو شیوخ سے مین نے حدیث لکہی ہے اون مین سفیان رح سے کوئی افضل نہ تہا وکیع رح کہتے ہین کہ سفیان رح ایک دریا تھے۔ ابو اسامہ کہتے ہین کہ اگر کوئی تم سے کہے کہ مین نے ایسے شخص کو

دیکھا ہے کہ سفیان سے افضل تہا تو اوسکی تصدیق مت کرو۔ اوزاعی رح کہتے ہین کہ سوائے سفیان کے اب کوئی ایسا شخص باقی نہین جسکی رضا اور صحت پر امت کا اجماع ہوا ہے۔ ذہبی رح نے لکہا ہے کان قوالا بالحق یعنے وہ بڑے حق گو شخص تھے۔ اس قسم کے اقوال انکی جلالت شان اور تقدس کے باب مین بہت سے وارد ہین۔ غور کیا جائے کہ جب ایسے جلیل القدر امام فقیہ امیر المومنین فی الحدیث حق گو فرما رہے ہین کہ ابوحنیفہ رح کا نظیر روے زمین پر نہین تو امام صاحب کا تفقہ اور فقہ حنفیہ کس درجہ قابل وثوق ہے۔

یہان یہ بات بھی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ باوجودیکہ اوزاعی رح سفیان ثوری رح کی جلالت شان کے قایل ہین مگر طبیب امت امام صاحب ہی کو قرار دیا اور طبقہ محدثین کو عطارون ہی مین داخل رکھا۔ اسیطرح وکیع رح نے باوجودیکہ اونکو علم کا دریا کہا مگر امام صاحب ہی کے سرچشمہ حیات سے اپنی تشنگی بجہاتے رہے۔ اور ابن مبارک رح نے گو اونکو افضل الشیوخ فرمایا مگر عمر بھر امام صاحب ہی کے ملازم خدمت رہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اکابر محدثین عمل کے لئے فقہ کی ضرورت سمجھتے تھے اور عمل بالحدیث کے قائل نتھے یہان اگر یہ کہا جائے کہ سفیان ثوری رح امام صاحب کو اگر افقہ سمجھتے تھے تو اونکی تقلید کیون نکین کی سو اوسکا جواب یہ ہے کہ سفیان رح خود فقیہ اور مجتہد تھے اور مجتہد کو اپنے اجتہاد کے خلاف کسی مجتہد کی تقلید درست نہین۔ باوجود اسکے فتوی دینے کیلئے امام صاحب ہی کے اقوال کی تلاش کیا کرتے تھے چنانچہ امام موفق اور کردری رح نے ثابت زاہد رح کا قول نقل کیا ہے کہ جب سفیان ثوری رح سے کوئی دقیق مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے کہ اس مسئلہ مین کوئی عمدہ تقریر نہین کرسکتا سوائے اوس شخص کے جسپر ہم لوگ حسد کرتے ہین (یعنے ابوحنیفہ رح) پھر امام صاحب کے شاگردون سے پوچھتے کہ اس مسئلہ مین تمہارے استاد کا کیا قول ہے اور جو وہ جواب دیتے اوسکو یاد رکھکے اسی کے موافق فتوی دیتے تھے۔

ص ص۔ قیس ابن الربیع کہتے ہین کہ مین بہت سے علما کی مجلس مین گیا مگر ابوحنیفہ رح سے زیادہ فقہ اور علم مین کسی کو نہین پایا۔

عبید ابن سعید رح کہتے ہین کہ ابوحنیفہ نے جس سے ملاقات کی وہ اوس سے افقہ تھے۔ یعنے تقریبا کل معاصرین سے آپ افقہ تھے۔

مم ص - امام جعفر صادق رح فرماتے ہین کہ ابو حنیفہ کل فقہائے کوفہ سے افقہ ہین -

م - علی ابن عبد اللہ کہتے ہین کہ مین ابو امیہ سے پوچھا کہ عراق یا کوفہ سے جو لوگ آپکے یہان آئے اون مین افقہ کون تھے کہا ابو حنیفہ -

ت ح - عبد اللہ ابن مبارک کہتے ہین مین نے حسن ابن عمارہ کو دیکھا کہ ابو حنیفہ کی رکاب پکڑے ہوئے کہہ رہے ہین کہ خدا کی قسم مین نے کسی کو نہین دیکھا - جو فقہ مین آپ سے زیادہ بلیغ اور حاضر جواب ہو آپ اپنے وقت کے تمام فقہا کے سردار ہو اور جو لوگ آپکے باب مین کچھ کلام کرتے ہین وہ صرف حسد سے ہے ۔ دیکھئے حسن ابن عمارہ جیسے شخص کہ سفیان ثوری رح کے استاد ہین - امام صاحب کی رکاب پکڑے ہوئے فرما رہے ہین کہ آپ سید الفقہا ہو تو اس سے کیسی جلالت شان امام صاحب کی ظاہر ہوتی ہے -

مص ک - عبید ابن اسحق کہتے ہین کہ ابو حنیفہ سید الفقہا ہین اور جو اونپر تہمت لگاتا ہے وہ حاسد یا شریر شخص ہے -

مم ت ح - ابن مبارک رح کہتے ہین کہ ابو حنیفہ افقہ الناس تھے اون سے افقہ مین نے نہین دیکھا

م ص - اسحق ابن راہویہ کہتے ہین مین نے ایسے شخص کو نہین دیکھا جو احکام اور قضایا کو ابو حنیفہ سے زیادہ جانتا ہو ہر چند قبول قضا پر زبردستی اور سختی کی گئی مگر انہون نے قبول نہین کیا حالصا لوجہ اللہ تعلیم اور ارشاد کیا کرتے تھے -

کس ک - ابو الحسن احمد بن محرز کہتے ہین کہ ایکبار منصور کو کسی مسئلہ کی ضرورت ہوی مدینہ طیبہ اور کوفہ وغیرہ تمام شہرون سے علما بلائے گئے مگر کسی سے اوسکا جواب نہو سکا آخر ابو حنیفہ رح نے تسکین بخش جواب دیا بادشاہ نے سب کو رخصت کرکے امام صاحب کو ٹھیرایا اور خدمت قضا قبول کرنے کی درخواست کی -

خ - عیسی ابن یونس نے اپنے شاگردون سے کہا کہ اگر ابو حنیفہ کے باب مین کوئی بدگوئی کرے تو ہرگز اوسکی تصدیق مت کرو - مین خدا کی قسم کھا کر تم سے کہتا ہون کہ مین نے اون سے افضل اور افقہ نہین دیکھا -

اکابر دین جو قسمین کھا کھا کر امام صاحب کی جلالت شان اور عظمت پر گواہیان دیتے ہین اوس سے

یہی مقصود تہا کہ حاسدین اور سفہا جو امام صاحب کی نسبت بدگوئیان کرتے ہین وہ طالبین حق کے
ذہن نشین نہون اور اس مین صرف خیر خواہی انہی کی ملحوظ تھی کہ کہین بے اصل باتون کو باور کرکے
عتاب الہی کے مستحق نہوجائین ۔ ورنہ اوس سے اونکا کوئی ذاتی نقصان متصور نتہا ۔ مگر افسوس ہے
بعضے آخری زمانہ والے اوس سے بھی کچھ نفع نہ اوٹھا سکے ۔

م ت ج ک ۔ امام شافعی رہ فرماتے ہین الناس عیال فی الفقہ علی ابی حنیفہ یعنے لوگ
فقہ مین ابوحنیفہ رہ کے عیال ہین ۔ منتہی الارب مین لکہا ہے کہ عیال الرجل زن و فرزند وہر کہ نفقہ در
سوئنت مرد باشد ۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب کے معاصر اور بعد والے فقہا اونکے عیال ہین
جنکی ترتیب معنوی امام صاحب کے افادات سے متعلق ہے اسیوجہ سے امام شافعی رہ نے فرمایا
ہے من اراد ان تعرف الفقہ فلیلزم اباحنیفہ واصحابہ کذا فی تبییض الصحیفہ اور الخیرات الحسان وغیرہ
مین لکہا ہے من لم ینظر فی کتبہ لم یتبحر فی العلم ولا یتفقہ یعنے جو شخص امام صاحب کی کتابین نہ دیکھے اوسکو
نہ علم مین تبحر حاصل ہوسکتا ہے نہ وہ فقیہ بن سکتا ہے ۔ اسیوجہ سے امام بخاری رہ نے مسند ارشاد
پر بیٹھنے سے پہلے اصحاب الراے کی کتابین یعنے فقہ حنفیہ دیکھ لے جسکا حال انشاء اللہ تعالے
آئندہ معلوم ہوگا ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اکابر سلف رحمہم اللہ تو امام صاحب کی فقہ کی ایسی
تعریفین کرین اور آخری زمانہ والے اوسکے برخلاف اوسکو گمراہی قرار دین ۔

م ص ک ۔ ہارون ابن سعید کہتے ہین کہ امام شافعی رہ فرماتے تھے کہ ابوحنیفہ رہ سے افقہ مینے
نہین دیکہا ۔ خطیب بغدادی نے لکہا ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اونسے افقہ میرے علم مین نہین ہے
ک م ص ۔ داؤد طائی رح کے روبرو امام صاحب کا ذکر آیا انہون نے فرمایا وہ ایک ستارہ ہین جن سے
راہ رو ہدایت پاتے ہین اور ایک بڑی نشانی ہین جسکے طرف مسلمانون کے دل متوجہ ہوتے ہین جو عالم اونکا نہین جانتا
وہ اوسپر بلا ہے ۔ یہ اسوجہ سے فرمایا کہ فقہ مین حدیث کے اشکال حل ہونے مین بغیر فقہ کے حدیث مفید نہین ہوتی
م ص ک ۔ نضر ابن علی کہتے ہین کہ ہم شعبہ رح کے پاس بیٹھے تھے کسی نے امام ابوحنیفہ رح کے انتقال کی خبر سنائی انہون
نے انا للہ پڑہکر کہا کہ اب اہل کوفہ کی روشنی علم جاتی رہی ۔ یاد رکھو کہ اونکے جیسا شخص وہ کبہی نہ دیکھینگے ۔ !!
دیکھئے امام صاحب کا تبحر علم کس قدر ما فوق العادت ہوگا کہ باوجودیکہ امام صاحب کا مثل تو کیا بہتر شخص
کا پیدا ہونا بھی حیز امکان مین ہے مگر اونکا علم و فضل ما فوق العادت دیکھکر بلحاظ امکان عادی شعبہ رح

صاف کہدیا کہ اونکے جیسا عالم کبھی پیدا نہو گا۔

ک شعبہ جب ابو حنیفہ رح کا ذکر کرتے تو بہت ویر تک اونکی مدح کرتے اور ابو الولید کہتے ہین کہ جب امام صاحب کا ذکر شعبہ رح کی مجلس مین ہوتا وہ اونکے حق مین دعا کرتے۔

شعبہ وہ شخص ہین کہ اونکا حال تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ چار سو تابعین سے انہون نے حدیثین لی ہین اور اعمش اور سفیان ثوری وغیرہ کے استاد ہین۔ مزاج مین اونکے تحقیق اس درجہ تھی کہ اگر بیس بار مختلف استادون سے روایت سنتے تو اوسپر بھی کفایت نکرتے۔ امام احمد کہا کرتے تھے کہ کان شعبۃ امۃ وحدہ فی ہذا الشان یعنے شعبہ اکیلے ایک امت کے قائم مقام تھے اونسے بڑھکر عابد وزاہد دیکھا نہین گیا صائم الدھر اور کثیر الصلوۃ تھے ریاضت سے اونکا پوست ہڈیون پر خشک ہو کر سیاہ ہو گیا تھا اونکے کپڑے مٹی کے ہم رنگ تھے" ایسے شخص امام صاحب کی مدح مین فرماتے ہین کہ اونکا نظیر پیدا ہونا مشکل ہے۔ مردم شناسی انھی حضرات کا کام تہا۔ شعبہ جیسا کوئی فاضل محتاط یا خدا ترس شخص ہو تو امام صاحب کی قدر جانے ہر کس و ناکس کو اونکی کیا قدر۔

ص ک۔ عبد الرزاق کہتے ہین کہ مین ایک روز معمر رح کے پاس بیٹہا تھا کہ ابن مبارک رح آئے اونکو دیکھتے ہی معمر رح نے کہا کہ سوائے ابو حنیفہ کے ایسا کوئی شخص میرے خیال مین نہین ہے جو فقہ مین عمدگی سے کلام کرے۔ اور حدیث کی شرح کرنے کی لیاقت رکھتا ہو۔ اور اوسکو خوف بھی ہو کہ دین مین کوئی شک کی بات داخل نہونے پائے" معمر رح اکابر محدثین سے ہین چنانچہ تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ وہ سفیان ثوری اور ابن مبارک وغیرہ کے استاد ہین۔ امام احمد رح کہتے ہین کہ معمر کو جس کے ساتھ ملاؤ گے اونہین کو فوقیت ہو گی ابن جریج رح کہتے ہین کہ اونکے زمانہ مین اون سے زیادہ علم مین کوئی شخص نتھا۔

دیکھئے ایسے بے نظیر جلیل القدر محدث مذہب حنفیہ کی تعریف چند مختصر لیکن نہایت گران بہا معنی خیز الفاظ مین کر رہے ہین جن سے بہتر نہین مل سکتے۔ اسلئے کہ بانی مذہب کو چاہیے کہ ملکہ تفقہ کا اور احادیث کی شرح کرنے مین لیاقت تامہ رکھتا ہو اور اوس کے ساتھ خوف خدا بھی ہو کہ کوئی شک کی بات مذہب مین شریک نہونے پائے سو اونہون نے بتصریح بیان کر دیا کہ ان تینون امور مین امام صاحب بے نظیر شخص تھے۔ جس سے ظاہر ہے کہ معرکۃ الآرا مسائل مین امام صاحب نے

وہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ اوس مین شک کا گذر نہو۔ اب غور کیجیے کہ فقہ حنفیہ کس قدر موافق حدیث اور مذہب حنفیہ کس درجہ قابل وثوق ہے۔

ان اقوال اکابر دین سے ثابت ہے کہ تفقہ مین امام صاحب کا کوئی نظیر نہ تہا۔ اور اس سے پیشتر یہ بات معلوم ہوئی کہ یزید ابن ہرون۔ خارجہ ابن مبارک۔ سفیان ابن ثوری۔ سفیان ابن عیینہ۔ مسیب بن شریک۔ خلف ابن ایوب۔ مکی ابن ابراہیم۔ امام مالک۔ سعید ابن ابی عروبہ۔ اسرائیل ابن یونس۔ اور حفص ابن غیاث وغیرہم رحمہم اللہ نے تصریح کی ہے کہ ابوحنیفہ علما مین بے مثل و بے نظیر تھے۔ اب اسکے بعد کوئی محدث تو امام صاحب کی توہین نہین کرسکتا ہے جہال سووہ معذور ہین اور اونکی کوئی بات قابل توجہ بہی نہین ہوسکتی یہ تو امام صاحب کے علم و تفقہ کا حال تھا اب اونکے خوف و خشیت اور ورع و تقوی کا حال سنئے مجملاً یہ ہے کہ آیۂ شریفہ واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی کا مضمون پورا پورا آپ پر صادق تھا۔

چونکہ ہمارے نفوس مین نہ اوس قسم کا خوف ہے نہ خشیت نہ کوئی شخص ایسا نظر آتا ہے جسکو بطور نظیر پیش کرین۔ اسلئے بعضے لوگون کو امام صاحب کے حالات دور از قیاس معلوم ہونگے اسوجہ سے قبل از بیان مقصود خوف الہی سے متعلق تہوڑی بحث کی جاتی ہے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ کامل الایمان وہی شخص سمجہا جاتا ہے جسکو قرآن و حدیث پر پورا پورا ایمان ہو اور جانتا ہو کہ قیامت کا روز جزا و سزا کے لئے مقرر ہے اور گناہون سے آدمی مستوجب غضب الہی ہوتا ہے۔ ہرچند کہ ہر مسلمان کو اسکا یقین ہے مگر غفلت بھی مقتضائے بشری ہے اور غفلت ایک ایسا پردہ ہے کہ ایمان کے آثار کو ظاہر ہونے نہین دیتا۔ اسیوجہ سے عموماً عوام الناس مین وہ حالات نہین پائے جاتے جو اعلی درجہ کے اہل ایمان سے ظہور مین آتے ہین۔ کیونکہ وہ حضرات جنکی عقل معاد کامل ہوتی ہے اکثر اپنے گناہون اور لغزشون کو پیش نظر رکھتے ہین جو لازمۂ نفس غیر معصوم ہین اور اوسکے ساتھ ہی اون وعیدون اور سزاؤن کا خیال بھی لگا رہتا ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہین اور یہی خیال باعث خوف الہی ہوتا ہے جسطرح مشاہدہ ہے کہ جو شخص کسی جرم کا مرتکب ہو اور قانون سے واقف ہو کہ اوس جرم پر یہ سزا مقرر ہے اور اوسکو یقین ہو جائے کہ بادشاہ کو اپنے جرم کی خبر ہوگئی ہے تو ضرور اوسکے دل مین ایک ایسی کیفیت اور حالت پیدا ہوگی جسکو خوف کہتے ہین۔ پھر بعضون کی طبیعت مین خوف زیادہ ہوتا ہے اور بعضون کی طبیعت مین بے باکی ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ بھی مشاہد ہے کہ کسی معزز نیکنام شخص سے

کوئی خفیف جرم بھی صادر ہوتا ہے تو اوسکو اتنی فکر ہوتی ہے کہ خواب وخور ناگوار ہو جاتا ہے۔ اور بعض
اس طبیعت کے بھی لوگ ہین کہ بڑے بڑے جرمون کی بھی اونکو کچھہ پروا نہین ہوتی۔ بلکہ بعضون کا تو
یہ حال بھی سنا گیا کہ سزا بھگت کر قید خانہ سے جب نکلتے ہین تو یہ کہکر نکلتے ہین کہ پھر چند روز مین ہم یہان
آجائینگے۔ ایسی طبیعت والون کو خوف سے کیا تعلق۔ بہرحال بعضے غیرت دار طبیعتین ایسی ضرور
ہوتی ہین کہ جرائم کا خیال اونکے دلون پر اپنا پورا اثر کرکے اونکو خائف وترسان رکھتا ہے۔
ان حضرات پر جو خوف الہی غالب رہتا ہے اوس کا سبب فقط یہی نہین کہ جرائم کو باعث سزا سمجھتے ہین
بلکہ خداے تعالی کے حکم کی تعمیل بھی منظور ہے جسکی تاکید قرآن شریف مین مکررات ومرات ہوی چنانچہ
ارشاد ہے فاتقون یا اولی الالباب یعنے اے عقل والو مجھسے ڈرتے رہو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ
خوف الہی کی صلاحیت عقلمندون ہی کے دلون مین ہے۔ اسیوجہ سے قابل خطاب وہی لوگ سمجھے گئے
غرضکہ جب خالق عزوجل اپنے نام قہار۔ شدید العقاب۔ شدید البطش اور رقیب وغیرہ بتاکر یہ فرمادے
کہ مجھسے ڈرتے رہو تو عقلمند اہل ایمان کا کیا حال ہونا چاہیئے۔ پھر اہل ایمان کا حال حق تعالی خود بیان
فرماتا ہے۔ ان الذین ہم من خشیۃ ربہم مشفقون والذین ہم بآیات ربہم یومنون۔ والذین ہم بربہم
لایشرکون۔ والذین یوتون ما اتوا وقلوبہم وجلۃ انہم الی ربہم راجعون۔ اولئک یسارعون فی الخیرات وہم لہا
سابقون۔ یعنے البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے مضطر رہتے ہین اور جو لوگ اپنے رب کی
باتون پر یقین رکھتے ہین اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھہ شریک نہین ٹھیراتے اور جو لوگ دیتے ہین جو دیتے ہین اور
اونکے دل مین ڈر ہے کہ اونکو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے وہی لوگ نیکیون مین کوشش اور
جلدی کرتے ہین اور نیکیون کی طرف سبقت کرتے ہین" اور ارشاد ہے قولہ تعالی انما یخشی اللہ من
عبادہ العلماء یعنے اللہ سے ڈرتے وہی ہین جو علما ہین" اس سے تو ظاہر ہے کہ جسکو خوف خدا نہین
وہ عالم ہی نہین، اسلیئے کہ جس ایماندار کو خداے تعالی کی عظمت اور سطوت اور تمام صفات قہاریہ کا علم
ہو اور اوسکے ساتھہ اون وعیدون کا بھی علم ہو جو قرآن وحدیث مین ہین تو ممکن نہین کہ ان تمام امور کو
جاننے کے بعد بھی خوف خدا دل مین پیدا نہو۔ البتہ آج کل کی اصطلاح مین جس کا نام علم رکھا گیا ہے کہ
چند کتابین ادبیات وغیرہ کی پڑہلین اور مولوی عالم اور مولوی فاضل ہوگئے خواہ مسلمان ہون یا ہندو وغیرہ
سو ایسے علم پر آثار مرتب نہین ہوسکتے اور نہ وہ درحقیقت علم ہے بلکہ اوسکو تخییل یا ظن کہنا چاہیے

علم وہ ہے جسکی مثال ابھی بیان کی گئی کہ کوئی شخص کسی جرم کا مرتکب ہوا اور وہ جانتا ہے کہ جو جرم اس سے صادر ہوا وہ سنگین ہے اور اسکا بھی اوسکو علم ہو کہ بادشاہ نے اس قسم کے جرم کی سزا سخت مقرر کی ہے اور اوسکا بھی علم ہو کہ بادشاہ کو اپنے جرم کی اطلاع ہو گئی ہے تو اوسپر یہ آثار ضرور مرتب ہونگے کہ اوسکو فکر ہو جائیگی اور خوف شاہی کے مارے آب و خور ناگوار ہو جائیگا اور کسی کام سے اوسکو دلچسپی نرہے گی۔ اب غور کیجئے کہ جن پر لفظ علما کا اطلاق صحیح طور پر ہو سکتا ہو کیا ممکن ہے کہ اونکو خشیت اور خوف الٰہی نہو۔ پھر جس دل مین واقعی خوف ہوگا اوسکے آثار بھی نمایان ہونگے چنانچہ کسی بزرگ نے کہا ہے

دوستان مین کی ہوس وارم بنالیمدن وسلے دردجون رسینہ باشد نالہ زارآورد

اب ہم چند نظیرین پیش کرتے ہین کہ جن حضرات پر خوف خدا غالب تھا اونکی کیا حالت تھی۔ امام غزالی رح نے احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوی وان جھنم لموعدھم اجمعین یعنے دوزخ اون سب کی وعدہ گاہ ہے تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بے اختیار چیخ ماری اور ایسی بیخودی اون پر طاری ہوی کہ ایک جگہ نہ بیٹھ سکے اور تین دن تک حیران و پریشان جنگلون مین پھرتے رہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز سورہ اذا الشمس کورت پڑھی جب واذا الصحف نشرت پر پہونچے تو بیہوش ہو کر گر پڑے۔ ایک روز عمر رضی اللہ عنہ کسی صاحب کی ملاقات کو گئے وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ وہان ٹھہر گئے جب انہون نے یہ آیت پڑھی انّ عذاب ربّک لواقع مالہ من اللہ من واقع جس کا مطلب یہ ہے کہ یقیناً تمہارے رب کا عذاب ہونے والا ہے اوسکو کوئی دفع کرنے والا نہین۔ تو آپ سواری سے اتر کر دیوار کے سہارے سے کھڑے ہو گئے اور بہت دیر کے بعد اپنے مکان کو واپس آئے اور اوسکا صدمہ آپکے دل پر اسقدر ہوا کہ ایک مہینہ بیمار رہے۔ آپ اسقدر روتے تھے کہ آپکے رخسارون پر آنسوؤن کے بہنے سے دو سیاہ خط محسوس ہوتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ قرآن کی کوئی آیت سنکر بیہوش ہو جاتے اور کئی روز تک ایسے بیمار رہتے کہ لوگ عیادت کو آتے تھے۔ لکھا ہے کہ ایک روز یحیی بکاؑ کی مجلس مین کسی نے یہ آیت پڑھی ولو تری اذ وقفوا علی ربھم تو وہ چیخ مار کر گر گئے اور چار مہینے تک بیمار رہے ایک روز علی کرم اللہ وجہہ نے کمال افسوس سے فرمایا کہ صحابہ کی یہ حالت تھی کہ رات بھر وہ قیام اور سجود اور تلاوت قرآن مین مشغول رہتے اور اتنا روتے کہ آنسوؤن سے اونکے کپڑے تر ہو جاتے اور اب ایسے لوگ دیکھے جاتے ہین کہ رات غفلت مین گزار دیتے ہین

اسکے بعد آپ کو کسی نے ہنستے نہین دیکھا اوسوقت تک کہ شہید ہوے۔ انتہٰی احیاء العلوم مین اسکے
سوا اور بہت سے خائفین کے واقعات مذکور ہین۔

ذہبی رح نے تذکرۃ الحفاظ مین منصور بن المعتمر کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ چالیس سال تک وہ دنکو
روزہ رکہتے اور رات بھر نماز پڑہتے اور روتے رہتے۔ اوسی مین امام اوزاعی رح کے ترجمہ مین
لکھا ہے کہ وہ ہمیشہ راتین نماز اور تلاوت قرآن اور گریہ وزاری مین بسر کرتے تہے۔ اور یحیی ابن سعید قطان
کے حال مین لکھا ہے کہ ایک روز کسی نے سورۂ دخان اونکے روبرو پڑہی وہ چیخ مار کر بیہوش ہوگئے
عبد اللہ ابن وہب کے حال مین لکھا ہے کہ اونہون نے جو کتاب اہوال قیامت مین لکہی تہی وہ
ایک روز اونکے روبرو پڑہی گئی وہ بیہوش ہوگئے اور وہی حالت ممتد ہوئی یہان تک کہ چند روز
مین انتقال ہوگیا اور اوسوقت تک کوئی بات نہ کر سکے۔ امام ترمذی رح کے حال مین لکھا ہے
کہ کثرت گریہ وزاری سے اونکی بصارت جاتی رہی تھی۔

تہذیب التہذیب مین شیخ الاسلام ابن حجر رح نے لکھا ہے کہ زرارہ ابن ابی اوفی رح نے ایک بار
نماز صبح پڑہائی جب اس آیت پر پہونچے فاذا نقر فی الناقور تو ایک چیخ ماری اور جان بحق ہوگئے
امام نووی رح نے التبیان فی اداب حملۃ القرآن مین لکھا ہے کہ سلف کی کئی جماعتون کا قراءت
قرآن سے بیہوش ہونا اور مرجانا ثابت ہے۔ اب امام صاحب کے خوف و خشیت کا حال سنئے

ک۔ یحیی ابن معین کہتے ہین کہ ہم ابو حنیفہ کے ساتھ بیٹھے اور اون سے سنے اور کبھی
جب ہم اونکے چہرہ کی طرف دیکھتے تو صاف معلوم ہوتا کہ اونکو خوف خدا ہے۔

خ۔ وکیع رح کہتے ہین کہ ابو حنیفہ بڑے امانت دار شخص تھے اونکے دل مین خدائے تعالی
کی بڑی عظمت تھی۔

ح۔ یحیی قطان کہتے ہین کہ اگر کوئی ابو حنیفہ رح کا چہرہ دیکھہ لیتا تو اوسکو صاف معلوم ہوتا کہ خدای تعالی
کا اونکو خوف ہے یعنے آثار خوف الٰہی آپکے چہرہ سے نمایان تھے۔

ص۔ عبد الرزاق کہتے ہین کہ جب مین ابو حنیفہ رح کو دیکھا تو یہی دیکھا کہ آثار گریہ اونکی آنکھون
اور رخسارون سے ظاہر تھے۔

ح فضل ابن دکین رح کہتے ہین کہ مین نے تابعین کی ایک جماعت کو اور اونکے سوا بہتون کو

دیکھا مگر ابو حنیفہ سے بہتر نماز پڑھتے ہوئے کسکو نہین دیکھا نماز سے پہلے اون پر ایک ایسی حالت طاری ہوتی کہ بے اختیار روتے اور دعا کرتے جس سے دیکھنے والون کو اونکے خوف الٰہی کا اسقدر یقین ہوتا تہا کہ اوسپر قسم کہا سکین۔

ص ح - امام صاحب کے رونے کی یہ کیفیت تھی کہ جب آنسو بوریے پر ٹپکتے تو بارش کے قطرون کی سی آواز سنائی دیتی تھی۔

ص ت ح - مفضل ابن صدقہ کہتے ہین کہ تہجد مین امام صاحب کے رونے کی آواز اکثر اتنی بلند ہوجاتی کہ محلہ والے سنکر ترحم کرتے اور کہا ہے کہ ایک رات آپ نے نماز مین یہہ آیۂ شریفہ پڑھی بل الساعة موعدہم والساعة ادہی وامر جس مین قیامت کی سختیون کا ذکر ہے اوسکو رات بھر دہرا دہرا کر پڑھتے رہے یہان تک کہ صبح ہوگئی۔ ہر چند امام صاحب کا معمول تھا کہ ہر رات ایک قرآن نماز مین ختم کیا کرتے تھے مگر اصحاب قلوب اور ارباب احوال جانتے ہین کہ جب کوئی خاص حالت دل پر طاری ہوتی ہے تو ممکن نہین کہ ایسے وقت کسی دوسرے مضمون کی طرف توجہ ہوسکے۔ چنانچہ نسائی اور ابن ماجہ مین ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ان تعذبہم فانہم عبادک اور صبح تک اوسکو مکرر فرماتے رہے۔ ذکرہ النودی رحہ فی التبیان۔ اسیطرح امام صاحب بھی کبھی کبھی بمقتضائے غلبہ حال صبح تک ایک ہی آیت کی تکرار کرتے رہتے۔ کیونکہ یہ تو مقصود تہا ہی نہین کہ کسیطرح شبینہ مین قرآن پڑہ لیا اور بیفکر ہوگئے وہان تو تدبر معنی اور عبادت مقصود تھی جسکا منشا خوف الٰہی تھا۔

ص ح ت - یزید ابن لیث رحہ کہتے ہین کہ ایک روز امام نے عشا مین سورہ اذا زلزلت پڑھی اور ابو حنیفہ رحہ بھی جماعت مین شریک تھے نماز کے بعد دیکھا کہ اون پر فکر کے آثار نمایان ہین اور حالت متغیر ہے مین چلا گیا جب صبح کے قریب آکر دیکھا تو کھڑے ہین اور داڑھی پر ہاتھ رکھے ہوئے کہ رہے ہین یا من یجزی بمثقال ذرۃ خیر خیرا ویا من یجزی بمثقال ذرۃ شر شرا اجر النعمان عبدک من النار وما یقرب منہا وادخلہ فی سعۃ رحمتک۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اوس رات آپ تہجد بھی نہ پڑھ سکے اور تضرع اور زاری ہی مین رات بسر ہوگئی غرضکہ خوف الٰہی کے آثار ہر وقت نئے رنگ مین ظہور کرتے ہین۔

اور ذرا تامل سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ خوف الٰہی ایک نعمت عظمیٰ ہے جو ہر کس و ناکس
کو نصیب نہین ہو سکتی۔ احیاء العلوم مین رسالہ قشیریہ سے نقل کیا ہے کہ امام احمد ابن حنبل رح
فرماتے ہین کہ مین نے خدائے عزوجل سے سوال کیا کہ میرے دل پر خوف کا دروازہ کھولا جائے
چنانچہ وہ دعا قبول ہوئی اور ایسا خوف الٰہی میرے دل پر مسلط ہوا کہ قریب تہا کہ عقل جاتی رہے
مین نے فوراً دعا کی کہ الٰہی اوسیقدر دیجیو کہ مین متحمل ہو سکون اوسکے بعد وہ حالت نہ رہی اور
دل کو تسکین ہوئی۔ دیکھیے اکابر دین دعائین کرکے خوف الٰہی حاصل کرتے اور اپنے مین
صلاحیت نہ پاکر اوسکے کم ہونے کی دعا کرتے تھے۔ حق تعالی نے یہ ظرف امام صاحب کو
عنایت فرمایا تہا کہ ہر وقت خوف الٰہی مسلط ہے رات بھر گریہ وزاری اور تضرع و ابتہال
اور دن بھر اشاعت علم اور خدمت دین جس مین محض امتثال الٰہی مقصود ہے۔

صت ح مسعر رح کہتے ہین کہ مین نے ابو حنیفہ رح کو دیکھا کہ نماز صبح پڑھکر بیٹھ گئے
اور ظہر کے قریب تک تدریس و تعلیم مین مشغول رہے پھر ظہر پڑھکر عصر تک پھر عصر کے بعد مغرب
کے قریب تک پھر مغرب کے بعد عشا تک تدریس و تعلیم مین مشغول رہے مین نے دل مین کہا
کہ اتنی خدمت علم کے بعد عبادت اونسے کیونکر ہو سکے گی۔ دیکھین رات مین اونکی کیا حالت
رہی ہے دیکھا کہ جب لوگون کی آمد و رفت موقوف ہوگئی تو طہارت کرکے لباس فاخرہ پہنے ایسے
معطر نکلے جیسے دولہا اور نماز کے لئے کھڑے ہوگئے اور صبح تک نماز پڑھتے رہے۔ پھر مکان
مین جاکر معمولی لباس پہنکر صبح کی نماز کے لئے نکلے اور اوسیطرح دن بھر تدریس و تعلیم مین
مشغول رہے۔ مین نے خیال کیا کہ شاید اتفاقی طور پر حالت نشاط مین یہ سب کیا ہوگا دیکھین
آج کی رات کیا حالت رہتی ہے وہ رات بھی اونہون نے نماز ہی مین گذاری مین نے خیال
کیا کہ شاید وہ بھی اتفاقی ہو تیسری رات بھی وہین گذاری۔ غرضکہ تین دن اور تین راتین متصل
اونکو دیکھا کیا کہ نہ دن کو افطار ہے نہ رات کو نیند صرف ظہر کے پیشتر کسیقدر قیلولہ کر لیتے
تھے اوسوقت مین نے اپنے دل مین جزم کر لیا کہ جب تک اپنی یا اونکی زندگی ہے اونکی صحبت
سے جدا نہوں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسعر رح کا انتقال امام صاحب ہی کی مسجد مین عین سجدہ
کی حالت مین ہوا۔ انتہی اور اسی قسم کی روایت شریک رح سے بھی نقل کی ہے۔ دیکھیے یہ ہین

خوف الہی سکے آثار کہ دن رات مین سواے طاعت وعبادت کے ہوا وہوس کا دل مین گذر ہی نہین۔

الخیرات الحسان وغیرہ مین لکھا ہے کہ ایک روز امام صاحب کا پانون کسی لڑکے کے پانون پر پڑ گیا اوس نے کہا اے شیخ کیا تمکو خوف نہین کہ قیامت کے روز قصاص بدلہ ہوگا یہ سنتے ہی آپ بیہوش ہوگئے۔ افاقہ کے بعد کسی نے پوچھا کہ اس لڑکے کی بات کا آپ پر بڑا ہی اثر ہوا فرمایا کہ مجھے خوف ہوا کہ اس لڑکے کو غیب سے تلقین ہوی ہے کیونکہ وہ بات اوسکے حوصلے سے بڑی ہوی تھی۔ حاصل یہہ کہ جس دل مین اس قسم کا خوف الہی ہوتا ہے اوسکے آثار ہی نرالے ہوتے ہین بات بات مین نیا معاملہ پیش آتا ہے اسوجہ سے ممکن نہین کہ وہ تمام وقایع قید قلم مین آسکین اسلئے ہمنے یہ چند واقعات بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھے اہل دانش اسپر قیاس کر سکتے ہین کہ جب واسقدر خوف خدا ہو دینی مسائل مین وہ کسقدر احتیاط کرتے ہونگے

امام صاحب کے شدت خوف الہی پر دلیل قوی اونکی کثرت طاعت وعبادت ہے اسلئے کہ اوسکا منشا یا خوف الہی ہوگا یا محبت وشوق اور جس مین دونون باتین نہون وہ اوسکو فضول سمجھیگا۔ یہ بات کہ امام صاحب کی عبادت مافوق العادت تھی۔ ابھی معلوم ہوی کہ اون کے رات دن ہی عبادت مین گزرتے تھے۔ اور الخیرات الحسان مین امام ذہبی رح کا قول نقل کیا ہے۔

قد تواتر قیامہ اللیل وتہجدہ وتعبدہ ومن ثمہ کان یسمی الوتد من کثرۃ قیامہ اللیل بل احیاہ بقراءۃ القرآن فی رکعۃ ثلثین سنۃ وحفظ عنہ انہ صلی صلوۃ الفجر بوضوء العشاء اربعین سنۃ فکان عامۃ اللیل یقرأ جمیع القرآن فی رکعۃ واحدۃ یسمع بکاؤہ باللیل حتی یرحمہ جیرانہ وحفظ عنہ انہ ختم القرآن فی الموضع الذی توفی فیہ سبعۃ الاف مرۃ الخ یعنے امام ذہبی رح جو فن رجال مین محقق اور صاحب تصانیف کثیرہ ہین لکھتے ہین کہ یہ بات بتواتر ثابت ہوی ہے کہ ابو حنیفہ رح کو کثرت عبادت اور تہجد وقیام لیل کی وجہ سے لوگ وتد یعنے میخ کہتے تھے اسلئے کہ اونکو جنبش ہی نتھی تیس برس تک وہ تہجد کی ایک رکعت مین قرآن ختم کرتے رہے اور یہ بات محفوظ چلی آرہی ہے کہ چالیس سال تک انہون نے عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ ایک رکعت مین سارا قرآن پڑھتے اور رات کو وہ اسقدر روتے کہ اونکے ہمسایہ والے اون پر

ترحم کرتے۔ انتہی۔ اور الانتصار مین لکہا ہے کہ اس روایت کو خطیب بغدادی رحمہ نے بہی تاریخ مین ذکر کیا ہے۔

ت - اسد ابن عمر کہتے ہین کہ ابو حنیفہ نے چالیس برس عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑہی

خ ص - ابو الاحوص فرماتے ہین کہ اگر ابو حنیفہ سے کہا جاتا کہ تم تین دن مین مرجاوگے تو اون سے یہ نہو سکتا کہ عمل مین کچہہ زیادتی کرین اسلئے کہ جتنے اوقات تھے سب عبادت سے معمور تھے

ص ت - ابو الجویریہ اور شریک کا قول مختلف ذرائع سے نقل کیا ہے جس مین ایک روایت خطیب بغدادی سے بھی ہے وہ کہتے ہین کہ ہم حماد بن ابی سلیمان اور علقمہ اور مرثد اور محارب ابن دثار اور عون ابن عبد اللہ اور سلمہ ابن کہیل اور عطا اور طاؤس اور سعید ابن جبیر رحمہم اللہ کی بھی صحبت مین رہے، اور ابو حنیفہ رحمہ کی بھی صحبت مین رہے مگر جو رات ابو حنیفہ رحمہ کی تھی یعنی شب بیداری اور گریہ وزاری وغیرہ وہ کسیکو حاصل نتھی" یہ حضرات اکابر تابعین مین عبادو زہاد تھے۔ اب اس سے زیادہ عبادت کیا ہوگی۔

ص - علی ابن یزید صدائی کہتے ہین کہ مین نے رمضان مین ابو حنیفہ رحمہ کو دیکہا کہ ساٹہ قرآن انہون نے ختم کیئے ہر روز دو قرآن ختم کرتے ایک دن مین اور ایک رات مین اور سفیان ابن عیینہ سے بھی یہی مروی ہے۔

ص - احمد ابن بشر اور حفص ابن غیاث کہتے ہین کہ ہم نے جس عابد کو دیکہا حلال وحرام کے باب مین اوسکو ناقص پایا اور جس فقیہ کو دیکہا عبادت مین اوسکو کم رغبت پایا بخلاف ابو حنیفہ رحمہ کے کہ حق تعالی نے دونون صفتین اون مین کامل دی تہین۔

م ص - اسحق بن بہلول کہتے ہین کہ ابو ضمرہ ابو حنیفہ رحمہ کا ذکر نہایت عمدگی سے کرکے کہا کرتے تھے کہ باوجود اشتغال علم کے اون سے عبادت اسقدر کیونکر ہوسکتی ہے۔

شمس العلما مولوی شبلی صاحب نے سیرۃ النعمان مین لکہا ہے کہ چالیس برس تک عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑہنی وغیرہ امور جو امام صاحب کی ریاضات اور تقوی سے متعلق لکہے گئے ہین صرف مبالغے اور افسانے ہین یہ واقعات نہ تاریخی اصول سے ثابت ہین نہ اون سے کسی شرعی نتیجہ کا استدلال ہوسکتا ہے اسکے لیئے ایسی سند درکار ہے کہ جس مین ذرا بھی شبہہ کی گنجایش نہو۔

معلوم نہین مولوی صاحب نے اس باب مین اسقدر تشدد کیون فرمایا شاید یہ خیال ہوا ہے کہ اگر یہ امور ثابت ہوجائین تو ہمین بھی یہ سب کام کرنے پڑینگے۔ اور محال ہے کہ ایسا ایک کام بھی ہم سے ہوسکے اس خیال پر یہ قرینہ ہے کہ مولوی صاحب نے صدہا روایتین اوس کتاب مین نقل کردین اور کہین کسی کی سند کا نام تک نہین لیا۔ مگر یہ خیال صحیح نہین کہ کثرت عبادت اور تقوی کا مدار خوف الہی پر ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ خوف ایک کیفیت قلبیہ کا نام ہے جسکی وجہ سے ایسے افعال صادر ہوتے ہین جو عموماً ہر کسی سے نہین ہوتے اور جس قدر خوف زیادہ ہوگا اوسکے آثار بھی زیادہ ہونگے۔ کون نہین جانتا کہ زردی رنگ اور پریشانگی خاطر اور بے خوابی وغیرہ خوف کے لوازم ہین۔ بعضے وقت خائف شخص سے ایسے حرکات صادر ہوتے ہین جو دیکھنے والے اوسکو احمق بلکہ دیوانہ سمجھتے ہین مثلاً قوی دشمن کسی کا تعقب کرے تو کیسا ہی عقلمند ہو اوس سے بھاگیگا اور بلا تامل کسی کے گھر بلکہ زنانہ مین گھس جائیگا۔ اس خلاف وضع عادت حرکت کو دیکھنے والے جو اصل سبب سے ناواقف ہون یہی خیال کرینگے کہ اوسکے دماغ مین فتور آگیا ہے۔ اب غور کیجئے کہ جب مخلوق کے خوف سے اس قسم کی حالتین طاری ہون تو جسکے دل مین خوف خدا کامل طور پر ہو اوسکا کیا حال ہوگا۔ رہی یہ بات کہ ہم مین اسقدر خوف نہین اور نہ کوئی ایسا آدمی دیکھا جاتا ہے سو یہ دوسری بات ہے۔ اصل یہ ہے کہ خوف الہی کا مدار ایمان پر ہے اور ایمان و یقین ایک ایسی وسیع کیفیت ہے کہ اوسکے مدارج بے انتہا ہین پہلا درجہ اوسکا یہ ہے کہ سال مین ایک مہینہ ایک وقت کا کھانا اور ہر روز پانچ وقت تمام کاروبار کو چھڑا دیتا ہے۔ اوسکے بعد بحسب مدارج ایک ایک چیز چھوٹتی جاتی ہے۔ مثلاً گناہون کی برائیون اور اونکی سزاؤن کا یقین کامل ہو اور دارو گیر محکمہ آخرت اور قید خانہ جہنم پیش نظر ہو تو تقریباً کل گناہ چھوٹ جائینگے اور خود بخود طبیعت مین یہ احتیاط پیدا ہوجائے گی کہ ادنی ادنی شبہ سے بہت سارے مباحون کا ترک کر دینا آسان ہوجائیگا اور حدیث شریف دع ما یریبک الی ما لا یریبک وغیرہ پر عمل ہونے لگے گا۔ غرضکہ کامل الایمان اور بے ایمان شخص کے اعمال افعال حرکات و سکنات مین جو تفاوت ہوگا محتاج بیان نہین۔ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین۔

ملحد گرسنہ درخانۂ خالی برخوان　　　عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

ملحد سے ہزار کہیے کہ بھائی رمضان مین دن کو کھانے سے آدمی گنہگار ہوتا ہے خدا کا غضب

اترتا ہے وہ کبھی نہ مانیگا بخلاف اسکے اوسی سفرہ پر جاہل سے جاہل مسلمان کو بٹھا دیجئے اور بڑے غبین بھی دیجئے کہ ہر نوالہ پر ہم کچھ انعام بھی دینگے تو بھی وہ اوسکی طرف توجہ نکریگا بشرطیکہ نئی روشنی کی جھلک اوسپر نہ پڑی ہو۔ جب ہم جاہل مسلمانون مین اسقدر خوف خدا پاتے ہین تو جنکو سچے مسلمانون سمجھتے اکابر نے صرف اون صفات کی وجہ سے جو دین مین محمود ہین اپنا مقتدا بنا لیا تہا اونکے خوف و خشیت کا کیا حال ہوگا۔ اسکو ہر قوم و ملت والا تسلیم کریگا کہ ہر ملت و دین مین وہی لوگ مقتدا مانے جاتے ہین جو اوس ملت کے ضروریات اور مستحبات کو ادا کرنے مین اورون سے ممتاز ہین جب ہم دیکھتے ہین کہ اسلام مین وہی لوگ بزرگ اور مقتدا تسلیم کیے گئے ہین جنمین خوف خدا و تقوی وغیرہ صفات حمیدیہ تھے جیسا کہ کتب سیر و تراجم اور تذکرون وغیرہ سے ظاہر ہے اور تواتر اور خود مولویصاحب کے بیان سے بھی ثابت ہے کہ امام صاحب کو اکابر دین نے امام و مقتدا تسلیم کرلیا تہا تو اب بمقتضاے درایت اجمالی طور پر یہ ماننا پڑیگا کہ امام صاحب مین خوف خدا اور تقوی وغیرہ صفات حمیدیہ کا وجود کامل طور پر تہا جسکی وجہ سے وہ اپنے اقران و امثال مین ممتاز اور امام تھے اور اس اجمال کی تفصیل مین وہی واقعات پیش ہونگے جو تواریخ وغیرہ مین مذکور ہین۔ یہ بات بالکل مطابق عقل ہے کہ جب تک کسی کے تقدس کا اثر دل پر مسلط نہو آدمی اوسکو اپنا امام نہین بناتا یہ واقعہ مشہور ہے کہ ہارون رشید جب حج کو گیا تو حجر اسود کو بوسہ دینے مین بڑی زحمت اوسکو اٹھانی پڑی اور اوسی عرصہ مین حضرت موسی کاظم رضی اللہ عنہ جب تشریف لائے تو بلا زحمت حجر اسود تک پہونچ گئے۔ ہارون رشید نے آپ سے اسکی وجہ دریافت کی تو فرمایا تم ائمۃ الاجسام ہو اور ہم ائمۃ القلوب ہین۔ دیکھئے یہ صرف آپکے تقدس کا اثر تھا کہ خلیفۂ وقت کے مقابلہ مین مسلمانون نے آپکو اپنا امام تسلیم کرلیا۔

اب غور کیجئے کہ محدثین اور اولیاء اللہ کے اکابر مرشدین مثل داؤد طائی اور شفیق بلخی اور فضیل ابن عیاض رضی اللہ عنہم نے جب آپکو مقتدا اور امام تسلیم کرلیا تھا تو آپ مین تقوی وغیرہ کا کسقدر رسوخ و وثوق ہوگا۔

ان قرائن پر غور کرنے کے بعد درایت سے کام لیا جائے تو وہ اسی بات پر گواہی دیگی کہ جتنے واقعات امام صاحب کی عبادت اور تقوی وغیرہ سے متعلق مورخین نے لکھے ہین سب واقعی

اور بلا مبالغہ ہین اور اون مین خوش اعتقادی کو اگر دخل ہے تو اسیقدر ہے کہ اُن واقعات کے اظہار پر اوس نے مورخین کو مجبور کیا تہا اگر یہ خوش اعتقاد حضرات بھی اوروں کی طرح قلم انداز ہو جاتے تو ہمین اپنے امام کی اون حالتون پر اطلاع ہی نہوتی جنہون نے اونکو اسلام کے عین شباب کے زمانہ مین امام بنا دیا۔ دراصل یہی امور مورخین کی تصانیف کے باعث رونق ہوے ورنہ اگر ان خصوصیات کو ترک کر کے معمولی باتین لکہدیتے کہ امام صاحب ایک مولوی اور مجتہد تھے لوگونکو پڑہایا کرتے اور فتوی دیا کرتے تھے تو اونکی کتابون کو کون دیکہتا بلکہ خود اونکو لکہنے کی کیا ضرورت تھی

مولوی صاحب نے ان واقعات کو مبالغے اور افسانے قرار دیکر مصنفین پر جو حملہ کیا ہے (کہ لطف یہ ہے کہ ہمارے مورخین انہین دور از کار قصون کو امام صاحب کے کمالات کا جوہر سمجھتے ہین) یہ انقلاب زمانہ کی تاثیر ہے کہ بارہ سو برس سے جو امور مسلمانون مین کمالات کے جوہر سمجھے جاتے تھے اس زمانہ مین باعث توہین ہو رہے ہین کیون نہو یہ وہ زمانہ ہے کہ باوجودیکہ مسلمانون کو اپنے فرائض دینی ادا کرنے مین گورنمنٹ کی طرف سے آزادی ہے مگر اس زمانہ کے مسلمانون سے اونکو آزادی نہین مل سکتی اسکو دیکھ لیجئے کہ ان مسلمانون کی مجالس مین کوئی پرانی وضع والا مسلمان نماز روزہ وغیرہ ادا کرے تو اوسکی کیسی گت بنائی جاتی ہے۔ اور کیسی کیسی پھبتیان اوس پر اڑتی ہین کہ مارے شرم کے بیچارہ سر نہ اٹھا سکے۔

حنفیون کو مولوی شبلی صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ امام صاحب کے علم و ذکاوت کو اصول درایت اور اصول تاریخ کے شکنجہ مین نہین کہینچا ورنہ اوسکا بھی خاتمہ ہو گیا ہوتا کیونکہ آج کل درایت زورون پر ہے کسی بات کا خیال آنے کی دیر ہے اور ہر خیال آیا اور ہر ذہن نے کارسازیان شروع کردین اور کسی بات کا سر اور کسی بات کا پاؤن چسپان کر کے ایک ایسی تصویر پیش کردی کہ کسی کے حاشیہ خیال مین بھی نہو جس طرح فوٹو مین دستکاریان کی جاتی ہین اور مصنوعی ایسا فوٹو تیار کیا جاتا ہے کہ جسکا فوٹو ہے وہ بھی حیران رہ جائے۔ محکی عنہ سے حکایت کو کوئی تعلق نہین صرف چہرہ تو اوسی شخص کا ہوتا ہے اور باقی اعضا اور لباس وضع ترکیب جسکی چاہین اوسکی چسپان کر کے کسی شہادت مین پیش کردین۔

اب امام صاحب کے ورع کا حال سنئے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ جسکو خوف الہی ہوگا وہ متورع اور پرہیزگار ضرور ہوگا اور امام صاحب کے خوف

خشیت کا حال اکابر محدثین کی گواہیون سے اچھی ثابت ہوا اسلیئے جداگانہ اونکے ورع کا حال بیان کرنے کی ضرورت نہتی مگر چونکہ محدثین نے اوسکو خاص طور پر بیان کیا ہے اسلیئے ان حضرات کی تقلید کرکے ہم بہی چند روایات اور واقعات لکہتے ہین۔

م ص ک ۔ یحیی ابن معین سے کسی نے پوچہا کیا ابو حنیفہ ثقہ تھے کہا ہان ثقہ تھے ثقہ تھے مکرر تاکید کرکے کہا خدا کی قسم اونکا رتبہ اس سے بلند تہا کہ وہ جہوٹ کہتے ورع مین وہ سب سے زیادہ تھے۔ اور کہا کہ جسکو ابن مبارک اور وکیع نے عدل کہا اوسکو تم کیا گمان کرتے ہو۔

م ص ک ت ۔ عبداللہ بن مبارک کہتے ہین کہ جب مین کوفہ مین گیا اور لوگون سے پوچہا کہ یہان کے علما مین افقہ کون ہین کہا ابو حنیفہ پہر پوچہا زاہدین مین سب سے زیادہ کون ہین کہا ابو حنیفہ پہر پوچہا ورع اور پارسائی مین سب سے زیادہ کون ہین کہا ابو حنیفہ۔

م ص ک ت ۔ مکی ابن ابراہیم کہتے ہین کہ مین کوفہ کے تمام علما کے ساتھ بیٹہا مگر ابو حنیفہ سے اورع کسی کو نہین دیکہا۔ تہذیب الکمال مین بہی اس روایت کو ذکر کیا ہے۔

م ص ک ۔ ابن عیینہ کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کے زمانہ مین کوئی اونسے افقہ اور اورع اور افضل کوفہ مین نتہا۔

م ۔ خشیر رح کہتے ہین کہ ابو حنیفہ صوام قوام ورع زاہد اور فقیہ تھے اور کردری رح نے یہی الفاظ عامر رح سے نقل کئے ہین۔

م ص ک ۔ ابو شیخ کہتے ہین کہ نوسال اور کئی مہینون مین ابو حنیفہ کے ساتھ بیٹہا اس مدت مین کوئی بات اونسے ایسی نہین دیکہی جو قابل انکار ہو وہ صاحب ورع وصلوۃ وصدقہ ومواساۃ تھے۔

م ص ک ۔ بکیر ابن معروف کہتے ہین کہ جس نے ابو حنیفہ رح کو دیکہا اوسکو یہ بات معلوم ہوئی کہ اعلی درجہ کے فقیہ اور صاحب معرفت اور پرہیزگار کیسے ہوا کرتے ہین اور اونکو دیکہنے والے پر یہ ثابت ہوجاتا تہا کہ وہ خیر ہی کے لئے مخلوق ہین۔

م ص ک ۔ امام صاحب کا ذکر امام احمد ابن حنبل کی مجلس مین آیا انہون نے کہا یقیناً وہ صاحب ورع تھے انکو کوڑے مارے گئے اونکو اسلئے کہ خدمت قضا قبول کرلین

مگر وہ انکا ہی کرتے رہے ۔

ھم ص ک ۔ ابن عیینہ رح سے مروی ہے کہ ابن جریج رح کہتے تھے کہ مجھے نعمان فقیہ اہل کوفہ کے حالات معلوم ہوئے ہین کہ وہ شدید الورع تھے اپنے دین اور علم کی صیانت کرتے تھے اہل آخرت کے مقابلہ مین اہل دنیا کو اختیار نہین کرتے تھے مین گمان کرتا ہون کہ قریب مین اونکے علم کی عجیب شان ہوگی ۔

ھم ص ۔ عبد الوہاب بن ہمام کہتے ہین کہ جتنے مشائخ عدن طالب حدیث کے لئے کوفہ گئے تھے وہ بالاتفاق کہتے تھے کہ ابوحنیفہ کے زمانہ مین اونسے افقہ اور اورع کوفہ مین ہمنے نہین دیکھا ۔

ک ۔ عبد الرزاق ابن ہمام کہتے ہین کہ جتنے ہمارے شیوخ طالب علم کے لئے کوفہ گئے تھے سبکا یہی قول تھا کہ ابوحنیفہ رح کے زمانہ مین اونسے افقہ اور اورع ہمنے کوفہ مین نہین دیکھا ۔

ھم ص ک ۔ یزید بن ہارون کہتے ہین کہ مجھے بہت سارے علما سے ملاقات ہے مگر ابوحنیفہ رح سے افضل اور اورع مین نے نہین دیکھا ۔

ھم ص ک ۔ ابراہیم ابن عکرمہ مخزومی کہتے ہین کہ مین نے ابوحنیفہ سے افقہ اور اورع نہین دیکھا

ھم ص ک ۔ عمر ابن ذر رح کہتے ہین کہ جس موقع مین ہم ابوحنیفہ رح کے ساتھ گئے دیکھا کہ وہان کے علما پر فقہ اور علم اور ورع مین ابوحنیفہ ہی غالب تھے ۔

ھم ص ک ۔ ابوبردہ کنزی رح کہتے ہین کہ مین حماد ابن ابی سلیمان اور علقمہ اور عبد الرحمن اودی اور طلق ابن معاویہ اور نخعی اور عبد الرحمن ابن عباس کی صحبت مین رہا مگر اون مین کسی کو ابوحنیفہ رح سے اورع نہین پایا ۔

ھم ص ک ۔ وکیع رح کہتے ہین کہ حدیث کے باب مین ابوحنیفہ رح کو جسقدر ورع تھا کسی مین نہین پایا گیا ۔

الانتصار مین سبط ابن جوزی رح نے حافظ ابوبکر محمد ابن عمر ابن محمد بن سیرۃ الجعابی کی کتاب الانتصار لمذہب ابی حنیفہ سے نقل کیا ہے قال اخبرنی علی ابن الحسین عن ابیہ قال سئل یحیی ابن معین عن الرجل یحدث الحدیث لا یحفظہ یحدث بہ فقال کان ابوحنیفہ یقول لا یحدث الا بما یعرف ویحفظ یعنے یحیی ابن معین رح سے کسی نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص حدیث روایت کرے اور

اوسکو وہ حفظ نہو تو جائز ہے یا نہین کہا ابو حنیفہ رح کہتے تھے کہ وہی حدیث روایت کرنی چاہیے جسکو اچھی طرح جانتا اور یاد رکھتا ہو" یہان دو باتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ امام صاحب کے مذہب کی تائید مین قدما مین بھی حافظ جعابی رح نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جسکا نام الانتصار لمذہب ابیحنیفہ رکہا ہے۔ اور دوسری یہ کہ یحیی ابن معین جیسے جلیل القدر محدث نے جن پر جرح و تعدیل کا گویا مدار ہے امام صاحب کے قول سے استدلال کیا اور اوسپر فتوی دیا۔

م ص ک ابو غسان مالک ابن اسمعیل کہتے ہین کہ ہم لوگون کے نزدیک یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ جن جن حضرات کی طرف ورع کی نسبت کی گئی اور وہ متورع مشہور تھے اون مین ابو حنیفہ رح سے اورع کوئی نتہا۔

م ص۔ حفص ابن عبد الرحمن کہتے ہین کہ مین اقسام کے علما یعنے فقہا زہاد نساک عباد اور اہل ورع کے ساتھ بیٹھا مگر سوائے ابو حنیفہ کے کیسکو ان صفات کا جامع نہین پایا۔

م ص۔ عطا ابن جبلہ کہتے ہین کہ مین نے ابو حنیفہ رح کے افقہ اور اورع اور اعبد الناس ہونے مین کسی عالم کو اختلاف کرتے نہین دیکھا۔

م ص۔ ابو حمزہ سکری رح کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح کے زمانہ مین کوئی شخص اونسے اورع نہین سمجہا گیا۔

م ص ک ح۔ ابن مبارک رح کہتے ہین کہ مین نے ورع مین ابو حنیفہ رح سے بڑا ہوا شخص نہین دیکہا۔ اونکے ورع کی آزمایش کوڑون اور اموال سے ہوگئی۔ یعنے باوجودیکہ خدمت قضا قبول کرنے کے لئے کوڑے لگائے گئے مگر اونکو لغزش نہوی اور مالی امور مین تجربہ ہوگیا کہ اونے اونے شبہ سے احتیاط کرتے اور مال لٹا دیتے تھے۔

م ص ک۔ شداد ابن حکیم کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح سے اورع کوئی نتہا۔

س ک۔ عمرو بن صالح کا قول ہے کہ علم اور ورع مین ابو حنیفہ رح کا مثل نہین دیکہا گیا۔

ص ک ح ت۔ یزید ابن ہارون کہتے ہین کہ مین نے ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا مگر خدا کی قسم ابو حنیفہ سے اورع نہین دیکہا۔

م ک۔ عیسی ابن یونس رح قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ مین نے ابو حنیفہ سے افقہ

اور اورع نہیں دیکھا۔

مصح - حسن ابن صالح کہا کرتے تھے کہ ابوحنیفہ شدید الورع اور نہایت پرہیزگار شخص تھے حرام کی اون پر اتنی ہیبت تھی کہ بہت سارے حلال چیزوں کو انہوں نے شبہ سے چھوڑ دیا تھا کسی فقیہ کو اون سے زیادہ صیانت نفس اور علم کرتے میں نے نہیں دیکھا۔

مکح - ایک بار کوفہ میں ایک شخص کی بکری بکریوں میں مل گئی آپ نے دریافت کیا کہ بکری کی عمر کتنی ہوتی ہے کہا گیا سات سال آپ نے سات سال تک بکری کا گوشت ترک کر دیا۔

مصک - ابوداؤد حفری کا قول ہے کہ ابوحنیفہ ایسی چیزوں سے ورع اور پرہیزگاری کرتے تھے جن کے حلال ہونے میں شک نہیں تو خیال کیا جائے کہ حرام سے اون کو کس قدر احتراز ہوگا۔

مصکحت - تاریخ بغداد میں خطیب رح نے لکھا ہے کہ حفص بن عبدالرحمٰن جو تجارت میں امام صاحب کے شریک تھے اونکے پاس آپ نے پارچہ بھیجا اور یہ اطلاع دی کہ فلان تھان میں عیب ہے بیچتے وقت مشتری کو اوس پر مطلع کر دینا مگر اتفاقاً حفص بھول گئے جب حساب پیش ہوا امام صاحب نے اوس تھان کا حال دریافت کیا انہوں نے کہا کہ میں بھول گیا سب تھانوں کے ساتھ اوسکو بھی بیچ ڈالا یہ سنکر ہی امام صاحب نے اپنے حصے کے پورے روپیہ فقیروں کو دیدیے لکھا ہے کہ تیس ہزار درہم تھے جو اوس تھان کی قیمت اون میں مخلوط ہوگئی تھی۔ تہذیب الکمال میں بھی یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

مص - جب منصور نے امام صاحب کو خدمت قضا کے لیے کہا تو آپ نے جواب دیا کہ مجھ میں اس خدمت کی صلاحیت نہیں یہ تو میں جانتا ہوں کہ بینہ پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہے اور منکر پر قسم ہے لیکن اس خدمت کے لیے ایسا نفس چاہیے کہ آپ پر اور آپ کی اولاد پر اور عہدہ داروں پر برابر حکم کر سکے اور میرے نفس کی یہ حالت ہے کہ جب آپ مجھکو بلاتے ہیں تو وہ میرے قبضہ میں نہیں رہتا جب تک آپ سے جدا نہوں منصور نے کہا ہم جو صلے اور عطیات دیتے ہیں وہ کیوں نہیں قبول کرتے کہا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے اپنے مال سے مجھکو کچھ دیا ہو اور

مین نے قبول نہین کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو مین ضرور قبول کرتا۔ آپنے تو بیت المال کا روپیہ مجھے دیا جس مین میرا کوئی حق نہین۔ نہ مین سپاہی ہون کہ جنگ پہ جاؤن نہ اونکی اولاد مین ہون کہ گھر بیٹھے کھاؤن اور نہ فقیرون مین ہون۔ غرضکہ آپنے نہ خدمت قبول کی نہ خزانہ شاہی کا روپیہ لیا۔

ص ک۔ تاریخ خطیب بغدادی مین یوسف ابن خالد السمتی سے مروی ہے کہ ایک بار ابوجعفر منصور نے تیس ہزار درہم ابوحنیفہ رح کو بطور ہدیہ بھیجے آپ نے کہا اے امیر المومنین مین بغداد مین مسافر ہون کوئی جگہ ایسی نہین جہان انکی حفاظت کرون اسلئے بیت المال ہی مین رکھنے کا حکم دیا جائے چنانچہ امام صاحب کے انتقال تک وہ بیت المال کے امانت مین رکھے رہے اور بعد جب منصور کو اطلاع ہوی تو کہا ابوحنیفہ نے ہمین دہوکا دیا غور کیجئے کہ اس زمانہ مین جس طرح ناجائز طور پر روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے حیلے اور تدبیرین کی جاتی ہین امام صاحب جائز طور پر اشتباہی روپیہ نہ لینے کی تدبیرین کرتے تھے آخری زمانہ کے نفوس کو اوس نفس قدسی کے ساتھ کیا مناسبت مگر افسوس ہے کہ ان لوگون کو شرم نہین آتی کہ باوجود ایسی ناگفتہ بہ حالت کے اپنے نفوس پر قیاس کرکے امام صاحب کی توہین کرتے ہین۔ کیا عقل سلیم یہ بات قبول کرسکتی ہے کہ ایسا محتاط خائف شخص جسکو دنیا سے کوئی تعلق نہو دین مین فساد ڈالے اور خلاف مرضی خدا اور رسول اپنے دل سے مسئلے گھڑ گھڑ کر اپنی آخرت تباہ کرے۔

اگر فقہ کے ایجاد سے اونکو دنیا طلبی مقصود ہوتی تو بجا ہے اسکے کہ سلاطین کی طرف سے خدمت قبول کرنے کی درخواست اور اصرار ہوتا خود درخواست کرتے۔ اور سفارشین پہونچاتے اور کسی نہ کسی حیلے سے خدمت حاصل کرکے امیرانہ گذران کرتے۔ برخلاف اسکے وہان تو ان چیزون کا ذکر بھی نہ تھا

م ص ح۔ سہل ابن مزاحم کہتے کہ ہم ابوحنیفہ رح کے گھر مین جایا کرتے تھے سوا بوریے کے کوئی چیز وہان نظر نہ آتی۔

م۔ ابوالنجیب مروزی کہتے ہین کہ امام صاحب کا قوت مہینے مین دو درہم تھا۔

م ح ص ک۔ جب قضا کے بارہ مین آپ بغداد مین قید کئے گئے تو آپنے فرزند کو کہلا بھیجا کہ تم جانتے ہو کہ مہینے مین میرا قوت دو درہم ہے اوسکو بھی تم نے روک دیا جلد بھیجو۔

یہ تو آپ کی ذاتی حالت تھی جس سے کمال زہد ظاہر ہے۔ اب آپکے تمول کا حال بھی سن لیجئے۔

حک۔ عبد الحکیم بن بسیر کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ رہ کے کئی غلام تجارت پر مامور تھے ایکبار وہ ستر ہزار درہم لے آئے جن میں تیس ہزار درہم نفع کے تھے امام صاحب نے اون سے تجارت کے طریقے دریافت کئے بعضوں نے انکا طریقہ ایسا بھی بیان کیا کہ اوس میں غلطی تھی امام صاحب نے پوچھا کیا وہ نفع علحدہ رکھا گیا یا خلط کر دیا گیا کہا خلط کر دیا گیا آپنے فرمایا تم نے کل مال کو فاسد کر دیا پھر علماے کوفہ سے سات شخصوں کو بلا کر ہر ایک کو دس دس ہزار درہم دئے کہ مساکین پر تقسیم کر دیں۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ ستر ہزار درہم جو راس المال اور نفع کا مجموعہ یعنے کل سرمایہ تھا سب کو ایک ادنی شبہ سے لٹا دینا کوئی آسان کام نہیں۔ اس زمانہ میں حالانکہ بدنیا رسد چو خر در گل ماند کا مضمون پورے طور پر صادق ہے مگر تقوے کا وہ دعوے کہ ابو حنیفہ رہ نے عمر بھر میں کبھی نہ کیا ہوگا کیونکہ اونکو اگر تقوے کا دعوی ہوتا تو راتوں خوف خدا سے رونے کی کیا ضرورت تھی۔

قرائن سے بخوبی ظاہر ہے کہ آپکا تجارت کرنا بھی دینی مصلحتوں کے لحاظ سے تھا۔ پہلے تو تقوے کا امتحان دینا آپکو مقصود تھا کیونکہ تقوے کی آزمایش انہیں معاملات سے ہوتی ہے جو مال سے متعلق ہیں سو بفضلہ تعالی آپکا اس امتحان میں کامیاب ہونا اون حیرت انگیز وقائع سے ظاہر ہے جو کتابوں میں کثرت سے مروی ہیں مگر چونکہ اس رسالہ کی غرض اونسے چنداں متعلق نہیں اسلئے اونکا ذکر ضروری نہیں سمجھا گیا۔ پھر مال حاصل ہونے کے بعد بخل اور اسراف سے بچنا بھی ایک مشکل کام ہے سو امام صاحب اوس میں بھی قابل تحسین رہے چنانچہ آپکی سخاوت اس درجہ تک پہونچ گئی تھی کہ اپنے زمانہ میں آپ سخی مشہور تھے۔ چنانچہ کردری رح اور امام سیوطی رح نے فضیل ابن عیاض کا قول نقل کیا ہے۔ کان ابو حنیفۃ معروفا بکثرۃ الافضال والبر الدہم واہلہ۔

حک۔ مسعر رح کہتے ہیں کہ جب ابو حنیفہ رح کوئی چیز اپنے عیال کے واسطے خرید کرتے یا لباس بنا یا خوراک خرید کرتے تو پیشتر اون اشیا کی قیمت سے یا اوسی قیمت کی اشیا شیوخ علما کیلئے خرید کرتے اور یہ اونکی عادت تھی کہ جب کوئی چیز عمدہ اپنے لئے خرید کرتے تو عمدہ اور بیش قیمت خرید کرتے اور اپنے عیال کے لئے خرید کرتے تو اوسیقدر اشیا خرید کرتے۔

حک۔ شقیق بلخی رح کہتے ہیں کہ ایکبار میں ابو حنیفہ رح کے ساتھ کسیکی عیادت کو جا رہا تھا راستہ میں ایک شخص آپکو دیکھکر چھپ گیا اور دوسرے رستہ سے نکل جانا چاہا آپنے اوسکو پکارکر کہا کہ دوسرے

راستہ سے کیون جاتے ہو اوسنے دیکھا کہ امام صاحب پہچان گئے شرمندہ ہوکر کھڑا ہوگیا آپنے جب اوسکا سبب دریافت کیا تو اوس نے کہا کہ مجھپر آپکے دس ہزار درہم ہین اور باوجود مدت گذر جانے کے تنگدستی کی وجہ سے اوانکر سکا اسلئے روبرو آنے سے مجھے شرم آتی فرمایا سبحان اللہ ادن ہم ہو سے چھپنے کی نوبت پہونچ گئی وہ کل مین نے تمہین معاف کردیا اور تم سے یہ درخواست ہے کہ میری طرف سے تمہارے دل پر جو گرانی گذری وہ تم معاف کردو۔

م ک ۔ امام صاحب کے فرزند حماد رحمہ نے جب سورہ فاتحہ ختم کی تو آپنے معلم کے پاس پانچ ہزار درہم بہیجکر معذرت کہلائی کہ اسوقت میرے پاس اتنے ہی ہین اگر زیادہ ہوتے تو تعظیم قرآن کے لحاظ سے وہ سب بھیج دیتا۔

غرضکہ تجارت اور تمول سے آپنے نہ حظوظ نفسانی حاصل کئے نہ دنیوی کوئی فائدہ اٹھایا بلکہ اوسکے کل مصارف فی سبیل اللہ تھے اور اپنی ذاتی گذران فقیرانہ رکھی اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ چھ مہینے مین صرف دو درہم آپکا قوت تھا جیسا کہ ابھی معلوم ہوا۔ انھی اسباب سے اکابر محدثین کے دل مین آپکی وہ وقعت تھی کہ کسی دوسرے کی نہ تھی۔

م ص ک ۔ اسمعیل بغدادی کہتے ہین کہ مینے یزید ابن ہارون سے پوچھا کہ آدمی کو فتوی دینا کب حلال ہوتا ہے فرمایا کہ جب ابوحنیفہ کے جیسا ہو مینے کہا حضرت آپ ایسی بات کہتے ہو کہا ہان اس سے زیادہ کہونگا مین نے اونسے افقہ اور اورع نہین دیکھا۔ ایک روز وہ کسی شخص کے دروازہ کے روبرو دھوپ مین بیٹھے ہوئے تھے مین نے کہا سایہ مین اگر آپ بیٹھ جاتے تو اچھا تھا کہا اس مکان والے پر میرا کچھہ قرض ہے مین مناسب نہین سمجھتا کہ اوسکے گھر کے سایہ مین بیٹھون اب کہو کہ اس سے زیادہ کیا ورع ہوگا اور یحیی ابن زائدہ کہتے ہین کہ مین نے جب ابوحنیفہ کو دیکھا کہ دھوپ مین بیٹھے ہین تو اونکو قسم دیکر پوچھا کہ سایہ چھوڑکر دھوپ مین بیٹھنے کا کیا سبب ہے کہا اس مکان والے پر میرا کچھہ قرض ہے مین اوسکے گھر کے سایہ کو اس وجہ سے مکروہ سمجھتا ہون کہ کہین وہ نفع نہو جائے دیکھو کہ حدیث شریف مین وارد ہے جس قرض سے کوئی نفع حاصل کیا جائے وہ ربوا ہے پھر فرمایا اس قسم کی احتیاط اور لوگون پر واجب نہین۔ عالم کو ضرور ہے کہ جن امور کی طرف لوگون کو بلاتا ہے اون مین خود زیادہ احتیاط اور عمل کرے۔ الخیرات الحسان مین بھی یہ واقعہ بالاختصار قشیریہ سے نقل کیا ہے

یزید بن ہارون نے جو فتوے کیلئے ورع اور تقوے کی ضرورت سمجھی اوسکی وجہ یہ ہے کہ جسکو
خوف خدا ہوگا وہی سچے مسئلے دین کے بتائے گا ورنہ اپنی خواہش نفسانی کے مطابق فتوے دیگا
جیسا کہ دیکھا جاتا ہے۔

ہم ص ک۔ مالک ابن سلیمان سے روایت ہے کہ حسن بن عمارہ ابوحنیفہ رح کی شان مین بدگوئی
کیا کرتے تھے ایکبار کسی مسئلہ کی تحقیق کیلئے امیر کوفہ نے کل علما کے کوفہ کو جمع کیا مناظرہ کے بعد سب کا
اتفاق ابوحنیفہ رح کے جواب پر ہوا تب امیر نے لکھنے کو کہا تو ابوحنیفہ رح نے تامل کر کے کہا اس
مسئلہ مین ہم سب خطا پر تھے اور صواب وہی ہے جو حسن ابن عمارہ کہتے ہین چنانچہ وہی لکھا گیا اوسکے
بعد حسن بن عمارہ امام صاحب کی حمایت مدح کرتے اور کہا کرتے تھے کہ اگر ابوحنیفہ چاہتے تو میرا قول
رد کر دیتے اور باوجودیکہ وہ مجلس مناظرت کی تھی مگر انہون نے خطا کا الزام اپنے ذمہ لینے مین
ذرا بھی تامل نہین کیا اوس روز سے مجھے یقین ہوا کہ وہ ورع مین سب سے زیادہ ہین۔

ہم ص۔ نضر بن محمد رح کہتے ہین کہ جب بادشاہ نے ابوحنیفہ رح کو فتوی دینے سے منع کر دیا تھا
اوس زمانہ مین اگر اونکے فرزند حماد بھی کوئی بات پوچھتے تو آپ حکم شاہی کا عذر کر کے جواب نہ دیتے
ایکبار حماد نے کہا حضرت یہان تو آپ ہین اور مین ہون بغیر کوئی شخص نہین آپنے فرمایا اے لڑکے اللہ کہان
سے یعنے اللہ تعالی تو موجود ہے۔

ہم ص۔ ابو عاصم کہتے ہین کہ ابوحنیفہ رح ایسے شخص تھے کہ جب فتوی دینے کو بیٹھے ایک مسئلہ پیش ہوا
جسکا جواب وہ نہ دے سکے اوسکے بعد دس سال تک فتوی اور مجلس کو ترک کر دیا پھر جب تکمیل کی اور معلوم
ہوا کہ لوگون کو اونکے فتوی کی طرف احتیاج ہے تو اوسوقت فتوی دینا شروع کیا۔

ہم ک۔ جب امام صاحب کے اوستاد حماد رح کا انتقال ہوا اور اونکی خدمت کو جس طرح چاہیے
کوئی انجام نہ دے سکا تو اصحاب حماد رح نے بالاتفاق امام صاحب سے درخواست کی کہ مسند افتا
کو اپنے ذات سے آپ زینت دین ورنہ علم کے ضائع ہونیکا خوف ہے امام صاحب نے کہا اس شرط
پر مین یہ کام قبول کرتا ہون کہ آپ حضرات مین سے دس صاحب ضامن ہوجائین کہ ایک سال
تک میرے ساتھ رہین چنانچہ انہون نے قبول کیا۔ ہر چند یہ مسلم تھا کہ اصحاب حماد رح مین امام صاحب
ہی اس خدمت کے مستحق ہین لیکن امام صاحب کے تقوی نے یہ اجازت نہ دی کہ خود اپنے سے

آپ مسند نشین ہو جائیں اسلیئے آپنے دس صاحبونکو منتخب کیا کہ ہر مسئلہ اونکو مشوری سے قابل نفاذ سمجھا جائے۔ باوجود اسقدر احتیاط کے بمقتضائے خوف الٰہی پھر بھی کھٹکا لگا رہتا تھا چنانچہ اس روایت سے ظاہر ہے۔

م ص ک۔ یزید طحان کہتے ہین کہ جب ابوحنیفہ کسی مسئلہ مین فتوی دیتے تو دیر تک سکوت کرتے پھر ایک لمبی سانس کھینچکر کہتے اللھم لا تواخذنا۔

م ص ک۔ ابویوسف رح کہتے ہین ایک بار مین امام صاحب کے مکان کو گیا دیکھا کہ اسقدر مغموم ہین کہ اوسکا سبب دریافت کرنے کی بھی مجھے جرات نہوی تہوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا اے ابویوسف ہم جو کام کر رہے ہین کیا ضرور ہے حق تعالی اسکا سوال ہم سے کریگا مین نے عرض کی حضرت خدائے تعالی آپپر رحم کرے مجتہد کے ذمہ اسقدر ہے کہ اجتہاد اور کوشش مین کمی نکرے پھر کہا اللھم اغفر لی پھر تہوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر کہا اللھم لا تواخذنا۔

م ص۔ مالک ابن مغول رح کہتے ہین کہ ایک روز مین ابوحنیفہ رح کے پاس گیا اوسوقت ایک مسئلہ اونسے پوچھا گیا انہون نے اپنے اصحاب مین اوسکو پیش کیا جب سب نے خوض و فکر کر کے اوسکا حکم بیان کیا تو انہون نے سب کے آخر مین ایک تقریر کی اوسکے بعد بہت دیر تک سر جھکائے بیٹھے رہے پھر سر اٹھا کر کہا اللھم انک تعلم انی لا ارید به وجھک یعنی یا اللہ تو جانتا ہے کہ مجھے اس سے مقصود صرف تیری ذات ہے یہ کہ رہے تھے اور اونکی آنکھون سے اشک جاری تھے۔ ان حالات کے معلوم ہونیکے بعد ہر شخص کی طبیعت اس بات پر گواہی دیگی کہ امام صاحب نے جو فقہ کا کام اپنے ذمہ لیا تھا اوسمین انکی کوئی نفسانی غرض نتھی اور بفضلہ تعالی خالصۃ لوجہ اللہ نہایت دیانت داری سے اوسکو انجام دیا۔ بات یہ ہے کہ جس دل مین خوف خدا ہوتا ہے اوس سے جو کچھ صادر ہوگا خدا و رسول کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ کیونکہ بات بات مین اوسکو ڈر لگا رہتا ہے کہ کہین کوئی ایسا فعل یا حرکت نفسانی ایسی صادر نہو جو باعث عتاب الٰہی ہو اسیوجہ سے خاصان خدا ہمیشہ ورع حاصل کرنے کی ہدایت کیا کرتے تھے چنانچہ تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی رح نے ابکر ابن مقری کے ترجمہ مین لکھا ہے الامام المحدث الصادق العابد ابو عبد اللہ المصری کان طویل الحزن خازناً للسانہ یعنی اکثر اوقات انپر حزن طاری رہتا اور خاموش رہا کرتے تھے۔ اونکے فضائل ذاتی بیان کر کے لکھا ہے کہ جب محدثین اونکے پاس آتے تو اکثر اوقات کہا کرتے تعلموا الورع یعنی

احادیث کے ساتھ ورع بھی سیکھو

اب غور کیجیے کہ اسقدر خوف الٰہی کے بعد کیا ممکن ہے کہ کوئی بات دین مین انہون نے ایسی ایجاد کی ہوگی یا کوئی مسئلہ اپنے دل سے گھڑ لیا ہوگا جو خلاف حکم خدا و رسول ہو عقل سلیم تو اسکو ہرگز قبول نہین کر سکتی اونکے کمال تدین ہی کی وجہ سے اکابر محدثین نے اونکے اتباع کی ترغیبین دین اور بعضے نے کہدیا کہ جس نے ابوحنیفہ کو اپنا پیشوا بنا لیا اوس نے احتیاط مین کمی نہ کی۔ وغیرہ ذلک۔

تقریر امام صاحب

اب امام صاحب کی تقریر کا بھی تہوڑا سا حال سن لیجیے

چونکہ قوت تقریر کا مدار کثرت معلومات اور استحضار مضامین اور طبیعت نکتہ رس پر ہے اور امام صاحب اوسوقت کے علما مین سب سے علم مین فائق اور قوت حافظہ مین ممتاز اور طبیعت نکتہ رس کے لحاظ سے بے نظیر تھے ان وجوہ سے آپکی تقریر ایسی ہوتی تھی کہ موافق تو موافق مخالف بھی دم نہ مار سکتے تھے اور سب کی گردنین جھک جاتی تہین۔

ھ ک۔ یزید بن ہارون کہتے ہین کہ جب ابوحنیفہ رح کلام کرتے تو کل حاضرین کی گردنین جھک جاتی تہین۔

م ص ک۔ سکنانہ کہتے ہین کہ ابوحنیفہ کا کل علم مفہوم اور متقن ہے اور دوسرون کے علم مین حشو و زوائد بہت ہین۔ مین اونکی صحبت مین ایک مدت تک رہا مگر ایک بات بھی اونسے ایسی نہین سنی جو قابل مواخذہ ہو یا اوسپر عیب لگایا جائے۔

م۔ ابومعاویہ کہتے ہین کہ شریک رح جہل اور حسد کی وجہ سے ابوحنیفہ رح کے ساتھ دشمنی تو رکھتے تھے مگر جب اونکا قول سنتے تو بیچارے سر نہ اٹھا سکتے۔

ک۔ عبدالصمد بن حسان کہتے ہین کہ مین ایکبار سفیان رح کے پاس بیٹھا تھا ایک شخص نے کہا ابوحنیفہ کو جدل اور جھگڑے کا علم دیا گیا ہے۔ انہون نے کہا اگر تم اونکے پاس بیٹھو تو معلوم ہوگا کہ اونکا مثل تم نے دیکھا نہین۔ جب وہ شخص امام صاحب کی مجلس مین جا بیٹھا تو اس بات کا قائل ہو گیا کہ جو شخص اونکے پاس بیٹھے اونکی فقہ اور فہم اور ورع کی وجہ سے خاضع ہوکر اونکے روبرو سر نہ اٹھا سکیگا۔ پھر وہ شخص ہمیشہ امام صاحب کے فضائل بیان کرکے بدگویونکو جواب دیا کرتا تھا۔

الحاصل امام صاحب کی تقریر ایسی ہوتی تھی کہ کوئی سر نہ اٹھا سکتا۔ اب غور کیجیے کہ اوس زمانہ مین امام صاحب کے مخالف محدثین کثرت سے تھے جنکی مخالفت کا اثر ابتک جاری ہے اور محدثین کی عادت تھی کہ

جوبات مخالف حدیث پاتے اوس مین مناظرے کرتے یہان تک کہ جان دینے کو مستعد ہوجاتے تھے
جیسا کہ خلق قرآن کے مسئلہ مین آپنے دیکھ لیا اور امام صاحب حاکم یا صاحب احتشام شخص نہین تھے
کہ اونکے دروازہ پر روک ٹوک ہو وہ تو ہمیشہ مسجد مین بیٹھے رہتے تھے جسکا جی چاہتا مسئلہ پوچھ لیتا
یا مناظرہ کرلیتا۔ غرضکہ محدثین کی تصریحات اور عقل کی رو سے ثابت ہے کہ اوس زمانہ کے محدثین امام صاحب سے
بکثرت مناظرہ کیا کرتے تھے مگر امام صاحب کی تقریر سنکر بجز انقیاد اور گردن جھکانے گریز نتھا۔ اس سے یہ بات بآسانی
معلوم ہوسکتی ہے کہ جتنے مسائل مین محدثین کو امام صاحب سے خلاف تھے اون مین اکثر مباحثے ہوے اور بکرات مرات
اکابر محدثین کو امام صاحب سے منوا کر چھوڑا پھر جو حضرات متدین اور منصف مزاج تھے وہ تو امام صاحب
کی تعریفین کیا کرتے اور جو دوسرا ور حاسد تھے روبرو کچھ نہ کہ سکتے البتہ غائبانہ بدگوئیان کیا کرتے
تھے جیسا کہ دنیا دارون کی عادت ہے مگر دیندارون کے نزدیک ایسے لوگون کی کوئی بات
قابل اعتبار نہین ہوسکتی۔

م ص ک۔ یحیی ابن آدم کہتے ہین کہ ابوحنیفہ رح کا کلام خالصۃً للہ تھا اگر اوس مین دنیوی امور
کی آمیزش ہوتی تو اونکا کلام آفاق مین ہرگز نافذ نہوسکتا کیونکہ اونکے حاسد اور کسرشان کرنے
والے لوگ بہت سارے تھے۔

اب غور کیجیے کہ امام صاحب کے کلام کو آفاق مین پہونچانے والے کیسے متدین اور باوجاہت حضرات ہونگے
کہ حاسدون اور مخالفون کو ساکت کرکے اوسکو آفاق مین نافذ کردیا اور کس زمانہ مین کہ جدہر دیکھیے حدیث
ہی حدیث تھا۔ فقہ کی ایک کتاب بھی دنیا مین نظر نہین آتی تھی یہ امام صاحب کی للہیت اور قوت کلام کا اثر تھا

م ص ک۔ ایکبار کسی نے مسعر رح سے کہا کہ ابوحنیفہ کے دشمن کس قدر کثرت سے ہین یہ سنکر مسعر رح
سیدھے ہو بیٹھے اور کہا دور ہو مین نے جب کبھی اونکے ساتھ مباحثہ کرتے دیکھا تو انھی کو غالب دیکھا

م۔ مطلب ابن زیاد کہتے ہین کہ جب کبھی ابوحنیفہ رح نے کسی مسئلہ مین کسی کے ساتھ گفتگو کی تو وہ
شخص ذلیل اور اونکا منقاد ہوگیا۔

م ک۔ ابومعاویہ ضریر رح کہتے ہین کہ مین نے ابوحنیفہ رح سے اعلم نہین دیکھا کبھی یہ خیال نہین ہوتا
تھا کہ کوئی شخص تقریر مین اون پر غالب ہوگا۔ یا حسن بن زیاد کہتے ہین کہ ہم نے اونکا ساحلیم دیکھا نہ کبھی اونکو مغلوب ہوتے دیکھا

ک۔ ابو عبد الرحمن صنعانی کہتے ہین کہ مین نے کسیکو نہین دیکھا کہ کسی مسئلہ مین ابوحنیفہ رح پر غالب ہوا ہو

خ۔ سفیان ثوری کہا کرتے تھے کہ ابو حنیفہ رح کی مخالفت ایسا شخص کرسکتا ہے جو اون سے قدر اور علم مین بڑا ہوا ہو اور ایسا شخص کہان ہے۔

انصاف اسے کہتے ہین باوجود اس تبحر کے کہ امیر المومنین فی الحدیث سمجھے جاتے تھے انصاف سے کہدیا کہ ابو حنیفہ سے مخالفت کوئی نہین کرسکتا۔

م۔ واقدی رح کہتے ہین کہ مین نے امام مالک رح سے پوچھا کہ اہل عراق جو آپکے یہان آئے ہین اون مین افقہ کون ہین فرمایا اہل عراق سے ہمارے یہان کون آئے مین نے کہا ابن ابی لیلی ابن شبرمہ سفیان ثوری اور ابو حنیفہ فرمایا تم نے ابو حنیفہ کا نام آخر مین لیا مین نے اونکو دیکھا کہ ہمارے یہان کے کسی فقیہ کے ساتھ انھون نے مناظرہ کیا اور تین بار اوسکو اپنی راے کی طرف رجوع کرلے گئے آخر مین کہدیا کہ یہ بھی خطا ہے مطلب یہ کہ جس مسئلہ مین مناظرہ ہوا تھا اوس مین امام صاحب کے تین قول تھے یکے بعد دیگرے ہوے اور جس قول کے اثبات مین امام صاحب نے تقریر کی اوس فقیہ کو تسلیم کرنا پڑا اور آخری قول کو بھی قابل فتوے نہین سمجھا اور فرمایا کہ اس مین بھی خطا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب کے استدلال مین وہ قوت ہوتی تھی کہ کسیکو کلام کرنے کی گنجایش نہین ملتی تھی ایسا معلوم ہوتا ہو کہ امام مالک رح اس مناظرہ کو دیکھ رہے تھے اور ہر قول کی تقریر اور استدلال کو سن رہے تھے مگر یہ نہو سکا کہ کسی استدلال مین جرح کرین حالانکہ مناظرہ صرف احقاق حق کی غرض سے ہوا کرتا ہے اور ہر عالم کو حق ہے کہ اوس مین دخل دیکر احقاق حق کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب جس قول پر دلیل پیش کرتے وہ ایسی قوی ہوتی تھی کہ امام مالک رح جیسے افراد بھی اوسمین جرح و قدح نہ کرسکتے تھے تا بہ دیگرے چہ رسد آخر امام صاحب ہی کو معلوم ہوتا کہ وہ دلیل خدوش ہے اور اوس سے رجوع کرکے دوسرا قول اختیار کرتے۔ اب غور کیجیے کہ جب امام صاحب کے مقابلہ مین امام مالک رح کا یہ حال ہو جو اوس زمانہ مین امام مسلم ہو چکے تھے تو دوسرے کس شمار مین۔

ک ہ ت ح۔ امام شافعی رح فرماتے ہین کہ امام مالک رح سے کسی نے پوچھا کیا آپنے ابو حنیفہ کو دیکھا ہے کہا نعم رایت رجلا لو کلمک فی ہذہ الساریۃ ان یجعلہا ذہبا لقام بحجتہ یعنی ہان دیکھا ہے وہ ایسے شخص تھے کہ اگر تم سے کہدیتے کہ اس ستون کو سونے کا ثابت کر دینگے تو اوسپر حجت قایم کر دیتے

مکحص - عبداللہ ابن مبارک رح کہتے ہین کہ ایکبار مین امام مالک رح کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک صاحب آئے امام مالک رح نے اونکی بڑی تعظیم وتکریم کی جب وہ چلے گئے تو کہا تم جانتے ہو یہ کون ہین یہ ابو حنیفہ ہین اگر کہدین کہ یہ ستون سونے کا ہے تو اوسپر دلیل قائم کردینگے حق تعالی نے اونکو فقہ کی توفیق دی ہے جس سے اوسکا بار اونپر نہین رہا اسکے بعد سفیان ثوری آئے اونکو امام صاحب سے کم درجہ مین جگہ دی اور اونکے جانے کے بعد کہا کہ یہ سفیان ہین اور اونکی فقہ اور ورع کا بھی ذکر کیا۔

کردری رح نے لکھا ہے کہ امام مالک رح نے امام صاحب کی نسبت جو کہا ہے لو کلمک فی ہذہ الساریۃ الخ اس سے جاہلہ محدثین کے زعم مین امام مالک رح کی عدالت ساقط ہوگئی یہ عجیب بات ہے یہ سب جانتے ہین کہ لوکا دخول محال ہوا کرتا ہے جیسا کہ حق تعالی کا ارشاد ہے۔ لوکان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا دیکھئے آلہہ کا وجود محال ہے اور اگر بفرض محال ہو جائے تو فساد لازم ہے اسیطرح امام مالک رح نے فرمایا لو کلمک فی ہذہ الساریۃ ان یجعلہا ذہبا اس سے ظاہر ہے کہ امام مالک کو یقین تھا کہ امام صاحب کا ایسا دعوی کرنا کہ یہ ستون سونے کا ہے محال ہے۔ اسیوجہ سے کلمہ لوکو استعمال کیا اور فرمایا کہ اگر بفرض محال یہ دعوی کرتے تو اوسپر بھی دلیل قائم کردیتے۔ چونکہ اس قسم کے کلام مین صرف مبالغہ مقصود ہوتا ہے اسلیئے یہ نہین کہسکتے کہ امام مالک رح یہ خبر دے رہے ہین کہ امام صاحب لکڑی کے ستون کو سچ مچ سونے کا ستون ثابت کرسکتے ہین بلکہ اونکو امام صاحب کا کمال تدین بیان کرکے مبالغہ کے ساتھہ یہ بتلانا منظور تہا کہ استدلال مین اونکو اعلی درجہ کی قوت اور اقتدار حاصل تھا۔ اسیوجہ سے امام صاحب کے حاسدون کو جوش آگیا۔ اور اس کلام سے امام مالک جیسے جلیل القدر امام المحدثین کی عدالت ہی ساقط کردی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حالانکہ اہی قسم کی بات محدثین نے امام شافعی رح کی نسبت بھی کہی ہے چنانچہ توالی التاسیس مین ابن حجر عسقلانی رح نے لکھا ہے

قال زکریا الساجی حدثنی ابوبکر ابن سعدان قال سمعت ہارون بن سعید یقول لو ان الشافعی ناظر علی ہذا العمود الذی من حجارۃ انہ من خشب لغلب لاقتدارہ علی المناظرۃ یعنے امام شافعی رح اگر اس ستون کے باب مین جو پتھر کا ہے مناظرہ کرتے اور اوسکو لکڑی کا ثابت کرنا چاہتے تو اس وجہ سے کہ اونکو مناظرہ پر اقتدار حاصل تھا غالب آجاتے الغرضکہ اس قسم کی بات سے نہ امام شافعی رح اور امام صاحب کی توہین مقصود تھی نہ اوسکے قائل پر کوئی الزام عائد ہوسکتا ہے۔

م ص ک - محمد ابن اسمٰعیل ابن ابی فدیک کہتے ہین کہ مین نے مالک ابن انس رح کو دیکھا کہ ابو حنیفہ رح کا ہاتھ پکڑے ہوے چلے جا رہے ہین جب مسجد نبوی کے دروازہ پر پہونچے تو ابو حنیفہ کو آگے بڑھا کر آپ اونکے پیچھے چلنے لگے۔

اس سے ظاہر ہے کہ امام مالک رح کا خیال امام صاحب کی نسبت یہ نتھا کہ جھوٹے مسئلے تراشتے ہین بلکہ اونکو معظم و محترم سمجھتے تھے۔

ت م ک - جعفر ابن الربیع کہتے ہین کہ مین پانچ سال ابو حنیفہ رح کی خدمت مین رہا اونسے زیادہ خاموش شخص نہین دیکھا مگر جب فقہ کی کوئی بات پوچھی جاتی تو سیل کی طرح اونکا کلام پر زور ہوتا۔

خ ک - یحیی بن آدم کہتے ہین کہ جس مجلس مین ابو حنیفہ رح ہوتے تو کلام کا مدار اونھی پر ہوتا اور جب تک وہ وہان رہتے کوئی دوسرا بات نہ کر سکتا۔

م - عمرو بن حماد بن طلحہ کہتے ہین کہ جس مجلس مین ابو حنیفہ رح ہوتے کلام کا مدار انھی پر ہوتا اور جب تک وہ وہان رہتے کوئی دوسرا بات نہ کر سکتا۔

مطلب یہ کہ امام صاحب کے روبرو مسائل شرعیہ مین بات کہنے کی ہمت کسی مین نتھی اسوجہ سے مجبوراً امام صاحب ہی کو کلام کرنے کی ضرورت ہوتی۔

م ک - عبد اللہ بن زبیر کہتے ہین کہ فقہا امام صاحب کے حلقہ مین بیٹھتے تو اونکے شاگرد سمجھے جاتے اور جب امام صاحب کلام کرتے تو اونکے کلام کی تہ تک بڑی قوت والے یعنے اعلے درجہ کی ذکی علما پہونچتے تھے۔

جب فقہا (جو اعلی درجہ کے محدث ہوا کرتے تھے) اونکا یہ حال ہو تو غور کیجیے معمولی محدثین کا کیا حال ہوگا۔ آدمی شاگردی کی ذلت گوارا کر سکتا ہے مگر باوجود اسکے اگر کچھ سمجھ مین نہ آئے تو مفت کی ذلت اٹھانے سے کیا فائدہ اسلیے اکثر محدثین امام صاحب کے تلمذ اور صحبت سے محروم رہ گئے۔

ھ ک - یحیی ابن آدم رح کہتے ہین کہ شریک اور اونکے رفقا ابو حنیفہ کے مقابلہ مین ایسے تھے جیسے کہ ترازو کے کانٹے ابو حنیفہ کے اقوال سمجھ ہی لیتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ شریک جب امام صاحب کا قول سنتے تو سر نہ اٹھا سکتے اور یحیی ابن آدم رح کے قول سے ثابت ہے کہ اونکی یہ لیاقت آتی بھی تھی کہ امام صاحب کی تقریر ہی سمجھ سکتے مگر بیچارے

حسد کے مارے دشمنی پر مجبور تھے۔ یہی حال اون تمام محدثین کا تھا جو امام صاحب کی شان مین بدگوئیان کیا کرتے تھے جنکے کاسہ لیس آج تک موجود ہین۔

خ۔ ابو سلیمان کہتے ہین کہ ابو حنیفہ عجیب شخص تھے اونکے کلام سے وہی منہ پھیرتا ہے جو اوسکے سمجھنے پر قادر نہین۔

اسکا مطلب یہ نہین ہے کہ فقہ سے اون لوگون نے منہ پھیرا کہ جنکی سمجھ مین اوسکے مضامین نہین آئے۔ کیونکہ ایسا آدمی تو عامی اور جاہل ہے اوسکا ذکر ہی کیا۔ یہان کلام محدثین مین ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ احادیث تو وہ سمجھتے تھے مگر فقہ کو نہین سمجھ سکتے تھے۔ بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ بعض محدثین یہ نہ سمجھ سکنے کہ امام صاحب کے اقوال احادیث کے خلاصہ ہین اور کوئی بات خلاف حدیث نہین اور ناسمجھی سے یہ خیال کرلیا کہ وہ امام صاحب کی صرف رائین ہین اسلئے اوس سے منہ پھیرا۔ غرضکہ مقصود ابو سلیمان رح کا یہ ہے کہ امام صاحب کا کوئی قول مخالف حدیث نہین مگر یہ بات ہر شخص سمجھ نہین سکتا اسکے لئے طبیعت نکتہ رس اور استحضار احادیث کی ضرورت ہے۔

ح۔ شعبہ رح قسم کھاکر کہتے تھے کہ ابو حنیفہ کا فہم درست اور حافظہ جید تھا۔ لوگون نے اونکی تشنیع ایسے مسائل مین کی جو اونکے سمجھ مین نہ آئے اور ابو حنیفہ اونسے زیادہ اون مسائل کو جانتے تھے۔

اب دیکھئے کہ قصور تو اپنی سمجھ کا اور طعن و تشنیع امام صاحب پر کس قدر زیادتی ہے۔ حق تعالے اہل انصاف محدثین کو جزائے خیر دیوے کہ انھون نے فقہ کی توثیق کرکے نافہمون کا قصور ثابت کردیا۔

ح۔ اعمش رح سے پوچھا گیا کہ آپ اون لوگون کے باب مین کیا فرماتے ہو جو ابو حنیفہ کی برائیان بیان کرتے ہین فرمایا بات یہ ہے کہ جو مسائل انھون نے بیان کئے کچھہ تو لوگون نے سمجھے اور کچھہ نہ سمجھے اسلئے اونکے دشمن ہوگئے اور حسد کرنے لگے۔

یہ بات اوپر معلوم ہوئی کہ اعمش رح سے چند مسئلے کسی مجلس مین پوچھے گئے جس مین امام صاحب بھی موجود تھے انھون نے امام صاحب سے پوچھا کہ انمین تمہارے کیا اقوال ہین۔ امام صاحب نے بیان کیا مگر اعمش رح کو تسکین نہوئی اور دلیل طلب فرمائی۔ امام صاحب نے استدلال مین وہی حدیثین پیش کین جو اعمش رح سے اونکو پہونچی تہین اور ہر ایک سے استخراج کس طرح کیا گیا اوسکا طریقہ بھی بتلایا اعمش رح نے امام صاحب کی تحسین کرکے فرمایا کہ تم طبیب ہو اور ہم عطار ہین اور جب حج کو گئے

تو مناسک حج امام صاحب ہی سے لکھواے اور اون پر عمل کیا اور شاگردون سے بھی لکھ لینے کو کہا
دیکھئے اعمش رح نے جو گون کے نہ سمجھنے کا حال بیان کیا وہ اونکا ذاتی تجربہ تھا اسلئے کہ جن
روایتون سے امام صاحب نے استدلال کیا وہ اعمش رح ہی سے آپکو پہونچی تہین اور مدتون وہ
اونکے خزانہ حافظہ مین محفوظ اور ہمیشہ اونکے پڑھنے پڑہانے مین پیش نظر رہین۔ مگر کبھی یہ معلوم ہوا کہ
اونسے کچہ مسائل بھی نکلتے ہین۔ پھر اعمش رح آخر امام صاحب کے استاد ہی تھے اونکے نازک استدلال
کو فوراً سمجھہ گئے اور اوسکی داد بھی دی بھلا ہر کس و ناکس مین وہ صلاحیت کہان۔ اور قاعدہ کی بات
ہے کہ جب کوئی نازک بات آدمی کی سمجہ مین نہین آتی تو جھنجلا کر کج بحثی شروع کرتا ہے چنانچہ اکثر
غبی طلبہ کی حالت دیکھی جاتی ہے کہ جب کوئی نازک مضمون استاد بیان کرتا ہے جسکو اونکے ہم درس
اذکیا سمجہ جاتے ہین تو وہ لوگ ناسمجھی کے عار کو دفع کرنے کی غرض سے کج بحثی شروع کرتے ہین
جسکی انتہا دشمنی اور حسد پر ہوتی ہے۔ یہی بات ہے جو اعمش رح نے کہی کہ امام صاحب کی باتون کو
نہ سمجہکر بعضے دشمن ہوگئے اور حسد کرنے لگے۔

م ص خ۔ حافظ ابو حمزہ محمد ابن میمون قسم کھا کر کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح کی تقریر سننے سے مجھے
جسقدر خوشی ہوی وہ لاکھ اشرفی کے ملنے سے بھی نہین ہوسکتی۔

علما خصوصاً اون مین وہ اذکیا جنکی طبیعتون مین اعلی درجہ کا مذاق علمی ہے۔ اس خوشی کا سبب
سمجہ سکتے ہین اونکو معلوم ہے کہ جب کوئی نازک اور غامض بات سمجہ مین آجاتی ہے تو کس قدر
خوشی ہوتی ہے کبھی تو وجد کی سی حالت طاری ہوتی ہے اور بعضے تو شادی مرگ سے ہلاک
ہوجاتے ہین جیسا کہ تاریخ حکماے یونان مین لکھا ہے کہ فیثا غورس فیلسوف کی طبیعت نکتہ رس
نے جب شکل عروس کی ایجاد مین کام دیا اور اوسکی سمجہ مین بات آگئی تو اوسے اسقدر خوشی ہوی کہ
بقول بعض وہ اوسی سے ہلاک ہوگیا غرض انسان پر جس قدر نہ سمجھنے کا برا اثر پڑتا ہے اوسیقدر
اذکیا کو سمجھنے سے خوشی پیدا ہوتی ہے یہی بات تھی کہ حافظ محمد ابن میمون رح کو امام صاحب کی
تقریر سمجھنے کی اسقدر خوشی ہوی کہ لاکھ اشرفیون پر اوسکو ترجیح دی۔ کردری رح وغیرہ نے
یزید بن ہارون رح کا قول نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہ رح کے اقوال کو وہی لوگ دوست رکھتے ہین
جو اعلی درجہ کے علما مین اذکیا ہین اور وہی لوگ اونکو ضبط کرتے ہین جو اونمین اہل فہم ہین۔

کس - یوسف بن خالد سمتی کہتے ہین کہ جب مین علم حاصل کرکے ابوحنیفہ رح کے حلقہ مین گیا اونکی تقریرین سنین تو معلوم ہوا کہ علم کے چہرہ پر نقاب تھا جو اونکی تقریرون سے اٹھ گیا۔
اب یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کونسا نقاب تھا جسکو محدثین نہ اوٹھا سکے ادنی تامل سے بھی ثابت ہوگا کہ ظاہری تعارض احادیث اور مضامین کا اشکال تھا جس سے طالب علم کو یقینی طور پر نہین یہ معلوم ہوسکتا تھا کہ جو وقائع پیش ہوتے ہین اون مین عمل کسطرح کیا جائے۔ امام صاحب نے تمام آیات واحادیث واقوال صحابہ وغیرہم کو پیش نظر رکھکر اپنی طبیعت خداداد سے مدد لی اور تعارض احادیث کو اٹھاکر اشکالون کو ایسا حل کر دیا کہ شارع کی مراد منکشف ہوگئی۔
خ - عبداللہ بن مبارک رح فرماتے ہین کہ ابوحنیفہ رح نے علم کو ایسا منکشف کیا کہ کسی نے کیا ہی نتہا"
جب امیرالمومنین فی الحدیث یہ گواہی دے رہے ہین تو غور کیجیے کہ امام صاحب کا کسقدر شکریہ کرنا چاہیے۔ بات یہ ہے کہ ابہام اور اشکال کا معلوم کرنا بھی ہرکسی کا کام نہین۔ چنانچہ یہ حکایت مشہور ہے کہ کسی معمولی طالب علم نے کسی فاضل کے روبرو کہا کہ مین شرح جامی پڑھ چکا ہون انہون نے کہا اومین تو بڑے بڑے شہر لیٹے ہین اوس نے کہا کہ حضرت بندہ بھی پاؤن دبا کر ایسا نکل گیا کہ کسی شیر کو خبر ہی نہوی۔ غرضکہ امیرالمومنین فی الحدیث کی سی طبیعت کسی کی ہو تو وہ امام صاحب کی قدر جانے اور جسکی طبیعت مین اشکال وغیرہ کا احساس ہی نہو وہ کیا جانے اسیوجہ سے عبداللہ بن یزید مقری رح نے کہا ہے کہ جو لوگ ابوحنیفہ رح کے فضل وتقدم کو نہین جانتے وہ زندے نہین مردے ہین۔ ذکرہ فی الاستصار وغیرہ۔ اور عبداللہ بن مبارک رح نے ایسے لوگونکو سفہا کہا ہے۔ بہرحال جو عالم عاقل ہو امام صاحب کے فضل کا ضرور اعتراف کریگا۔
ص ک - ابوسفیان حمیری کہتے ہین کہ سخت مسائل کا کشف اور احادیث مبہمہ کی تفسیر جو ابوحنیفہ رح نے کی وہ کسی سے نہو سکی۔
م ص - سعدان ابن سعید ختلی کہتے ہین کہ ابوحنیفہ رح اس امت کے طبیب ہین۔ اس لئے کہ جہل ایسی بیماری ہے کہ اوسکی حد نہین اور علم ایسی دوا ہے کہ اوسکی نظیر نہین اور ابوحنیفہ رح نے علم کی ایسی شافی تفسیر کی کہ جہل جاتا رہا۔

یہان یہ امر غور طلب ہے کہ اس تفسیر سے پہلے کس قسم کا جہل تھا اور وہ جہل کس تفسیر سے رفع ہوا۔ ادنی تامل سے یہی ثابت ہوگا کہ مختلف احادیث و آثار سے یہ تخمین معلوم ہو سکتا تھا کہ ہر مسئلہ مین کس طرح عمل کیا جائے اور امام صاحب نے علم کی تفسیر جو کی وہ یہی فقہ حنفیہ ہے جس سے وہ جہل جاتا رہا۔

م ص ت۔ عبد الرزاق کہتے ہین کہ مین ایکبار معمر رح کے پاس بیٹھا تھا کہ عبد اللہ بن مبارک آئے معمر رح نے کہا کہ سوائے ابو حنیفہ رح کے مین کسی شخص کو نہین جانتا جو فقہ مین عمدگی سے کلام کرے۔

ک۔ عبد اللہ بن مبارک رح کہتے ہین کہ مین نے کسی کو نہین دیکھا کہ فقہ مین ابو حنیفہ سے بہتر کلام کرتا ہو۔

م ک ص۔ خلف ابن ایوب کہا کرتے تھے کہ مین علما کے حلقون مین جایا کرتا تھا مگر جو بات اونکی تقریرون سے سمجھ مین نہ آتی تو مجھے بہت غم ہوتا اور ابو حنیفہ رح سے پوچھتا اونکی تقریر سے وہ ایسی حل ہو جاتی کہ دل مین نور پیدا ہوتا تھا۔

م ص ک۔ ابو سعد صغانی رح کہتے ہین کہ جو مسئلہ مین ابو حنیفہ رح سے پوچھتا تھا اوسکی شرح اور توضیح انتہا درجہ کی کرتے تھے۔

ک۔ عامر فرات کہتے ہین کہ میرے خیال مین یہ بات تھی کہ مین علم مین خوب کلام کر چکا ہون (یعنے اپنی تقریر اور علم پر ناز تھا) مگر جب ابو حنیفہ رح کی تقریر سنی تو مجھے اپنا نفس صغیر اور حقیر معلوم ہونے لگا۔

م ص۔ عبد اللہ ابن مبارک رح فرماتے ہین کہ مین ابو حنیفہ رح کی مجلس مین ہر صبح و شام جایا کرتا تھا ایکبار حیض کے مسئلہ مین گفتگو شروع ہوی اور تین روز تک صبح و شام ہوا کی مگر میری سمجھ مین کچھ نہ آیا آخر تیسرے روز قریب شام اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا جس سے مین نے سمجھا کہ وہ مسئلہ حل ہو گیا اور یہ خوشی کا نعرہ ہے جو بے اختیار سب کی زبان سے اللہ اکبر نکل آیا۔

یہ حالت عبد اللہ ابن مبارک رح کی تھی جو امیر المومنین فی الحدیث ہو چکے تھے کیونکہ حدیث کی تکمیل کے بعد امام صاحب کے حلقہ مین وہ شریک ہوئے دیکھئے وہ فرماتے وکنت لا افہم

من مسائلهم قليلا و لا كثيرا یعنے تین دن تک جو تقریر اوس مسئلہ مین ہوتی رہی وہ میری سمجھ مین کچھ نہ آئی نہ تھوڑی نہ بہت۔ چونکہ وہ مستقل مزاج تھے یہ خیال کرلیا کہ ابتدائی حالت ہر فن مین ایسی ہی ہوا کرتی ہے رفتہ رفتہ اوس مین بھی تجربہ ہو جائیگا مگر اونکی حق پسندی اور حق طلبی دیکھنے کے قابل ہے کہ تین دن تک تضییع اوقات کرکے تبرکاً سنتے ہی رہے اور یہ نہ کہا کہ اس جھگڑے سے کیا فائدہ اور جسطرح دوسرے طالب علم فقہ سے محروم رہ جاتے تھے آپ نرہے بلکہ جزم کرلیا کہ عمر بھر امام صاحب ہی کی صحبت مین رہینگے چنانچہ ایسا ہی کیا کہ امام صاحب کے انتقال تک ملازم حلقہ رہے اور کمال حاصل کیا۔ بات یہ ہے کہ جو مردانہ ہمت امیر المومنین کو حاصل تھی وہ ہر کسیکو کہان نصیب اون لوگون نے جب دیکھا کہ طبیعت مین صلاحیت نہین کہ یہ وادی طے کرسکے تو جاتے جاتے امام پر کچھ الزام دھر دیا۔ جیسے نقل مشہور ہے کہ انگور کھٹے ہین۔

واضح رہے کہ یہ تقریر جسکی خبر ابن مبارک رہ نے دی ہے عام فہم تھی جو مجمع مین کی گئی تھی ورنہ خاص خاص تقریرین جن مین باریک اور نازک استدلال ہوتے وہ تو تنہائی مین ہوا کرتی تھین جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے۔

مک ص ۔ ابو یوسف رہ کہتے ہین کہ جب امام صاحب کو کوئی نازک تقریر کرنی منظور ہوتی تو خلوت مین بیٹھتے اور مسعر اور عمر ابن ذر اور ذر رحمہم اللہ کو بلاتے۔ پھر ذر رحمۃ اللہ چند آیات قرآنی پڑھتے اور مناظرہ ہوتا۔

الغرض امام صاحب کی تقریر کی قوت اور متانت اور برجستگی اور اوس مین دقائق وحقائق کا اظہار اور استدلال کی عمدگی اور نزاکت اور شبہات کا کشف اور مشکلات کا حل وغیرہ امور نے آپ کو شہرۂ آفاق بنا دیا تھا اسیوجہ سے امام صاحب کا حلقہ درس اسلامی دنیا کے اہل فضل وکمال کا مجمع اور طالبین حق کا مرجع بنا ہوا تھا۔ اب اوس مرکز فیض اور بابرکت حلقہ کا بھی تھوڑا سا حال لکھیے۔

مم ص ک ۔ حماد ابن سلمہ کہتے ہین کہ مفتی کوفہ ابراہیم نخعی رح تھے اونکے بعد حماد ابن ابی سلیمان ہوئے جنکی وجہ سے لوگ مستغنی تھے جب اونکا بھی انتقال ہوا تو لوگون کو ایسے شخص کی احتیاج ہوئی کہ اونکا جانشین ہوسکے ہرچند اونکے فرزند ذی علم تھے اور ابوبکر نہشلی وغیرہ شاگردان حماد رح نے اونسے درخواست کی مگر اونکو نحو اور کلام عرب کا مذاق زیادہ تھا اسلئے وہ فقہ کی خدمت

نہ کر سکے۔ پھر ابوبکر نہشلی سے کہا گیا انہون نے بھی انکار کیا۔ آخر ابو حنیفہ رح سے کہا گیا آپنے کہا علم کا تلف ہونا مین گوارا نہین کرتا اسلئے قبول تو کرتا ہون مگر اس شرط پر کہ آپ حضرات مین سے دس علما میری رفاقت دین چنانچہ آپنے وہ کام شروع کر دیا ابتدا مین حماد رح کے شاگرد آپکے یہان آتے رہے اوس کے بعد ابو یوسف اور زفر رح وغیرہ علمائے کوفہ شریک حلقہ ہوئے اور رفتہ رفتہ یہان تک شہرت ہوئی کہ دور دور سے علما آکر شریک حلقہ ہونے لگے اور امرا اور حکام کو آپکی طرف احتیاج ہوئی انتہی ملخصاً۔

چونکہ امام صاحب کو فن حدیث مین کمال تھا اور رائے ایسی صائب تھی کہ باوقت آپکے استاد حماد رح اپنی رائے سے رجوع کر کے آپکی رائے اختیار کرتے تھے حالانکہ وہ زمانہ آپکی طالب علمی کا تھا۔ اور استخراج مسائل مین آپکو خاص ملکہ حاصل تھا جسکو اکابر محدثین نے تسلیم کر لیا ہے اور استدلال آپکا ایسا قوی ہوتا تھا کہ کوئی اوس مین کلام نہین کر سکتا تھا اور دقیق اور مشکل مضامین کے حل کرنے مین آپ کی طبیعت وہ کام کرتی تھی جو کسی سے نہ ہو سکے۔ غرضکہ جو اسباب یگانہ روزگار بنانے والے ہین بفضلہ تعالے آپ مین جمع تھے اس وجہ سے چند ہی روز مین آپ ایسے مشہور آفاق ہو گئے کہ بڑے بڑے محدثین آپکے حلقہ مین آنے لگے۔

حکایت۔ عبداللہ بن داؤد کہتے ہین کہ اگر تم لوگ آثار اور ورع چاہتے ہو تو سفیان کے پاس جاؤ اور اگر دقائق چاہتے ہو تو اس کام کے لئے ابو حنیفہ ہین۔

چونکہ فن حدیث کے جاننے اور روایت کرنے والے اوس زمانہ مین بکثرت تھے اور دقائق علمیہ بیان کرنا ہر کسی کا کام نہین اسکے لئے اعلی درجہ کی طبیعت درکار ہے اور امام صاحب کو طالب علمی ہی کے زمانہ سے اپنی طبیعت خداداد پر وثوق ہو گیا تھا اسلئے روایت حدیث کا کام محدثین پر محول کر کے آپ دقائق علمیہ کی طرف متوجہ ہو گئے اور اوس مین وہ کمال حاصل کیا کہ شہرہ آفاق ہوئے چنانچہ محدثین سے جب دقائق احادیث پوچھے جاتے تو آپ پر محول کرتے جیسا عبداللہ ابن داؤد نے کیا۔

حکایت۔ مقاتل بن حیان جو فن تفسیر کے امام ہین کہتے ہین کہ مین ابو حنیفہ رح کے پاس بیٹھا ایسا شخص جسکو غوامض کے ادراک مین ایسی بصیرت تامہ ہو اونسے بہتر نہین دیکھا۔

ک ابومعاویہ ضریر رح کہتے ہین کہ ابوحنیفہ رح نے علم کے طریقہ کی بنیاد ڈالی اور اوسکے معانی بیان کئے۔ اور مشکلات حل کئے۔ ایسا کون شخص ہے جو اونکے مبلغ علم تک پہونچا ہو اور کس کو وہ راہ ملی جو اونکو ملی تھی۔ اون پر خدای تعالی کی بڑی منت تھی اونکی سعی مشکور ہوی۔

ابومعاویہ نابینا کوفہ مین معزز عالم مانے جاتے تھے ایک بار ہارون رشید نے اونکی دعوت کی اور اپنے ہاتھ سے اون کے ہاتھ دہلائے اور پوچھا کہ آپ جانتے ہو کہ آپکے ہاتھ پر پانی کون ڈال رہا ہے کہا نہین کہا امیر المومنین یہہ سنکر انہون نے دعا دی کہ جسطرح آپنے علم کا اکرام کیا حق تعالی آپکا اکرام کرے اور آپ کے درجہ آخرت مین بلند فرماوے ہارون نے کہا میری غرض یہی تھی کہ آپ کی زبان سے یہ دعا سنون۔ ابومعاویہ رح نے جو امام صاحب کے خصوصیات بیان کئے کہ علم کی بنیاد ڈالی اور مشکلات حل کئے اور جو راہ اونکو ملی وہ کسیکو نہ ملی۔ اہل علم پر بلکہ ہر شخص جانتا ہے کہ اوس سے یہی فقہ مراد ہے جسکو اوس زمانہ کے علما خدائے تعالی کی منت سمجھتے اور امام صاحب کے ممنون ہوتے تھے اور یہی امر امام صاحب کے حلقہ مین شریک ہونے کا باعث تھا۔

مک ص۔ یوسف ابن خالد السمتی رح کہتے ہین کہ مین بصرہ مین عثمان بتی کے پاس ہمیشہ جایا کرتا تھا ایک روز میرے خیال مین یہ بات آئی کہ میرا مبلغ علم اعلی درجہ تک پہونچ گیا اور اوس سے بہرہ کافی مجھے حاصل ہو گیا ہے مگر چونکہ اون دنون ابوحنیفہ رح کے علم اور فقہ کی شہرت سنی جاتی تھی مین نے کوفہ کا قصد کیا جب اونکے حلقہ مین پہونچا اور اونکے اصحاب کی تقریرین سنین تو اوسوقت مجھے اپنے علم کی حقیقت معلوم ہوی جسکی وجہہ مین اپنے نفس کو حقیر سمجھنے لگا اور یہہ معلوم ہوا کہ ابتک علم کا کوئی مسئلہ مین نے سنا ہی نتھا اور جو پردہ مجھپر پڑا تھا وہ اُٹھ گیا۔

دیکھئے اہل انصاف کا یہہ حال تھا کہ گو اپنی ذلت کی بات تھی مگر انہون نے صاف کہدیا کہ مین پہلے جسکو علم سمجھا تھا مگر امام صاحب کی حلقہ مین جب حدیث کی ثمرات اور نتایج اور نازک مضامین معلوم ہوے جسکا ماحصل فقہ ہے تو اوسوقت ثابت ہوا کہ بغیر فقہ علم سے بہرہ کافی حاصل نہین ہو سکتا کیونکہ تمامی ارشادات سے شارع علیہ السلام کا مقصود

عمل ہے اور جب تک فقیہ اپنی رائے اور اجتہاد سے کام لیکر ایک بات قابل عمل نہ بتلائے آدمی حیران رہتا ہے کہ کس حدیث پر عمل کیا جائے اور کونسی حدیث ترک کی جائے۔ یہی بات زہیر رہ کے قول سے اوپر معلوم ہوی ہے کہ انہون نے قسم کھا کر اپنے شاگردون سے کہا کہ میرے پاس ایک مہینہ بیٹھنے سے ابو حنیفہ رہ کے پاس ایک روز بیٹھنا بہتر ہے حالانکہ زہیر کے حلقہ مین حدیث ہوتی تھی اور امام صاحب کے حلقہ مین فقہ۔

م ابن مبارک کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رہ کے حلقہ مین اکابر کو دیکھا کہ صغار اور کم وقعت معلوم ہوتے تھے

م ک ص فضل ابن موسی رازی رہ کہتے ہین کہ ہم مشائخ حجاز و عراق کی خدمت مین جایا کرتے تھے مگر جو برکت اور نفع ابو حنیفہ رہ کے مجلس مین تھا وہ کسی مجلس مین نہ تھا۔

امام صاحب کے حلقہ مین برکت اور نفع ہونے کے کئی سبب تھے ایک تو خود امام صاحب کا وجود باجود جنکی ذات سے وہ تمام برکتین وابستہ تھین۔ دوسرا یہہ کہ اہل حلقہ تقریباً کل علما اور محدثین ہوتے تھے کیونکہ معمولی علما اونکی باہمی تقریرین جو تحقیق مسائل مین ہوتی تھین سمجھ نہین سکتے تھے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اور ظاہر ہے کہ متبحر محدثین کا مجمع کس قدر بابرکت ہو سکتا ہے۔ تیسرا حل مشکلات و کشف شبہات اور معلوم نہین انکے سوا اور کیا کیا معنوی برکات و فیوض اونکے قلوب پر فایض ہوتے تھے

م ک خلف ابن ایوب رہ کہتے ہین کہ مین محدثین کی مجلسون مین جایا کرتا تھا مگر جب کوئی بات سمجھ مین نہ آتی تو مجھے غم ہوتا۔ پھر جب ابو حنیفہ رہ کے حلقہ مین آکر اون سے دریافت کرتا تو وہ اس خوبی سے اشکال کو حل کرتے کہ میرے دل مین ایک نورانی کیفیت پیدا ہوتی تھی۔

اس سے ظاہر ہے کہ اوس متبرک حلقہ کے ضروری مقاصد مین ایک مقصد یہہ بھی تھا کہ طالبین حق کے شبہات حل کئے جائین۔

ت ک۔ قاسم بن معین رہ سے کسی محدث نے کہا کیا آپ پسند کرتے ہو کہ ابو حنیفہ کے لڑکون یعنے کم درجہ کے شاگردون مین شامل رہو۔ کہا ابو حنیفہ کی مجلس سے زیادہ کسی مجلس مین نفع نہین ہو سکتا اگر تم خود چلکر دیکھ لوگے تو یہہ معلوم ہو جائیگا چنانچہ وہ اون کے ساتھ گئے اور قائل ہو گئے کہ فی الحقیقت اونکا مثل نہین اور

پھر انہون نے امام صاحب کے حلقہ کو کبھی نہ چھوڑا۔ یہ واقعہ تہذیب الکمال مین بھی لکھا ہے
قاسم ابن معن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پوتے ہین اور امام صاحب کا انتساب
تفقہ مین ابن مسعود رض ہی کی طرف ہے اس وجہ سے اون محدث صاحب نے اونکو
عار دلایا کہ آپ ایسے نامی وگرامی خاندان کے شخص ہو پھر اس ذلت کو کیون
پسند کرتے ہو مگر طالبین حق پر ایسے افسون کب اثر کر سکتے ہین۔ انہون نے قائل کرنیکی
یہ تدبیر نکالی کہ انھی کو منصف قرار دیدیا اور فی الحقیقت وہ تھے بھی منصف قائل ہوگئے
دراصل یہ قاسم رح کے صدق کا اثر تھا کہ مخالف کو گرویدہ بنادیا۔

م ک ص۔ ابو معاذ بلخی رح کہتے ہین جو شخص ابو حنیفہ کے حلقہ مین نہین بیٹھتا
مفلس رہگیا جس مین کوئی خیر نہین۔

لکھا ہے ابو معاذ وہ شخص ہین کہ امام مالک رح اون کی نسبت اپنی آرزو ظاہر کرتے ہین
اور فرماتے ہین کہ تمھارے یہان تین شخص جو خراسان مین ہین ایسے ہین کہ خالصاً
لوجہ اللہ مقام کریم مین قایم ہین اللہ تعالی کے معاملہ مین اونکو کسی کا خوف نہین کاش
وہ ہمارے یہان ہوتے وہ تین شخص یہ ہین۔ توبہ ابن سعد اور متوکل اور ابو معاذ۔
اونکے خلوص اور بے خوفی ہی کا اثر تھا کہ امام صاحب کے مخالفون کی نسبت صاف صاف
کہدیا کہ وہ مفلس ہین جن مین کوئی خیر نہین اور ذرا بھی خیال نہ کیا کہ محدثین زمرۂ
اہل حدیث سے اونکو خارج کر دین گے لاخیر فیہم کہنے کی یہی وجہ ہوگی کہ حدیثون کے الفاظ
یاد کر لینے سے مسلمانون کو کیا نفع نہ کسی معاملہ مین فتوی دے سکتے ہین نہ خود اون پر
عمل کر سکتے ہین۔

ک۔ عبداللہ بن مبارک رح فرماتے ہین کہ حق تعالی نے ابو حنیفہ رح کو اس امت کیلئے حسرت پیدا کیا
جو شخص اونکے حلقہ مین نہین بیٹھا یا اون کے علم مین نظر نہین کیا وہ محروم اور ناقص رہا۔
چونکہ ابن مبارک رح امیر المومنین فی الحدیث مسلم ہوچکے تھے اس لئے اونکو حق تھا
کہ محدثین کو اون کے نقص اور محرومی پر مطلع کر دین مگر افسوس ہے کہ بعض خود سرون
نے اونکی بھی نہ مانی۔

م ک ص - جریر بن عبد الحمید کہتے ہین مغیرہ رح نے مجھسے کہا کہ ابو حنیفہ رح کے حلقہ کو اگر لازم پکڑوگے تو فقیہ ہو جاؤ گے - اور اگر احیاناً مین جانے مین قصور کرتا تو خفا ہوکر فرماتے کہ بلا ناغہ جایا کرو - ہم اور ابو حنیفہ حماد رح کے یہان جایا کرتے تھے مگر جو علم کا فتح باب ابو حنیفہ رح کے لئے ہوا وہ ہمارے لئے نہین ہوا -

خفگی کی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ جریر رح طالب علمی کے زمانہ مین امام صاحب کی قدر کیا جان سکتے تھے اور ظاہر ہے کہ ابتدائی نظر مین طلب حدیث سے بہتر کوئی چیز نہین معلوم ہوتی پھر اوس پر علاوہ امام صاحب کے حاسدون کا روکنا مگر چونکہ استاد بالغ النظر تھے کمال شفقت سے اونکو ایسی بات پر مجبور کرتے تھے جو اونکے حق مین نافع تھی -

هم خلاد سکونی کہتے ہین کہ ایک روز مین زہیر ابن معاویہ کے یہان گیا اونہون نے پوچھا کہان سے آتے ہو مین نے کہا ابو حنیفہ کے یہان سے فرمایا خدا کی قسم اونکے پاس ایک روز بیٹھنا میرے یہان ایک مہینہ بیٹھنے سے تمہارے لئے انفع ہے کام سابقاً -

م ک ص - جریر ابن عبد الحمید کہتے ہین کہ مغیرہ بن قاسم کہا کرتے تھے کہ اگر ابراہیم نخعی رح زندہ ہوتے تو وہ بھی ابو حنیفہ کے حلقہ کے محتاج ہوتے خدا کی قسم ابو حنیفہ حلال و حرام مین نہایت عمدگی سے کلام کرتے ہین -

ابراہیم نخعی رح امام صاحب کے استاد اور بڑے فقیہ تھے - شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے کہ ابو حنیفہ رح اونکے مقلد تھے - وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ اکثر امام صاحب کے اجتہاد امام نخعی رح کے اجتہادون کے مطابق تھے اس قرینہ سے شاہ صاحب نے یہ لکھدیا دراصل یہ توارد ہی تھا تقلید پر قرینہ نہین ہوسکتا دیکھیے امام صاحب کے اجتہاد اکثر امام مالک رح کے اجتہادون کے بھی مطابق ہوا کرتے ہین جیسا کہ کتب فقہ مین مذکور ہے پھر جب اوسی زمانہ کے علما اپنے ذاتی مشاہدہ سے یہ تصریح کررہے ہین کہ ابراہیم رح بھی زندہ ہوتے تو ابو حنیفہ رح کے محتاج ہوتے تو اس گواہی کے مقابلہ مین اجمالی قرینہ قابل اعتبار نہین اور اوسی کے موید وہ روایت ہے جو اوپر مذکور ہوئی کہ عثمان مدینی کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح حماد اور ابراہیم اور علقمہ اور ابن اسود رح سے افقہ

تھے اور نیز ابن مبارک رح کا وہ قول ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ ابو حنیفہ رح اگر تابعین کے زمانہ مین ہوتے تو وہ بھی اونکی طرف محتاج ہوتے۔

م ک ص وہب ابن جریر ابن حازم رح کہتے ہین کہ میرے والد ابو حنیفہ رح کے حلقہ مین بہت بیٹھے ہین وہ ہمیشہ ابو حنیفہ رح کی کتابین دیکھنے کی مجھے ترغیب دیا کرتے تھے۔

ک ک - جریر رح کہتے ہین کہ جب اعمش رح سے کوئی شخص مسئلہ پوچھتا تو اکثر فرماتے کہ ابو حنیفہ کے حلقہ مین جاؤ دیکھیے یہان جو مسئلہ پیش ہوتا ہے وہ لوگ مباحثہ کرکے اوسکو نہایت روشن کردیتے ہین غور کیجیے کیسا مستند حلقہ تھا کہ اعمش رح جیسے جلیل القدر استاذ المحدثین اوسکی توثیق کرکے طالبین حق کو وہان جانے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ ایسے اکابر محدثین کی گواہیون کے مقابلہ مین یہہ کہنا کہ ابو حنیفہ نے حدیثون کی مخالفت کی اون محدثین پر یہ الزام لگانا ہے کہ اونھون نے بھی اس مخالفت سے حصہ لیا اور اوسکی تائید کی۔

م ص ک ت - عبد اللہ ابن مبارک رح فرماتے ہین کہ مسعر رح جب ابو حنیفہ رح کو دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے اور جب بیٹھتے تو روبرو بیٹھتے اور مثل شاگردونکے سوال و استفادہ کرتے امام موفق اور سبط ابن جوزی رح نے لکھا ہے کہ مسعر وہ شخص تھے کہ حفظ اور زہد مین اہل کوفہ کو اونپر فخر تھا اور اکابر محدثین اور خود امام صاحب کے بھی استاد تھے۔

غور کیجیے کہ جب ایسے جلیل القدر استاذ المحدثین امام صاحب کے حلقہ مین شاگردون کی طرح بیٹھتے ہونگے تو اوس حلقہ کی کس قدر وقعت طالبین حق کے دل مین متمکن ہوتی ہوگی۔

م ص ک - ابن سماک رح کہتے ہین کہ کوفہ کے اوتاد چار ہین سفیان ثوری اور مالک ابن مغول اور داؤد طائی اور ابو بکر نہشلی اور یہ سب ابو حنیفہ رح کے حلقہ مین بیٹھے ہین۔

م - کسی نے یحیی ابن معین سے پوچھا کیا سفیان ثوری نے ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہا ہان ابو حنیفہ حدیث اور فقہ مین ثقہ اور صدوق تھے اور دین الہی پر مامون تھے۔

اگرچہ سفیان ثوری رح سے مختلف روایتین وارد ہین لیکن کئی روایتون سے صفائی

ثابت ہوتی ہے اس لئے ممکن ہے کہ اوائل یا اواخر مین حلقہ مین بھی بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہو اور یہہ کوئی مستبعد اور قابل تعجب بات نہین اس لئے کہ ابن مبارک رح وغیرہ کی شہادتون سے خود مسعر رح کا امام صاحب کے حلقہ مین بیٹھنا ثابت ہے جو سفیان ثوری کے استاد ہین۔

ک۔ یحیی بن معین رح کہتے ہین کہ ہم ابوحنیفہ رح کے حلقہ مین بیٹھے اور اون سے لکھے ہین جب مین اونکی طرف دیکھتا تو اون کے چہرہ سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ خدا کا اونکو بہت خوف ہے۔

ک ص۔ حارث بن عمیر کہتے ہین کہ جب ابوحنیفہ رح مکہ معظمہ کو جاتے تو ابن جریح اور عبدالعزیز ابن رواد اونکے ساتھ بیٹھتے اور ابن جریح اونکی نہایت مدح کرتے اور عبدالمجید بن عبدالعزیز ابن رواد سے روایت ہے کہ جب ابوحنیفہ رح مکہ معظمہ کو آتے تو میرے والد ہمیشہ اونکے ساتھ رہتے اور تمام کامون مین اونکی اقتدا کرتے اور جب کوئی مسئلہ اون پر مشتبہ ہوتا تو اونسے لکھکر پوچھتے۔

م ص ک۔ ابوسعد صاغانی کہتے ہین کہ حسن بن عمارہ امام صاحب کے حلقہ مین اکثر بیٹھتے اور اثنائے تحقیق مسائل مین احادیث پیش کرتے تھے چنانچہ اکثر روایتین جو ہم اونسے کرتے ہین وہی ہین جنکو امام صاحب کے حلقہ مین ہمنے اونسے سنا ہے اور امام صاحب کی کہنے سے لکھ لیا ہے

ک۔ توبہ ابن سعد امام صاحب کے حلقہ مین بیٹھا کرتے اور اونکے علم سے استفادہ کرتے اور قضا مین اونکے قول کے خلاف نکرتے اور کہا کرتے تھے کہ وہ میرے اور میرے رب کے درمیان ہین یعنے مین اونکی پیروی کرتا ہون اسوجہ سے کہ وہ اون خصال کے جامع ہین جن سے باعث اقتدا صحیح ہے یعنے فقاہت ورع تقوی اور اصول کی معرفت ان تمام امور مین وہ ضرب المثل تھے۔

کردری رح نے لکھا ہے کہ توبہ رح اہل مرو کے امام اور دین کے معاملہ مین سخت تھے چنانچہ ابن مبارک رح نے اونکی نسبت کہا ہے کہ وہ مومن قوی القلب تھے۔ اور نضر ابن زیادہ کہتے ہین کہ ایکبار امام مالک رح کے پاس مین بیٹھا تھا توبہ ابن سعد کا ذکر کیا انہون نے

نے فرمایا مجھے آرزو آتی ہے کہ اونکے جیسا ایک شخص ہمارے یہان ہوتا۔ دیکھئے ایسے اشخاص کا ملازم حلقہ رہنا اور یہ کہنا کہ ابوحنیفہ میرے اور خدا کے درمیان ہین کوئی معمولی بات نہین ہے۔

ک ۔ نوح ابن مریم کہتے ہین کہ مین ابوحنیفہ رح کی صحبت اور حلقہ مین رہا ہون اونکے بعد اونکا مثل نہین دیکھا۔

م ص ک ۔ وزیر ابن عبداللہ کہتے ہین کہ مکہ معظمہ مین ایک کثیر جماعت یاسین بن معاذ زیات رح کے پاس تھی انھون نے نہایت بلند آواز سے جس طرح اذان کہی جاتی ہے پکار کے کہا اے لوگو ابوحنیفہ کو غنیمت سمجھو اور اونکے حلقہ کو غنیمت جانو اونسے علم حاصل کرو اونکے جیسے عالم کے ساتھ بیٹھنا تمھین نصیب نہین ہوا اور نہ تم اونسے زیادہ حلال وحرام جاننے والے کو پاؤگے یاد رہے کہ اگر تم اونکو کھو دوگے تو علم کثیر تم سے فوت ہو جائے گا۔

یاسین زیات بڑے نامی فقیہ تھے جیسا کہ ذہبی رح نے میزان مین لکھا ہے کہ وہ کبار فقہائے کوفہ سے تھے اور مفتی کوفہ بھی تھے۔ جب ایسے شخص مکہ معظمہ جیسے شہر مین جہان روئے زمین کے مسلمانون کا مجمع ہر سال ہوا کرتا ہے امام صاحب کے فضائل اور اونکے حلقہ کے فوائد کی منادی کرتے ہون تو خیال کیا جائے کہ کس قدر علما دور دراز سے اوس متبرک حلقہ مین شریک ہوتے ہونگے۔

ک م ص ۔ ابراہیم ابن فیروز اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ مین نے ابوحنیفہ رح کو دیکھا کہ مسجد مین بیٹھے ہین اور اہل مشرق ومغرب کا ہجوم ہے وہ مسائل پوچھتے جاتے ہین اور آپ جواب دیئے جاتے ہین اور پوچھنے والے معمولی لوگ نہین بلکہ فقہا اور خیار الناس تھے۔

اگرچہ فتوی طلب کرنے والے عوام الناس بھی ہونگے مگر اس مین شبہ نہین کہ محدثین کو بھی اوسکی سخت ضرورت تھی کیونکہ اختلاف احادیث وآثار جس مسئلہ مین ہوتا ہے مفتی بہ قول معلوم نہو تو اہل علم کو سخت پریشانی ہوتی ہے اور امام صاحب کی تحقیق شہرہ آفاق ہوگئی تھی۔ اس لئے ہر ملک کے اہل حدیث کا مجمع امام صاحب کے یہان رہا کرتا تھا۔

ک - ابونعیم کہتے ہین کہ لوگ طوعاً وکرہاً امام صاحب کے منقاد ہوئے جاتے تھے آپکے
یہان جو ہجوم رہتا تھا دن بھر اور رات کے کچھ حصہ مین منقطع نہین ہوتا تھا خواہ آپ مسجد مین ہون
یا مکان مین۔

ص ص ک ۔ خالد بن صبیح کہتے ہین کہ ایک رات امام صاحب عشا کی نماز پڑھکر جارہے تھے
کہ زفر رح نے کوئی مسئلہ پوچھا امام صاحب نے جواب دیا مگر اونکو تسکین نہوئی اور صبح تک
مناظرہ ہوتا رہا پھر نماز صبح کے بعد بھی گفتگو رہی یہانتک کہ زفر رح کو تسکین ہوئی۔
چونکہ دینی مسئلہ کی تحقیق کی فضیلت اور ثواب بھی نوافل کے ثواب سے کم نہین اسلئے
امام صاحب نے اوس رات خدمت علمی کو تہجد پر ترجیح دی۔ شاید یہان یہ نکتہ چینی کی جائگی
کہ دوسری روایتون مین بیان کیا گیا ہے کہ چالیس سال تک امام صاحب نے عشا کے
وضو سے صبح کی نماز پڑھی یعنے رات بھر تہجد پڑھا کرتے تھے اور اس روایت مین ہے کہ
اوس رات نماز تہجد بھی نہین پڑھی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اس قسم کے ناغے اوس روایت
کے منافی نہین ممکن ہے کہ بیماری وغیرہ مین اور بھی ناغے ہوئے ہون۔ مقصود اوس
روایت سے یہ ہے کہ اوس مدت مین بلا وجہ کبھی آپنے ناغہ نہین کیا۔

ص ص ۔ مسعر رح کہتے ہین کہ امام صاحب کے حلقہ مین لوگون کا ایک ہجوم اور ہنگامہ رہتا
تھا کہ کوئی سوال کر رہا ہے اور کوئی مناظرہ کر رہا ہے مگر اوس گڑبڑ مین امام صاحب جب تقریر
کرتے تو سب ساکت ہو جاتے لکھا ہے کہ اوسوقت مسعر رح کہا کرتے کہ اتنے بلند آوازون کو
جس شخص کی تقریر سے اللہ تعالی ساکت کر دیتا ہے وہ اسلام مین ایک عظیم الشان شخص ہے

ک ۔ شقیق بلخی رح کہتے ہین کہ ایک روز ہم ابو حنیفہ رح کے پاس بیٹھے تھے اور مسجد
لوگون سے بھری ہوئی تھی کہ یکایک مسجد کے سقف سے ایک سانپ امام صاحب کے
سر کے محاذی نظر آیا یہ دیکھتے ہی لوگ بھاگے اور مین بھی اونکے ساتھ بھاگا مگر امام صاحب
کو جنبش نہوئی یہانتک کہ وہ سانپ امام صاحب کے گود مین گرا آپنے اوسکو ہاتھ سے
جھٹک دیا اور اپنی جگہ سے حرکت بھی نہ کی۔ اور یہی روایت مالک ابن دینار رح
سے بھی مروی ہے۔

اس روایت سے بھی ظاہر ہے کہ مسجد امام صاحب کے حلقے سے بھری رہا کرتی تھی ان شہادتون سے یہ بات ثابت ہے کہ امام صاحب کا حلقہ طالبین کمال سے مالا مال رہتا تھا۔ اور تقریر بالا سے یہ بھی مستفاد ہے کہ اکثر محدثین ہی کا مجمع اوس مین رہا کرتا تھا اس کا ثبوت کئی دلائل و قراین سے ہوسکتا ہے جن مین سے چند یہان لکھے جاتے ہین۔

متعدد روایتون سے ثابت ہے کہ اکابر دین جیسے مسعر۔ عبداللہ بن مبارک یحیی ابن معین مکی ابن ابراہیم۔ مقاتل ابن حیان۔ فضیل ابن موسیٰ۔ جریر ابن حازم۔ جریر ابن عبدالحمید قاسم بن معن۔ ابویوسف۔ محمد ابن حسن۔ زفر۔ داؤد طائی۔ شقیق بلخی۔ مالک ابن دینار وغیرہم رحمہم اللہ بغرض استفادہ امام صاحب کے حلقہ مین بیٹھا کرتے تھے۔ اور جہان یہ حلقہ ہوتا تھا کوئی تنہائی کا مقام نہ تھا بلکہ اکثر مسجد مین نشست تھی جہان اہل شہر اور مسافرین اور اون مین بھی خاصکر ذی علم لوگ بے روک ٹوک چلے جاتے ہین۔ پھر مسجد بھی کس شہر کی جس مین محدثین کا آنا ضروریات سے تھا چنانچہ امام بخاری رح فرماتے ہین کہ دوسرے شہرون مین مین ایک ایک دو دو بار گیا اور کوفہ کو محدثین کے ساتھ اتنے بار گیا کہ اوس کا شمار نہین۔ اگر اورون کو امام بخاری رح کا سا شوق نہ بھی ہو تو کم از کم ایک دو بار تو جانا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ پھر حلقہ نشین حضرات ایسے تھے کہ طالبین فن حدیث پر مخفی نہین خزانہ حدیث کا ایک بڑا حصہ انہی حضرات کے یہان تھا جسکی طلب مین محدثین کوفہ جاتے تھے اب غور کیجیے کہ جوق جوق بلاد اسلامیہ کے محدثین جب کوفہ مین آتے اور اوس حلقہ متبرکہ کی کیفیت بچشم خود دیکھ لیتے ہونگے کہ اکابر دین زانوئے ادب تہ کئے سر جھکائے امام صاحب کے روبرو بیٹھے ہین اور امام صاحب کی پرزور تقریر دریا کی طرح اُمنڈ رہی ہے اور موافق و مخالف کو مجال نہین کہ دم مار سکے تو کیا یہ کوئی معمولی بات ہے۔ ہان جہلا تو اسقدر سمجھتے ہونگے کہ ایک استاد صاحب شاگردون کو پڑھا رہے ہین۔ مگر اہل علم کے نزدیک یہ ایسی حیرت انگیز اور تعجب خیز بات تھی کہ دنیا مین اوس کی نظیر نہین۔ پھر کیا ممکن ہے کہ ایسی حیرت انگیز بات کو وہ بھول جائین ہرگز نہین جہان جہان کے محدثین آکر یہ واقعہ دیکھتے تھے اپنے احباب اور ملاقاتیون کے روبرو منجملہ اور

اور عجائبات کے اوسکو زیادہ تر ضروری الذکر سمجھکر بیان کرتے تھے اسوجہ سے چندہی روز مین
یہ خبر تمامی اسلامی ممالک مین حد درجہ کو پہونچ گئی تھی۔

اب غور کیجئے کہ اس متواتر خبر کو سن کر اوس زمانہ مین جو اہل اسلام کی ہمتین تکمیل علوم کی طرف
ہمہ تن متوجہ تہین کیا طالبین کمال محدثین کو اس متبرک حلقہ کے دیکھنے اور اوس سے
مستفید ہونے کا شوق نہوتا ہوگا عقل سلیم گواہی دیتی ہے کہ یہ خبر متواتر اونکو کشاں کشاں
اس حلقہ کی طرف ضرور لاتی تھی۔ پھر علاوہ اس خبر متواتر کے ہر ملک و دیار کے محدثین نے
جو امام صاحب کی تعریفین کین وہ حد سے زیادہ ہین۔ اسوقت امام صاحب کے مناقب
کی جو کتابین ہمارے پیش نظر ہین حالانکہ بہت تہوڑی ہین۔ باوجود اس کے جن محدثین
نے آپ کی تعریفین کین اور اپنے چشم دید واقعے بیان کئے اس کثرت سے اونمین مذکور
ہین کہ ہم بالاستیعاب اونکو نہ لکھ سکے اگرچہ جس قدر لکھے گئے ہین وہ بھی اتنے ہین کہ
بے تعصب منصف مزاج کے اطمینان کے لئے کافی ووافی ہوسکین مگر قابل غور یہ بات
ہے کہ جو کتابین ہم تک نہین پہونچین وہ کتنی ہونگی اور اون مین کتنے محدثین سے امام صاحب
کے فضائل مروی ہونگے۔

الحاصل اکابر محدثین نے امام صاحب کی نسبت جو فرمایا ہے جسکو آپ نے ابھی دیکھ لیا کہ
ہم لوگ عطار ہین اور آپ طبیب حاذق۔ آپکا سا دقیقہ شناس عالم عاقل ذکی ذی فہم صاحب حافظہ دنیا
مین نہین۔ آپکا مثل اور تو کیا طبقہ تابعین مین بھی نہین دیکھا گیا۔ آپکا مثل بہت تلاش کیا مگر
نہ ملا۔ آپ اعلم الناس و افقہ الناس اور اورع الناس ہین۔ کوئی عالم آپکا مقابلہ نہین کرسکتا۔
جس نے آپسے مباحثہ کیا وہ مغلوب اور ذلیل ہوا۔ متفرق علما کے پاس جس قدر علم ہے وہ سب
آپکے پاس جمع ہے صحابہ مین جو علم تقسیم ہوا تھا وہ سب آپکے یہان ہے۔ زمانہ کے لوگ
جس علم کی طرف محتاج ہین وہ آپ خوب جانتے ہین۔ اور جو علم آپ نہین جانتے وہ وبال جان ہے
آپنے علم کی جو تفسیر کی ہے وہ کسی سے نہوسکی مشکل حدیثون کو جسطرح آپنے حل کیا
کوئی نہ کرسکا۔ تمام علما تفسیر احادیث مین آپکے محتاج ہین۔ آپ فقہ و فتوے
مین موید من اللہ ہین۔ سید الفقہا ہین۔ جو شخص آپ کے حلقہ مین نہ

بیٹھا وہ مفلس اور محروم رہگیا وغیرہ وغیرہ - ان امور کی شہرت سے مستند اور معتمدین محدثین
کے نزدیک آپ ایسے نیکنام تھے کہ احادیث موضوعہ کو رواج دینے والے کہا کرتے تھے کہ
یہہ روایت ابو حنیفہ سے ہمین پہونچی ہے تاکہ کوئی چون وچرا نکرسکے چنانچہ میزان الاعتدال
مین ابا ابن جعفر کے ترجمہ مین ابن حبان کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہین کہ اوسکی عادت تھی
کہ مسجد جامع مین ساجی رہ کے مقابل بیٹھکر حدیثین بیان کرتا ایک روز مین اوسکا سرمایۂ حدیث
معلوم کرنیکی غرض سے اوسکے گھر گیا - اوس نے حدیثون کا ایک ذخیرہ پیش کیا اوسمین دیکھا
کہ تین سو سے زیادہ حدیثین ابو حنیفہ رہ سے مروی ہین حالانکہ ابو حنیفہ نے وہ روایتین کبھی نہین بیان
کین مین نے کہا اے شیخ خدا سے ڈرو اور جھوٹ مت کہ اسپر وہ بہت برہم ہوا آخر مین اٹھکر چلا آیا -
اور اوسی مین احمد بن یعقوب کے ترجمہ مین حاکم کا قول نقل کیا ہے کہ وہ حدیثین بنا کر لوگون مین
روایت کرتا کہ یہہ روایتین مجھے ابو حنیفہ سے پہونچی ہین غرضکہ امام صاحب محدثین مین مشہور
معروف اور مستند تھے - ایسے شخص کی نسبت اساتذہ اہل حدیث کی چشم دید مذکورہ بالا شہادتین
جب شہرہ آفاق ہوی ہونگی تو عقل سلیم ہرگز قبول نہین کرتی کہ انکا اثر کچہ نہوا ہو - یہہ بات دوسری ہے
کہ بعض طالب علم دقیق مضامین سمجہ مین نہ آنے کی وجہ سے اوس حلقہ مین ٹہر نہین سکتے تھے اوسکے
ہمین بحث نہین - کلام ہمارا اون محدثین مین ہے جو مستقل مزاج ذکی حق پسند وحق طلب تھے جنکو فقہ
حدیث سمجھنے اور احادیث کے اشکال حل کرنے کی ضرورت کا احساس تھا - وہ تو امام صاحب کے
حلقہ مین ضرور شریک ہوتے اور حاسدین کے اقوال کو لغو سمجھ لیتے تھے - دیکھیے عبد اللہ
ابن مبارک رہ کو ان لوگون نے کس طرح بہکانا چاہا تھا مگر اونھون نے ایک کی نہ سنی
اور اوس متبرک حلقہ مین پہونچ ہی گئے اور امام صاحب کے فیضان صحبت کو دیکھکر
صاف کہدیا کہ اگر اون سفہا کی باتون کا مین یقین کر لیتا تو مفلس اور محروم رہجاتا اور
بازاری جاہل وبدعتی ہوجاتا اور طلب حدیث مین جس قدر محنت کی تھی اور
مال صرف کیا تھا سب ضائع ہوجاتا " اس مین شک نہین کہ حسّاد اور بعضے
طلبہ امام صاحب کے حلقہ کے دشمن تھے اور اقسام کے افترا پردازیان کر کے وہان
جانے سے لوگون کو روکتے تھے مگر مستقل مزاج اور طالبین کمال

اکابر محدثین کی شہادتون کے مقابلہ مین اونکے قول کو لغو سمجھکر نفس الامر کی تحقیق کیلئے ضرور حلقہ مین جاتے پہر پہلے پہل جب اونکی نظر امام صاحب کے چہرہ پر پڑتی تو آپکے تقوی اور خوف و خشیت الٰہی خود اونکے دل گواہی دیتے جس سے طالبین حق اور خالصاً لوجہ اللہ تکمیل علم کرنے والون کو یقین ہو جاتا کہ ممکن نہین کہ ایسے متقی باخدا شخص دین مین کوئی بات خلاف مرضی خدا و رسول احداث کرین۔ پھر جب تقریر سنتے تو نور علی نور کا مضمون صادق آجاتا اور اگر ابتدا مین بعض غوامض تقریر سمجھ مین نہ آتی تو خیال کر لیتے کہ رفتہ رفتہ اونکے سمجھنے کی بھی استعداد ہو جائیگی جیسا کہ عبد اللہ ابن مبارک رح نے کیا اور جن کی طبیعتون مین چندان خوف خدا یا استقلال یا دقیق و لطیف مضامین سمجھنے کی صلاحیت نہ تھی وہ عدم مناسبت طبعی کی وجہ سے حلقہ سے خارج ہو کر حاسدون اور غبی طلبہ کی جماعت کو قوت دیتے جس سے بجائے محدثین اوس منکر حلقہ مین جانے کو بھی برا سمجھتے۔ اور صرف سنی سنائی باتون پر امام صاحب سے مخالفت رکھتے تھے۔ الحاصل تمام ممالک اسلامیہ کے منتخب حق پسند محدثین جنکی طبیعتون مین استقلال اور مزاجون مین تدین اور اذہان مین صفائی اور افہام مین رسائی تھی وہ امام صاحب کے حلقہ مین ضرور شریک ہو کر تحقیق مسائل کے وقت اپنا علمی سرمایہ جو شہر بشہر اور قریہ بقریہ پھر کر جمع کیا تھا پیش کیا کرتے جس کا حال انشاء اللہ تعالی آئندہ معلوم ہوگا۔

یون تو امام صاحب کی حلقہ مین مسئلے پوچھنے کیلئے جہلا اور شبہات رفع کرنے کیلئے طلبہ بھی آتے تھے مگر وہ ارکان حلقہ اور شاگرد نہین سمجھے جاتے تھے۔ ارکان حلقہ وہ حضرات تھے جو تحصیل حدیث سے فراغت پا کر تفقہ حاصل کرنے کیلئے آتے تھے۔ دیکھئے امام ابو یوسف اور امام محمد رح حالانکہ امام صاحب کے اعلی درجہ کے شاگرد مین مگر اونہون نے بھی حدیث امام صاحب سے نہین پڑھی جیسا کہ کردری رح نے مناقب مین لکھا ہے کہ امام ابو یوسف رح نے تحصیل حدیث ابو اسحق۔ و سلیمان اعمش۔ و ہشام ابن عروہ و عبید اللہ بن عمر العمری۔ و حنظلہ ابن ابی سفیان۔ و عطار ابن السائب اور لیث ابن سعد وغیرہم رحمہم اللہ سے کی ہے اور لکہا ہے کہ امام محمد رح نے مسعر بن کدام اور ثوری اور عمرو ابن دینار اور امام مالک

اور ابی عمر اوزاعی اور زمعہ بن صالح اور بکر وغیرہ رحمہم اللہ سے تحصیل حدیث کی ہے اور وکیع رح کا قول نقل کیا ہے کہ تحصیل حدیث کے زمانہ میں ہم اونکے ساتھ چلنے کو پسند نہیں کرتے تھے اس وجہ سے کہ وہ نہایت خوبصورت لڑکے تھے۔ غرضکہ حدیث کی تحصیل انہوں نے امام صاحب سے نہیں کی۔

م - ابن مبارک رح کہتے ہیں کہ ہم جھوٹ کبھی نہ کہینگے فقہ میں ہمارے امام ابوحنیفہ ہیں اور حدیث میں سفیان " اس سے ظاہر ہے کہ حدیث انہوں نے باہر پڑھی۔

م ص - فضل ابن جعفر کہتے ہیں کہ روح بن عبادہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ رح سے بہت کم سنا ہے اور جس قدر سنا ہے وہ میرے نزدیک بہت سارے مسموعات و مرویات سے زیادہ تر محبوب ہے کسی نے پوچھا پھر آپ اونکے حلقہ میں زیادہ کیوں نہیں بیٹھتے کہا میں نے پہلے شعبہ رح کے حلقہ میں التزام کیا اوسکے بعد ابن جریج کے یہاں گیا اور میری رائے یہ تھی کہ آخر میں کوفہ کا طریقہ اختیار کروں اور ابوحنیفہ کے حلقہ میں بیٹھوں مگر ابن جریج رح ہی کے یہاں اونکے انتقال کی خبر آئی "

یعنے اونکا ارادہ یہ تھا کہ ان اکابر محدثین کے یہاں تحصیل حدیث کر کے امام صاحب کے حلقہ میں بیٹھنے کی صلاحیت پیدا کریں۔ اس سے ظاہر ہے کہ بعد تحصیل حدیث امام صاحب کے حلقہ میں جایا کرتے تھے۔

الحاصل تقریر بالا سے واضح ہے کہ اوس زمانہ کے تقریباً تمام منصف مزاج محدثین امام صاحب کے حلقہ میں منسلک تھے۔ مگر چونکہ تمام بلاد اسلامیہ کے محدثین کی فہرست لکھنا کوئی آسان کام نہیں۔ اور نہ امام صاحب کی طبیعت میں تعلی تھی کہ افتخار کی غرض سے ایک جسٹر بنلاتے جس میں وقتاً فوقتاً جو لوگ شریک حلقہ ہوتے اونکے نام لکھدیئے جاتے۔ اسلئے کل تلامذہ کی فہرست نہ مل سکی چنانچہ خیرات الحسان میں لکھا ہے کہ امام صاحب سے جن لوگوں نے حدیث و فقہ لی ہے اونکا استیعاب متعذر ہے اور ضبط ممکن نہیں اسوجہ سے بعض ائمہ حدیث نے کہا ہے کہ جس قدر امام صاحب کے اصحاب اور تلامذہ تھے کسی امام کو اوتنے نصیب نہوئے مگر سیرۃ النعمان میں لکھا ہے کہ حافظ ابو المحاسن شافعی نے نو سو اٹھارہ

شخصون کے نام بقید سونسب لکھے ہین جو امام صاحب کے حلقہ درس مین مستفید ہوئے
غالباً یہ تعداد مشہور محدثین کی ہوگی۔ یا اون محدثین کی ہوگی جو اکثر ملازم حلقہ رہا کرتے تھے۔ اور اسکا
ثبوت رد المختار سے بھی ملتا ہے چنانچہ اوس مین بحوالہ طحطاوی رح لکھا ہے کہ فقہ کے جمع کرتے
وقت ایک ہزار عالم امام صاحب کے ساتھ تھے جس مین چالیس شخص درجۂ اجتہاد کو پہونچے
ہوئے تھے اتنے علما مین ہر مسئلہ کی تحقیق ہوتی اور سب کے اتفاق سے جب طے ہوتا
تو اوسوقت کتاب مین لکھا جاتا تھا"

اب ہم چند اکابر محدثین کے نام نمبر وار لکھتے ہین جو تحصیل فقہ کی غرض سے امام صاحب کے
حلقہ مین بیٹھتے اور اپنا اندوختہ سرمایۂ حدیث بحسب ضرورت پیش کرتے تھے۔ اور امام صاحب
کی تقریر اور طریقۂ اجتہاد مین غور کرتے جاتے تھے کہ جن احادیث مین تعارض معلوم ہوتا
ہے کس طرح اوٹھایا جاتا ہے۔ اور بعض احادیث کے ظاہری معنی سے عدول کن ضرورتو
سے کیا جاتا ہے۔

عبد اللہ بن مبارک رح تہذیب التہذیب مین ابن حجر عسقلانی رح نے لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن مبارک رح
ان حضرات کے شاگرد ہین سلیمان تیمی بصری۔ حمید الطویل بصری۔ اسمعیل ابن ابی خالد کوفی یحیی ابن سعید الانصاری
نجاری مدنی۔ سعد ابن سعید الانصاری مدنی۔ ابراہیم ابن ابی عبلہ مقدسی۔ ابی خلدہ خالد ابن دینار بصری
عاصم الاحول بصری۔ ابن عون بصری۔ عبد اللہ ابن عمر مدنی۔ عکرمہ ابن عمار یمامی۔ عیسی ابن طہمان البصری ثم
الکوفی۔ فطر ابن خلیفہ کوفی۔ محمد ابن عجلان مدنی۔ موسی ابن عقبہ مدنی۔ ابراہیم بن عقبہ مدنی۔ اعمش کوفی
ہشام ابن عروہ مدنی۔ ثوری کوفی۔ شعبہ واسطی۔ اوزاعی دمشقی۔ ابن جریج مکی۔ مالک مدنی۔ لیث مصری
ابی ابن ذئب مدنی۔ ابراہیم بن طہمان نیساپوری۔ ابراہیم بن نشیط مروزی۔ ابی بردہ یزید بن عبد اللہ
بن ابی بردہ کوفی۔ حسین المعلم بصری۔ حیوۃ بن شریح مصری۔ خالد بن سعید الاموی۔ خالد عبد الرحمن
بن بکر السلمی بصری۔ زکریا ابن اسحاق مکی۔ زکریا ابن ابی زائدہ کوفی۔ سعید بن ابی عروبہ بصری۔ سعید
بن ابی ایوب مصری۔ ابی شجاع سعید بن یزید القتبانی اسکندرانی۔ سعید بن ایاس الجریری۔
سلام بن ابی مطیع بصری۔ صالح بن صالح بن حی کوفی۔ طلحہ بن ابی سعید مصری۔ عبد الملک بن
ابی سلیمان کوفی۔ عمر بن ذر کوفی۔ عمر بن سعید بن ابی حسین مکی۔ محمد بن عمرو بن

فروخ - عمرو بن میمون بن مہران کوفی - عوف الاعرابی - محمد بن ابی حفصہ بصری - معمر بن راشد بصری -
ہشام بن حسان بصری - وہیب بن الورد مکی - یونس بن یزید الایلی - ابی بکر بن عثمان بن سہل بن
حنیف مدنی و خلق کثیر اسکے بعد اونکے شاگردون کی یہ فہرست لکھی ثوری - معمر بن راشد - ابو اسحق
الفزاری جعفر بن سلیمان الضبعی - بقیہ بن الولید - داؤد بن عبد الرحمن العطار - ابن علیہ - ابو الاحوص
فضیل بن عیاض - معتمر بن سلیمان - ولید بن مسلم - ابو بکر بن عیاش وغیرہم یہ وہ حضرات ہین جو انکے
شیوخ اور اقران ہین اور مسلم بن ابراہیم - ابو اسامہ - ابو سلمۃ التبوذکی - نعیم بن حماد - ابن مہدی قطان
اسحق بن راہویہ - یحیی بن معین - ابراہیم بن اسحق الطالقانی - احمد بن محمد مردویہ - اسمعیل بن
ابان الوراق - بشر بن محمد السختیانی - حبان بن موسی - حکم بن موسی - زکریا بن عدی - سعید بن سلیمان عمرو
الاشعثی - سفیان بن عبد الملک المروزی - سلمۃ بن سلیمان المروزی - سلیمان بن صالح سلمویہ - عبد اللہ
بن عثمان عبدان - ابو بکر و عثمان بیٹے ابی شیبہ کے - عبد اللہ بن عمر بن ابان الجعفی - علی بن الحسن
بن شقیق - عمرو بن عون - علی بن حجر - محمد بن الصلت الاسدی - محمد بن عبد الرحمن بن سہم الانطاکی
ابو کریب - ابو بکر بن اصرم - منصور بن ابی مزاحم - محمد بن مقاتل المروزی - یحیی بن ایوب المقابری
سعید بن نصر اور خلق کثیر - اور راوی ہین ابن مہدی کا قول نقل کیا ہے کہ آئمہ چار ہین -
ثوری - مالک - حماد - ابن زید - اور ابن مبارک - اور شعیب کا قول ہے کہ جس سے ابن
مبارک نے ملاقات کی وہ اوس سے افضل تھے یعنی کل ملاقاتی محدثین سے - امام احمدؒ
کا قول ہے کہ اونکے زمانہ مین اونسے زیادہ علم طلب کرنے والا کوئی شخص نہ تھا اور ابو اسامہ نے
بھی یہی کہا ہے - فضیل بن عیاض رح نے اونکے انتقال کے بعد کہا کہ اونھون نے
اپنا مثل نہین چھوڑا - ابو اسحق فزاری کا قول ہے کہ ابن مبارک امام المسلمین ہین -
ایک جگہ اکابر محدثین کا مجمع تھا سب نے کہا کہ ابن مبارک رح مین کیا کیا فضائل
اور ابواب خیر جمع تھے - گننا چاہیے چنانچہ یہ امور بالاتفاق بیان کئے گئے - علم حدیث
فقہ - ادب - نحو - لغت - شعر - فصاحت - زہد - ورع - خاموشی
قیام لیل - عبادت - حج - جہاد - گھوڑے کی سواری - قوت
جسمانی - لایعنی باتون کا ترک - قلت مخالفت - ابن معین کا

قول ہے کہ جن کتابون سے انھون نے حدیث بیان کیا بیس یا اکیس ہزار تھین - اسمعیل بن
عیاش کا قول ہے کہ روئے زمین پر ابن مبارک رح جیسا کوئی شخص نہین اور کوئی خصلت خیر ایسی
نہین جو اون مین نہ تھی - ابن سعد کہتے ہین کہ بہت سی کتابین ابواب علم مین انہون نے تصنیف
کین حسن بن عیسیٰ کہتے ہین کہ وہ مجاب الدعوۃ تھے - ابو وہب کہتے ہین کہ ابن مبارک رح
کا کسی نابینا پر گذر ہوا اوس نے درخواست کی کہ میرے لئے دعا کرین مین دیکھ رہا تھا کہ ادہر
انہون نے دعا کی اور ادہر اوسکی آنکھون مین بصارت آگئی یحییٰ بن یحییٰ اندلسی کہتے ہین کہ ایکبار
ہم امام مالک رح کی مجلس مین بیٹھے ہوئے تھے کہ ابن مبارک آئے امام نے ہٹ کر اونکو اپنے
نزدیک جگہ دی ایک شخص حدیث کی قرات کر رہا تھا بعض بعض مقامات مین امام لوگ ان سے پوچھتے
تھے کہ اس باب مین تمھارے پاس کیا ہے وہ دبی آواز سے جواب دیتے تھے بعد برخواست
امام مالک رح لوگ اونکے ادب پر تعجب کیا اور فرمایا کہ یہ ابن مبارک فقیہ خراسان ہین خلیلی رح نے
ارشاد مین کہا ہے کہ ابن مبارک متفق علیہ امام ہین اور اونکی کرامتین بے شمار ہین کہا جاتا ہے
کہ وہ ابدال سے تھے - حسن بن عرفہ کہتے ہین کہ شام مین اونھون نے کسی سے ایک قلم مستعار لیا تھا
خراسان پہونچنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ بھولے سے ساتھ آگیا ہے تو صرف اوسکو واپس کرنے
کے لئے خراسان سے شام کو تشریف لے گئے اور اوس بار امانت سے سبکدوش ہوئے
امام نسائی کہتے ہین کہ ہم نہین جانتے کہ ابن مبارک رح کے زمانہ مین کوئی شخص اون سے زیادہ بزرگ
اور اعلیٰ درجہ والا اور جمیع خصائل حمیدہ کا جامع موجود تھا -
سیرۃ النعمان مین لکھا ہے کہ محدث نووی نے تہذیب الاسماء واللغات مین اونکا ذکر ان لفظون سے
کیا ہے "وہ امام جس کی امامت وجلالت پر ہر باب مین عموماً اجماع کیا گیا ہے - جس کے
ذکر سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے - جس کی محبت سے مغفرت کی امید کی جا سکتی ہے -
اور تاریخ ابن خلکان سے اوسی مین نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید رقہ
گیا اسی زمانہ مین عبداللہ بن مبارک بھی رقہ پہنچے - انکے آنے کی خبر مشہور ہوئی تو ہر طرف سے
لوگ دوڑے اور اسقدر کشمکش ہوئی کہ لوگون کی جوتیان ٹوٹ گئین ہزارون آدمی ساتھ ہوئے
اور ہر طرف گرد چھا گئی ہارون الرشید کی ایک حرم سرا نے جو برج کے غرفہ سے تماشا دیکھ رہی

تھی حیرت زدہ ہو کر پوچھا کہ یہ کیا حال ہے لوگون نے کہا خراسان کا عالم آیا ہے جسکا نام عبد اللہ
بن المبارک ہے" بولی کہ حقیقت مین سلطنت اسکا نام ہے ہارون الرشید کی حکومت
بھی کوئی حکومت ہے کہ پولیس اور سپاہون کے بغیر ایک آدمی بھی حاضر نہین ہو سکتا تھی

امام احمد رح وغیرہ کی تصریحات کے قرائن سے ظاہر ہے کہ عبد اللہ بن مبارک امام وقت
اور افضل المحدثین اور تقریباً کل حدیثین اونکو ازبر تھین۔ دیکھیے تجربہ پر اس بات کے قائل تھے کہ
ہر حدیث امام صاحب کے علم کی طرف محتاج ہے۔ بلکہ تابعین بھی ہوتے تو اونکی طرف محتاج
ہوتے۔ اور عملی طور پر اس مضمون کو محدثین کے ذہن نشین کر دیا کہ بعد تکمیل حدیث عمر بھر امام صاحب
ہی کی خدمت مین رہے جیسا کہ بستان المحدثین وغیرہ سے ظاہر ہے اور امام صاحب کے
انتقال کا بڑا ہی صدمہ اون پر ہوا۔ چنانچہ قبر پر جا کر زار زار روتے اور کہتے کہ خدا آپ پر رحمت
نازل کرے۔ ابراہیم نخعی اور حماد ابن سلیمان نے مرتے وقت اپنا خلف چھوڑا تھا اور آپ نے
خلف نہین چھوڑا یعنے دنیا مین کوئی ایسا شخص نہین جو آپکا قایم مقام ہو سکے۔

مسعر ابن کدام رح۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکا ذکر ان لفظون سے کیا۔ الامام الحافظ احد الاعلام
اور لکھا ہے کہ انہون نے علی ابن ثابت وحکم ابن عیینہ وقتادہ وعمرو بن مرہ اور اونکے طبقہ سے روایت کی
ہے اور اون سے سفیان وابن عیینہ ویحیی قطان ومحمد ابن بشر ویحیی ابن آدم وابو نعیم وخلاد ابن یحیی نے اور
خلق کثیر نے روایت کی ہے یحیی ابن قطان کہتے ہین کہ اون سے اثبت مین نے نہین دیکھا۔ امام احمد رح
نے ثقہ کی مثال دی ہے کہ جیسے شعبہ اور مسعر۔ وکیع رح کہتے ہین کہ مسعر کا شک اورون کے یقین
کے برابر ہے۔ ابن عیینہ کہتے ہین کہ اعمش رح سے لوگون نے کہا کہ مسعر نے حدیث مین شک کیا ہے انہون نے
کہا اونکا شک بھی دوسرونکے یقین کے برابر ہے۔ شعبہ کہتے ہین کہ مسعر کا نام اونکے اتقان کیوجہ سے ہم لوگون نے مصحف رکھا تھا۔ ابو جعفر منصور نے اونکو
والی بنانا چاہا مگر اونہون نے لطائف الحیل سے ٹال دیا اونکا قول ہے کہ جو شخص سرکہ اور
بقول پر صبر کرے وہ کسی کا غلام نہ بنے گا۔ حکومت وغیرہ تعلقات دنیوی کو وہ غلامی
سمجھتے تھے اسیوجہ سے آزاد رہے ایسے جلیل القدر محدث امام کا یہ حال تھا کہ امام صاحب
کو جب دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے۔ اور حلقہ مین آپکے روبرو بیٹھتے اور مثل شاگردون کے
سوالات کرتے۔ حالانکہ آپ امام صاحب کے اوستاد بھی تھے جیسا کہ امام موفق ابن [illegible]

نے لکھا ہے۔ کاعرب

وکیع ابن الجراح - تذکرۃ الحفاظ مین اونکا ذکر ان الفاظ سے شروع کیا ”الامام الحافظ الثبت محدث العراق“ اور لکھا ہے کہ اونہون نے ہشام ابن عروہ اور اعمش اور اسمعیل ابن ابی خالد اور ابن عون اور ابن جریج اور سفیان اور اوزاعی اور خلائق سے روایت حدیث کی ہے - اور امام احمد وغیرہ کے اوستاد ہین - امام احمد کہتے ہین کہ جامعیت علم اور حافظہ مین اونسے بڑا ہوا شخص مین نے نہین دیکھا یحیی کہتے ہین اون سے افضل مین نے نہین دیکھا - ابراہیم ابن شماس کا قول ہے کہ اگر مین کچھ تمنا کرتا تو ان امور کی کرتا ابن مبارک کی عقل - وکیع کا حفظ - عیسے ابن یونس کا خشوع “ مروان ابن محمد کہا کرتے تھے جس کی مین نے ثنا و صفت سنی جب دیکھا تو ویسا نہ پایا - البتہ وکیع کے جتنے اوصاف سنے اوس سے زیادہ پائے - ابن عمار کہتے ہین کہ وکیع کے زمانہ مین اونسے افقہ اور حدیث کو زیادہ جاننے والا کوفہ مین کوئی نہ تھا - امام احمدؒ کہتے ہین کہ میری آنکھون نے وکیع کا مثل کبھی نہین دیکھا جو حافظ حدیث ہو اور ورع اور اجتہاد کے ساتھ فقہ مین کلام کرے حماد بن مسعدہ کہتے ہین کہ مین نے سفیان ثوری کو بھی دیکھا ہے مگر وہ وکیع کے مثل نہ تھے سیرۃ النعمان مین تہذیب الاسماء واللغات مولفہ علامہ نووی ؒ سے لکھا ہے کہ امام احمد جب وکیع کی روایت سے کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو ان لفظون سے شروع کرتے تھے ”یہ حدیث مجھسے اوس شخص نے روایت کی ہے کہ تیری آنکھون نے اوسکا مثل نہین دیکھا“ یحیی ابن معین جو فن رجال کے ایک رکن خیال کئے جاتے ہین اونکا قول ہے کہ مین نے کسی ایسے شخص کو نہین دیکھا جسکو وکیع پر ترجیح دون خطیب بغدادی نے تاریخ مین لکھا ہے - کان یفتی بقول ابی حنیفہ وکان قد سمع منہ شیئا کثیرا - انتہی -

تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ اور الخیرات الحسان مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین -

مقری - تذکرۃ الحفاظ مین ان القاب سے اونکے ترجمہ کی ابتدا کی ہے ” الامام المحدث شیخ الاسلام ابو عبد الرحمن اور لکھا ہے کہ اونہون نے ابن عون

اور ابو حنیفہ اور کہمس اور شعبہ اور عبدالرحمن افریقی اور سعید بن ابی ایوب وحرملہ ابن عمران ویحیی ابن سعید
اور اون کے طبقہ سے روایت کی ہے اور اون سے بخاری وغیرہ نے۔ تہذیب التہذیب
مین لکھا ہے کہ ابو حاتم اور نسائی وغیرہ نے اونکی توثیق کی ہے۔ اور ابن مبارک رح سے
جب اونکا حال پوچھا جاتا تو فرماتے "زر زدہ" یعنے زر خالص اور ابن سعد نے کہا ہی
کہ اونکو حدیثین بہت یاد تھین۔ تذکرۃ الحفاظ اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب
کے شاگرد ہین۔ دیکھئے محدثین مین وہ امام اور شیخ الاسلام سمجھے جاتے تھے اور امام صاحب
کے شاگرد تھے اور کمال جوش مین امام صاحب کو شاہ مردان کہا کرتے تھے کما مر۔
ابراہیم ابن طہمان رح۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو ان لفظون سے ذکر کیا "الامام الحافظ
ابو سعید عالم خراسان" تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ ابو اسحق سبیعی اور ابو اسحق
شیبانی اور عبدالعزیز ابن صہیب اور ابو حمزہ اور نصر ابن عمران ضبعی اور محمد ابن زیاد جمحی
اور ابو الزبیر اور اعمش اور شعبہ اور سفیان اور حجاج ابن حجاج باہلی سے اور اون کے
سوا ایک جماعت سے روایت کرتے ہین اور ابن مبارک اور خود اون کے استاد
صفوان بن سلیم اون سے روایت کرتے ہین۔ عثمان ابن دارمی کہتے ہین کہ ہمیشہ اہل
فن اونکی روایت کی خواہش اور رغبت کیا کرتے تھے۔ یحیی ابن اکثم کہتے ہین کہ جن
جن لوگون نے خراسان اور عراق اور حجاز مین حدیث بیان کی ہے اون سب مین زیادہ
اوثق اور علم مین اوسع تھے۔ ابو زرعہ کہتے ہین کہ امام احمد رح ایک بار تکیہ لگائے ہوے
بیٹھے تھے کسی نے ابراہیم ابن طہمان کا ذکر کیا امام سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا کہ مناسب
نہین کہ صالحین کا ذکر ہو اور ہم تکیہ لگائے بیٹھین۔ تذکرۃ الحفاظ اور تبیض الصحیفہ مین
لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

غور کیجئے کہ جن کا نام سنکر ائمہ حدیث اس قسم کا ادب کیا کرتے تھے تو جن کے روبرو
خود وہ زانوے ادب تہ کئے بیٹھے تھے اونکا کسقدر ادب چاہئے مگر افسوس ہے
کہ اس زمانہ مین اونکی توہین و تذلیل ضروری سمجھی جاتی ہے۔

یزید بن ہارون۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکا ترجمہ ان الفاظ سے شروع کیا "الحافظ القدوۃ

شیخ الاسلام" اور لکھا ہے کہ انھون نے عاصم احول و یحیی بن سعید۔ و سلیمان التیمی و جریری۔ و داؤد ابن ابی ہند۔ و ابن عون اور خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ اور اونکے شاگرد امام احمد وغیرہ بکثرت ہین۔ ابن مدینی کہتے ہین کہ حفظ مین کسی کو اون سے زیادہ مین نے نہین دیکھا یحیی ابن یحیی کہتے ہین کہ وہ حافظ مین وکیع سے بھی زیادہ تھے عاصم ابن علی کہتے ہین کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے رہتے تھے چالیس سال سے زیادہ اونھون نے عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہشیم کہتے ہین کہ اہل بصرہ مین اونکا مثل نہین۔ ابن اکثم کا بیان ہے کہ ایک بار مامون نے ہم لوگون سے کہا کہ اگر یزید ابن ہارون کا خیال نہوتا تو مین اپنے اس خیال کو ظاہر کرتا کہ "قرآن مخلوق ہے" کسی نے کہا کہ یزید ابن ہارون ایسے کون شخص ہین جو اون سے خوف کیا جاتا ہے۔ کہا خوف یہ ہے کہ اگر مین وہ ظاہر کرون اور وہ رد کردین تو لوگ انھی کی پیروی کرینگے جس سے فتنہ پیدا ہوگا" اس سے ظاہر ہے کہ بادشاہ ایک مدت تک اس مسئلہ کو صرف اون کے خوف سے ظاہر نکرسکا۔ یہ تھی اونکی علمی سطوت کہ خلیفۂ وقت اونسے خائف و ترسان تھا۔

سیرۃ النعمان مین ہے کہ علامہ نووی رحمۃ اللہ نے تہذیب الاسماء واللغات مین اونکے تلامذہ کی نسبت لکھا ہے کہ اونکا شمار نہین ہوسکتا۔ یحیی ابن ابی طالب کا بیان ہے کہ ایکبار مین اونکے حلقۂ درس مین شریک تھا لوگ تخمینہ کرتے تھے کہ حاضرین کی تعداد کم و بیش ستر ہزار تھی۔ کثرت حدیث مین لوگ اونکی مثال دیا کرتے تھے۔

دیکھئے ایسے جلیل القدر مقتداے محدثین شیخ الاسلام امام صاحب کے شاگرد تھے جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ اور تبییض الصحیفہ وغیرہ مین لکھا ہے۔ اور امام صاحب کو اپنے کل اساتذہ پر ترجیح دیتے اور صاف کہا کرتے کہ اونکا مثل بہت تلاش کیا گیا مگر نہ ملا۔ قاضی حفص ابن غیاث۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو الامام الحافظ لکھا ہے۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونھون نے اپنے دادا طلق ابن معاویہ اور اسمعیل ابن ابی خالد و اشعث الحدانی و ابو مالک الاشجعی۔ و سلیمان التیمی۔ و عاصم الاحول۔ و عبید اللہ ابن عمر و مصعب ابن سلیم۔ و یحیی ابن سعید الانصاری۔ و ہشام ابن عروہ۔ و اعمش۔ و ثوری۔ و جعفر صادق

ویزید ابن عبد اللہ وابن جریج ۔ ولیث ابن ابی سلیم اور خلق کثیر سے روایت کی ہے اور اون سے امام احمد وغیرہم نے سنا ۔ اور اونکے علم کا حال لکھا ہے کہ جب کسی سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ اون پر حوالہ دیتے ۔ ابن نمیر کہتے ہین کہ وہ ابن ادریس سے بھی زیادہ حدیث جانتے ہین ۔

کردری وغیرہ نے اونکا قول نقل کیا ہے کہ مین نے امام صاحب سے اونکی کتابین اور آثار سنے ہین ۔

سیرۃ النعمان مین لکھا ہے کہ خطیب بغدادی نے اونکو کثیر الحدیث لکھا ہے ۔ اور مختصر تاریخ بغداد مین اونکی نسبت لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے وہ مشہور شاگردون مین ہین ۔

ابو عاصم الضحاک النبیل ۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکا ذکر ان الفاظ سے شروع کیا "الحافظ شیخ الاسلام" تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انھون نے یزید ابن ابی عبید وایمن ابن نابل وشبیب ابن بشر وسلیمان التیمی وعثمان ابن سعد ومعروف ابن خربوذ وابن عون وابن عجلان وابن ابی ذئب وابن جریج واوزاعی وسعید ابن عبد العزیز و ثور ابن یزید الرحبی وجعفر ابن یحیی ۔ وحنظلہ ابن ابی سفیان وشریح ابن شریح ۔ وزکریا ابن اسحق ۔ وثوری ۔ وشعبہ وسعید ابن ابی عروبہ وعبد الحمید ابن جعفر وعزرہ ابن ثابت وعمر بن محمد العمری وعثمان ابن الاسود ۔ ومحمد بن سعید ۔ ومالک ابن انس وہشام ابن حسان وظاہر ابن اسلم وقرہ ابن خالد اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور اونسے جریر ابن حازم وامام احمد وغیرہ نے ۔

تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین ۔

یحیی ابن زکریا ابن ابی زائدہ ۔ تذکرۃ الحفاظ مین ان الفاظ سے اونکے حالات کی ابتدا کی ہے "الحافظ الثبت المتقن الفقیہ صاحب ابی حنیفہ" اور لکھا ہے کہ وہ اپنے والد زکریا اور عاصم احول وداود بن ابی ہند ۔ وہشام ابن عروہ ۔ وعبید اللہ ابن عمر ولیث ابن ابی سلیم ۔ وابو مالک الاشجعی سے روایت کی ہے اور اون سے امام احمد وغیرہ نے ۔ وہ امام صاحب تصانیف تھے ۔ علی ابن مدینی نے کہا ہے کہ کوفہ مین سفیان ثوری کے

کے بعد اونسے اثبت کوئی نہ تھا۔ اونکے زمانہ مین اون پر علم کا خاتمہ ہوگیا یعنے اوسوقت اونسے علم مین بڑہا ہوا کوئی نہ تھا۔ سفیان ابن عینیہ کہتے ہین کہ ابن مبارک اور یحی ابن ابی زائدہ کے جیسا کوئی شخص ہمارے یہان نہین آیا۔

سیرۃ النعمان مین لکہاہے کہ یہ امام ابوحنیفہ کے ارشد تلامذہ مین سے تھے اور مدت تک اونکے ساتھ رہے یہانتک کہ علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین انکو صاحب ابی حنیفہ کا لقب دیاہے۔ یہ تدوین فقہ مین امام صاحب کے شریک اعظم تھے۔ امام طحاوی نے لکہاہے کہ تیس برس تک وہ شریک تھے اگرچہ یہ مدت صحیح نہین لیکن کچہ شبہہ نہین کہ وہ بہت دن تک امام صاحب کے ساتھ تدوین فقہ کا کام کرتے رہے اور خاصکر تصنیف وتحریر کی خدمت انہی سے متعلق تھی۔ انتہی۔

یحیٰ ابن سعید القطان رح۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکے ترجمہ کی ابتدا ان القاب سے کی ہے "الامام العلم سید الحفاظ" اور لکہاہے کہ انہون نے ہشام بن عروہ۔ وعطاء ابن السائب وحسین المعلم وخثیم ابن عراک۔ وحمید الطویل۔ وسلیمان التیمی ویحی ابن سعید انصاری۔ واعمش اور اون کے طبقہ سے روایت کی ہے۔ اور اون سے امام احمد وغیرہ نے۔ امام احمد رح کہتے ہین کہ مین نے یحی کا مثل اپنی آنکہون سے نہین دیکہا۔ ابن معین کہتے ہین کہ مجہسے عبدالرحمن نے کہا کہ یحی ابن قطان کا مثل تم اپنی آنکہون سے نہ دیکہوگے۔ ابن مدینی کہتے ہین کہ اون سے زیادہ رجال کا حال جاننے والا مین نے نہین دیکہا۔ بندار کہتے ہین کہ وہ اپنے زمانہ والون کے امام تھے۔ ابن معین کہتے ہین کہ بیس سال تک وہ ہر شب قرآن کا ایک ختم کیا کرتے تھے اور چالیس سال تک کبہی ایسا نہوا کہ زوال کے وقت وہ مسجد مین نہون اور جب قرآن سنتے زمین پر گر جاتے۔ ایکبار شعبہ کے ساتہہ لوگون نے کسی بات مین فیصلہ اسپر قرار پایا کہ کوئی حکم مقرر کیا جائے۔ شعبہ نے یحی ابن سعید کو حکم قرار دیا اور انہون نے شعبہ کے خلاف مین فیصلہ کیا۔ نسائی رح کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون پر اللہ تعالی کی طرف سے امین یہ حضرات ہین۔ مالک۔ شعبہ۔ اور یحی قطان امام احمد رح کہتے ہین کہ ہمارے استادون مین اونکا مثل کوئی نہین تھا۔

سیرۃ النعمان مین فتح المغیث اور جواہر مضیہ سے نقل کیا ہے کہ حدیث مین اونکا یہ پایہ تھا کہ جب وہ حلقہ درس مین بیٹھتے تو امام احمد و علی بن مدینی وغیرہ مودب کھڑے ہوکر ان سے حدیث کی تحقیق کرتے اور نماز عصر سے جو انکے درس کا وقت تھا مغرب تک برابر کھڑے رہتے اور تہذیب التہذیب سے لکھا ہے کہ راویون کی تحقیق و تنقید مین یہ کمال پیدا کیا تھا کہ ائمہ حدیث عموماً کہا کرتے تھے کہ یحیی جسکو چھوڑ دین گے ہم بھی چھوڑ دین گے۔

باوجود اس جلالت شان کے وہ قسم کھا کر فرماتے ہین کہ ہم نے جو ابو حنیفہ کی راے سنی اون مین سے اکثر اقوال کو لیا جیسا کہ امام موفق رح نے مناقب مین لکھا ہے۔

تذکرۃ الحفاظ مین ترجمہ وکیع رح مین لکھا ہے کہ وہ اور یحیی بن سعید قطان ابو حنیفہ کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے۔

سیرۃ النعمان مین ہے کہ (یحیی بن سعید) اس فضل و کمال کے ساتھ امام ابو حنیفہ کے حلقہ درس مین اکثر شریک ہوتے اور انکی شاگردی پر فخر کرتے تھے۔

عبد الرزاق بن ہمام۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو الحافظ الکبیر لکھا ہے۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے اپنے والد اور وہب - عبید اللہ ابن عمر العمری عبد اللہ ابن عمر العمری - ایمن بن نابل - عکرمہ بن عمار - ابن جریج - اوزاعی - مالک - دونون سفیان ذکریا ابن اسحق مکی - جعفر بن سلیمان - یونس بن سلیم الصنعانی - ابن ابی رواد - اسرائیل - اسمعیل ابن عیاش اور خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ اور اون سے ابن عیینہ اور وکیع وغیرہ نے احمد بن صالح مصری کہتے ہین کہ مین نے امام احمد سے پوچھا کیا آپ نے عبد الرزاق سے بہتر بھی روایت حدیث مین کسی کو دیکھا ہے؟ فرمایا نہین۔ سعد کہتے ہین کہ ”وہ اس لائق ہین کہ تحصیل حدیث کے لئے دور و دراز مسافت سے اونکی طرف سفر کیا جائے“۔ ہشام بن یوسف کہتے ہین کہ عبد الرزاق علم اور حفظ مین ہم سب سے بڑہے ہوئے ہین۔ ابو الازہر کہتے ہین مین نے اون سے سنا ہے شیخین کو مین علی رضی اللہ عنہم پر اس وجہ سے فضیلت دیتا ہون کہ خود علی رضی اللہ عنہ نے اونکو اپنے آپ پر فضیلت دی ہے۔ اگر وہ فضیلت نہ دیتے تو مین ہرگز فضیلت نہ دیتا۔ میری تحقیر کے لئے یہ کافی ہوگا کہ علی سے

سکے ساتھہ محبت رکہون اور اونکے قول کی مخالفت کرون - صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ شیعیت کی نسبت اونکی طرف جو کی گئی اوسکا منشا یہی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھہ اونکو زیادہ محبت تھی - غرضکہ شیعی بھی تھے تو شیخین رضی اللہ عنہما کو افضل سمجہتے تھے -

سیرۃ النعمان مین انساب سمعانی اور تاریخ یافعی سے نقل کیا ہے کہ طالبان حدیث بہت دور سے قطع منازل کر کے اون کی خدمت مین حدیث سیکہنے جاتے تھے - یہان تک کہ بعضون کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کے پاس اسقدر دور دراز مسافتین طے کر کے لوگ نہین گئے - حدیث مین اونکی ایک ضخیم تصنیف موجود ہے امام بخاری نے اعتراف کیا ہے کہ مین اوس کتاب سے مستفید ہوا ہون - علامہ ذہبی نے اس کتاب کی نسبت میزان الاعتدال مین لکہا ہے کہ "علم کا خزانہ ہے" عقود الجمان کے مختلف مقامات سے ثابت ہوتا ہے کہ امام صاحب کی صحبت مین وہ زیادہ رہے ہین انتہی

تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکہا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین -

اب غور کیا جائے کہ کسقدر سرمایۂ حدیث اون کے پاس ہوگا کہ تمام بلاد اسلامیہ کے طالبان حدیث اوس کی تحصیل کے لئے اونکی خدمت مین آتے تھے - پھر جب اونھون نے امام صاحب کے حلقہ مین شریک ہو کر وہ تمام سرمایہ پیش کر دیا تو کیا ممکن ہے کہ امام صاحب کے اجتہادی مسائل مخالف حدیث ہون - اگر تہوڑی بھی عقل ہو تو یہ سمجہنے کے لئے کافی ہے کہ امام صاحب کا اجتہاد مخالف حدیث ہوتا تو امام صاحب کی شاگردی تو کیا صحبت اور ملاقات بھی باعث جرح ہو جاتی جیسا کہ مسئلہ خلق قرآن مین آپ نے دیکہہ لیا کہ اوس مین توقف کرنے والے مستند محدثین اور اونکے ملاقاتی مطعون اور متروک ہو جاتے تھے - برخلاف اسکے اکابر محدثین امام صاحب کی شاگردی کا اعتراف علی رؤس الاشہاد کیا کرتے تھے اور ائمہ جرح و تعدیل بطور خاص اونکو امام صاحب کے شاگرد ہونے مین لکہا کرتے تھے اور کسی کی مجال نہ تھی کہ اس وجہ سے اون مین کوئی کلام کر سکے - حالانکہ امام صاحب کے مخالفین اور بدگویون کے مجمعے قایم ہو چکے

تھے۔ اگر محدثین کے ساتھ تھوڑا بھی حسن ظن ہو تو بآسانی یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ امام صاحب کے حلقہ تلامذہ مین اون حضرات کا بیٹھنا اور مستفید ہونا اس بات پر دلیل قطعی ہے کہ امام صاحب کا اجتہاد ہرگز مخالف حدیث نتھا بلکہ وہ حضرات اوسکو احادیث کی تفسیر سمجھتے تھے چنانچہ خود ان حضرات نے اوسکی تصریح کی ہے۔

اسحق بن یوسف ازرق رح۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو الحافظ الثقۃ لکھا ہے۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے ابن عون۔ اعمش۔ شریک۔ ثوری۔ مسعر۔ عمر بن ذر۔ عوف وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور اونسے امام احمد وغیرہ نے۔ امام احمد سے اونکا حال دریافت کیا گیا تو اونہون نے قسم کھاکر کہا وہ ثقہ ہین۔ اسیطرح اور ائمہ فن نے جو اونکی توثیق کی ہے اوسمین منقول ہے اور صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

جعفر بن عون رح۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے اسمعیل ابن خالد۔ ابراہیم بن مسلم الہجری۔ اعمش۔ ہشام ابن عروہ۔ یحیی بن سعید مسعودی۔ ابو العمیس۔ عبد الرحمن ابن زیاد اور ایک جماعت سے روایت کی ہے۔ اور اوسنے امام احمد وغیرہ نے اور اونکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین۔
تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ اور الخیرات الحسان مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

حارث بن نبہان رح۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے ابو اسحق۔ عاصم بن ابی النجود۔ اعمش۔ عتبہ بن یقظان۔ ایوب۔ معمر وغیرہم سے روایت کی ہے۔ ابن حبان نے لکھا ہے کہ وہ صالح شخص تھے مگر وہم اون پر غالب تھا۔ اگرچہ اکثر محدثین نے اون مین کلام کیا ہے مگر ترمذی اور ابن ماجہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

حبان بن علی العنزی رح۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے اعمش۔ سہیل ابن ابی صالح۔ ابن عجلان۔ لیث ابن ابی سلیم۔ عقیل بن خالد الایلی

عبد الملک بن عمیر ـ جعفر بن ابی المغیرہ یزید بن ابی زیاد ـ یونس بن یزید وغیرہم سے روایت کی ہے ـ اور اونسے ابن مبارک وغیرہ نے ـ اگرچہ محدثین نے اون مین کلام کیا ہے مگر یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ وہ صدوق ہین ـ ابو بکر خطیب کا قول ہے کہ وہ صالح اور دیندار تھے ـ حجر ابن عبد الجبار کہتے ہین کہ مین نے کوفہ مین کوئی فقیہ اون سے افضل نہین دیکھا ـ ابن ماجہ مین اونکی روایتین موجود ہین ـ

تہذیب الکمال اور تبئیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین

حماد بن دلیل رح ـ خلاصہ مین لکھا ہے کہ انہون نے ثوری سے روایت کی ہے ابن معین نے اونکی توثیق کی اور اونکی روایت ابو داؤد مین موجود ہے ـ اور وہ امام صاحب کے شاگرد ہین ـ

حفص بن عبد الرحمن البلخی رح ـ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونھون نے خارجہ ابن مصعب ـ حجاج بن ارطاہ ـ اسرائیل ـ سعید بن ابی عروبہ ـ عاصم الاحول ـ محمد بن مسلم الطائفی ـ ابن ابی ذئب ابی اسحق وغیرہم سے روایت کی ہے اور [illegible] ابو داؤد [illegible] اور ابن مبارک وغیرہ نے ابن غسان وغیرہ نے [illegible] ابن مبارک کہتے ہین کہ تین خصلتین اون مین جمع ہین وقار [illegible] اور [illegible] اونکی روایتین موجود ہین ـ حاکم نے لکھا ہے کہ اصحاب [illegible] وہ افقہ تھے

تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبئیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین ـ

حکام بن سلم الرازی ـ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انھون نے عنبسہ ابن سعید عمرو بن ابی قیس ـ سعید ابن سابق وغیرہ اہل رائے سے اور حمید طویل ـ علی ابن عبد الاعلیٰ عثمان بن زائدہ ـ ثوری اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور اون سے یحییٰ بن معین وغیرہ نے ـ مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین ـ

تہذیب الکمال اور تبئیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین ـ

حمزہ بن حبیب زیات قاری رح - تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے ابو اسحق السبیعی - ابو اسحق الشیبانی - اعمش عدی بن ثابت - حکم بن عتیبہ - حبیب بن ابی ثابت - منصور بن المعتمر - ابو المختار الطائی اور اونکے سوا ایک جماعت سے روایت کی ہے - اور اونسے ابن مبارک وغیرہ نے - ابن سعد کہتے ہین کہ وہ صالح صدوق اور صاحب سنت تھے - ابن فضیل کہتے ہین کہ مین خیال کرتا ہون کہ حق تعالی صرف حمزہ کے طفیل سے کوفی کی بلائین دفع فرماتا ہے - اگرچہ اونکی قرارت پر محدثین کا کلام اوس مین نقل کیا ہے مگر اوس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ بالآخر اوسکی مقبولیت بالاجماع ثابت ہو گئی ہے - مسلم وغیرہ مین حمزہ کی روایتین موجود ہین - تہذیب الکمال اور تبئیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین -

خارجہ بن مصعب الضبعی رح - تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونھون نے زید بن اسلم - سہل بن ابی صالح - ابو حازم سلمہ ابن دینار - بکیر بن الاشج - خالد الحذا شریک بن ابی نمیر - عاصم الاحول - عمرو بن دینار - امام مالک - یونس بن یزید - یونس ابن عبید سے اور اونکے سوا ایک خلق کثیر سے روایت کی ہے - اور اونسے ثوری وغیرہ نے - اگرچہ بعض محدثین نے اون مین کلام کیا ہے مگر اونکی روایتین ترمذی اور ابن ماجہ مین موجود ہین انتہی ملخصاً -

تہذیب الکمال اور تبئیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین -

داؤد بن نصیر الطائی رح - تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونھون نے عبد الملک بن عمیر - اسمعیل بن خالد - حمید الطویل - سعد بن سعید الانصاری - ابن ابی لیلی اور اعمش وغیرہم سے روایت کی ہے - اور اونسے وکیع وغیرہ نے - ابن عیینہ رح کہتے ہین کہ داؤد نے علم پڑہا اور فقیہ ہوئے - پھر عبادت کی طرف توجہ کی - ابو داؤد کہتے ہین کہ داؤد طائی نے اپنی کتابون کو دفن کر دیا - ابن معین کہتے ہین کہ وہ ثقہ تھے ابن حبان نے اونکو ثقات مین ذکر کیا ہے محارب بن دثار کا قول ہے کہ اگر داؤد طائی امم سابقہ مین ہوتے تو خدا تعالی اونکے حالات کی خبر ہم لوگونکو دیتا - نسائی مین اونکی روایتین موجود ہین - تہذیب الکمال اور تبئیض الصحیفہ اور نفحات الانس مولانا جامی مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین -

زید بن حباب عکلی رح - تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ انہون نے ایمن بن نابل
عکرمہ بن عمار الیامی - ابراہیم ابن نافع المکی ابن ابی عباس - حسین بن الواقد المروزی - یونس
بن ابی اسحق یسیف بن سلیمان المکی - عبد الملک بن الربیع - اسامہ بن زید بن اسلم - اسامہ
بن زید اللیثی - مالک ابن انس - ثوری - ابن ابی ذئب - قرہ ابن خالد - افلح ابن سعید ضحاک
ابن عثمان الحزامی - عبد العزیز ابن عبد اللہ - معاویہ ابن صالح - یحییٰ ابن ایوب اور خلق
کثیر سے روایت کی ہے - اور اوسنے امام احمد وغیرہ نے - وہ تحصیل حدیث کے لئے
خراسان مصر و اندلس وغیرہ گئے - ابو الحسین عکلی کہتے ہین کہ وہ ذکی حافظ اور عالم تھے
ابن یونس نے کہا کہ انہون نے طلب حدیث مین بہت شہرون کی سیاحت کی ہے
مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین -
تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد تھے -
یہ امر پوشیدہ نہین کہ جس قدر سرمایۂ حدیث اونہون نے شہر بشہر پھر کر حاصل کیا تھا اسکے
دوسرے محدثین سے وہ گویا امام صاحب ہی کے لئے تھا - چنانچہ اونھون نے
حلقۂ تلامذہ مین شریک ہوکر وہ سب پیش کردیا -
شعیب بن اسحق بن عبد الرحمن الدمشقی رح - تہذیب التہذیب مین
لکھا ہے کہ اونھون نے اپنے والد اور ابن جریج - اوزاعی - سعید بن عروبہ -
عبید اللہ بن عمر - ہشام بن عروہ وغیرہم سے روایت کی ہے اور اوسنے اسحق بن
راہویہ اور ابو کریب وغیرہ نے - اور باوجودیکہ لیث ابن سعد اونکے استاد ہین مگر اونھون
نے بھی اون سے روایت کی ہے - ولید ابن مسلم کہتے ہین کہ اوزاعی اونکو اپنے
نزدیک جگہ دیتے تھے بخاری اور مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین -
تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد
ہین اور تہذیب التہذیب مین علاوہ شاگردی کے یہ بھی تصریح کی ہے کہ
اونھون نے امام صاحب کا مذہب اختیار کیا -
صباح ابن محارب رح - تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ انہون نے

زیاد بن علاقہ۔ حجاج ابن ارطاہ۔ اسمعیل ابن ابی خالد۔ محمد ابن سوقہ ہشام ابن عروہ وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور راویوں سے عبد السلام ابن عاصم وغیرہ نے۔ ابوزرعہ وغیرہ نے اونکی توثیق کی ہے اور اونکی روایتیں ابن ماجہ مین موجود ہین۔

تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

صلت ابن الحجاج الکوفی رح۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انھون نے عطا ابن ابی رباح یحییٰ کندی۔ ابن عیینہ۔ مجالدین ابن سعید وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور راویوں نے اہل کوفہ نے امام بخاری نے بھی اونکی روایت لی ہے اور کوئی جرح اونپر نہین کی۔

تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

عائذ ابن حبیب العبسی رح۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے حمید الطویل زرارہ ابن اعین۔ حجاج ابن ارطاہ۔ صالح ابن حسان۔ عامر ابن السمط اسمعیل ابن ابی خالد وغیرہم سے روایت کی ہے اور راویوں نے امام احمد وغیرہ نے۔ امام احمد رح اونکی ثنا وصفت بہت کیا کرتے اور کہتے کہ وہ شیخ جلیل عاقل تھے۔ اونکی روایتیں نسائی اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔

تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

عباد ابن العوام رح۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو امام المحدث لکھا ہے۔ اور تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے حمید الطویل۔ اسمعیل ابن ابی خالد سعید الجریری۔ ابوسلمہ سعید ابن یزید۔ ابن عون۔ عوف الاعرابی۔ حجاج ابن ارطاہ حصین بن عبد الرحمن۔ سعید ابن ابی عروبہ۔ سفیان بن حسین۔ ہلال بن خباب یحییٰ ابن ابی اسحق الحضرمی۔ ابومالک الاشجعی۔ ابواسحاق الشیبانی وغیرہم سے روایت کی ہے اور راویوں نے امام احمد وغیرہ نے۔ ابن عرفہ کہتے ہین کہ مجھسے وکیع نے اونکا حال پوچھا مین نے کہا تھا

یہان اونکا ساایک بھی نہین کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
تہذیب الکمال اور تبئیض الصحیفہ اور الخیرات الحسان مین لکہا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

عبد الحمید ابن عبد الرحمن الحمانی رح۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونھون نے یزید ابن ابی بریدہ۔ اعمش۔ دونون سفیان اور ایک جماعت سے روایت کی ہے۔ اور اونسے ابوکریب وغیرہ نے۔ اونکی روایتین بخاری مسلم وغیرہ مین موجود ہین۔
تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبئیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

عبد العزیز ابن خالد ابن زیاد ترمذی۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونھون نے اپنے والد اور ابوسعد بقال۔ سعید ابن ابی عروبہ ابن جریج۔ ثوری۔ ہشام ابن حسان۔ حجاج ابن ارطاہ سے روایت کی ہے۔ اور اونسے احمد ابن حجاج وغیرہ نے۔ اونکی روایتین نسائی مین موجود ہین۔
تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبئیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

عبد الکریم بن محمد الجرجانی رح۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونھون نے قیس ابن الربیع۔ عبد الرحمن بن سلیمان۔ زہیر ابن معاویہ مسعودی۔ ابن جریج وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور اونسے امام شافعی رح وغیرہ نے۔ ابن حبان نے اونکو ثقات مین ذکر کیا ہے اور اونکی روایتین ترمذی مین مذکور ہین۔ تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبئیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ امام صاحب کے شاگرد

عبد العزیز ابن ابی رواد رح۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے عکرمہ اسلم بن عبد اللہ۔ نافع۔ محمد ابن زیاد الجمحی۔ ابوسلمہ الحمصی۔ اسمعیل ابن امیہ۔ ضحاک ابن

مزاحم وغیرہ سے روایت کی ہے۔ اور اونسے وکیع وغیرہ نے۔ ابن مبارک کہتے ہین کہ اکثر اونکی یہ حالت رہتی تھی کہ باتین کرتے اور اشک اونکے رخسارون پر جاری رہتے تھے۔ شعیب ابن حرب کہتے ہین کہ اونکو دیکہنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قیامت اونکے پیش نظر ہے۔ بخاری وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکہا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

عبید اللہ ابن عمرو الرقی۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو الامام الحافظ مفتی الجزیرہ لکہا ہے۔ تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ انہون نے عبد الملک ابن عمیر عبید اللہ بن محمد۔ یحیی ابن سعید الانصاری۔ اعمش۔ ایوب۔ لیث ابن ابی سلیم معمر۔ ثوری ابن ابی انیسہ۔ اسحق بن راشد وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور اونسے علی ابن حجر وغیرہ نے۔ ابن سعد کہتے ہین وہ کثیر الحدیث تھے یعنے حدیثین اونکو بہت یاد تہین۔ اور فتوی مین اونسے کوئی منازعت نہین کرسکتا تھا۔ خلاصہ مین لکہا ہے کہ اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکہا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

عبید اللہ ابن موسی۔ تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ انہون نے اسمعیل ابن ابی خالد۔ ہشام ابن عروہ۔ ایمن ابن نابل۔ معروف ابن خربوذ۔ اعمش۔ ہارون ابن سلیمان الفزار محمد ابن عبد الرحمن۔ ثوری۔ حسن ابن صالح۔ یونس ابن ابی اسحق۔ اوزاعی۔ ابن جریج۔ عثمان بن الاسود۔ اسرائیل۔ حنظلہ ابن ابی سفیان۔ زکریا ابن ابی زائدہ۔ شیبان عبد العزیز بن سیاہ۔ موسی بن عبیدہ اور ایک جماعت سے روایت کی ہے۔ اور اونسے بخاری وغیرہ نے۔ ابو سعد کہتے ہین کہ وہ کثیر الحدیث تھے۔ خلاصہ مین لکہا ہے کہ اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکہا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

علی بن ظبیان الکوفی۔ میزان الاعتدال مین لکہا ہے کہ اونہون نے اسمعیل بن ابی خالد اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ امام شافعی رح

استادہین اور اونکی روایتین ابن ماجہ مین موجود ہین۔
تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ اور خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

علی ابن عاصم الواسطی۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو "مسند العراق الامام الحافظ" کے لقب سے ملقب کرکے لکہا ہے کہ انہون نے سہیل ابن ابی صالح۔ عطا ابن السائب۔ یزید بن ابی زیاد۔ یحیی بکا۔ بیان بن بشر۔ حصین بن عبد الرحمن۔ عبد اللہ بن عثمان۔ لیث ابن سلیم اور حمید الطویل سے روایت کی ہے اور اونسے امام احمد وغیرہ نے۔ خلاصہ مین لکہا ہے کہ اون کی روایتین ابو داؤد ترمذی اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکہا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

علی بن مسہر۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو "الامام الحافظ" کے ساتھ ملقب کرکے لکہا ہے کہ اونھون نے داؤد۔ اسمعیل ابن ابی خالد۔ ابی مالک الاشجعی۔ زکریا ابن ابی زائدہ۔ عاصم الاحول اور اس طبقہ کے محدثین سے روایت کی ہے اور اونسے بشر ابن آدم وغیرہ نے۔ احمد عجلی کہتے ہین کہ وہ جامع حدیث و فقہ تھے اور ثقہ تھے۔ تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ وہ کثیر الحدیث تھے۔ خلاصہ مین لکہا ہے کہ اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکہا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

ابونعیم الفضل ابن دکین رح۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو "الحافظ الثبت" لکہا ہے۔ اور خلاصہ مین لکہا ہے کہ انہون نے اعمش۔ زکریا ابن ابی زائدہ اور ایک خلق کثیر سے روایت کی ہے اور اونسے بخاری وغیرہ نے۔ فسوی کہتے ہین کہ محدثین کا اتفاق ہے کہ ابونعیم اتقان مین اعلی درجہ پر تھے۔ تہذیب التہذیب مین اور بہت سارے اساتذہ کے نام لکھکر لکہا ہے کہ خلق کثیر سے انہون نے روایت کی ہے۔ خلاصہ مین لکہا ہے کہ اونکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکہا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

الفضل ابن موسی السینانی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے اسمعیل ابن ابی خالد- اعمش- ہشام ابن عروہ- عبید اللہ بن عمر- عبد اللہ ابن عمر العمری- عبد اللہ بن سعید- عبد الحمید بن جعفر- حنظلہ ابن ابی سفیان- داؤد بن ابی ہند- حسن ابن ذکوان- عبد المومن ابن خالد الحنفی- حسین ابن واقد- ابن عراک- سعید ابن عبد الطائی- فضیل بن غزوان- ابی حمزہ السکری- معمر ابن راشد- یونس ابن ابی اسحق ثوری- اور شریک وغیرہ سے روایت کی ہے اور اونسے اسحق ابن راہویہ وغیرہ نے- ابونعیم نے کہا ہے کہ وہ ابن مبارک سے بھی اثبت ہین وکیع کہتے ہین کہ وہ صاحب السنہ تھے- اسحق ابن راہویہ کا قول ہے کہ میرے اساتذہ مین کوئی اونسے اوثق میرے خیال مین نہین- خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین- تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین-

عبد الوارث ابن سعید رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے عبد العزیز بن صہیب- شعیب ابن الحبحاب- ابو التیاح- یحیی بن اسحق الحضرمی- سعید ابن جمھان- ایوب سختیانی- ایوب بن موسی- جعد بن عثمان- داؤد بن ابی ہند- خالد بن الحذاء- حسین المعلم- سعید الجریری- سعید بن ابی عروبہ- سلیمان التیمی- عبد اللہ بن سوادہ- عزرہ بن ثابت- عبد اللہ بن ابی نجیح- علی بن الحکم البنانی- قاسم بن مہران- قطن بن کعب الخزاعی- محمد ابن جحادہ- کثیر بن شنظیر- یزید الرشک- یونس بن عبید- ابو عصام البصری اور خلق کثیر سے روایت کی ہے- اور اونسے سفیان ثوری وغیرہ نے- ابو عمر الجرمی کہتے ہین کہ مین نے کسی فقیہ کو اونسے افصح نہین دیکھا شعبہ اونکی ثنا وصفت بہت کیا کرتے تھے- اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین- تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین-

القاسم بن الحکم العرنی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے سعید بن عبید الطائی- عبد اللہ بن الولید- سلام بن سلیم- اور یونس بن ابی اسحق وغیرہ سے روایت کی ہے- اور ترمذی مین اونکی روایتین موجود ہین- تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ امام صاحب کے شاگرد ہین-

القاسم بن معن المسعودی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے

اعمش۔ عاصم الاحوال۔ عبد الملک بن عمیر۔ منصور بن معتمر۔ طلحہ بن یحیٰ۔ داؤد بن ابی ہند۔ محمد بن عمر۔ ہشام بن عروہ۔ یحیٰ بن سعید۔ عبد الرحمن مسعودی وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور اونسے بن مہدی وغیرہ نے اور اونکی روایتین ابو داود اور نسائی مین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

قیس بن ربیع رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے ابو اسحٰق سبیعی مقدام بن شریح۔ عمرو بن مرہ۔ ابو حفص عمران بن ابی جحیفہ۔ عثمان بن عبد اللہ۔ محمد بن حکم الکاہلی۔ ابن ابی لیلی۔ ابو ہاشم الرمانی۔ اغر بن صباح۔ سماک بن حرب۔ اعمش سدی۔ اسود بن قیس۔ محارب بن دثار۔ ہشام بن عروہ اور ایک جماعت سے روایت کی ہے۔ ابو نعیم کہتے ہین کہ سفیان جب اونکا ذکر کرتے بہت ثنا و صفت کرتے۔ اونکی روایتین ابو داود و ترمذی اور ابن ماجہ مین موجود ہین تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

محمد بن بشر العبدی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے اسمٰعیل بن ابی خالد۔ ہشام بن عروہ۔ عبید اللہ بن عمر العمری۔ یزید بن زیاد۔ اعمش۔ زکریا ابی زائدہ۔ ثوری۔ شعبہ۔ سعید بن ابی عروبہ۔ مسعر۔ نافع بن عمر الجمحی۔ عبد العزیز بن عمر۔ حجاج بن ابی عثمان الصواف۔ ابی حیان التیمی۔ فطر ابن خلیفہ۔ محمد بن عمرو۔ اور عمرو بن میمون وغیرہم سے روایت کی ہے۔ ابو داؤد نے کہا ہے جو لوگ اوس وقت کوفہ مین تھے سب سے وہ احفظ تھے اور لکھا ہے کہ حدیثین اونکو بکثرت یاد تہین۔ اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

محمد ابن الحسن بن آتش الصنعانی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے ہمام بن منبہ۔ ابراہیم بن عمرو الصنعانی۔ رباح صنعانی۔ سلیمان بن وہب الجندی۔ عمر بن عبد الرحمن ابو بکر بن ابی شیبہ اور بہت سے محدثین سے روایت کی ہے اور اونسے امام احمد وغیرہ نے۔ ابو حاتم نے اونکی توثیق کی اور ابن حبان نے اونکو ثقات مین لکھا ہے تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

محمد بن خالد الوہبی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے اسمعیل بن

ابی خالد۔ عبداللہ بن الوصافی۔ عبدالعزیز بن عمر۔ ابن جریج۔ معروف بن واصل۔ عبدالرحمن بن سلیمان وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے ابن روح وغیرہ نے اونکی روائتین ابوداود وابن ماجہ وغیرہ مین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

محمد بن عبدالوہاب العبدی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے اپنے والد۔ اور بشر بن الحکم۔ ابوالنضر ہاشم۔ یعلی بن عبید۔ شبابہ۔ ہوذہ بن خلیفہ۔ واقدی۔ شیبانی یعقوب بن محمد الزہری۔ سلیمان بن داود الہاشمی اصمعی۔ علی ابن الحسن ابن شقیق محاضر بن المورع یحیی بن بکیر الکرمانی محمد بن ابی یحیی الکلنابی علی بن عثام العامری محمد بن زیاد اور خلق کثیر سے روایت کی ہے ابوداود و ترمذی و نسائی مین اونکی روائتین موجود ہین تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین

محمد بن یزید الواسطی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے اسمعیل بن ابی خالد۔ ابوالاشہب جعفر بن حیان۔ سفیان بن حسین۔ ہاشم بن رجا۔ مجالد بن سعید۔ محمد ابن اسحق ابن یسار۔ مسلم بن سعید۔ ابو ایوب ابوالعلا القصاب۔ اسمعیل بن مسلم المکی۔ اور عبدالرحمن بن زیاد بن انعم وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور اونسے امام احمد وغیرہ نے وکیع کہتے ہین کہ وہ ابدال سے تھے ابوداود و ترمذی اور نسائی مین اونکی روایتین موجود ہین تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

مروان بن سالم رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے صفوان بن عمرو۔ اعمش۔ عبیداللہ بن عمرو۔ ابن جریج۔ اوزاعی۔ عبدالعزیز بن رواد۔ اور ابوبکر بن ابی مریم وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے عبدالحمید بن رواد وغیرہ نے۔ ابوداود اور نسائی مین اونکی روائتین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

مصعب ابن مقدام رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے فطر بن خلیفہ۔ زائدہ عکرمہ بن عمار۔ مبارک ابن فضالہ۔ مسعر ثوری۔ داود بن نصیر۔ اسرائیل حسن بن صالح فضیل بن غزوان وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے اسحق بن راہویہ

وغیرہ نے - اونکی روایتین مسلم ترمذی نسائی اور ابن ماجہ مین موجود ہین - اور تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین

المعافی بن عمران الموصلی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے حریز بن عثمان - ابن جریج - مالک بن مغول - ثوری - اوزاعی - مسعودی - عبید اللہ بن عمر العمری - سلیمان بن بلال - صخر بن جویریہ - ابراہیم بن طہمان - اسرائیل - ثور بن یزید - حماد بن سلمہ - حنظلہ بن ابی سفیان - عبد الحمید بن جعفر - عثمان بن الاسود - سیف بن سلیمان المکی - سعید بن ابی عروبہ - زکریا بن ابی اسحق - ہشام بن سعد اور ایک خلق کثیر سے روایت کی ہے - اور اونسے ابن مبارک وغیرہ نے - ابو زکریا نے تاریخ موصل مین لکھا ہے کہ اونہون طلب علم کے لئے آفاق مین سفر کیا ہے - بشر بن حارث کہتے ہین کہ - معافی علم فہم اور خیر سے بھرے ہوے تھے - اونکا قول ہے کہ مجھے اٹھ سو شیوخ سے ملاقات ہے - بخاری ابو داود اور نسائی مین اونکی روایتین موجود ہین تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین -

مکی ابن ابراہیم البلخی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے جعید بن عبد الرحمن - عبد اللہ بن سعید - ابن ابی ہند - ایمن ابن نابل - یزید بن ابی عبید - بہز بن حکیم - ابن جریج - ہشام بن حسان - ہشام الدستوائی - جعفر صادق - یعقوب بن عطا - ابن ... ہاشم بن ہاشم - مکی بن سہیل - فطر بن خلیفہ - حنظلہ بن ابی سفیان - اور عبد العزیز بن ابی ... وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے بخاری وغیرہ نے - کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین - تہذیب التہذیب - تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین

النعمان بن عبد السلام الاصبہانی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے سلیمین وردان - ابی خلدہ خالد بن دینار - ابن جریج ثوری - ابن ابی ذئب - مسعر - حماد بن سلمہ - ابن ابی زناد - شعبہ - ورقا اور خلق کثیر سے روایت کی اور اونسے عبد الرحمن بن مہدی وغیرہ نے - اونکی روایتین ابو داود اور نسائی

مین موجود ہین۔ تہذیب الکمال تہذیب التہذیب اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام
صاحب کے شاگرد ہین۔

نوح بن دراج القاضی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے
اسمٰعیل بن ابی خالد۔ ہشام بن عروہ۔ مطر بن خلیفہ۔ ابن اسحق۔ اور اعمش وغیرہم سے
روایت کی ہے اور اونسے علی بن حجر وغیرہ نے۔ تہذیب الکمال تہذیب التہذیب
اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

نوح ابن ابی مریم رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ اپنے والد۔ اور زہری
ثابت البنانی۔ یحیی ابن سعید الانصاری۔ عبداللہ بن عمرو۔ ابن ابی لیلی۔ بہز بن حکیم۔ ابن
اسحق۔ اعمش۔ مقاتل بن حیان۔ اور یزید النحوی۔ وغیرہم سے روایت کی
اور اونسے علی بن موسی غنجار وغیرہ نے تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبییض الصحیفہ
مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

ہشیم بن بشیر رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے اسمٰعیل بن
ابی خالد۔ بیان بن بشر۔ اعمش۔ منصور۔ ابی اسحق شیبانی۔ عبداللہ العمری۔ لیث بن
ابی سلیم۔ سہیل بن ابی صالح۔ عبد ابن سعید الانصاری۔ مجالد بن سعید وغیرہم سے
روایت کی ہے اور اونسے ابو نعیم وغیرہ نے۔ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین
موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین

ہوذہ بن خلیفہ رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے سلیمان تیمی
عبداللہ بن عون۔ ابن جریج۔ ہشام بن حسان۔ عوف الاعرابی۔ یونس بن عبید وغیرہم
سے روایت کی ہے۔ اور اونسے امام احمد وغیرہ نے۔ ابن حبان وغیرہ نے
اونکی توثیق کی ہے۔ اور ابوداود مین اونکی روایتین موجود۔ تہذیب الکمال تہذیب
التہذیب اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

ہیاج ابن بسطام البرجمی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے
حمید الطویل۔ اسمٰعیل ابن ابی خالد۔ عنبسہ بن عبدالرحمن القرشی عوف الاعرابی۔ محمد بن

اسحق۔ داؤد بن ابی ہند۔ خالد الحذا۔ محمد بن عمرو ابن علقمہ۔ یزید بن کیسان۔ اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور اونسے حمید بن بکار وغیرہ نے۔ سعید بن ناو کہتے ہین کہ مین نے اونسے زیادہ فصیح نہین دیکھا۔ ایک بار انہون نے بغداد مین حدیث بیان کی جسمین لاکھ آدمی جمع ہوگئے۔ اور وہ اعلم و افقہ تھے۔ اونکی روایتین ابن ماجہ مین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

یحیی بن یمان رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے ہشام بن عروہ۔ اعمش۔ اسمعیل بن ابی خالد۔ معمر۔ المنہال بن خلیفہ۔ ثوری۔ حمزہ الزیات وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے یحیی بن معین وغیرہ نے۔ بخاری مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین

یزید بن زریع رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے سلیمان التیمی۔ حمید الطویل۔ ابی سلمہ سعید بن یزید۔ عمر بن میمون۔ ایوب۔ حبیب المعلم۔ حبیب بن الشہید۔ خالد الحذاء۔ حجاج ابن ابی عثمان الصواف۔ داؤد بن ابی ہند۔ سعید بن ایاس الجریری۔ سعید بن ابی عروبہ۔ ہشام بن حسان۔ یونس بن عبید۔ ابن عون۔ شعبہ۔ ثوری۔ عمر بن محمد العمری۔ معمر بن راشد۔ ہشام الدستوائی۔ عوف الاعرابی۔ حسین المعلم۔ روح بن القاسم۔ وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے ابن مبارک وغیرہ نے۔ بہز بن الحکیم کہتے ہین کہ وہ متقن اور حافظ تھے اونکا قول ہے۔ ما رایت مثلہ و مثل صحۃ حدیثہ۔ ابو حاتم نے اونکی نسبت ثقۃ امام لکھا ہے۔ اور ابن سعد کا قول ہے کہ کان ثقۃ حجۃ کثیر الحدیث۔ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

یونس بن بکیر رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے ابی خلدہ خالد بن دینار السعدی۔ خالد بن دینار النیلی۔ طلحہ بن یحیی۔ اسباط بن نصر۔ ہشام بن عروہ۔ محمد بن اسحق۔ عمرو بن دینار۔ عثمان بن عبد الرحمن۔ نضر بن ابی عمر الخزاز وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے یحیی بن معین وغیرہ نے اونکی روایتین مسلم ابوداؤد وغیرہ مین

موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین

ابو اسحق فزاری رح خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونہون نے خالد الحذاء۔ حمید الطویل۔ ابی طوالہ۔ مالک۔ موسی بن عقبہ۔ اعمش اور خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ اور اونسے ثوری وغیرہ نے۔ اونکو حدیثین بکثرت یاد تھین۔ ابو حاتم نے اونکو امام کہا ہے۔ فضیل بن عیاض رح کہتے ہین کہ مین نے خواب مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تشریف رکھے ہین اور حضرت کے باز و مین تہوڑی جگہ خالی ہے مین نے وہان بیٹھنا چاہا فرمایا یہ ابو اسحق فزاری کی جگہ ہے۔ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

موسی بن نافع ابو شہاب الاکبر الحناط رح خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونہون نے سعید بن جبیر۔ عطاء۔ اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور اونسے ابو نعیم وغیرہ نے۔ اونکی روایتین بخاری ۔ مسلم وغیرہ مین موجود ہین تہذیب الکمال اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

حماد بن زید رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ ثابت بنانی۔ انس ابن سیرین عبد العزیز بن صہیب۔ عاصم الاحول۔ محمد بن زیاد۔ ابو جمرہ ضبعی۔ جعد۔ ابو حازم سلمہ بن دینار۔ شعیب بن حجاب۔ صالح بن کیسان۔ عبد الحمید صاحب الزیادی۔ ابی عمران الجونی۔ عمرو بن دینار۔ ہشام بن عروہ۔ عبید اللہ بن عمر وغیرہ تابعین اور تبع تابعین سے روایت کی ہے اور اونسے ابن مبارک وغیرہ نے۔ عبد الرحمن بن مہدی کہتے ہین کہ اپنے زمانہ مین امام چار شخص تھے۔ کوفہ مین سفیان ثوری۔ حجاز مین امام مالک شام مین اوزاعی اور بصرہ مین حماد بن زید اور کہا کہ اونسے زیادہ حدیث جاننے والیکو مین نے نہین دیکھا یحیی بن یحیی کہتے ہین۔ اونسے زیادہ حافظہ والا مین نے نہین دیکھا۔ امام احمد کہتے ہین کہ حماد بن زید ائمہ مسلمین مین ہین جس روز اونکا انتقال ہوا یزید بن زریع نے کہا آج سید المسلمین کا انتقال ہوا" ابن عیینہ کہتے ہین کہ مین نے

سفیان ثوری کو اونکے روبرو دو زانو بیٹھے دیکھا کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین
موجود ہین۔ الخیرات الحسان مین امام علی بن المدینی کا قول نقل کیا ہے کہ وہ امام صاحب
کے شاگرد ہین۔

ہشام بن عروہ رح تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ انہون نے اپنے والد
اور چچا عبد اللہ بن زبیر۔ عبد اللہ بن ... عباد بن عبد اللہ۔ یحیی بن عباد۔ عباد بن حمزہ۔
فاطمہ بنت المنذر۔ عمرو بن خزیمہ۔ عوف ابن الحارث۔ ابی سلمہ بن عبد الرحمن۔ ابن
المنکدر۔ وہب ابن کیسان۔ ... ابن ابی صالح السمان۔ عبد اللہ بن ابی بکر۔ عبد الرحمن
بن سعد۔ محمد بن ابراہیم التیمی۔ محمد بن علی ابن عبد اللہ بن عباس رض وغیرہم سے روایت
کی ہے اور اونسے ایوب سختیانی وغیرہ نے۔ ابن سعد کہتے ہین وہ ثبت اور حجت
تھے اور حدیثین اونکو بہت یاد تہین ابو حاتم کہتے ہین کہ فن حدیث مین وہ امام تھے
کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔ الخیرات الحسان مین علی ابن المدینی کا قول
نقل کیا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

یحیی ابن معین رح تذکرۃ الحفاظ مین ان الفاظ سے اونکو ملقب کیا ہے "الامام الفرد
سید الحفاظ" تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ انہون نے عبد السلام بن حرب۔ عبد اللہ
بن مبارک۔ حفص بن غیاث۔ جریر۔ ہشام بن یوسف۔ عبد الرزاق۔ ابن عیینہ۔ وکیع
ابن مہدی۔ غندر۔ عمر بن عبد الرحمن۔ حجاج بن یوسف۔ حاتم بن اسمعیل۔ اسمعیل بن
مجالد۔ حسین بن محمد۔ عبد الصمد۔ عباد بن عباد۔ سکن بن اسمعیل۔ مروان بن معاویہ۔ قطان
ابو عبیدہ بن الحداد۔ ابی اسامہ۔ حماد بن خالد۔ عبد الرحمن ابن مہدی اور خلق کثیر سے
روایت کی ہے اور اونسے بخاری و مسلم وغیرہ نے۔ ابن مدینی کہتے ہین کہ علم یحیی
بن آدم پر منتہی ہوا۔ اور اونکے بعد یحیی بن معین پر اور اونسے ایک روایت یہہ بھی
ہے کہ علم ابن مبارک پر منتہی ہوا اونکے بعد یحیی بن معین پر۔ ہارون بن معروف کہتے
ہین کہ شام سے ایک محدث ہمارے یہان آے۔ سب سے پہلے مین اونکے
یہان گیا اور املاء۔ یعنی روایتین لکھوانی کی درخواست کی شیخ نے اپنی کتاب

لکھوانا شروع کیا۔ اس عرصہ مین دروازہ پر کھٹکھٹانے کی آواز آئی پوچھا کون ہے کہا احمد بن حنبل اونکو آنے کی اجازت دی اور اوسی طرح لکھوائے جاتے تھے۔ اونکے بعد احمد دورقی اور عبد اللہ رومی اور زہیر بن حرب آئے اور شیخ برابر لکھواتے رہے کہ اتنے مین دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی شیخ نے کہا کون ہے کہا یحیی بن معین یہ سنتے ہی شیخ کے ہاتھون مین لرزہ پڑ گیا اور کتاب ہاتھ سے گر گئی۔

مولانا مولوی حافظ محمد عبد الحی رح نے الرفع والتکمیل مین فتح المغیث سے نقل کیا ہے کہ راویون مین کلام کرنے والے تین قسم کے لوگ ہین ایک وہ کہ تمام راویون مین کچھ نہ کچھ کلام کرتے ہین جیسے یحیی بن معین اور ابی حاتم۔ پھر باقی اقسام بیان کرکے لکھا ہے کہ جرح مین تشدد کرنے والے کسی کی توثیق کرین تو اوسکا قول دانتون سے پکڑو یعنی پوری حفاظت کرو اور اونکی توثیق کو دستاویز بناؤ۔

تاریخ ابن خلکان مین لکھا ہے علی بن مدینی کہتے ہین کہ یہ حضرات علم منتہی تھے یحیی بن ابی کثیر اور قتادہ بصرہ مین۔ اور ابو اسحق اور اعمش کوفہ مین۔ اور ابن شہاب اور عمرو بن دینار حجاز مین۔ اور ان سب کا علم سعید بن عروبہ۔ اور شعبہ اور معمر اور حماد بن سلمہ اور ابو عوانہ اور سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ اور مالک بن انس اور ابی زائدہ اور وکیع اور ابن مبارک کو پہونچا مگر ابن مبارک کا علم ان سب سے وسیع تر تھا۔ اور نیز ابن مہدی اور یحیی ابن آدم انھی حضرات مین شامل ہین۔ پھر ان سب کا علم یحیی بن معین کو پہونچا۔ امام احمد رح فرماتے ہین کہ جس حدیث کو یحیی نہین جانتے وہ حدیث ہی نہین۔ تذکرۃ الحفاظ مین ابن المدینی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ہم نہین جانتے کہ آدم علیہ السلام سے لیکر اتبک کسی نے یحیی بن معین کے برابر حدیثین روایت کی ہون اور انھی کا قول ہے کہ تمام آدمیون کا علم اونکو پہونچا ہے یا پایا

کردری رح نے لکھا ہے۔ ذکر ابو المعالی الاسفرائنی عن یحیی بن معین قال جالسناه۔

(اے ابا حنیفہ) وسمعناه وکتبنا عنه واذا نظرت الی وجهه عرفت فی وجهه انه یتقی الله یعنی
یحیی بن معین کہتے ہیں کہ ہم ابوحنیفہ کے ساتھہ بیٹھے اور اونکے افادات سنے اور
لکھے۔ اونکی یہہ حالت تھی کہ جب ہم اونکے چہرہ کی طرف دیکھتے تو صاف معلوم ہوتا
کہ اونکو خدائے تعالی کا بہت خوف ہے ۱۲ اس روایت میں شاید یہہ کلام کیا جاویگا
کہ یحیی بن معین کا انتقال سنہ ۲۳۳ھ دو سو تینتیس ہجری میں ہے اور ابن خلکان رح نے اونکی
عمر ستہتر یا اٹہتر سال کی علی اختلاف الراویہ لکھی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اونکی
ولادت امام صاحب کے انتقال کے بعد ہے کیونکہ امام صاحب کا انتقال سنہ ۱۵۰ھ
ایک سو پچاس میں ہے۔ مگر اسکا جواب یہہ ہے کہ حساب میں کچھ غلطی ہوی ہوگی
چنانچہ ابن خلکان نے رح خود اعتراف کیا ہے کہ خطیب بغدادی نے جو تاریخ
لکھی ہے وہ یقیناً غلط ہے۔ یہہ بات مشاہدہ سے ثابت ہے کہ بعض لوگوں کے
قوی قوی ہوتے ہیں کہ باوجود کبیر السن ہونیکے اپنے کم عمروں سے ہر بات میں
قوی ہوتے ہیں اور دیکھنے میں بھی کم عمر نظر آتے ہیں۔ اسلئے ممکن ہے کہ
تقریباً سو سال کی اونکی عمر ہو بہرحال اس روایت کی وجہ سے احتمال ملاقات
قطعی طور پر غلط ثابت نہیں ہوسکتا۔ اور اگر ملاقات نہ بھی ہو تو اس میں شبہ نہیں
کہ امام صاحب کو وہ اپنے مقتدا ضرور سمجھتے تھے جس پر کئی قرینے دلالت کرتے
ہیں۔ ایک بار اونسے سوال کیا کہ غیر محفوظ روایت بیان کرنا درست ہے یا نہیں
اونہوں نے جواب میں امام صاحب کا قول پیش کیا کہ وہ جائز نہیں سمجھتے تھے
جس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب کے ساتھہ اونکو ایک خاص نسبت تھی۔ یہہ بھی
اور یہہ معلوم ہوا کہ کسی نے امام صاحب کا حال اونسے پوچھا تو ثقہ ثقہ ۱۲ مکرر کہکر قسم
کھائی کہ اونکا رتبہ اس سے بلند ہے کہ کسی بات میں وہ جھوٹ کہتے۔ مکرر توثیق
کرکے قسم کھانا صاف بتلا رہا ہے کہ امام صاحب کے ساتھہ اونکو کمال عقیدت
تھی۔ امام موفق رح نے لکھا ہے کہ کسی نے یحیی بن معین سے پوچھا کیا سفیان رح
نے ابوحنیفہ رح سے روایت کی ہے کہا ہاں ابوحنیفہ ثقہ اور حدیث فقہ میں صدوق

اور دین مین ماہرون تھے۔ اور نیز موفق رح نے مناقب مین یحیٰی بن معین رح کا قول نقل کیا ہے کہ الفقہ فقہ ابی حنیفۃ علیہ ادرکت الناس یعنے قابل اتباع اور مستند فقہ پوچھو تو ابو حنیفہ کی فقہ ہے اوسی پر مین نے لوگون کو پایا ہے۔ جب اونکے نزدیک فقہ حنفیہ اس درجہ کی موثق اور متفق علیہ مسلم تھی تو ہم کہہ سکتے ہین کہ اونکا عمل اسی فقہ پر تہا۔ اگر اوسکو قابل عمل اور مطابق قران حدیث نہ سمجھتے تو صاف کہدیتے کہ وہ مخالف ہے بلکہ اوسکی وجہ سے خود امام صاحب پر جرح کردیتے کہ انہون نے مخالف فقہ بنا کر لوگون کو گمراہ کیا جیسے آخری زمانہ کے بعضے مولوی کہا کرتے ہین ایک لحاظ سے ان مولویون کا کہنا ٹہیک بھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ الانسان عدو لما جہل البتہ بعضے مسائل بخاری اور مسلم کی حدیثون کے مخالف معلوم ہوتے ہین۔ اگر یحیٰی بن معین رح کا سا تبحر فن حدیث مین ہوتا تو وہ بھی یہی کہتے "الفقہ فقہ ابی حنیفۃ" مگر وہ تبحر کسکو نصیب ہو سکتا ہے وہ تو یحیٰی ابن معین ہی کا حصہ ہوگیا۔ اس امت مرحومہ مین وہ ایک ہی شخص تھے جنہون نے تمام احادیث نبویہ کو از بر کرلیا تہا جسکی گواہی امام احمد حنبل رح وغیرہ اکابر دے رہے ہین۔ الغرض جب انہون نے تمام مسائل فقہیہ کو جانچ لیا بالکل مطابق احادیث نبویہ ہے اوسوقت فرمایا الفقہ فقہ ابی حنیفۃ تاکہ محدثین معلوم کرلین بعض مسائل چند حدیثون کے مخالف ہین تو دوسرے حدیثون کے موافق ہین جن کی اونکو خبر نہین۔

کیون نہو جتنے محدثین یحیٰی بن معین رح کو یاد تہین وہ سب تدوین فقہ کے وقت امام صاحب کے پیش نظر تہین اسلئے کہ پہلے تو خود انہون نے چار ہزار استادون سے حدیثون کو حاصل کیا تہا۔ پہر جتنے طلبہ درس مین آتے اون مین اکثر اس سرمایہ کے ساتہ آتے جو اجتہاد کے لئے کافی ہوسکے کیونکہ امام صاحب نے روایت حدیث کا طریقہ تو اختیار کیا ہی نتہا جس کے طالب ہر قسم کے لوگ ہوا کرتے ہین وہ تو اجتہاد کا طریقہ سکہاتے تھے جسکے لئے حدیث کا کافی سرمایہ

درکار ہے۔ اسلئے ہر طالب علم کو درس حلقہ مین شریک ہونے کی جرأت
ہی نہین ہوتی تھی۔ اسی فہرست مین دیکھ لیجئے کہ وہ حضرات محدثین کے نزدیک
کس درجہ کے ہین اور تذکرۃ الحفاظ مین کیسے کیسے القاب اونکے مذکور ہین۔
مثلاً الامام۔ الحافظ احد الاعلام۔ الثبت۔ شیخ الاسلام۔ القدوہ۔ المتقن۔ سید الحفاظ
الحافظ الکبیر۔ الفرد۔ کثیر الحدیث۔ وغیرہ۔ کیا ممکن ہے کہ جنکے یہہ القاب ہون وہ
معمولی مولوی ہون۔ یہہ تو اونکے ذاتی فضائل تھے جو علمی حیثیت سے اونکو
تمام محدثین مین ممتاز کر رہے ہین جس سے اونکا ذاتی تبحر اور کثرت سرمایۂ حدیث
صاف معلوم ہوتا ہے۔ پھر ہر ایک نے جن محدثین سے وہ سرمایہ حاصل کیا تھا
اونکا تو شمار ہی نہین۔ اسلئے کہ دس بیس نام لکھکر وغیرہم یا عن خلق یا عن جماعۃ وغیرہ
لکھدیتے ہین۔ اب غور کیجئے کہ ان تمام حضرات کے اساتذہ کی جماعتین اور ہر جماعت
کے افراد کتنے ہونگے۔ فن رجال کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس زمانہ
مین تحصیل حدیث کا شوق حد سے زیادہ تھا بعضے شائقین ایسے بھی تھے کہ اونکے
اساتذہ کی تعداد ہزارون تک پہونچ گئی تھی اور صدہا کی تعداد تو ایک معمولی بات
تھی۔ اب دیکھئے کہ امام صاحب کے تلامذہ خود بے شمار تھے جیسا کہ سابقاً معلوم
ہوا تو اونکے اساتذہ کا کیا حال ہو۔ اونکو بھی جانے دیجئے تقریباً ایک ہزار جنکی فہرست
بعض محدثین نے قلم بند کی ہے ہم انھی کے اساتذہ کا خیال کر لیجئے کہ کتنے ہونگے
اس سے بھی تنزل کرکے اگر انھی حضرات کے اساتذہ کا خیال کر لیا جائے۔
جنکی فہرست یہان لکھی گئی تو بھی ہزارہا کی نوبت پہونچ جاتی ہے۔ پھر فن رجال کی
کتابون سے واضح ہے کہ یہہ حضرات کسی ایک خاص شہر کے رہنے والے نہ تھے
بلکہ کوئی حجازی ہے تو کوئی عراقی و بصری وغیرہ۔ غرض کہ فن رجال کی گواہی سے
یہہ ماننا پڑیگا کہ اسلامی مقامات مین کوئی مقام و موضع ایسا نہ نکلے گا جس مین کوئی
محدث ہوا ہو اور امام صاحب کے شاگردون نے وہان کا سرمایہ حاصل نہ کر لیا ہو۔
ان قرائن و اسباب سے ثابت ہے کہ امام صاحب کے اجتہاد کے وقت

کل روے زمین کے احادیث کا سرمایہ امام صاحب کے حلقہ مین پہونچ چکا تہا۔
جسکو بجسب ضرورت اہل حلقہ پیش کیا کرتے تھے محدثین جو امام صاحب کے حلقہ
مین شریک ہوا کرتے تھے وہ مخالفانہ شرکت نتھی بلکہ استفادہ مقصود تہا چنانچہ اونکی
خوش اعتقادی اونکے ان دعاؤن اور بیانون سے ظاہر ہے۔

ص مسعر رح سجدہ مین امام صاحب کیلئے دعا کرتے اور اوسکو ذریعہ تقرب الٰہی سمجہتے
تھے چنانچہ اونکی دعا کے الفاظ یہ ہین اللھم انی اتقرب الیک بدعائی لابی حنیفہ۔
ابو عاصم نبیل کہتے ہین مجھے امید ہے کہ ہر روز ابو حنیفہ رح کے اعمال ایک صدیق
کے اعمال کے برابر آسمان کی طرف چڑہتے ہین کسینے اوسکی وجہ دریافت کی فرمایا
اسلئے کہ اونسے اور اونکے اقوال سے لوگون کو نفع پہونچا۔

م ص ت عبد اللہ بن داؤد الخریبی کہتے ہین کہ اسلام اور اہل اسلام پر واجب
ہے کہ نمازمین ابو حنیفہ کیلئے دعا کیا کرین کیونکہ اونہون نے احادیث اور فقہ کو
محفوظ کر دیا۔
فقہ کو محفوظ کرنا تو ظاہر ہے۔ احادیث کو اس طرح محفوظ کیا کہ مختلف احادیث سے
جو مضمون مستفاد ہوتا ہے اجتہاد کرکے ماحصل جو لب لباب احادیث اور مقصود
شارع ہے اوسکو محفوظ کر لیا۔

ک ص ابن سماک محمد عجلی جب وعظ کہتے تو خاتمہ پر امام صاحب کے حق مین
دعاے خیر کیا کرتے اور کل حضار کو آمین کہنے کی ہدایت کرتے'' میزان الاعتدال
مین لکہا ہے کہ ابن سماک وعظ مین سر آمد روزگار تھے اونکی پر اثر تقریر کی یہہ تاثیر تھی
کہ جو اوسکو سنتا اوسپر خوف الٰہی طاری ہو جاتا۔ ہارون رشید نے ایکبار اونکا
وعظ سنا اور وہ روتے روتے اونکی یہہ حالت ہوی کہ بیہوش ہو گئے کردری رح نے
ابن سماک کا حال لکہا ہے کہ وہ اسقدر روتے تھے کہ اونکی آنکہو نمین خلل آگیا تہا۔

م ص ابو الولید کہتے ہین کہ شعبہ رح کی مجلس مین جب ابو حنیفہ کا ذکر آتا تو وہ
آپکے حق مین دعاے خیر کرتے'' احمد بن میمون کہتے ہین کہ اونکی تقریر سننے سے

اس قدر خوشی ہوی کہ لاکھ اشرفی کے ملنے سے بھی نہین ہوسکتی ؁ اس قسم کی او
بہت ساری روایتین ہین جن سے ظاہر ہے کہ محدثین جو حلقۂ درس مین شریک
رہا کرتے وہ امام صاحب کے معتقد تھے اور اس بات کے مجاز تھے کہ مناظرہ
کرکے اپنے اپنے شکوک صاف کرلیا کرین جسکا حال آیندہ معلوم ہوگا اب غور کیجیے
کہ جب ہر مسئلہ مین کیفیت انجلائیہ پیدا ہوتی ہوگی تو اوسکو بطیب خاطر مان لینے اور
اوسکے مطابق عمل کرنے مین کیا تامل کیونکہ مقصود فقہ سے یہی معلوم کرنا ہے کہ
ہر ایک واقعہ مین عمل کس طرح کیا جائے۔ پھر جب وہ حضرات مطابق فقہ حنفیہ عمل
کرتے تو اونکے تلامذہ اور معتقدین و احباب بھی انھی کی اتباع کیا کرتے تھے۔ یہان
تک کہ تھوڑے عرصہ مین دور دور تک فقہ حنفیہ کی شہرت ہوگئی جسکا حال ان شاء اللہ
تعالے آیندہ معلوم ہوگا یہی بات تھی جو یحیی بن معین فرماتے ہین الفقہ فقہ
ابی حنیفۃ علیہ ادرکت الناس اور یہہ بات معلوم ہوی کہ امام احمد رح جب امام
شافعی رح کی خدمت مین حاضر ہوے تو یحیی ابن معین سے بھی شریک حلقۂ درس
ہونے کو کہا مگر انہون نے قبول نہین کیا ؁ طبقات شافعیہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ یحیی ابن معین نے امام شافعی رح کی سخت مخالفت کی اور جرح کئے چنانچہ طبقات
مین لکھا ہے ثم انہ فع ابن عبد البر فی ذکر کلام جماعۃ من النظراء بعضہم فی بعض وعدم
الالتفات الیہ لذلک الی ان انتہی الی کلام ابن معین فی الشافعی وقال انہ حمانقم
علی ابن معین وعیب بہ وذکر قول احمد بن حنبل من این یعرف یحیی ابن معین
الشافعی وہو لا یعرف الشافعی ولا یعرف ما یقولہ الشافعی۔ اس مخالفت کی وجہ بھی
معلوم ہوتی ہے کہ باوجود فقہ حنفیہ عالمگیر ہونے اور اوسپر عمل جاری ہونے
کے امام شافعی رح نے دوسرے فقہ کی بنیاد ڈالی جو ضرورت سے زیادہ تھی
یہی بات امام احمد رح کے قول سے مستفاد ہے جو فرماتے ہین کہ یحیی بن معین
شافعی رح کو پہچانتے ہی نہین اور ظاہر ہے بغیر معرفت کے کسی پر جرح کرنا نہ عقلا درست
ہوسکتا ہے نہ شرعا۔ غرض کہ بغیر معرفت کے اسیوجہ سے انہون نے جرح کیا

کہ خلاف اجماع کوئی نئی بات نکالنا خود ایک قابل جرح بات ہے۔ یہہ بحث دوسری ہے کہ امام شافعی رح چونکہ مجتہد تھے اونکو ضرور تہا کہ اپنے اجتہاد کے مطابق فتوی دین اور فقہ مدون کرین یہان کلام صرف یحیی بن معین رح کے جرح مین ہے۔ بہرحال یحیی بن معین رح امام صاحب کے اگر شاگرد نہین تو معتقد تو ضرور تھے اور تعجب نہین کہ مقلد بھی ہون جیسا کہ اونکے فتوی دینے اور فقہ حنفیہ پر اجماع بیان کرنے سے معلوم ہوتا ہے اب اہل انصاف غور فرماوین کہ جب ایسے ایسے اکابر محدثین امام صاحب کے شاگرد ہین جن مین امیر المومنین فی الحدیث بھی شامل ہین تو کیا محدثین کے طرف دار عقلاً یا شرعاً اس بات کے مجاز ہونگے کہ امام صاحب کی توہین کرین اگرچہ اسکا جواب یہہ ہوسکتا ہے۔

چون بہر اسد مگس از فرباز نیست ز مرغان اولی اجنحہ

مگر معتقدایان قوم کو ضرور ہے کہ اپنے بزرگونکے بزرگ کی تعظیم کی ہدایت کیا کرین۔

ص ابوعصمہ سعد بن معاذ کے روبرو ذکر آیا کہ ایک قوم ایسی بھی ہے کہ وہ ابن مبارک کو ابوحنیفہ سے اعلم کہتی ہے اونہون نے کہا کہ وہ مثل رافضیون کے ہین کہ علی رضی اللہ عنہ کو اپنا امام قرار دیتے ہین اور انہون نے جنکو امام قرار دیا اونکو امام نہین سمجھتے۔ فی الحقیقت عبداللہ بن مبارک کا سا عالم کسیکو ہو تو وہ امام صاحب کی قدر جانے۔ باوجودیکہ انہون نے اکابر محدثین سے سرمایہ حدیث وافی وکافی حاصل کیا تہا مگر جب امام صاحب کی خدمت مین پہونچے تو پھر وہین کے ہو رہے اور امام صاحب کی زندگی تک کہین جانے کا قصد نہ کیا۔ اسکی وجہ یہی تھی کہ قرآن وحدیث کا لب لباب سوائے امام صاحب کے اور کہین حاصل نہین ہوسکتا تہا۔ اسی لب لباب یعنے فقہ کو حاصل کرنے کی غرض اور استخراج مسائل کا طریقہ معلوم کرنے کی غرض سے دور دور از مسافتین طے کرکے محدثین امام صاحب کے حاضر ہوتے تھے۔

اب ہم امام صاحب کے اجتہاد کا تھوڑا سا حال بیان کرتے ہین امید ہے کہ

اہل انصاف اوسکو قدر کی نگاہون سے دیکھینگے۔

خ عبد اللہ بن مبارک رح کہتے ہین کہ امام ابو حنیفہ رح اوس حدیث کو قبول کرتے تھے جسکی صحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ور ناسخ ومنسوخ کی معرفت اونکو بخوبی حاصل تھی احادیث ثقات کے ہمیشہ طالب رہا کرتے تھے جب امور مین علمائے کوفہ کا عمل در آمد مطابق حق پاتے اوسکی پیروی کرتے باوجود اسکے لوگ اونکو برا بھلا کہتے ہین تو ہم سکوت کرکے اوس سے استغفار کرتے ہین ۔۔

یہہ امیر المومنین فی الحدیث کا حال ہے کہ امام صاحب کے مخالفون کی ظلم وزیادتی سے کیسی مظلومی ظاہر کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ ہم سب سنکر سکوت کرتے ہین۔ اگرچہ اس موقع مین سکوت بھی ایک اعلی درجہ کا جواب ہے جواب جاہلان باشد خموشی " مگر چونکہ اوسمین اظہار حق نہین ہوتا اسلئے اسکو برا بلکہ گناہ سمجھتے اور اوس سے استغفار کیا کرتے۔

مرقات خ عبد اللہ بن مبارک کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بسر وچشم ہمین قبول ہے اور صحابہ کے اقوال کسی مسئلہ مین مختلف وارد ہون تو ہم کسی ایک کو اختیار کرتے ہین لیکن اون سے خارج نہین ہوتے البتہ تابعین کے اقوال کی مزاحمت کرتے ہین یعنے جس طرح اونہون نے اجتہاد کیا ہم بھی کرتے ہین۔

مرص ک امام ابو یوسف رح کہتے ہین کہ جب کوئی واقعہ پیش ہوتا تو امام صاحب ہم لوگون سے پوچھتے کہ کوئی اثر تمہارے نزدیک ہے پھر اگر کوئی اثر یعنے قول صحابی ہمارے یا اونکے پاس ہوتا تو اوسکو قبول کرتے اور اگر آثار مختلف ہوتے تو اکثر کو لیتے اور جو کوئی اثر نہ ملتا تو قیاس کرتے اور قیاس بھی متعسر ہوتا تو استحسان پر حکم کرتے۔

یہان یہہ خیال نہ کیا جائے کہ امام صاحب کو اس پوچھنے سے استفادہ مقصود ہوتا تھا

اور خود وہ آثار و احادیث کو نہین جانتے تھے جیسا کہ اس زمانہ کے بعضے مولوی خیال کرتے ہین اگر یہہ بات ہوتی تو جوق جوق محدثین دور دور سے کیون آتے خیال کرلیتے کہ ایسے شخص کے پاس جانے سے کیا فائدہ جو ہر ایک مسئلہ مین اپنے شاگردون کا محتاج ہے بلکہ شاگرد لوگ خود کہدیتے کہ حضرت آپ تو ہر واقعہ مین الٹے ہم ہی سے پوچھتے ہو پھر آپکی استادی کس مصرف کی۔ غرضکہ اس سوال سے مقصود دوسرا تھا جس مین کئی امور اس مین ملحوظ تھے۔ ایک یہہ کہ ہر شخص کا حال معلوم ہو کہ احادیث کتنے اوسکو یاد ہین اور کن آثار سے اوس واقعہ کا حکم وہ ثابت کرتے ہین۔ دوسرے طلبہ کی حوصلہ افزائی کہ ہر شخص کو اپنے ذخیرہ معلومات مین غور کرکے واقعہ سے متعلق احادیث و آثار پیش کرنے کی طرف توجہ ہو اور مواقع استدلال کو عمدگی سے بیان کرسکین جس سے ملکہ اجتہاد پیدا ہو۔ تیسرے نتائج افکار سے ایسا سرمایہ پیش ہوجائے کہ حضار حلقہ کو اوس مسئلہ مین بصیرت تامہ حاصل ہوجائے یہی وجہہ تھی کہ اعمش رح سے جب کوئی شخص فتوی پوچھتا تو فرماتے کہ ابو حنیفہ کے حلقہ مین جاؤ وہان جو مسئلہ پیش ہوتا ہے وہ اونکے باہمی مباحثون سے نہایت روشن ہوجاتا ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔ چوتھے یہہ پوچھنا ایسا تہا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تہا کہ رطب سوکھہ کر کیا کم ہوجاتی ہے۔ حالانکہ حضرت اوسکو جانتے تھے مگر مقصود یہہ تھا کہ صحابہ ہی کی زبان سے حکم کہلا دیا جائے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔

کہ ح حسن بن زیاد کہتے ہین کہ امام صاحب فرمایا کرتے تہے جب نص قرانی یا حدیث یا اجماع کسی مسئلہ مین موجود ہو تو کسی کو حق نہین کہ اپنی رائے سے کوئی بات کہے ہان جب صحابہ کا اختلاف کسی بات مین ہوتا ہے تو ہم وہ قول اختیار کرتے ہین جو کتاب یا سنت کے قریب ہو اور جو اوس سے متجاوز ہو ہم اوس مین اجتہاد کرتے ہین۔ کیونکہ فقہا کے لئے توسیع کیگئی کہ اجتہاد کرین بشرطیکہ اختلاف کو جان لین اور عمدگی سے قیاس کرین سلف صالح کا یہی طریقہ رہا ہے۔

ھم ابو حمزہ سکری کہتے ہین کہ مین نے ابو حنیفہ رح سے سنا ہے کہ کسی مسئلہ مین کوئی حدیث وارد ہو تو ہم اوسکے مقابلہ مین کسی دوسرے کی بات نہین مانتے اور اوسکو قبول کرتے

ہین اور صحابہ سے مختلف اقوال وارد ہوں توکسی ایک کو اختیار کرتے ہین۔

ک عبد الکریم بن ہلال کہتے ہین کہ مین نے ابو حنیفہ سے سنا ہے کہ جو حکم خدا و رسول کا ہمین پہونچتا ہے ہم اوس سے تجاوز نہین کرتے۔ اور جس بات مین صحابہ کا اختلاف ہو توہم کسی ایک قول کو اختیار کرتے ہین اور اونکے سوا کسی کا قول مناسب ہو تو لے لیتے ہین ورنہ ترک کر دیتے ہین۔

مک امام ابو یوسف کہتے ہین کہ ایک بار اعمش رح سے مجھے ملاقات ہوئی انہون نے فرمایا تمہارے استاد نے ابن مسعود رح کی مخالفت کی اس لئے کہ لونڈی کی بیع کو طلاق نہین قرار دیا حالانکہ ابن مسعود رض اوس بیع کو طلاق قرار دیتے ہین۔ مین نے کہا حضرت آپ ہی سے ہمین روایت پہونچی ہے کہ بیع طلاق نہین ہوسکتی ہے۔ فرمایا کسطرح؟ مین نے کہا آپکی روایت ہے۔ عن ابراہیم عن الاسود عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہ علیہ السلام خیر بریرۃ رض بعد ما اشترتہا عائشۃ یعنے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین۔ جب مین نے بریرہ کو خرید ا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اختیار دیا کہ چاہے اپنے شوہر کے نکاح مین رہے چاہے چھوڑ دے۔ تو مین نے فرمایا کہ اگر لونڈی کی بیع طلاق ہوتی تو اختیار دینے سے کیا فائدہ۔ فرمایا کیا یہہ حدیث اسی باب مین ہے۔ مین نے کہا جی ہان۔ فرمایا ابو حنیفہ کو مواقع علم کا خوب احساس ہے۔ اور خوب سمجھتے ہین۔ پہر فرمایا تم لوگ جادو کرتے ہو اور اس جملہ کو مکرر فرمایا۔ ابن مسعود رض ہر چند صحابی اور امام صاحب کے اساتذہ کے سلسلہ مین ہین مگر حدیث مرفوع کی وجہ سے اونکے قول پر عمل نہین کیا دیکہئے اس حدیث مین صرف خیار مذکور ہے طلاق کا نام بھی نہین مگر مسئلہ طلاق جو اوسوقت مختلف فیہ تہا اوسمین امام صاحب نے اسی حدیث سے استدلال کیا اور باوجود اس حدیث کی شہرت کے محدثین کا ذہن ادہر منتقل نہوا اسی وجہ سے اعمش رح نے سوال فرمایا ”کہ کیا وہ اسی باب مین ہے“ محدثین اسی بات مین امام صاحب کے محتاج تھے کہ مواقع استدلال خوب جانتے ہین کہ کس موقع سے کونسی بات پیدا ہوجاتی ہے۔

صا ابن مبارک رح کہتے ہین کہ محمد بن واسع جب خراسان گئے تو قتیبہ بن وہب نے کہا کہ تمہارے یہان صاحب دعوت آئے ہین یہہ سنکر بہت سے لوگ اونکے یہان گئے اور

مسائل فقہیہ اوس سے پوچھنے لگے۔ کہا فقہ ایک جوان کی صناعت ہے جو کوفہ مین ہے جسکی کنیت ابوحنیفہ ہے لوگون نے کہا وہ حدیث نہین جانتے ابن مبارک نے کہا تم مجھے کس طرح کہتے ہو ایک بار کا اتفاق ہے کہ بیع الرطب بالتمر کا مسئلہ کسی نے اونسے پوچھا اونہون نے کہا مضائقہ نہین محدثین نے کہا حدیث سعید کو کیا کروگے کہا وہ حدیث شاذ ہے کیونکہ زید بن عیاش کی روایت نہین لیجاتی ابن مبارک کہتے ہین جو شخص ایسی بات کہے کیا ہو سکتا ہے کہ وہ حدیث نہ جانتا ہو۔

کشف بزدوی مین لکھا ہے کہ احمد بن یونس کہتے ہین کہ ابوحنیفہ صحیح حدیثون کی اتباع مین نہایت اہتمام کیا کرتے تھے۔

ھمک فضیل بن عیاض رح کہتے ہین کہ ابوحنیفہ کی عادت تھی کہ جو صحیح حدیث کسی مسئلہ مین ہوتی اوسکی اتباع کرتے۔

وہب رح کہتے ہین کہ عبد العزیز بن رزمہ امام صاحب کی حدیث دانی کا حال بیان کرتے تھے ایک بار اثنائے بیان مین کہا کہ ایکبار کوفہ مین ایک محدث آئے جنکی شہرت ہوئی امام صاحب نے اہل حلقہ سے فرمایا کہ خبر لو کوئی حدیث اونکے یہان ایسی بھی ہے جو ہمارے یہان نہین ہے پھر ایک بار اور دوسرے ایک محدث آئے اوسوقت بھی ایسا ہی فرمایا ... دیکھئے باوجودیکہ امام صاحب کو اتنی حدیثین یاد تھین کہ اوس زمانہ مین اونکا مثل نہ تھا جیسا متعدد شہادتون سے ثابت ہے اور اہل حلقہ تمام محدث تھے مگر اس خیال سے کہ شاید کوئی حدیث نئی مل جائے ہمیشہ حدیثون کی تلاش جاری تھی کشف بزدوی مین لکھا ہے کہ کسی نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا کہ حدیث مین جو وارد ہے (اصحاب الرای اعداء السنۃ) اس سے مراد ابوحنیفہ ہین کہا سبحان اللہ ابوحنیفہ کی تو نہایت درجہ کی یہہ کوشش تھی کہ عمل مطابق سنت ہو چنانچہ کسی مسئلہ مین وہ سنت سے علحدہ نہین ہوتے تھے وہ اعدائے سنت کیونکر ہو سکتے۔ اوس حدیث سے مراد اہل بدع اور جھگڑالو لوگ ہین جو کتاب اور سنت کو چھوڑ کر اپنی خواہشون کی پیروی کیا کرتے ہین۔ دیکھئے کیسے جلیل القدر امام المحدثین کی گواہی سے ثابت ہے کہ امام صاحب کسی مسئلہ مین سنت سے علحدہ نہین ہوتے تھے۔

اصول بزدوی مین لکھا ہے کہ ابو حنیفہ رح کے نزدیک سنت کو بھی قوت حاصل ہے
کہ اوس سے کتاب یعنے قران کے نسخ کو جایز رکھتے ہین۔ اور حدیث اگرچہ مرسل ہو اوسپر
بھی عمل کرتے ہین۔ اور روایت مجہول کو بھی قیاس پر مقدم رکھتے ہین اور قیاس کو
صحابہ کے قول پر مقدم نہین کرتے اس خیال سے کہ شاید اونہون نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے وہ بات سنی ہو۔

خ ابن حزم کا قول ہے کہ اصحاب ابو حنیفہ اس بات پر متفق ہین کہ ابو حنیفہ کے نزدیک
ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہے۔

ک زفر رح کہتے ہین کہ مخالفون کے کلام پر ہرگز التفات نکرو امام صاحب نے جو کچھ کہا
کتاب اور سنت یا اقوال صحابہ سے کہا اسکے بعد انھی پر قیاس کیا۔

ک مص اور کشف بزدوی مین لکھا ہے کہ یحیی بن آدم کہتے ہین کہ احادیث بھی
مثل آیات قرانیہ کے ناسخ ومنسوخ ہین اور نعمان رح یعنے امام صاحب نے تمام احادیث
مین غور کرکے اون احادیث کو جمع کرلیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر مین صادر ہوے
ہین۔ اور انھی کے مطابق فتوی دیا۔ اس روایت مین اختلاف ہے بعضے کتابون مین ہے
کہ کوفہ مین جو ناسخ ومنسوخ پہونچین اونکو امام صاحب نے محفوظ کرلیا تہا۔ اگرچہ تسلیم بھی کرلیا
جاے تو کوفہ خود مرکز علم بنا ہوا تہا جسکا حال اوپر معلوم ہوا اگرچونکہ امام صاحب نے چار ہزار
شیوخ سے حدیث لی ہے اس لحاظ سے وہی روایت مقدم ہوگی جس مین عموم ہے

م ص حسن بن صالح کہتے ہین کہ امام صاحب احادیث مین ناسخ ومنسوخ کی تفحص کیا
کرتے اور اوس حدیث پر عمل کرتے جو اونکے نزدیک ثابت ہوتی خواہ وہ حدیث مرفوع
ہو یا صحابہ کا قول ہو۔ اور فرمایا کرتے کہ قران کی طرح احادیث مین بھی ناسخ ومنسوخ ہین اور
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اواخر افعال اونکو خوب یاد تھے جو اونکے شہر مین پہونچے تھے

مختصر کتاب النصیحہ لاہل الحدیث مولفہ خطیب بغدادی مین لکھا ہے کہ ابو نعیم کہتے ہین کہ
جب کبھی زفر رح پر میرا گزر ہوتا تو وہ کہتے کہ آؤ تمہارے حدیثون کو چہانین چنانچہ اپنی مرویات
کو پیش کیا کرتا اور وہ فرماتے کہ یہہ حدیث لینے کے قابل ہے اور یہہ نہین اور یہہ ناسخ

ہے اور یہہ منسوخ - اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب کے حلقہ مین تمام حدیثین چھنی ہوئی تہین
کہ فلان ناسخ ہے اور فلان منسوخ وغیرہ -
ک ابراہیم بن سلیمان زیات کہتے ہین کہ اسرائیل کے روبرو امام صاحب کا ذکر آیا انہونے
نے کہا کہ اس زمانہ کے لوگ جن امور کی طرف محتاج ہین اونکو وہ سب سے زیادہ جانتے ہین
یہہ بات ظاہر ہے کہ لوگ اوس زمانہ مین انہی احکام کی طرف محتاج تھے جو صحیح صحیح احادیث و
آثار سے ثابت ہون - اسرائیل رح کی شہادت سے ثابت ہے کہ امام صاحب اون احکام کو
سب سے زیادہ جانتے تھے - کردری رح نے لکہا ہے کہ یہہ اسرائیل ابن یونس کوفی ہین
جو حفظ اور ضبط اور اتقان مین باعث فخر اہل کوفہ تھے -
ک حفص بن غیاث کہتے ہین کہ مین نے امام صاحب سے انکی کتابین اور آثار سنے
اونسے زیادہ ذکی اور ان آثار کو زیادہ جاننے والا نہین دیکہا جو مفید اور احکام مین صحیح ہون
هم ک زرنجری رح کہتے ہین کہ امام صاحب کی زیادہ کوشش یہہ تھی کہ صدیق اکبر رض کے
اقوال پر عمل ہو چنانچہ تمام افعال و خصال مین عموماً آپکی اتباع کیا کرتے تھے جس طرح صدیق اکبر
علم فقہ تقوی ورع عبادت زہد سخاوت اور جود مین سب صحابہ سے بڑے ہوے تھے
اسیطرح امام صاحب ان تمام صفات مین اپنے اقران مین ممتاز تھے یہان تک کہ صدیق
اکبر رض کی دوکان مکہ معظمہ مین بزازی کی تھی امام صاحب نے بھی بزازی ہی کی دوکان لگائی
تھی ان امور کے علاوہ اور بہت سی باتون مین اتباع تتبع کتب سے ثابت ہے - مثلاً
صدیق اکبر رض باوجود کثرت معلومات کے حدیث کی روایت بہت کم کرتے تھے امام صاحب کا
بھی یہی حال رہا یہان تک کہ مخالفون کو یہہ کہنے کا موقع مل گیا کہ وہ حدیث جانتے ہی نہ تھے جس
طرح صدیق اکبر رض بات بہت کم کیا کرتے تھے یہانتک کہ منہ مین کنکریان رکہہ لیا کرتے تھے
اسیطرح امام صاحب کا بھی باتین کم کرنا ثابت جیسا کہ اوپر معلوم ہوا - اور جب کوئی واقعہ
پیش ہوتا تو صدیق اکبر رض صحابہ سے اوس باب مین استفسار فرماتے اسیطرح امام صاحب
بھی ہر واقعہ مین اپنے اصحاب سے استفسار فرماتے جسکا حال ابھی معلوم ہوا - اور جسطرح
صدیق اکبر رض نے قران کو جمع کر کے محفوظ کر دیا جیسا کہ کتب احادیث مین مصرح ہے -

اسیطرح امام صاحب نے فقہ مین احادیث کو محفوظ کر دیا جسکا اعتراف خود محدثین کو ہے اور
جس طرح صدیق اکبر رض نے اپنی رائے اور قیاس سے مانعین زکوۃ کے قتل کا فتوی دیا
اور باوجود صحیح حدیث پیش ہونے کے اپنی رائے اور قیاس پر اڑے رہے اور صحابہ کی
ایک نہ مانی ۔ اسیطرح امام صاحب نے بھی باوجود مخالفت اہل حدیث کے کسی کی نہ مانی
اور بحسب ضرورت اپنی رائے سے قیاس کرتے رہے پھر جس طرح اہل انصاف نے
صدیق اکبر رض کی رائے کو مان لیا اسیطرح امام صاحب کی رائے کو بھی مان لیا غرضکہ امام صاحب
کو صدیق اکبر رض کے ساتھہ ایک خاص طور کی مناسبت معنوی تھی اسی مناسبت نے یہہ اثر
دکھلایا کہ جسطرح وہ صدیقون مین صدیق اکبر کہلائے ۔ امام صاحب اماموں مین امام اعظم کہلائے
جس لقب کو خود محدثین نے تسلیم کرلیا ہے ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو
الفضل العظیم ۔

مص رخ ابو غسان کہتے ہین کہ مین نے اسرائیل سے سنا ہے کہ نعمان بہت اچھے شخص تھے
اونکو وہ حدیثین جن سے فقہی مسائل نکلتے ہین کس قدر یاد تھین اور کس قدر اونکی تفحص اور تلاش
مین رہا کرتے تھے ۔ انتہیٰ یہی روایت ردالمختار مین بھی ہے ۔ امام صاحب کو احادیث
فقہیہ اسقدر یاد تھین کہ اسرائیل رح جیسے شخص کو کمال درجہ کا تعجب تھا چنانچہ اونکی اس
عبارت سے ظاہر ہے ۔ کان نعم الرجل نعمان ما کان احفظہ لکل حدیث فیہ فقہ واشد فحصہ عنہ
اسرائیل رح وہ شخص ہین کہ امام احمد رح جیسے سید الحفاظ اونکے حافظہ پر تعجب کرتے ہین حالانکہ
امام ممدوح رح کو ساتھہ لاکھہ سے زیادہ صحیح حدیثین یاد تھین دیکھئے تہذیب التہذیب مین ہے
عن ابن حنبل کان (اسرائیل بن یونس) شیخا ثقۃ وجعل یتعجب من حفظہ ۔ اب غور کیجئے کہ جن کے
حافظہ پر امام احمد رح جیسے حافظہ والے شخص تعجب کرتے ہین جب وہ امام صاحب کے حفظ
احادیث فقہیہ پر تعجب کرتے ہون تو کس قدر احادیث فقہیہ امام صاحب کو یاد ہونگے ۔ اس کے
بعد آخری زمانہ کے مولویون کا بھی قول سن لیجئے وہ کہتے ہین کہ امام صاحب کو کل سترہ حدیثین
یاد تھین ہمین اوسکی شکایت نہین کیونکہ مخالفت مین ایسی باتین ہوا ہی کرتی ہین مگر حیرت
اس پر ہے کہ امام صاحب کی شاگردی کا جن اکابر محدثین کو اعتراف ہے اور خود محدثین

اونکو شاگرد لکھتے آئے ان مین کوئی امیر المومنین فی الحدیث ہین اور کوئی شیخ الاسلام اور حافظ وغیرہ جنکا حال اوپر معلوم ہوا ایسے جلیل القدر محدثین کو ان صاحبون نے کیا سمجھ لیا ہے ہمارے مشاہدہ سے تو ثابت ہو گیا ہے اعلی درجہ کا پاگل طالب علم ہو ایسے شخص کی شاگردی کو ہرگز گوارا نہین کر سکتا جسکا کل سرمایہ علم منہ احادیثین ہو۔ کوئی عقلمندان حضرات پر یہہ الزام ہرگز نہین لگا سکتا خصوصاً وہ جو انکو مقتدا بھی سمجھتا ہو۔

حم یحیی بن عبد اللہ کہتے ہین کہ ایک محدث نے مجھسے کہا مین نے ابوحنیفہ سے پانسو مسئلے پوچھے سب مین انہون نے فتوی دیا اوسکے بعد سفیان ثوری سے پوچھا انہون نے ہر مسئلہ پر ایک حدیث پڑھ دی انتہا مطلب یہہ کہ کوئی جواب امام صاحب کا خلاف حدیث نتھا۔ صرف حدیث پڑھکر نہین سناتے تھے مگر جو حکم بیان کرتے مطابق حدیث ہوتا۔ کیون نہو وہ تو قرآن و حدیث ہی کا خلاصہ ہوتا تھا پھر مخالف کیونکر ہو سکے۔ سفیان ثوری رح جیسے متبحر ہون تو ہر مسئلہ پر ایک حدیث پڑھ دین۔ لاکھون محدثون مین سے چند محدثین کوئی شخص پڑھلے وہ بہی ناظرہ تو کل مسائل فقہیہ کا ماخذ اوسکو کیونکر معلوم ہو سکے۔ اسیوجہ سے ہمارے عنایت فرما حضرات غیر مقلدین فقہ پر بہت خفا ہین اور مقتضائی طبیعت بہی بمصداق الانسان عدو ما جہل یہی ہے مگر حسن ظن سے اگر کام لین تو یہہ عداوت جاتی رہے ہم یہہ بہی نہین کہتے کہ امام صاحب پر حسن ظن کرین بلکہ ہماری درخواست یہہ ہے کہ اپنے ہی مقتدا محدثین پر حسن ظن کرین تو رفع خصومت کے لئے کافی ہے۔

م ص ک اسد بن عمرو کہتے ہین کہ امام صاحب کہا کرتے تھے کہ جب مین کوئی بات ایسی کہون کہ صحابہ سے اوس مین کوئی روایت نہو تو تلاش کرتے رہو یہان تک کہ کوئی اثر اور روایت مل جائے ایکبار فرمایا کہ اگر مرد اپنی عورت سے کہے کہ مین تین مہینے تجھسے قربت نہ کرونگا تو اوس سے ایلا ثابت نہوگا اور کوئی اثر اسمین بیان نہین کیا بلکہ فرمایا کہ اس مسئلہ مین اثر تلاش کرو۔ ایک مدت کے بعد سعید بن عروبہ جو اوس زمانہ مین علم اختلافات مین سب سے بڑے ہوئے تھے آئے ہم نے اون سے دریافت کیا انہون نے کہا کہ ابن عباس رض کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کہالے کہ مین تین مہینے اپنی عورت سے قربت نہ کرونگا تو اوس سے ایلا نہین ہوتا ہم نے یہہ سنکر امام صاحب کو خوشخبری

وہی کہ جو آپنے کہا تہا اثر ابن عباس رح سے بھی وہی ثابت مگر یہہ فرمایے کہ کس دلیل سے وہ آپنے کہا تہا۔ فرمایا آیۃ شریفہ سے للذین یولون من نسائہم تربص اربعۃ اشہر۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ایسا ہی ہوتا تہا کہ کسی مسئلہ مین امام صاحب اپنا استدلال بیان نہین کرتے تھے مگر کوئی آیت یا حدیث ضرور آپ کے پیش نظر رہا کرتی تھی۔

م ص ک عمر بن ہارون کہتے ہین کہ مین نے ابن جریج رح سے سنا ہے کہ ابو حنیفہ نے کوئی فتویٰ بغیر اصل محکم کے نہین دیا اگر ہم چاہین تو کہہ سکتے ہین کہ ہر مسئلہ مین انہون نے یہی لحاظ رکہا ہے" انتہی دیکھئے ابن جریج رح کس اطمینان سے فرمارہے ہین کہ تمام فتوی یعنے مسائل فقہ کسی نہ کسی اصل محکم سے متعلق ہین۔ ابن جریج کوئی معمولی آدمی نتھے۔ تہذیب التہذیب سے ظاہر ہے کہ وہ مصنفین مین پہلے شخص ہین اونہی سے تدوین علم کسی نے نہین کی وہ محدث اور فقیہ اعلیٰ درجہ کے تھے اکابر محدثین بکثرت اونکے شاگرد ہین" کیا ایسے شیخ الشیوخ کا اس بات پر اطمینان کہ فقہ ایک مستند چیز ہے ہمارے لئے کافی نہین۔

م۔ عبد اللہ بن مبارک رح کہتے ہین کہ مین بہت سارے شہرون مین بڑے بڑے علماء نامی وگرامی کے یہان گیا مگر جب تک ابو حنیفہ سے ملاقات نہوی اصول حلال و حرام مجھے معلوم نہوے" دیکھئے ابن مبارک رح نے کیسے کیسے نامی وگرامی کی شاگردی کی مگر کسی نے حلال وحرام کے اصول نہ بتلائے۔ اور خود اونکو کتنی حدیثین یاد تہین کہ امیر المومنین فی الحدیث کہلاتے تھے باوجود اس کے نہ اون کو اساتذہ سے ہوسکا نہ اونسے کہ اصول حلال وحرام کو مشخص کرین اس سے ظاہر ہے کہ اصول حلال وحرام سے ائمہ محدثین ناواقف تھے اور یہ کام ایسا مشکل تہا کہ باوجود ضرورت کے کسی کی ہمت اوس طرف مبذول نہوی اور امام صاحب نے اوسکو اپنے ذمہ لیا اور نہایت عمدگی سے انجام دیا۔ شاید یہان یہہ کہا جائیگا کہ اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب نے یہ بدعت ایجاد کی۔ اس کا جواب یہہ ہے کہ اگر بدعت بھی ہے تو بدعت حسنہ ہے جس کی فضیلت حدیث شریف من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجر من عمل بہ سے ثابت ہے اور ایسی قابل قدر ہے کہ امیر المومنین فی الحدیث اوسکی شکر گذاری مین رطب اللسان ہین اور اکابر محدثین نے امام صاحب کی اس

منت کا اعتراف کیا ہے۔

غرضکہ اکابر محدثین کی شہادتوں سے ثابت ہے کہ امام صاحب نے جب فقہ کی بنیاد ڈالی اوسوقت آپکا ذاتی سرمایہ حدیث اسقدر تھا کہ کوئی محدث آپکی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتا تھا اور علم ناسخ ومنسوخ وغیرہ لوازم اجتہاد میں بے نظیر سمجھے جاتے تھے پھر صدہا محدثین جو ہر ملک و دیار سے سرمایۂ حدیث فراہم کرکے لاتے اور وقتاً فوقتاً بحسب ضرورت پیش کرتے وہ علاوہ اوس کے تھا۔

الحمد للہ حقیقۃ الفقہ کا حصہ اول آج تاریخ ۱۱ شوال ۱۳۲۷ھ روز شنبہ کو ختم ہوا

بقلم مرزا گوہر علی وباہتمام محمد اکرام علی (مولوی فاضل) ساکن حیدرآباد عفا عنہ رب العباد۔

قطعۂ تاریخ از خواجہ غلام غوث صاحب بغدادی خلف خواجہ محمد مخدوم صاحب

عشق تصنیف کرد اوستادم
چمن بہرِ اہلِ دین کتاب نکو

چشم بد دور سالِ تاریخش
بیخزان بوستان علم بگو

۱۳ ۵۰ ۲۰

ولہٗ

حقیقت فقہ کی روشن ہوئی جب اس ساتھ
بڑی انوار سے اوسکی جو بزم فقہ کی رونق

کہی تاریخ اوسکی عشق نے برجستہ وموزوں
حقیقت فقہ کی لکھی کتاب حق پسند حق

۱۳۲۷ھ

تصحیح الاغلاط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۹	اورشُتمو	اورثمتو	۳۷	۴	جس	جن	۶۲	۱۷	بصوصا	خصوصاً
۶	۱۷	+	ووجاہتہ	۱۴	۱۸	اون	اوساین	۶۶	۷	شکزیہ	شکریہ
۷	۴	بہ سے	سے	۴۳	۱۳	بنیہم	نبیتہم	〃	۲۰	بیچ	•
〃	۱۶	غلت	علت	〃	۱۴	بینا	بینتا	۶۹	۳	سنالوا	سالوا
۸	۷	سے نے	سے ہے	۴۴	۹	آیت	امت	〃	۲۰	شمیدین	شاہین
〃	〃	ہرایک	اورہرایک	〃	۱۷	غلظ	غلط	۷۱	۱۱	طوفات	طوفانہا
۱۳	۱۹	جا	جا	〃	۱۹	تیمہ	تیمیہ رح	〃	۱۸	چاتی	جاتی
۲۶	۵	ہوی	ہوئی	〃	۲۰	سمجھ	کچھہ	〃	۱۹	زیادہ وہ یہ	زیادہ یہ
〃	۲۳	او	اور	۴۵	۵۰	تمحل	تحمل	۷۳	۱۴	شریراوردہ	سربرآوردہ
۲۹	۹	قرس	قبرس	〃	۶	الانانۃ	الامانۃ	〃	۲۲	عبدالرزاق	عبدالرزاق یہ
۳۱	۷	ڈالی	•	〃	۸	رح	رض	۷۶	۲۳	پڑے	پڑے
〃	۱۳	بادشاہ زادوں سے	بادشاہ فی ادوس نے	۴۷	۶	ماسنتہ	بالسنتہ	۷۷	۲	پیلے ہے	پیاسے
〃	۱۵	کہاتا	کہا تھا	〃	۲۳	ہونے	ہونے سے	〃	۱۰	و	سو
۳۲	۱۲	ہے اپنے بہ	سے اپنے	۴۸	۱۶	تو	+	〃	۱۳	زنا وقہ	زنادقہ
〃	۱۹	معیدجہی	معبدجہنی	۴۹	۱۴	نفسانیہ	نفسانیتہ	۷۸	۹	نانا	مانا
۳۳	۵	اختزاع	اختراع	۵۲	۱۶	کیونکہ	کیونکر	۷۹	۱	بے حقیا طوں	بے احتیاطیوں
۳۴	۱۰	روی	روئی	۵۴	۱	الاسلام	للاسلام	۸۰	۱۰	التخنت	التمنث
〃	۱۴	بنخلوق	بمخلوق	۵۵	۱۳	ثابت کے	•	〃	۱۱	التعید	التقید
۳۵	۲۰	فیہہ	فہمہ	۶۱	۶	مس	بتن	〃	۱۸	جن سے بعضی حدیث بیان	+
〃	〃	غزارۃ	غرارۃ	〃	۱۰	بن	بن	۸۱	۱۹	جتنی	جنتی
〃	۲۱	غیرمخلوق	مخلوق	〃	۱۵	شخین	شیخین	۸۴	۲۲	حاما	حراما
۳۶	۱۲	شرقی	شرقی	۶۲	۴	ہرابیین	بیہرابیین	〃	〃	یاس کہ	یاس یہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۵	۶	سمہا	کیا	۱۰۳	۱۵	رحمھا	رحمہا	۱۱۴	۲۳	باہر	باہیر
۸۶	۱۶	جارہ	جبارہ	۱۰۴	۶	فقیہہ	فقہیہ	۱۱۶	۸	بہی	یہی
۸۸	۸	عالقہ	عمالقہ	"	۲۲	تقفہ	تفقہ	۱۱۷	۱۳	واقع	واقعہ
۹۱	۱۳	اور اور	اور	۱۰۵	۱۵	مار	مارہ	"	۲۳	المتضاب	المنصبات
"	۱۹	اختصار	اختیار	۱۰۷	۲	بینا	بین	۱۱۸	۱۰	الابہ	الآیۃ
"	۲۱	عطیت	ماعطیت	"	۱۴	مناطرہ	مناظرہ	۱۱۵	۲۲	باہی	یہی
۹۲	۱	سمعیہم	سیہم	"	۱۵	الہا	۲	۱۲۰	۹	بذکر	یذکر
۹۵	۲۱	عیتہ	عینیہ	۱۰۸	۸	وجیم	جحیم	"	۱۵	صوریت	صورۃ
"	۲۲	"	"	"	۲۰	تقلی	تعلی	۱۲۸	۲	کیاسکے	کیاکہ
۹۰	۵	اوزاعی	اوزاعی	۱۰۹	۱۵	نگرہی	گرہی	۱۲۸	۱۱	بان	مان
"	۱۴	کاکابر	اکابر	"	۲۱	انبساط	استنباط	۱۲۹	۱	یاخذ وتہا	یاخذونہا
"	۲۱	المدنی	المدینی	۱۱۰	۸	تین	متن	"	۹	قالتہا	خالتہا
۹۸	۱	امام رح	امام احمد رح	"	۱۳	یکو	یکون	"	۱۰	ابتہا	ابیہا
"	۲۱	ہے	ﷺ	"	۱۵	استادہ	استنارہ	"	"	ابنیہا	ابیہا
۹۹	۱۲	اوذکی اوذکی	اذکی	۱۱۱	۶	صحاب	اصحاب	"	۱۸	قال قبینہ	قال قبیصۃ
۱۰۱	۶	تجبر	تبختر	۱۱۲	۱۳	تمیہ	تیمیہ	۱۳۰	۱۰	کتاب لمر	کتاب اللہ
۱۰۲	۱۵	الانصاص	الانتصار	"	۱۶	تول	قول	"	۱۵	غرفتہ	غرضہ
"	۱۱	منجبری	سجندی	۱۱۳	۲	تیمم	تبسم	"	۱۸	کرتاہے	کرتا ہے
۱۰۳	۱	جلہت	جاہلیت	"	۶	تہی	نہی	۱۳۱	۴	رو	رد
"	۲	البستقیم	المستقیم	۱۱۴	۷	تمن	ثمن	"	۲۱	او	اور
"	۹	والدین	والدابن	"	۱۲	ملکیہ	ملکیۃ	۱۳۲	۴	منطق	منطبق
"	۱۴	سستہ	سنۃ	"	"	ابنیۃ	ابنۃ	"	"	رورلشبی	روالشبی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۲	۴	یقوبی	لغوی	۱۳۷	۱۵	تلعیرہا	فلتعبرہا	۱۴۳	۸	ابھوتھے آپنے	اسوجہ سیتھو آپنے
،،	۶	ملے	ملے	،،	۱۷	اظارہا	اظہار رہا	۱۴۳	۲۰	اکی	آپکے
،،	۸	التفاظ	التعاظ	،،	۱۹	کروہ	کرہ	۱۴۴	۱۵	اظہور	ظہور
،،	،،	النظیرہ	نظیرہ	،،	۲۰	خالصہ	صائفہ	۱۴۵	۱۵	ثفیان	سفیان
،،	۱۱	التفاظ	التعاظ	۱۳۸	۲	تاوجود	باوجود	۱۴۷	،،	داؤجصری	داؤجعفری
،،	۱۶و۱۸	التفاظی	التعاظی	،،	۱۷	رضی اللہ	رضی اللہ عنہ	۱۴۸	۷	الفضل	المفضل
،،	۷	ترتیب	ترتّب	،،	۱۸	وافق	وانق	،،	۲۱	فقادین	ہنادین
۱۳۳	۵	العاظ	التعاظ	،،	۲۰	لہا	کہا	۱۴۹	۱	شفیق	شتفیق
،،	۸	نہکا	ہوگا	۱۳۹	۱	شہوب	شہوت	،،	۴	فعبنی	قعبنی
۱۳۴	۵	فرمادین	فرمادے	،،	۸	تکر	تکبر	،،	۶	ین	مابین
۱۳۵	۱۷	وجبوسے	وجوسے	،،	۱۳	اور اوائل	اوائل	۱۵۰	۹	مرتدر	مرتد
۱۳۶	۱۲	نسبیہ	لنبیہ	،،	۱۸	تمیہ	تنبیہ	۱۵۱	۱۶	ثقیان	سفیان
،،	۳	واتتبع	وابتغ	،،	۱۹	منقی	نتقی	،،	۱۹	ستین	ستہ مین
،،	۱۵	نتقی	منتقی	،،	۲۲	ابابہیجون	ابابہیجون	۱۵۲	۴	یاقوتہ	یاقوتتہ
،،	۲۰	لیبالو	لیبالو	۱۴۰	۲	لایجور	لایجوز	،،	۱۴	کوسیج	سکوسیج
،،	۲۲	سربوکھی	سوکھی	،،	۳	کالریہان	کالریہان	۱۵۳	۱۹	النفریر	النضریر
۱۳۷	۲	جوار	جواز	،،	۹	ابولید	الولید	،،	۲۰	ریاح	رباح
،،	۳	ریوا	ربوا	۱۴۱	۴	ہو	بھی	،،	۲۱	الجمری	الحمیری
،،	۱۰	یقیرہ	بحیرہ	،،	،،	ہوئی	ہوگی	۱۵۴	۶	سوسو	سوسو اسو
،،	۱۱	بیہلا	نہلا	،،	۷	زادان	زاذان	۱۵۶	۱۳	تکفر	تکفیر
،،	۱۴	تزی	ترمذی	،،	۱۷	ہی	بہی	۱۵۷	۴	بارہ ہینسا ہیں	بارہ میں
،،	۱۵	اجدیہن	احدیہن	۱۴۲	۵	کاالدین کی	ی الدین کا	،،	۴	تبعتی	تبعنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۸	۳	ہ	ۃ	۱۶۶	۱۱	و د ر ہ	ذ ر و ہ	۱۸۴	۱۲	دیکھے	دیکھ لے
״	۶	مصعف	مصحف	۱۷۷	۱۴	اٹھا	اٹھایا	״	۱۷	داؤد	داؤد طائی
۱۵۹	۱۸	زقر	زفر	״	۲۰	فتحیاب	فتح باب	״	۱۸	اونکا	اونکا علم
۱۶۰	۲	رقیة	قبة	״	۲۳	النعطان	القطان	״	۱۹	سوتے ہین	ہوتے ہین
״	۳	خلیقون	خلیفون	۱۷۸	۱۶	فقہہین	فقیہہین	״	۲۳	شعبہ رح	شعبہ کے نے
۱۶۱	۵	ہین	ہین تا	״	حاشیہ	مرک	مرص	۱۸۵	۶	شعیتہ	شعبتہ
۱۶۲	۱۱	رائل	وائل	״	۲۰	مرص	مرک	״	۱۰	یاخدا	باخدا
۱۶۳	۸	ب س	×	״	۱۲	ہوگی	ہوگئی	۱۸۶	۸	الاباب	الالباب
״	۱۳	خت مہ	×	۱۷۹	۹	حامل	جاہل	״	۲۳	تحلیل	تخییل
״	۱۹	حجاح	حجاج	״	۱۰	فقہ	فقیہہ	۱۸۸	۱۴	واقع	دافع
۱۶۴	۱۰	املکی	الملکی	״	۱۲	عیوب	ایوب	۱۸۹	۱۲	فادا	فاذا
״	۱۲	اونی	اوفی	״	۱۷	ابو	ابوحنیفہ	״	۱۳	جملة	ملة
۱۶۶	۱۵	اور رزمین	اور وزبن	״	۲۲	وہ واونکا	وہ اونکا	۱۹۰	۱	کسکو	کسیکو
۱۶۷	۱۶	قوفہ	فوقہ	۱۸۰	۲	فقاہیت	فقاہت	۱۹۱	۱۴	رہی	رہتی
״	۱۹	انظروا	انظروا	״	۶	ادھر	اوپر	״	۱۷	خشاط	نشاط
۱۶۸	۸	گوہیون	گواہیون	״	۱۳	سہے	؛	۱۹۴	۲	سہے	سے
״	۱۴	صرادن	ہلرون	״	۲۰	نتہاہیت	فقاہت	״	۳	کبھی لی	کسی کی
۱۶۹	۹	تھے	تھا	״	۲۲	یقول	بقول	״	۴	نہین	نہین اسلیئے کہ
۱۷۰	۲	ثلاتیات	ثلاثیات	۱۸۱	۱۲	طوبی	طولی	״	۱۵	بین	ہین
״	۱۷	اسمتی	السمتی	״	۲۱	شعید	شعبہ	״	۲۲	پر	بر
۱۷۲	۱۶	جدثنا	حدثنا	۱۸۲	۷	قابل	قایل	۱۹۵	۸	حمیدیہ	حمیدہ
״	۲۱	اماحینفتہ	اباحنیفة	۱۸۴	۸	ترتیب	تربیت	״	۱۳	اعقل	عقل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۵	۱۹	شفیق	شقیق	۲۰۹	۱۱	ظاہر	ظاہر ہے	۲۳۰	۲۱	اتقیانی	القتبانی
۱۹۷	۴	عشیہ	عبشر	〃	۱۸	الناسیس	التاسیس	۲۳۱	۱۴	حماد ابن زید	حماد بن زید
۱۹۸	۴	جسیح	جریج	〃	۲۰	باز	بانہ	۲۳۳	۵	دیکھیے تجر	دیکھیے ابن حجر
〃	۱۲	فخرزمی	مخزومی	〃	〃	لعلب	لغلب	〃	۶	غلام	علوم
〃	۱۶	نخفی	نخعی	۲۱۱	۹	رامین	سائین	〃	۱۱	خلف	اپنا خلف
〃	۲۲	لاسیحدث	یحدث	۲۱۲	۲	جوگون	جو لوگون	۲۳۷	۷	مختصہ	مختصر
۱۹۹	۱۱	جیلہ	جبلہ	〃	۶	وادی	داد دی	〃	۲۳	وو	وہ
〃	۲۰	ربع	ورع	〃	۱۰	یہی بات	یہی بات تھی	۲۳۸	۴	زائد	زایدہ
۲۰۰	۱۹	اصلاحیت	صلاحیت	〃	۱۹	اسا	اغبیا	〃	۲۰	مین	مین مناظرہ کیا۔
〃	۲۰	ذمت	خدمت	〃	۲۱	کروری	کردری	۲۳۹	۱۶	سکثر	کثیر
۲۰۱	۴	الستمی	السمتی	۲۱۳	۱۷	دکرہ فی الاصحا	ذکرہ فی الانتصا	۲۴۰	۳	ثلیت	شیعیت
〃	۱۵	بجاہے	بجائے	۲۱۵	۱	کثیرا	کثیراً	〃	۱۳	تہذیب کمال	تہذیب الکمال
۲۰۲	۱۰	لقوے	تقوے	〃	۱۹	ہی	بہی	۲۴۱	۲۲	حیات بن علی الغز	حبان بن علی العنزی
〃	۱۴	کے	نے	۲۱۶	۲۳	نامہ	تامہ	۲۴۲	۱۲	ابی	ابن
۲۰۳	۱	اوسینے	اوس سے	۲۲۶	۲	درجہ	تواتر	〃	۱۳	طائی	طیالسی
〃	۱۰	مضارف	مصارف	۲۲۷	۹	لیا	کیا	〃	۵	خسان	حیان
۲۰۵	۱	اونکو	اونکے	۲۲۸	۸	با	یا	۲۴۳	۳	غنیتہ	عتیبہ
〃	۲	باوجو	باوجود	۲۲۹	۱۰	مین	کا	〃	۶	کوفی	کوفہ
〃	۱۷	خالصہ	خالصاً	۲۳۰	۱	سو	سے	〃	۱۱	اسلم	اسلم
۲۰۶	۱۹	قابل	قایل	〃	۳	النختار	المختار	〃	〃	الاسبح	الاشج
۲۰۷	۵	جھکانے گریز	جھکانیکے گریز	〃	۱۷	جسیح	جریج	〃	〃	الحذا	الحذار
〃	۱۲	اوسکے	اونکے	〃	۱۸	ہروہ یزیلہ	بردہ بریہ	〃	۲۲	وثنا۔	وثنار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۴	۴	الیامی	الہامی	۲۵۲	۴	اذراعی	اوزاعی	۲۵۷	۱۳	عرویہ	عروبہ
〃	۳	الملکی	الملکی	〃	۸	اونہو	اونہون نے	〃	۱۷	شائل	شامل
〃	۱۵	جریح	جریج	〃	۲۰	الاصہابی	الاصبہانی	۲۵۸	۱۲	کیا	کیا گیا
۲۴۶	۱۱	نقال	بقال	〃	۲۱	سلمہبن	سلمہ بن	〃	۲۳	حدیث فقہ	حدیث وفقہ
〃	۲۳	الجبعی	الجبعی	۲۵۳	۱۰	عنجار	غنجار	۲۵۹	۵	قرآن حدیث	قرآن وحدیث
۲۴۷	۲۴	رہ	رہ کے	〃	۱۴	عبیدہ	عبدربہ	〃	۱۴	کیا	لیا کہ
۲۴۸	۳	مستند	مسند	〃	۲۰	موجود	موجود ہین	〃	۱۵	کرلین	کرلین کہ اگر
〃	۱۲	بشرائین	بشرابن	〃	۲۳	عنبہ	عنبسہ	۲۶۱	۲۲	ابوالنولید	ابوالولید
〃	۱۷	وکین	دکین	۲۵۴	۱	الحنذا	الحذاء	۲۶۳	۳	رون	مدون
۲۴۹	۲۴	النکری	السکری	〃	۲	ناد	ہناد	〃	۱۹	کیا	نہ کیا
〃	۶	النسہ	السنہ	〃	۴	اوحی	آدمی	〃	۲۰	کی غرض	+
〃	۱۳	تجیح	نجیح	〃	۱۳	الجرمری	الجہری	۲۶۴	۲۱	معتبر	متعمد
〃	۲۰	نیبط	نبیط	〃	۲۰	ثلمہ	ثلمہ	۲۶۶	۹	ہین	ہین
۲۵۰	۸	وثنار	وثار	۲۵۵	۱۶	حجاب	جحاب	۲۶۹	۶	کی	کو
〃	۱۱	اونہوا	اونہون	۲۵۶	۱۸	الحذا او	الحذاء و	〃	۲۰	ثابت	ثابت ہے
〃	۱۹	مبہ	مکتبہ	〃	۲۲	سے	آئے	۲۷۱	۵	پالسو	پانسو (۵۰۰)
〃	۷	ذلج	رباح	۲۵۷	۲	اومعی	اوسی	۲۷۲	〃	جریج	جریج
۲۵۱	۸	الکتابی	الکنانی	〃	۳	جسب	حرب				

کاتب نے صفحات ذیل کے ہندسون مین بھی غلطی کی ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۲۵۲ - ۲۶۹ مکرر ۲۴۳ سے ۲۴۴ تک متروک
اور صفحہ ۱۷۸ مین ۱۹ سطر کے آخر مین چلیپا دینے کے بجاے ۲ سطر کے آخر مین دیا گیا ہے۔

ومن یرد اللہ بہ خیراً یفقہہ فی الدین

الحمدللہ کہ کتاب مستطاب ذخیرۂ دلائل حقیقت فقہ وحقانیت فقہار

مستند باقوال کبار علمار شکر اللہ سعیہم وافاض علی العالمین برکاتہم

مسمیٰ بہ

حقیقۃ الفقہ

۱۳۳۴

حصہ دوم

مؤلفہ حقائق آگاہ فقاہت دستگاہ حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ صاحب قبلہ حیدرآبادی

باہتمام احقر الانام خواجہ غلام غوث بغدادی عشقی غفر اللہ لہ

مطبع [illegible] واقع [illegible] طبع شد

فہرست مضامین حقیقۃ الفقہ حصہ دوم

ومن يرد الله به خيرا يفقهه في الدين

الحمد للہ کتاب مستطاب ذخیرہ دلائل حقیقت فقہ وحقانیت فقہاء

مستند باقوال کبار علماء شکر اللہ سعیہم وافاض علی العالمین برکاتہم

مسمیٰ بہ

حقیقۃ الفقہ

حصہ دوم

مؤلفہ حقائق آگاہ فقاہت دستگاہ حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ صاحب قبلہ حیدرآبادی

باہتمام احقر الانام خواجہ غلام غوث بغدادی عشق غفر اللہ لہ

در مطبع معارف واقع حیدرآباد دکن میں چھپا

حقیقۃ الفقہ

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

اما بعد اب تھوڑا سا حال فقہ حنفیہ کی تدوین اور اوسکی شہرت اور مقبولیت اور اوسپر اجماع ہونیکا بھی سن لیجیے امام صاحب کی پیدایش سنہ اسی ہجری مین ہے جو صحابہ کی موجودگی اور اعلی درجہ کی برکت کا زمانہ تھا۔ اور انتقال سنہ ۱۵۰ھ ایک سو پچاس ہجری مین ہوا اس ستر سال کی عمر کا ایک بڑا حصہ اپنے تحصیل علم مین صرف کیا اوس کے بعد حماد بن سلیمان کے حلقہ مین فقہ حاصل کرنے کی غرض سے گئے چنانچہ تبییض الصحیفہ مین امام سیوطی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ امام صاحب فرماتے ہین کہ ہر روز مین اونکے حلقہ مین جایا کرتا اور جو کچھ اون سے سنتا یاد رکھتا جب دوسرے روز وہ پڑھے ہوے سبق کا اعادہ کرتے تو وہ میرے ہم درس اکثر خطا کرتے اور مین بے کم و کاست بیان کر دیتا اس وجہ سے حماد رحمہ نے حکم دیا کہ صدر حلقہ مین سوائے ابو حنیفہ کے کوئی نہ بیٹھے دس سال تک یہہ حاضر باشی اور استفادہ رہا ایک روز میرے نفس نے خواہش کی کہ فقہ مین بہرہ کافی حاصل ہو گیا ہے اسلئے اپنا حلقہ علیحدہ بنا لیا جاے چنانچہ اسی ارادہ سے مین نکلا جب مسجد مین داخل ہوا اور حماد کو دیکھا تو جرات نہوئی کہ استاد کے مقابلہ مین خود سری کا دعوی کرون چنانچہ حسب عادت شیخ کے حلقہ مین بیٹھ گیا۔ قضارا اوسی رات اونکو خبر پہونچی کہ بصرہ مین اونکے کوئی قرابت دار تھے اونکا انتقال ہوا اور سواے اونکے کوئی دوسرا وارث نہین یہہ سنتے ہی مجھے اپنا جانشین کر کے وہ روانہ ہو گئے اور دو مہینے تک مین اونکی خدمت کو انجام دیتا رہا اس عرصہ مین ساٹھ مسئلے ایسے پیش ہوے کہ اونکا حکم مین نے نہ سنا تھا۔ اونکا جواب تو دیدیا مگر وہ لکھ رکھا جب وہ واپس تشریف لاے مین نے وہ مسائل اور اپنے جوابات پیش کیے انھون نے چالیس مسئلون مین اتفاق کیا اور بیس مسئلون مین مخالفت

کی اوس کے بعد مین نے قسم کھائی کہ اب اون کے حلقہ کو کبھی نہ چھوڑونگا۔
اب غور کیجئے کہ فقہ کیسی چیز ہے کہ امام صاحب کا وہ تبحر علمی اور اوسپر وہ خداداد طبیعت اور وقار فہم و فراست جسپر اکابر محدثین رشک کرتے تھے باوجود اس کے دس برس تک ایک محقق شفیق استاد سے سیکھتے رہے مگر ہنوز ایک ثلث کی کسر باقی رہ گئی پھر اوستاد کے انتقال تک اونھی کی خدمت مین رہے اور اونکے انتقال کے بعد جب مسلمانون کو ضرورت ہوئی تب بھی فتوی دینے پر جرات نہین کی چنانچہ امام موفق رحمہ نے لکھا ہے کہ جب حماد رحمہ کا انتقال ہوا اور اونکے اصحاب نے امام صاحب کو اونکی جانشینی پر مجبور کیا تو امام صاحب نے قبول نہ کیا آخر اس بات پر فیصلہ ہوا کہ اون مین سے دس صاحب ایک سال تک امام صاحب کے ساتھ رہکر ہر مسئلہ کے فتوی مین تائید دیا کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اوس کے بعد تدوین فقہ کی بنیاد ڈالی اور ایک مجلس ایسی قایم کی جسکے ارکین اہل حدیث تھے رد المحتار مین لکھا ہے کہ تدوین فقہ کے وقت امام صاحب کے یہان ایک ہزار علمار کا مجمع تھا۔ جن مین چالیس علما اس پایہ کے تھے کہ درجہ اجتہاد کو پہونچ گئے تھے اون سے آپ نے فرمایا دیکھو فقہ کو مین نے لگام تو لگادی ہے اور تمھارے لئے زین بھی کس دی ہے اب تم میری مدد کرو پھر جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو اون سے مشورت کرتے اور جو کچھ اخبار و آثار اونکو یاد ہوتے سنتے اور جو خود کو یاد ہوتے بیان کرتے۔ پھر بعضے مسائل مین ایک ایک مہینے تک مناظرہ ہوتا جب بالاتفاق وہ مسئلہ طے ہوجاتا تو ابو یوسف رحمہ اوسکے لکھنے کو فرما دیتے اسطرح اصول مدون ہوئے۔ انتھی۔
اب غور کیجئے کہ جو مسئلہ اتنی تحقیقات سے اور صدہا محدثین کے اتفاق سے طے ہوتا تھا تو کیا ممکن ہے کہ مخالف قرآن و حدیث ہوتا ہوگا۔
سیرۃ النعمان مین لکھا ہے کہ خطیب بغدادی نے وکیع بن الجراح کے حال مین لکھا ہے کہ ایک موقع پر وکیع کے پاس چند اہل علم جمع تھے کسی نے کہا کہ اس مسئلہ مین ابو حنیفہ نے غلطی کی ہے وکیع بولے کہ ابو حنیفہ کیونکر غلطی کر سکتے ہین۔ ابو یوسف و زفر قیاس مین یحیی بن ابی زائدہ حفص بن غیاث۔ حبان۔ مندل حدیث مین۔ قاسم بن معن لغت و عربیت مین داود طائی

فضیل بن عیاض زہد و تقوی مین۔ اس رتبہ کے لوگ جس شخص کے ساتھ ہون وہ کہین غلطی کر سکتا ہے اور اگر کرتا بھی تو یہہ لوگ اوسکو کب غلطی پر رہنے دیتے۔

رخ۔ ایک شخص نے وکیع سے کہا کہ ابو حنیفہ نے خطا کی انہون نے جھڑک کر کہا جو شخص ایسی بات کہے وہ مثل جانورون کے ہے بلکہ اونسے بھی گمراہ تر۔ اونکے نزدیک ابو یوسف اور محمد جیسے فقیہ تھے اور بہت سے آئمہ حدیث اور بہت سارے آئمہ لغت و عربیت اور فضیل اور داؤد طائی جیسے آئمہ زہد و ورع موجود تھے جسکے اصحاب ایسے ہون وہ کبھی خطا نہین کرتا اور اگر کی بھی تو اوسکو حق کی طرف وہ لوگ پھیر دیتے ہین۔ انتہی۔

کردری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قسم کا قول ابن عکرمہ کا نقل کیا ہے "چند ماہرین فن حدیث و لغت وغیرہ کے نام جو لکھے ہین صرف تمثیل کے طور پر ہین ورنہ وہان تو صدہا علمار کا مجمع ہمیشہ رہا کرتا تھا جیسا کہ حال اوپر معلوم ہوا۔

یہ روایت اوپر لکھی گئی کہ ابن مبارک فرماتے ہین کہ مین ابو حنیفہ کی مجلس مین صبح و شام جایا کرتا تھا۔ ایک بار حیض کے مسئلہ مین گفتگو شروع ہوئی اور تین روز تک صبح و شام ہوا کی آخر تیسرے روز قریب شام اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا جس سے تمام اہل حلقہ کی مسرت اوس مسئلہ کے طے ہونے پر سمجھی جاتی تھی"۔ اس سے ظاہر ہے کہ جب تک اہل حلقہ کے دلون مین اذعانی اور انشراحی کیفیت پیدا نہین ہوتی تھی کوئی مسئلہ کتاب مین نہین لکھا جاتا تھا۔

یہہ روایت بھی اوپر لکھی گئی کہ ایک رات زفر رحمۃ اللہ علیہ نے بعد عشا کسی مسئلہ مین اپنا شک ظاہر کیا۔ امام نے جواب دیا مگر اونکی تسکین نہوئی اور مناظرہ طول کھینچا یہان تک کہ رات بھر مناظرہ ہوتا رہا۔ آخر صبح کو امام صاحب ہی کے قول پر فیصلہ ہوا۔ اس سے ظاہر ہے کہ شاگردون کو عام اجازت تھی کہ وقت بے وقت اپنے شبہات رفع کر لیا کرین۔ اب غور کیا جائے کہ جب امام صاحب کے نہ صرف خارج وقت درس بلکہ ایسے وقت مین کہ دنیا مین کوئی اوستاد شاگردون سے رفع شبہات کیلئے وہ وقت نہ دیگا۔ اونکے شبہات کو رفع کیا تو خاص وقت مین کس قدر وہ اونکی طرف متوجہ ہوتے ہونگے۔ اور کون شاگرد ہوگا کہ ایسے شفیق استاد سے اپنے شبہات حل کر لیتا ہوگا۔ اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ مسائل فقہیہ مین جو شبہات مخالف جدید

کے محدثین کو ہونا چاہیے وہ سب امام صاحب کے حلقۂ درس میں پیش ہوچکے اور اونکے جوابات معلوم ہونے کے بعد صدہا محدثین نے اونکو مدون کرنے کی اجازت دی ہے جس سے ثابت ہے کہ فقہ کا ہر ایک مسئلہ صدہا اساتذہ محدثین کے اتفاق سے طے ہوچکا ہے۔

ھ۔ امام مالک رح فرماتے ہین کہ اسلام مین ابوحنیفہ کے ساٹھ ہزار قول ہین۔ انتہے۔

یہ ساٹھ ہزار اونکے مسائل فقہ کے آپنے لکھے ہین۔ یہہ روایت نقل کرکے امام موفق رح نے ایک ثقہ کا قول ذکر کیا ہے کہ تراسی ہزار مسئلے امام صاحب نے لکھے ہین جنمین اڑتیس ہزار عبادات مین ہین اور پینتالیس ہزار معاملات مین۔ چونکہ امام مالک رح امام وقت اور مرجع اہل حدیث تھے اور علاوہ اسکے آپکی اقامت مدینہ طیبہ مین تھی جہان محدثین اور علمار کا آنا ضروری ہے۔ اسلئے امام صاحب کے حلقۂ درس مین جو محدثین شریک رہتے تھے اونسے بھی ملاقات ہوا کرتی ہے۔ اونکی زبانی مسائل فقہ کی تعداد جو بتواتر معلوم ہوئی اوسکی انھون نے خبر دی اسیوجہ سے کوئی شک کا لفظ نہین فرمایا اور نہ اس امر سے انکار اور نفرت ظاہر کی۔ یہہ بات قابل تصدیق ہے کہ اگر یہہ مسائل فقہیہ جسکی خبر امام مالک نے دی ہے اگر خلاف قرآن وحدیث ہوتے تو اونکا فرض تھا کہ کھلے طور پر کہدیتے کہ وہ سب خلاف قرآن وحدیث ہین اور کم سے کم اپنی نارضامندی تو اوس سے ظاہر کرتے۔ مگر نارضامندی کیسی وہ تو امام صاحب کے اقوال کو نہایت وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے چنانچہ امام موفق رح نے مناقب مین لکھا ہے کہ محمد بن عمر الواقدی کہتے ہین کہ امام مالک رح اکثر ابوحنیفہ رح کے اقوال کی تلاش کیا کرتے اگرچہ ظاہراً بیان نہ کرتے مگر اکثر اون اقوال سے مطابق فتوی دیا کرتے تھے"۔ انتہی۔

یہی وجہ ہے کہ اکثر اونکے اور امام صاحب کے اقوال مین مطابقت یا مناسبت ہوا کرتی ہے جیسا کہ کتب فقہ سے ظاہر ہے۔

یہان یہہ شبہہ ہوتا ہے کہ امام صاحب کے تلامذہ نے امام صاحب سے جو اختلاف کیا ہے اوسکی کیا وجہ۔ اوسکا جواب موفق رح نے مناقب مین لکھا ہے کہ سہل بن مزاحم کہتے ہین کہ جن مسائل مین ابویوسف رح نے امام صاحب کا خلاف کیا ہے اوسکی وجہ یہہ ہوی کہ انہون نے امام صاحب کے اقوال کی وجہ نہین سمجھی۔ انتہی۔ فی الحقیقت امام صاحب کی نظر نہایت غامض تھی۔ چنانچہ

پیشتر اسکا حال معلوم ہوا۔ اور امام ابو یوسفؒ خود بھی کہتے ہین کہ جس مسئلہ مین میرا اور امام صاحب کا قول موافق ہوگیا تو میرے دل مین قوت اور نور پیدا ہوتا تھا اور جس مسئلہ مین اونکے قول کو چھوڑ دیا تو دل مین ضعف اور رشک پہاڑون کے برابر رہتا تھا خالد بن حجیح کہتے ہین کہ یہہ بات مین نے خود ابو یوسفؒ سے سنی ہے ذکرہ الامام الموفق فی المناقب۔

قراین پر غور کرنے سے اس اختلاف کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ جن مسائل کی تحقیق کیوقت وہ غیر حاضر رہے اور امام صاحب کی تقریر اون مسائل مین نہین سنی اون مین غور اور اجتہاد کرنے کی اونکو ضرورت ہوی ورنہ تقریر اگر سن لیتے تو خود حالت اذعانی اور انکشافی پیدا ہوجاتی جسکے بعد اجتہاد کرنے کی ضرورت ہی نہ رہتی۔ کیونکہ وہان یہہ قاعدہ ٹہیرا ہوا تہا کہ جب تک کوئی مسئلہ پورے طور پر طے نہو جاتا لکھنے کے قابل نہین سمجھا جاتا تھا اسیوجہ سے بعض مسائل مین ایک ایک مہینے تک مناظرے ہوتے رہتے۔ اور اثناے مناظرہ مین کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ امام صاحب اپنے قول سے رجوع کرجاتے تھے مگر آخری تقریر جسپر فیصلہ کا انحصار تھا ایسی ہوا کرتی تھی کہ اوسکے مقابلہ مین کوئی سر نہ اوٹھا سکتا بلکہ سب کے دلون مین اوس سے ایک انبساطی کیفیت پیدا ہوتی جس سے بے اختیار نعرہ اللہ اکبر بلند ہوتا تھا۔

الغرض جب تمام اہل حلقہ اوسکو تسلیم کر لیتے اوسوقت امام صاحب اوسکو لکھنے کا حکم دیتے۔ یہہ بات ہرگز قرین قیاس نہین کہ امام ابو یوسفؒ جیسے شخص کسی مسئلہ مین اپنا شک بیان کرتے رہین اور امام صاحب اوسپر توجہ نکرکے اوس مشکوک مسئلہ کو طے شدہ مسئلون مین تصور کر لیتے ہونگے بلکہ خود امام صاحب ابو یوسفؒ ہی کو طے شدہ مسائل لکھنے کو کہا کرتے تھے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اگر اونکو کسی مسئلہ مین شک رہجاتا تو کہدیتے کہ حضرت خود مجھی کو اوسمین ابتک شک باقی ہے پھر اوسکو طے شدہ مسائل مین کیونکر لکھون۔ بہر حال یہہ ہرگز قرین قیاس نہین کہ ابو یوسفؒ کسی مسئلہ کی تحقیق مین شریک رہے ہون اور اونکو شک رہگیا ہو۔ ہان یہہ ممکن ہے کہ بعض مسائل کی تحقیق مین وہ شریک نہو سکے کیونکہ تدوین فقہ سالہا سال ہوتی رہی اس مدت مدیدہ مین بالالتزام ہر روز صبح سے شام تک حاضر رہنا تقریباً ناممکن تھا۔ اس غیر حاضری کے زمانہ مین جو مسائل طے ہوگئے تھے اونمین اونکو اجتہاد کرنے کی ضرورت تھی کیونکہ وہ بھی آخر مجتہد تھے پھر امام صاحب

کہ جن اقوال کی وجہ اونکے سمجھ مین نہ آئی مجبوراً انہون نے اون مین خلاف کیا۔
ل اگرچہ مقتضائے قیاس یہہ تھا کہ حنفی المذہب کو صرف ابوحنیفہؒ کی اتباع چاہیے ابویوسفؒ کا قول ماننے کی کوئی ضرورت نہین مگر چونکہ ابویوسفؒ امام صاحب کے اعلیٰ درجہ کے شاگرد ہین اور انھون نے خود اعتراف کیا ہے کہ اپنا ذاتی کوئی قول نہین بلکہ امام صاحب کے کسی قول کو اختیار کر لیتے ہین اسلئے اونکی اتباع بھی امام صاحب ہی کی اتباع ہے چنانچہ ردالمحتار مین لکھا ہے وفی اٰخر الحادی القدسی واذا اخذ بقول واحد منھم یعلم قطعا انہ یکون اخذا بقول ابی حنیفۃ فانہ روی عن جمیع اصحابہ من الکبار کابی یوسف وزفر والحسن انھم قالوا ما قلنا فی مسئلۃ قولا الا وھو روایتنا عن ابی حنیفۃ واقسموا علیہ ایمانا غلاظا دیکھئے جب ابویوسفؒ وغیرہ تلامذۂ امام صاحب سخت قسمین کھا کر کہتے ہین کہ کوئی قول اونکا ذاتی نہین بلکہ وہ بھی امام صاحب ہی کے قول ہین تو ان حضرات کی اتباع سے حنفی شخص حنفیت سے خارج نہین ہو سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ جو قول امام صاحب کی طرف منسوب ہے وہ مرجوع عنہ ہو۔ اِسمین شک نہین کہ جب ایک مسئلہ مین متعدد قول امام صاحب کے مروی ہون تو قطعی طور پر مفتی بہ قول معلوم کرنا ہر شخص کا کام نہین اسلئے فقہائے حنفیہ مین جو اصحاب الترجیح سمجھے گئے ہین اونھون نے جس روایت کو مفتی بہ کہدیا وہی امام صاحب کا مفتی قول سمجھا جائیگا جس سے تقلید شخصی امام صاحب کی ثابت ہوگی۔ اس مقام پر صاحب ردالمحتار نے یہہ اعتراض کیا ہے کہ جو قول امام صاحب کا ظاہر الروایہ سے خارج ہو وہ مرجوع عنہ ہے اسلئے ابویوسفؒ وغیرہ کے اقوال پر عمل جائز نہونا چاہیے اسلئے کہ ہم حنفی ہین یوسفی وغیرہ نہین پھر اسکا یہہ جواب دیا ہے کہ امام صاحب نے اون صاحبون کو اجازت دی تھی کہ جو قول اپنی دانست مین موجہ پائین اوسی پر عمل کرین اور یہہ بھی فرمایا تھا کہ اذا صح الحدیث فھو مذہبی۔ اس وجہ سے ان حضرات نے جس قول کو مطابق حدیث پایا اوسپر عمل کیا اس صورت مین ظاہر الروایہ سے خارج اقوال بھی من جمیع الوجوہ مرجوع عنہ نہوے اور اونکی اتباع سے ہماری حنفیت مین فرق نہ آئیگا۔ انتہی ملخصاً۔

اگر یہہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ظاہر الروایہ کے کسی قول سے امام صاحب نے رجوع کیا ہی نہین

ابو یوسف رح صاحب نے ظاہر حدیث پر عمل کیا ہے تو بھی ابو یوسف رح حنفیت سے خارج نہیں ہو سکتے
اسلیئے کہ اگر وہ مجتہد بھی ہین تو مجتہد فی المذہب ہین مجتہد مطلق نہیں کیونکہ جو قواعد اجتہاد امام صاحب
نے قرار دیئے ہین وہ اون سے خارج نہیں ہو سکتے تھے اسلئے اصحاب الترجیح اگر امام ابو یوسف کے
قول پر مثلاً فتوی دین تو وہ بھی دراصل امام صاحب ہی کا قول سمجھا جائیگا ۔

یہہ بات یاد رہے کہ اذا صح الحدیث فہو مذہبی کا مطلب یہہ نہین ہے کہ صرف اسناد کی صحت کافی
ہے بلکہ کسی حدیث پر عمل کرنے کے لئے یہہ بھی ضرور ہے کہ وہ حدیث منسوخ نہو حالانکہ منسوخ
حدیث کی اسناد صحیح بھی ہوا کرتی ہے ۔ اور یہہ بھی ضرور ہے کہ قرآن کے یا قیاس صحیح سے معارض
نہو جیسا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حدیث من قال لا الہ الا اللہ پر عمل نہین کیا اسوجہ
سے کہ قیاس صحیح کے معارض تھی ۔

غرضکہ آخری زمانہ والے امام صاحب کے اس قول سے نفع نہین اوٹھا سکتے اسلئے کہ جب تک آدمی
مجتہد نہو تمامی ضروری امور کی پابندی کر کے حدیث سے کوئی مسئلہ ثابت نہین کر سکتا ۔

تقریر بالا سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ امام صاحب نے صدہا محدثین کے مجمع مین ہزارہا مسئلے
فقہ کے قرآن و حدیث سے استنباط کیئے اور اونکے اتفاق آرا سے فن فقہ کو مدون کیا ۔ اب ہم
چند اقوال اکابر محدثین کے نقل کرتے ہین جو فقہ حنفیہ کے باب مین وارد ہین جن سے معلوم توثیق کتب فقہ
ہوگا کہ محدثین رحمہم اللہ کتب فقہ کو کس وقعت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے ۔

م ک عبد اللہ بن داؤد الخریبی کہتے ہین کہ جو شخص چاہے کہ جہل کی ذلت سے نکلکر فقہ حاصل
کرے اوسکو چاہیئے کہ ابو حنیفہ کی کتابون کو دیکھے ۔

دیکھئے اونھون نے فقہ حنفیہ کو علم اور اوسکے نہ جاننے کو جہل قرار دیا ۔

ک حرملہ کہتے ہین کہ امام شافعی رح فرماتے ہین کہ جو شخص ابو حنیفہ کی کتابین نہ دیکھے اوسکو
فقہ مین تبحر نہین ہو سکتا ۔

سیرۃ النعمان مین لکھا ہے کہ امام شافعی ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ مین نے امام محمد سے
ایک بار شتر علم حاصل کیا ہے ۔" اور اوس کے حاشیہ مین لکھا ہے کہ ہمارے زمانہ کے اکثر ناظرین کو
اس روایت سے تعجب ہوگا اور وہ اسکو حنفیوں کی من گھڑت سمجھین گے مگر اونکو معلوم ہونا چاہئے کہ

کہ علامہ نووی نے جو مشہور محدث ہین اس روایت کی تصدیق کی ہے دیکھو تہذیب الاسماء واللغات نووی
ترجمہ امام محمد کشف بزدوی مین لکھا ہے کہ ابی عبید قاسم بن سلام امام شافعی سے روایت کرتے ہین
کہ انہون نے فرمایا کہ جو فقہ سیکھنا چاہے تو ابو حنیفہ کے اصحاب کی صحبت اختیار کرے خدا کی قسم
مین صرف ابو حنیفہ کی کتابون کے مطالعہ سے فقیہ ہوا اگر اون کا زمانہ مین پاتا تو اونکی مجلس کو
کبھی نہ چھوڑتا۔

مص ۔ عبد اللہ بن مبارک نے ایک روز یہہ روایت بیان کی حدثنا زائدة عن ہشام عن
الحسن قال اتقوا واممن تاخذون ہذا الحدیث فانہ دینکم یعنی حسن بصری نے
اپنے شاگردون سے کہا کہ حدیث کو دیکھ سمجھ کے لیا کرو کیونکہ وہ تمھارا دین ہے۔ ابن مبارک نے
یہہ روایت بیان کر کے کہا کہ جب حدیث کو ثقہ سے لینے کی ضرورت ہے تو رائے تو بطریق اولی
ثقہ سے لی جائے پھر کہا جب کوئی ثقہ تم سے ابو حنیفہ کا قول بیان کرے تو اسکو معتبر سمجھو۔
دیکھیے ابن مبارک رحمہ اللہ نے رای کو کس قدر مہتم بالشان سمجھا کہ اوسکو بھی مثل حدیث کے ثقہ سے
لینے کی ضرورت بیان کی۔

ص ۔ ابو اسحق کہتے ہین کہ مجھے اون لوگون پر رحم آتا ہے جنکو ابو حنیفہ کے علم سے کچھ نصیب نہوا
یہہ وہی لوگ ہین جو فقہ سے عاری ہین۔

م ۔ عبد العزیز بن خالد الصنعانی کہتے ہین کہ مین نے ابو حنیفہ کی کتابین اونسے پڑہین۔ اور بعد فراغت
مین اونسے پوچھا کیا ان کتابون کی روایت آپ سے کرون۔ آپنے اوسکی اجازت دی مین نے کہا
کیا سمعت کا لفظ بھی کہون فرمایا سمعت اور حدثنی اور اخبرنی سب کے ایک معنے ہین ۔
اس سے ظاہر ہے کہ فقہ کی کتابین سبقا سبقا پڑھی جاتی تھین اور مثل حدیث اونکی روایت
کی جاتی تھی۔

م ۔ حفص بن غیاث کہتے ہین کہ مین نے ابو حنیفہ سے اونکی کتابین پڑہین اور آثار سنے کبھی
شخص کو نہ اونسے زیادہ ذکی پایا نہ ان امور کا عالم جو احکام کے باب مین فاسد اور صحیح ہین۔

مک ۔ یحیی بن اکثم کہتے ہین کہ وہب بن جریر سے مین نے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میرے والد
جریر بن حازم ابو حنیفہ کی کتابون کے مطالعہ کی ترغیب مجھے دیا کرتے اور وہ اون لوگون مین ہین

جو امام صاحب کے حلقہ مین بیٹھا کرتے تھے۔

جریر بن حازم کا حال تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ وہ تابعی ہین۔ حماد بن سلمہ جنکی شان جلالت محدثین پر پوشیدہ نہین سب سے زیادہ اونکی تعظیم کرتے تھے۔ اور شعبہ استفادہ کی غرض سے اونکے یہان آیا کرتے۔ امام احمد کہتے ہین کہ وہ صاحب سنت تھے۔

اب غور کیجیے کہ ایسے جلیل القدر امام صاحب سنت جب خود امام صاحب کے حلقہ مین بیٹھتے ہون اور اپنے فرزند کو اونکی کتابون کے مطالعہ کی ترغیب دیتے ہون تو فقہ حنفیہ کو کس قدر موثق کہنا چاہیے اور یہہ بات مکرر معلوم ہو چکی کہ امام صاحب کا استدلال قرآن و حدیث سے ہوتا تھا اس لئے کسی کو چون و چرا کی گنجایش نہوتی بلکہ اوس سے ایک اذعانی اور انشراحی کیفیت دلون مین پیدا ہوتی تھی اس قرینہ سے اگر جریر کو حنفی المذہب کہین تو بھی بے اصل و بے موقع نہو گا۔ اب اگر جریر جیسے جلیل القدر تابعی کا قول و فعل بھی قابل اعتبار نہ سمجھا جائے تو اوس کا علاج نہین

مسک۔ محمد بن داود کہتے ہین کہ مین ایک بار عیسیٰ بن یونس کے پاس گیا دیکھا کہ ابو حنیفہ کی کتابین اونکے روبرو رکھی ہین اور وہ پڑھ رہے ہین مین نے کہا کیا آپ اونسے روایت کرتے ہین کہا مین اونکی زندگی مین اونسے راضی تھا کیا انتقال کے بعد ناراض ہو جاؤن۔

مک۔ معروف بن عبداللہ کہتے ہین کہ مین ایک بار علی بن عاصم کے یہان تھا انہون نے اپنے شاگردون سے کہا تم لوگ علم اور فقہ سیکھو ہم نے کہا کیا آپ سے جو ہم سیکھتے ہین وہ علم نہین فرمایا اگر علم پوچھو تو ابو حنیفہ کا علم ہے۔" اور لکھا ہے کہ علی بن عاصم کو امام صاحب کے ساتھ ایسا خلوص تھا کہ طالب علمونکو جب منظور ہوتا کہ اون کو خوش کرین تو امام صاحب کا ذکر چھیڑ دیتے۔ وہ نہایت خوشی سے بہت سے حالات اور واقعات امام صاحب کے بیان کرتے۔ اونکا قول ہے کہ اگر ابو حنیفہ کے علم کے ساتھ اونکے تمام زمانہ والون کا علم تولا جائے تو انہی کا علم وزن مین غالب ہو گا اور یہہ بھی فرماتے کہ جو شخص ابو حنیفہ کے اقوال کو نہ دیکھے وہ جہل کی وجہ سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دے گا اور گمراہ ہو جائے گا انتہی۔"

تذکرۃ الحفاظ مین علی بن عاصم کی تعریف مین لکھا ہے "الامام الحافظ کان من اہل الدین والصلاح"

والخیر البارع شدید التوقی۔

دیکھئے ایسے دیندار متقی امام المحدثین جب یہہ فرماتے ہین کہ المعلم علم ابی حنیفہ اور جو شخص فقہ نہ پڑھے وہ گمراہ ہے تو فقہ حنفیہ کس قدر قابل وثوق ہوئی کیا ممکن ہے کہ ایسے متقی حضرات ایسی چیز کی تعریف کئے ہون جو خلاف قرآن وحدیث ہو پھر جب فقہ حنفیہ کے ترک کرنے کو وہ باعث ضلالت کہتے ہین تو اس سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام صاحب کے مقلد تھے۔

م ک۔ محمد ابن سعدان کہتے ہین کہ مین اور یحیی بن معین اور علی ابن المدینی اور احمد بن حنبل اور زہیر بن حرب وغیرہ محدثین یزید بن ہارون کے یہان بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے اون سے کوئی مسئلہ پوچھا اونہون نے فرمایا کہ اہل علم کے یہان جاؤ۔ علی بن مدینی نے کہا کیا وہ آپ کے پاس نہین آئے بیٹھے آپ خود اہل علم ہین فرمایا اہل علم اصحاب ابی حنیفہ ہین اور تم لوگ عطار ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ عمل کرنے کے لئے وہ فقہ ہی کو خصوصاً فقہ حنفیہ کو ضروری سمجھتے تھے اور حدیث کا کتنا ہی سرمایہ ہو اونکی دانست مین فتوی کیلئے کافی نہ تھا۔

م س۔ ابومسلم نے یزید بن ہارون سے پوچھا کہ ابو حنیفہ اور اونکی کتابون کے باب مین آپ کیا فرماتے ہو کہا اگر تم چاہتے ہو کہ فقاہت اور سمجھ حاصل ہو تو اونکی کتابون کو دیکھو مین نے کسی فقیہ کو نہین دیکھا کہ اون کے اقوال کے دیکھنے کو مکروہ سمجھا ہو سفیان ثوری نے اونکی کتاب الرہن کو تدبیر سے حاصل کرکے اوس کی نقل لی۔

دیکھئے اوس زمانہ کے فقہا اعلی درجہ کے محدث ہوا کرتے تھے جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ وغیرہ کتب رجال سے ظاہر ہے اگر فقہ حنفیہ کو مخالف احادیث پاتے تو اوسکے مطالعہ سے روکنا اونکا فرض تھا حالانکہ بجائے روکنے کے اوس کے مطالعہ کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

م کص۔ یزید بن ہارون سے کسی نے پوچھا آدمی کب فتوی دینے کے لائق ہوتا ہے کہا جب ابو حنیفہ کے جیسا ہو پھر فرمایا کہ اونکی کتابون اور علم سے آدمی مستغنی نہین ہو سکتا اونسے آدمی کو سمجھ پیدا ہوتی ہے انتہی

سابقا یہ معلوم ہوا کہ یزید بن ہارون کو حدیثین اس کثرت سے یاد تھین کہ اس باب مین ضرب المثل تھے اونکے تلامذہ کی یہ کثرت تھی کہ اونکا شمار نہین ہو سکتا اونکے حلقۂ درس مین کم و بیش ستر

ہزار طالبین حدیث جمع رہتے تھے اور اون کے تدین کی یہہ کیفیت تھی کہ خلیفہ وقت اونکے خوف سے ایک بات خلاف حدیث شایع نہ کرسکا۔ اب غور کیا جائے کیا ممکن ہے ایسے جلیل القدر راستنما مرجع خلائق امام المحدثین نے امام صاحب کے علم یعنے فقہ کی تعریف کسی کے خوف یا رعایت کی ہوگی۔ خلیفہ وقت کو تو انہون نے صاف کہلا دیا کہ غیر معروف باتکو رواج دینا جائز نہین جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ مین ہے اور فقہ کی نسبت فرمارہے ہین کہ علم پوچھو تو وہی ہے اور محدثین کو اوس سے بہرہ نہین اور فقہ کی کتابین دیکھنے کی ترغیب دے رہے ہین اوکسی نے پوچھا تک نہین کہ حضرت فقہ تو بدعت اور ابوحنیفہ کی رائے ہے جسپر عمل کرنے سے آدمی مشرک بنجاتا ہے اوسکو آپ علم کہہ رہے ہو پھر یحیی بن معین رح جیسے محدث کو جو جرح و تعدیل مین نہایت متشدد شخص ہین صاف کہدیا کہ تم لوگ عطار ہو اور وہ دم نہ مار سکے بلکہ وہ بھی ہمیشہ امام صاحب کے مداح ہی رہے یہان تک کہ اونکے اقوال کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفی المذہب تھے کیا اتنے قراین کے بعد بھی کوئی منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ فقہ حنفیہ مخالف قرآن و حدیث ہے۔

ک محمد بن یزید کہتے ہین کہ مین عامر رح کے یہان اکثر جایا کرتا تھا۔ ایک بار اونھون نے کہا کیا تم نے ابوحنیفہ کی کتابین بھی دیکھی ہین مین نے کہا مین حدیث طلب کر رہا ہون مجھے اونکی کتابون سے کیا مطلب۔ فرمایا مین ستر سال آثار طلب کرتا رہا مگر جب تک ابوحنیفہ کی کتابین نہین دیکھین اچھی طرح استنجا کرنے کا طریقہ بھی مجھے معلوم نہوا۔

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اکابر محدثین فقہ حنفیہ کو کس قدر ضروری سمجھتے تھے۔ اور اس سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ وہ امام صاحب کے مقلد تھے۔

ک عطیہ بن اسباط کہتے ہین کہ ابن مبارک جب کوفہ کو آتے تو ذفر رح سے امام صاحب کی کتابین مستعار لیکر اونکی نقل لیتے ایسا کئی بار اتفاق ہوا اون سے پوچھا گیا کہ امام مالک افقہ ہین یا ابوحنیفہ فرمایا ابوحنیفہ تمام روے زمین کے لوگون سے افقہ ہین۔ انتہی۔

ابن مبارک رح جو بار بار امام صاحب کی کتابون کی نقل لیا کرتے تھے اس سے ظاہر ہے کہ اوس زمانہ مین فقہ کی کتابین بڑی وقعت کی نگاہون سے دیکھی جاتی تھین۔ اور باوجودیکہ وہ بڑے بڑے ائمہ کی صحبت مین رہ چکے تھے مگر امام صاحب کے علوم سے اون کو سیری نہوتی

اور فقہ کی کتابون کے شیدا تھے۔

م۔ عبدالرحمن بن مہدی رح کہتے ہین کہ ابوحنیفہ علما مین قاضی القضاۃ ہین"

عبدالرحمن بن مہدی وہ شخص ہین کہ امام ذہبی رح نے اونکو حافظ الکبیر والعلم الشہیر لکھا ہے اور امام احمد رح کا قول نقل کیا ہے کہ وہ یحیی بن قطان سے بھی افقہ ہین اور لکھا ہے کہ ابن مدینی قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ اونکا مثل مین نے نہین دیکھا۔ جب ایسے جلیل القدر محدث نے امام صاحب کو قاضی القضاۃ علما کے زمرہ مین قرار دیا تو علما کے اختلافی مسائل مین اونکا فیصلہ قابل نفاذ سمجھا جائیگا۔ اسی فیصلہ کو حنفیہ نے اپنا دستور العمل قرار دیا اب اس فیصلہ پر طعن کرنا اہل حدیث کی شان سے بعید ہے۔

م۔ یحیی بن آدم کہتے ہین کہ حسن بن صباح بن حی الہمدانی کے روبرو ابوحنیفہ رح کے واقعات اور مسائل فقہیہ بیان کیے جاتے تو وہ اونکی تحسین کیا کرتے تھے۔

تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ حسن بن صباح بڑے متقی اور فقیہ اور زاہد شخص تھے اونکے مزاج مین اس شدت کی احتیاط تھی کہ حکام کے فسق و فجور کی وجہ سے جمعہ کی نماز درست نہین سمجھتے تھے۔ عبداللہ بن داؤد الخریبی کہتے ہین کہ کسی مسجد مین مین امامت کیا کرتا تھا ایک روز مین نے ابوحنیفہ کی تعریف کی جب نماز کے لئے کھڑا ہوا تو اونھون نے میرا ہاتھ پکڑ کے مصلے سے ہٹا دیا۔ لکھا ہے کہ اس واقعہ سے پیشتر خریبی رح حسن بن صباح کی تعریف کیا کرتے تھے اور اوسکے بعد اونھون نے نہ اونکی تعریف کی نہ اونسے روایت کی بلکہ بددعا کیا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین وہ مخالفون کے کہنے سننے سے امام صاحب کے سخت مخالف تھے۔ پھر جب واقعی حالات امام صاحب کے اونکو معلوم ہو گئے تو بجائے مخالفت فقہ حنفیہ کی تحسین کرنے لگے جسکی گواہی یحیی بن آدم دے رہے ہین کیون نہو وہ خود فقیہ اور مجتہد تھے جیسا کہ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے۔ التعلیق الممجد مین مولانا عبدالحی رح نے انساب سمعانی سے امام احمد بن حنبل رح کا قول نقل کیا ہے کہ جس مسئلہ مین تین شخصون کا اتفاق ہو تو اونکی مخالفت سننے کے قابل نہین کسی نے پوچھا تین شخص کون فرمایا ابوحنیفہ اور ابویوسف اور محمد بن الحسن رح"

م۔ ابوشیلہ کہتے ہین کہ محمد بن طلحہ نے مجھسے کہا کہ تم ابوحنیفہ کا قول کسی ثقہ سے یاد

تو اوسپر اعتماد کرو کیونکہ اونکا جو قول ہوتا ہے وہ نہایت پختہ ہوتا ہے ۔ یہہ کتب فقہ جو ہمارے ہاتھون مین ہین امام صاحب ہی کے پختہ اقوال ہین جو ثقات کے ذریعہ سے ہم تک پہونچے ہین

م ص ۔ یزید بن ہارون کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کا مثل اونکے فن یعنے فقہ مین متقدمین مین کبھی کوئی سنا نہین گیا اونکے اقوال کو وہی شخص دوست رکھتا ہے جو ذکی ہو اور وہی اونکو ضبط کرتا ہے جو ذہی فہم ہو ''

فقہائے حنفیہ کا ذکی اور ذہی فہم ہونا اور فقہ حنفیہ محبوب القلوب ہونا ایسے جلیل القدر امام المحدثین کے ارشاد سے ثابت ہے ۔ ان روایتون سے فقہ حنفیہ کی توثیق صراحۃً ثابت ہے ان کے سوا جتنی روایتین امام صاحب کی تفقہ کی تعریف و توصیف مین وارد ہین جو بکثرت منقول ہین جنمین سے اکثر لکھی گئین وہ سب کتب فقہ کی توثیق پر دال ہین کیونکہ اوس تفقہ کا نتیجہ علم فقہ اور کتب فقہیہ ہین ۔

م ک ۔ ابو عبد الرحمن مقری کہتے ہین کہ جو لوگ فقہ اور اوس کی فضیلت اور تقدم کو نہین جانتے وہ زندہ نہین بلکہ مردے ہین ''

غرضکہ اکابر محدثین نے فقہ حنفیہ کی توثیق و تحسین کی اور اوسکو سبقاً سبقاً پڑہا اور اوسکے مطالعہ کی ترغیبین دین ۔ اور فرمایا کرتے کہ اگر علم ہے تو وہی فقہ ہے ۔ جہل سے نکلنے کے لئے اوسکو حاصل کرنے کی ضرورت ہے ۔ اوس کے بغیر تبحر حاصل نہین ہو سکتا ۔ بلکہ اوس سے کوئی مستغنی نہین ہو سکتا بغیر اوس کے کوئی مسئلہ پورے طور پر معلوم نہین ہو سکتا حتی کہ استنجا کرنا ۔ اور نہ حلال و حرام اور حق و باطل مین بغیر اوس کے آدمی تمیز کر سکتا ہے اور اوسکو اختلافی مسائل مین قول فیصل قرار دیا ۔ اور اوسپر اجماع ہونے کی خبرین دین ۔

اب غور کیجئے کہ ایسے مستند چیز کی نسبت آخری زمانہ والون کا یہہ کہنا کہ فقہ مخالف حدیث ہے کس قدر بیباکی ہے یہہ بات اون کا قول ہے ۔ معلوم ہو سکتی ہے کہ مخالفت حدیث تو وہ شخص جانے جسکو احادیث کا مطلب اور مواقع استدلال معلوم ہون ۔ اور جب اعمش اور اوزاعی جیسے اکابر شیوخ محدثین نے اپنے قصور فہم کا اعتراف کر کے امام صاحب سے صاف کہدیا کہ یہہ آپ ہی کا کام ہے ہم سے نہین ہو سکتا تو آخری زمانہ کے مولوی جو دو چار کتابین پڑھکر اونکا

لفظی ترجمہ کرکے فقہ کو مخالف حدیث بتائیں تو یہ کس قسم کی بات ہوگی۔ امیر المومنین فی الحدیث تو فرما رہے ہیں کہ احادیث کے لئے ابوحنیفہ کی ضرورت ہے یعنے فقہ کی اور یہہ حضرات کہتے ہیں کہ فقہ کے لئے ہماری ضرورت ہے کہ کونسا مسئلہ موافق حدیث ہے اور کونسا مخالف اسکی تنقید کریں۔

اگر اہل انصاف غور فرمائیں تو بآسانی معلوم ہوسکتا ہے کہ جب اکابر محدثین نے رد و قدح اور تحقیق و تنقید کے بعد فقہ کو تسلیم کرلیا تو اب از سر نو اس امر کی تحقیق کہ کونسا مسئلہ موافق حدیث ہے اور کونسا مخالف، تکلیف مالا یطاق ہے۔ اس لئے کہ ہر مسئلہ کی تحقیق امام صاحب نے محدثین کے ایسے مجمع میں کی کہ جس میں تمام روے زمین کے محدثین کا سرمایہ حدیث موجود تھا اور ایک ایک مسئلہ میں کئی کئی روز بحث ہوتی رہی جس کا حال ابھی معلوم ہوا۔ اب وہ سرمایہ حدیث کہاں اوسکو تو خود محدثین نے کھو دیا۔ اور موقع استدلال اور طریقہ استخراج جو خاصہ امام صاحب کا تھا اوسکو جاننے والا کون ہے۔ اور مسائل میں جو مناظرہ ہوتا تھا وہ قلمبند تو ہوا نہیں تھا جس سے تمام دلیلیں بالتفصیل معلوم ہوں بلکہ طے ہونے کے بعد صرف حکم لکھدیا جاتا تھا۔

پھر ہر مسئلہ کی دلیلیں معلوم ہونے کی کیا صورت۔ مقلدوں سے اس وقت دلائل طلب کرنا اونکو مجتہد قرار دینا ہے جو ظلم اور تکلیف مالا یطاق ہے۔ اگر اسوقت مخالفین اسلام مسلمانوں سے کہیں کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کے ثابت کرنے کی غرض سے شق القمر وغیرہ معجزے دکھلائے ہیں تو تم بھی وہی معجزے دکھلاؤ تاکہ ہم بھی ایمان لائیں تو کیا اون کا یہہ قول قرین انصاف ہوگا ہرگز نہیں۔ ہم اونکے جواب میں یہی کہینگے کہ معجزے دکھانا نبی کا کام ہے سو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزارہا معجزے دکھلاکر ایک لاکھ سے زیادہ کافروں کو مسلمان بنایا ہمارے لئے یہی حجت کافی ہے کہ اون لاکھ مسلمانوں سے کروڑہا مسلمانوں نے اسلام حاصل کیا جو ہم تک بتواتر پہونچا ہے۔ اسیطرح فقہی مسائل کی دلائل طلب کرنے والوں سے ہم یہی کہینگے کہ دلائل قایم کرنا امام مجتہد کا کام ہے سو ہمارے امام نے بفضلہ تعالی اکابر محدثین کے مجمع میں دلائل قائم کرکے اونکو منوا دیا اور احکام خدا و رسول پہونچا کر راہی ملک بقا ہوے۔ اب ہمارا کام یہی ہے کہ جو احکام بتواتر ہم تک پہونچے

ہین بلکہ ہزارہا کتب فقہ گواہی دے رہے ہین کہ وہ امام صاحب کے اقوال ہین اونکو تقلیداً مان لیتے ہین ہم اپنے مقلدون کو نہ معجزے دکھلانے کی ضرورت ہے نہ دلائل قائم کرنے کی احتیاج۔ اسپر بھی فقہانے رہی سہی حدیثون سے بہت کچھ استدلال پیش کر دئے ہین۔ جو مقلدون کے مزید اطمینان کے لئے کافی ہین۔

الحاصل امام صاحب کا تبحر علمی۔ اور قوت اجتہادی۔ اور سب سے زیادہ احادیث احکام کو جاننا اور محدثین کے مقابلہ مین مسائل کا طے ہونا۔ اور اون کے اقوال ہین احادیث کے مضامین محفوظ ہو جانا۔ اور اونکا قول پختہ اور قابل قبول ہونا جب اکابر محدثین کی شہادتون سے ثابت ہو گیا تو ان حضرات کے صدق بیانی کے اعتقاد پر ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ امام صاحب کا کوئی قول مخالف حدیث نہین اور بعضے اقوال جو ظاہراً مخالف حدیث معلوم ہوتے ہین وہ در اصل مخالف نہین۔

اب اور سنئے تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی رح نے ابن المدینی رح کا قول نقل کیا ہے کہ اکثر احادیث صحیحہ کے اسنادون کا مدار ابن شہاب اور عمرو بن دینار اور قتادہ۔ اور یحییٰ بن کثیر۔ ابو اسحٰق۔ اور اعمش رحمہم اللہ پر ہے پھر ان حضرات کا علم امام مالک۔ اور ابن اسحٰق۔ اور ابن جریج۔ اور ابن عیینہ اور سعید بن عروبہ۔ اور حماد بن سلمہ۔ اور ابو عوانہ۔ اور شعبہ۔ اور سفیان ثوری۔ اور اوزاعی۔ اور ہشیم رحمہم اللہ کی طرف منتقل ہوا۔ پھر اونکا علم یحییٰ بن قطان۔ اور یحییٰ ابن زکریا۔ اور ابی زائدہ۔ اور وکیع رحمہم اللہ کی طرف منتقل ہوا۔ پھر اونکا علم ابن مبارک اور ابن مہدی۔ اور یحییٰ ابن آدم مین آیا۔ حاصل یہہ کہ ہر طبقہ کا علم یعنے صحیح صحیح حدیثین منتقل ہوتی ہوئی۔ ابن مبارک۔ اور یحییٰ ابن آدم۔ اور ابن مہدی رح کو پہونچین۔ اور آپ نے دیکھ لیا کہ ان تینون حضرات نے امام صاحب کی کیسی کیسی تعریفین کر کے فقہ کی توثیق کی اور علاوہ اونکے مذکورۂ طبقات کے اساتذہ بھی امام صاحب کے مداح اور اون کے اجتہاد اور تفقہ کو مانتے رہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب صحیح روایتون کا مدار انھی حضرات پر رہے تو صحاح ستہ کا مدار انھی کی روایتون پر ہوا۔

غرضکہ ان حضرات کے گواہیون سے یہہ تو یقیناً ثابت ہو گیا کہ فقہ احادیث کے بڑے حصہ کے

تو مخالف نہین ورنہ یہہ حضرات بجائے تعریف امام صاحب کی شکایت کرتے۔ اب رہا صحیح حدیثون کا چھوٹا حصہ جو صحاح ستہ کے سوا دوسری کتابون مین منقول ہے سو دوسرے محدثین کی گواہی سے یہہ ثابت ہے کہ فقہ اوس کے بھی مخالف نہین ورنہ وہ حضرات جنکے اسمائے گرامی کی فہرست لکھی گئی بجائے تعریف شکایت کرتے۔ ان محدثین کی توثیق سے بھی فقہ کا موافق احادیث ہونا ثابت ہوگیا۔

تلقیح مین ابن جوزی رح نے لکھا ہے کہ خزان علم یعنے حدیث کے خزانہ دار چھ شخص ہین اعمش مالک امام اوزاعی مسعر بن کدام شعبہ۔ اور ثوری رحمہم اللہ اور ابھی معلوم ہوا کہ یہہ تمام حضرات امام صاحب کے تفقہ کے قائل اور مداح اور بعض تو مقلد رہے ہین جس سے فقہ کی توثیق بخوبی ہوگئی اسلئے کہ ان خزانہ داران حدیث کی جانچ مین جب تک فقہ موافق حدیث ثابت نہوی ہو ممکن نہین کہ خلاف واقع اوسکی تعریف و توصیف کرکے صرافان حدیث کی نظر مین اپنے آپ کو بے اعتبار بنادیتے یہہ تو ان حضرات کے کمال مرتبت اور علو شان پر دلیل ہے کہ باوجود امام صاحب کی مدح سرائی اور فقہ کی قدر افزائی کے اور محدثون کے حملون سے بچ گئے ورنہ میزان الاعتدال وغیرہ سے تو ظاہر ہے کہ بہت سے محدث صرف اسی جرم مین دائرہ عدالت سے خارج کردیئے گئے کہ وہ امام صاحب کے مقلد یا مداح تھے۔

یحیی ابن معین رح نے جو امام صاحب کی اور فقہ حنفیہ کی تعریفین کین اوس پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ قابل بحث یہہ بات ہے کہ اگر بالفرض کوئی محدث فقہ کی تعریف نکرتا اور صرف ابن معین رح اوسکی تعریف و توثیق کرتے تو کافی تھا اسلئے کہ اونکی نظر تمام حدیثون پر تھی جیسا کہ ابن المدینی کے قول سے ظاہر ہے وہ کہتے ہین کہ ہم نہین جانتے کہ آدم علیہ السلام سے لیکر ابتک کسی نے یحیی ابن معین کے برابر حدیثون کی روایت کی ہو۔ اور کہا کہ تمام آدمیون کا علم اونکو پہونچا ہے اور امام احمد رح کے اس قول سے بھی یہی ثابت ہے جو فرماتے ہین کہ جس حدیث کو یحیی نہین جانتے وہ حدیث ہی نہین کما فی التذکرۃ والخلاصہ غرضکہ اکابر محدثین کی گواہی سے ثابت ہے کہ یحیی ابن معین کی نظر کل حدیثون پر تھی۔

اب غور کیجئے کہ امام صاحب کا کوئی قول اون کل حدیثون کے مخالف ہوتا جو اس باب مین وارد ہین تو وہ کبھی فقہ کی تعریف و توصیف نکرتے بلکہ توہین کرنا اونکا فرض تھا۔

اس سے امیر المومنین فی الحدیث ابن المبارکؒ کے اوس قول کی تائید بھی ہو گئی جو گزشتہ ہیں کہ جو شخص امام صاحب کی بدگوئی کرتا ہے اوس کا سبب تنگی علم ہے۔

اسلئے کہ یحیی ابن معینؒ کا سا وسیع نظر ہو تو معلوم ہو کہ جو قول بظاہر کسی حدیث کے مخالف ہے وہ دوسری حدیثوں کے موافق ہے جو اس باب میں وارد ہیں اور جسکو دوسری حدیثیں معلوم ہی نہوں تو وہ چند مخالف حدیثوں کو دیکھکر ضرور بدگوئی پر آمادہ ہو جائے گا کیونکہ اوسکی دانست میں تو یہی ہوگا کہ امام صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی پھر کون مسلمان ہوگا کہ ایسے مخالف شخص کو برا نہ کہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو بعد والے بعض محدثین امام صاحب کے اقوال کو مخالف حدیث کہتے ہیں اونکو وہ حدیثیں پہونچی ہی نہیں جنکے موافق وہ اقوال ہیں یا وہ اگر پہونچی بھی تو اونکا مطلب نہیں سمجھا۔ کیونکہ احادیث کا مطلب سمجھنا ہر کسی کا کام نہیں اسکا تصفیہ شیخ الشیوخ اعمش اور اوزاعی رحمہما اللہ نے کردیا کہ محدثین عطار ہیں اور امام صاحب طبیب اور امیر المومنین فی الحدیث نے صاف کہدیا کہ حدیث فہمی کے لئے ابو حنیفہ کی ضرورت ہے۔

اب دیکھئے کہ جو لوگ بڑے غصہ سے کہتے ہیں کہ فقہ کے مسئلوں کو ماننا کہلا نفاق اور حماقت ہے کسقدر زیادتی ہے۔ انصاف تو یہہ تہا کہ حضرات اپنی تنگی علم اور کم فہمی پر افسوس کرتے مگر افسوس ہے کہ تنگی حوصلہ سے اپنا قصور نہیں دیکھتے اور اکابر محدثین پر نفاق اور بے علمی کا الزام لگاتے ہیں۔

یہہ بات اوپر معلوم ہوچکی ہے کہ پوری حدیثوں کا سرمایہ کم از کم ایک کروڑ حدیث تہا جسکی خبر امام احمد بن حنبلؒ نے دی ہے اور اگر صحیح سات لاکھ حدیثیں جو امام احمد کو یاد تہیں یا ایک ہی لاکھ جو امام بخاریؒ کو یاد تہیں موجود ہوتیں تو بیشک معلوم ہوسکتا کہ فقہ موافق حدیث ہے یا مخالف بخلاف اوس کے جن حدیثوں پر اعتماد کرکے مخالفت بیان کی جاتی ہے وہ تو بہت تہوڑی ہیں جواہر الاصول میں ابو الفیض محمد بن علی الفارسیؒ نے لکھا ہے کہ بخاری و مسلم میں بحذف مکررات صرف چار ہزار حدیثیں ہیں وہ بھی فقط احادیث مرفوعہ نہیں بلکہ اون میں صحابہ اور تابعین کے اقوال و افعال وغیرہ بھی شامل ہیں پھر وہ بھی صرف احکام ہی سے متعلق نہیں بلکہ اون میں فضائل اور قصص و حکایات وغیرہ بھی شریک ہیں۔ اب صرف ان چند حدیثوں کو دیکھکر فقہ کو مخالف

حدیث قرار دینا جنکی توثیق اکابر محدثین نے کی ہے کسقدر ظلم و بیداد ہے۔ اور طرفہ یہ لوگونکو بہکانے کی غرض سے کہا جاتا ہے کہ جب کوئی حدیث مخالف مذہب پہونچی تو اوسکو چھوڑ کر کسی امام غیر معصوم کی تقلید کرین تو قیامت مین خدا کو کیا جواب دینگے۔ درست ہے خدائے تعالی سے ڈرے جوابدہی مشکل ہے خدا کرے کہ محاسبہ کی نوبت نہ آئے ورنہ اوسکا بھی جواب دینا ہمین مشکل ہوگا کہ صدہا محدثین مین سے بخاری کو کیون مثل معصوم بنا لیا جنکی کتاب کو مثل کتاب آسمانی قرار دیکر دوسری کتابون کو اوس کے مقابلہ مین ساقط الاعتبار کر دیا کیا کوئی آیت قرآنی یا حدیث متواتر اس باب مین پہونچی تھی۔ مگر جب ہم دیکھتے ہین کہ امام بخاری کو دین مین وجاہت حاصل ہے اور اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ خدائے تعالی کے محبوب ہین تو ہمین امید قوی ہے کہ اگر یہہ ہمارا خیال جرم اور قابل بازپرس بھی ہو تو ہماری خوش اعتقادی کے باعث ہماری شفاعت وہ کرینگے۔ اسی طرح امام اعظم کو اکابر محدثین کے کہنے پر اپنے اور خدائے تعالی کے درمیان مین ہم واسطہ قرار دیا اور ہمین بھی انسے بڑی بڑی امیدین ہین۔ اور بڑا عذر تو ہمارا یہہ ہوگا کہ امام بخاری نے کل صحیح حدیثون کو جمع کر کے ہم تک پہونچایا ہی نہین انہون نے تو بلکہ کل محدثین نے لاکھون صحیح حدیثون کو تلف کر دیا اور محدثین ہی کی گواہیون سے ہمین ظن غالب ہوگیا تھا کہ امام صاحب نے حدیثون کی مخالفت نہین کی بلکہ اون کے مضامین کو فقہ مین ہمارے لئے محفوظ کر دیا تھا اسلئے ہمنے اونکی تقلید کی۔

اور چونکہ امام صاحب کو دین مین اونکی مذہب کی وجاہت حاصل ہے اور خدائے تعالی کے محبوب ہین یقین ہے کہ ہماری خوش اعتقادی سے ہماری شفاعت ضرور کرینگے اور ہمین یہ بھی یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالی بمقتضائے انا عند ظن عبدی بی حق تعالی اونکی شفاعت کو قبول بھی فرمائیگا۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔

اب غور کیجئے کہ یہ خزان حدیث اور جامع کل احادیث اور وہ حضرات جن پر احادیث صحیحہ کا مدار ہے اور دوسرے صدہا شیوخ محدثین اپنے اپنے شاگردون سے فقہ حنفیہ کی تعریف و توثیق بیان کرتے ہونگے کس قدر شہرت تمام بلاد اسلامیہ مین پہونچ گئی ہوگی کیونکہ اسلامی شہرون مین کوئی شہر ایسا خیال نہین کیا جا سکتا جسکے رہنے والے محدثین ان حضرات کے فیض صحبت سے محروم رہ گئے ہونگے

کیا اتنی کھلی دلیل اور واضح قرینہ کے بعد بھی یہہ کہنا صحیح ہوگا کہ فقہ حنفیہ ابو یوسفؒ کی قضاءت کے باعث مشہور ہوئی جیسا کہ بعض حضرات کا خیال ہے۔

مسک۔ سفیان بن عیینہؒ کہتے ہین کہ اوائل مین خیال کیا جاتا تھا کہ ابوحنیفہ کی رائے کوفہ کے پل سے تجاوز نکرے گی مگر تھوڑی مدت مین آفاق مین پہونچ گئی۔

سفیان بن عیینہؒ وہ شخص ہین کہ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو "العلامۃ الحافظ الامام الحجۃ واسع العلم کبیر القدر" لکھا ہے۔ اور لکھا ہے کہ انہون نے (۷۰) حج کیے اکثر لوگ انہی کی ملاقات کے خیال سے حج کو جایا کرتے اون کے پاس خلق کا ہجوم رہتا تھا۔ امام احمدؒ کہتے ہین کہ اونسے زیادہ حدیث جاننے والا مین نے نہین دیکھا"۔ فقہ کی غیر معمولی شہرت جو ابن عیینہ بیان فرماتے ہین کوئی قابل تعجب بات نہین۔ اسلئے کہ قطع نظر اور اسباب شہرت کے صرف ایسے جلیل القدر امام مرجع انام کا فقہ کی توثیق کرنا ایک قوی ذریعہ ہے۔ دیکھئے جب محدثین صرف انکی ملاقات کے لئے حج کو جایا کرتے تھے تو اور حجاج اور محدثین اونکی ملاقات کو کیسی نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہونگے۔ اور ظاہر ہے کہ بلاد اسلامیہ مین کوئی شہر ایسا نہوگا جسکے لوگ جوق جوق نہ جاتے ہونگے پھر جب وہ امام صاحب کے اعلیٰ درجہ کے مداح تھے چنانچہ سابقاً معلوم ہوا کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ امام صاحب اپنے زمانہ مین بے نظیر شخص تھے اور جسکو فقہ کی ضرورت ہوا امام صاحب کے اصحاب کی صحبت اختیار کرے۔ تو غور کیجئے کہ کس سرعت سے فقہ حنفیہ کی شہرت بلاد اسلامیہ مین ہوئی ہوگی بہرحال مختلف ذرائع سے تھوڑے عرصہ مین فقہ حنفیہ کو وہ شہرت ہوئی کہ محدثین کو رشک ہونے لگا چنانچہ صرف اس غرض سے کہ فقہ کی طرف سے لوگون کی توجہ پھیرین بعض محدثین نے حدیثین بنائین جسکا حال اوپر معلوم ہوا۔

سک ابونعیمؒ کہتے ہین کہ ابوحنیفہ رح کی مجلس مین دن بھر اور رات کے ایک حصہ مین طلبہ کا ہجوم رہتا تھا اور لوگ علوماً و کرہاً اونکے منقاد ہوتے جاتے تھے۔

ابونعیمؒ کے ترجمہ مین تذکرۃ الحفاظ مین امام احمدؒ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ شیوخ و انساب اور رجال کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ ابن معین رح کہتے ہین کہ اونسے اور عفان سے افضل شخص مین نے نہین دیکھا۔ احمد بن صالح کہتے ہین کہ اونسے اصدق مین نے نہین دیکھا۔

اب غور کیجئے کہ ایسے جلیل القدر اصدق محدث کی گواہی سے ثابت ہے کہ لوگ طوعاً و کرہاً امام صاحب کے

منقاد ہوتے جاتے تھے جسکی وجہ بھی اونہوں نے اشارۃً بیان کردی کہ ہر وقت لوگون کا ہجوم اونکے یہان رہا کرتا تھا۔ کیونکہ امام کی تقریر سننے کے بعد اہل انصاف کے دلون مین ضرور اذعانی کیفیت پیدا ہوجاتی تھی جس سے وہ منقاد ہوجاتے اور کثرت کی بھی یہی وجہ ہے اس انقیاد کا مفہوم سوائے تقلید کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ رہا طوعاً و کرہاً منقاد ہونا سو اوسکا مطلب یہہ نہین ہوسکتا کہ امام صاحب زبردستی سے اونکو اپنے مقلد بناتے تھے کیونکہ امام صاحب کو کسی قسم کی حکومت نہ تھی بلکہ اوسکا مطلب یہہ ہے کہ امام صاحب کے دلائل ایسے مستحکم ہوتے تھے کہ کسیکو انکار کرنے کی مجال نتھی اسلئے قوت دلائل کے مقابلہ مین مجبور ہوکر امام صاحب کے قول کو تسلیم کرنا پڑتا تھا۔

ص ک یحییٰ بن آدم کہتے ہین کہ اگر ابوحنیفہ کو دنیا کا کوئی لگاؤ ہوتا تو باوجود حاسدون کی کثرت کے اونکا کلام آفاق مین پورے طور پر نافذ نہوتا" اس سے یہی ثابت ہے کہ تمام آفاق یعنے بلاد اسلامیہ مین فقہ حنفیہ ہی کی تقلید کی جاتی تھی۔

یہان قابل غور یہہ بات ہے کہ امام صاحب کا مذہب تمام بلاد اسلامیہ تک کیونکر شائع ہوا اور اکابر محدثین نے کیون اونکی تقلید کی۔ نہ امام صاحب کا ذاتی تسلط تھا نہ سلطنت کی طرف سے اونکو کسی قسم کی مدد ملی بلکہ حکومت اونکی دشمن تھی جسکی وجہ سے وہ قید ہوئے اور فتوی دینے سے روک دئے گئے تھے۔ ایسی بیکسی کی حالت مین اونکے فتوی اور فقہ کو فروغ ہونے کی کیا صورت تھی بجز اسکے کوئی بات نہین تھی کہ اونکے صدق و اخلاص و قوت دلائل نے اکابر دین کی حق پسند طبیعتون مین پورا اثر کیا جس سے وہ بغیر فرمایش و درخواست کے اونکی تقلید کی۔

ص م یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہین کہ جن مسائل کی ضرورت لوگون کو ہر وقت پڑتی ہے اونکو بیان کرنیوالا سوائے ابوحنیفہؒ کے کوئی دوسرا شخص نہین اوائل مین اونکی یہہ حالت تھی لیکن بہت علما و مشائخ معاملہ اس درجہ تک پہنچ گیا اور رعیت سے ترقی ہوئی

ص ک یحییٰ بن آدم کہتے ہین کہ کوفہ کی مسجد فقہ سے بھری ہوئی تھی ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ اور حسن بن صالح اور شریک جیسے فقہا کثرت سے تھے لیکن ابوحنیفہ کے مقابلہ مین اونکی کساد بازاری ہوئی اور انہی کے اقوال پر خلفا اور حکام اور اکثر فیصلہ کرنے لگے اور تمام بلاد مین

اونکے اقوال دائر سائر ہوئے اور اوسی پر عمل قرار پایا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اوسیوقت تمام بلاد اسلامیہ مین عموماً امام صاحب کی تقلید اور فقہ حنفیہ پر عمل تھا۔ اور ہر چند حاسدون نے کوششین کین کہ فقہ حنفیہ کو ضرر پہونچائین مگر نہو سکا چنانچہ کردری اور موفق رحمہما نے لکھا ہے کہ فتح بن عمرو الوراق کہتے ہین کہ جس زمانہ مین نضر بن شمیل رح مرو مین تھے مین بھی وہان تھا۔ وہان کے بعض محدثین نے بکمال تعصب امام صاحب کی کتابین نہر جاری مین دہلوا ڈالین۔ یہہ خبر خالد بن صبیح قاضی مرو کو پہونچی وہ اور اونکے قرابتدار جن مین پچاس سے زیادہ ایسے ممتاز اشخاص تھے کہ خدمت قضا کی لیاقت رکھتے تھے سوار ہوکر فضل بن سہل کے یہان گئے اور اونکے ساتھ ابراہیم بن رستم اور سہل بن مزاحم بھی تھے۔ سب نے فضل سے اس باب مین استغاثہ کیا انہون نے خلیفہ مامون کی خدمت مین عرض حال کی۔ مامون نے پوچھا وہ کون لوگ ہین جنہون نے یہہ تعدی کی۔ کہا کم عمر لوگ ہین جنمین اسحق بن راہویہ۔ احمد بن زہیر اور فضیل ہین مگر نضر بن شمیل بھی اونکے ساتھ ہین۔ حکم ہوا کہ کل دونو جماعتون کے لوگون کو مناظرہ کیلئے دربار مین حاضر رکھو مین خود دیکھونگا کہ کس کی حجت قوی ہے اور خود مین فیصلہ کرونگا۔ یہہ خبر اسحق اور اونکی جماعت کو پہونچی اونہون نے مشورت کی کہ گفتگو کون کریگا نضر بن شمیل تو خلیفۃ المسلمین کے مقابلہ مین کلام کی تاب لا سکتے ہین نہ حدیث مین آخر یہہ رائے قرار پائی کہ احمد بن زہیر گفتگو کرین۔ وقت مقرر پر جب دونون جماعتین حاضر دربار ہوئین خلیفۃ المسلمین برآمد ہوئے اور سب پر سلام کرکے نضر بن شمیل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور پوچھا آپ لوگون نے ابو حنیفہ رح کی کتابون کو کیون دہلوا دیا۔ نضر نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ احمد بن زہیر نے کہا۔ امیر المؤمنین کیا مجھے بات کرنیکی اجازت ہے فرمایا ہان اگر عمدگی سے بات کر سکتے ہو تو کرو۔

کہا ہمنے اون کتابون کو قرآن و حدیث کے مخالف پایا۔ فرمایا کس مسئلہ مین۔ احمد بن زہیر نے خالد بن صبیح سے ایک مسئلہ پوچھا کہ ابو حنیفہ رح کا اوس مین کیا قول ہے۔ انہون نے بیان کیا احمد نے اوسکے خلاف مین ایک حدیث پڑھی۔ یہہ سنکر خود مامون نے امام صاحب کے قول کی تائید مین کئی حدیثین پڑھین جن کو وہ لوگ جانتے بھی نہ تھے۔ جب بہت دیر تک مناظرہ ہوا اور وہ ساکت ہوگئے تو مامون نے کہا اگر فقہ کو ہم مخالف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم پاتے تو اوس پر عمل کرنے کی اجازت نہ دیتے پھر فرمایا خبردار آئندہ کبھی اس قسم کی حرکت نہ کرنا اگر تم میں یہہ بزرگ نہوتے تو تم لوگون کو مین ایسی سخت سزا دیتا کہ کبھی بھولی نہ جاتی اوس کے بعد خلیفۃ المسلمین مامون نے ایک مجلس کی جسمین دو سو فقیہہ رکھے گئے اگر کوئی اون مین سے مرجاتا تو تکمیل کی جاتی۔ اس مجلس کے کل ارکان اجلاس شاہی مین ہمیشہ حاضر رہا کرتے تھے "انتہی۔

معلوم نہین نضر بن شمیل رح کو حاسدون نے کس تدبیر سے اپنے ساتھ کرلیا تھا ورنہ وہ تو امام صاحب کے ساتھیون مین ہین۔ بہرحال اس موقع مین بھی منجانب اللہ فقہ کی تائید ہوئی۔ اور خود خلیفۃ المسلمین کو وہ حدیثین یاد آگئین جنکی اوس معرکہ مین ضرورت تھی۔ اہل انصاف اکابر محدثین کے اقوال و افعال کو جو امام صاحب سے متعلق بیان کئے گئے ہین بنظر انصاف غور کرین تو یہہ بات معین ہوجائیگی کہ ان حضرات کی خوش اعتقادی کا اثر اون کے اتباع اور احباب مین ضرور ہوا جس سے امام صاحب کو اونہون نے مقتدا مان لیا۔

یہہ بات پوشیدہ نہین کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب جسکی تعریف یا شکایت کرتے ہونگے تقریباً کل ہندوستان مین وہ بات مسلم ہوجاتی ہوگی۔ اسیطرح ابن تیمیہ رح کے اقوال کا ایک جماعت پر یہہ اثر ہے کہ ولی کو شیطان بنا دینا ایک ادنی سی بات ہے۔ کیا اعمش اوزاعی وکیع۔ اور ابن مبارک رحمہم اللہ وغیرہ صدہا محدثین کے اقوال کا اثر ان صاحبون کے اقوال کے برابر بھی نہوگا حالانکہ اون حضرات کے اقوال پر تمام اہل سنت وجماعت کے اعتقادات کا مدار ہے۔

غرضکہ اہل حق نے جس طرح احادیث کو انھی حضرات کے اعتماد پر مان لیا تھا امام صاحب کے مقتدا ہونے کو بھی اونہی حضرات کے اقوال سے تسلیم کرلیا۔ یہی وجہ ہے کہ اوس زمانہ سے آجتک قرناً بعد قرن لاکھون علما اور صلحا امام صاحب کی تقلید کرتے آئے اور اس تواتر سے وہ مسلم مذہب ہم تک پہونچا۔

اب دیکھئے جو کہا جاتا ہے کہ مذہب حنفیہ ابو یوسف صاحب کی خدمت قضا کے دباؤ سے شائع ہوا اس مین کسقدر اکابر محدثین کی درپردہ بے قدری ہے۔ ادنی تامل سے یہہ معلوم ہوسکتا ہے

کا یہہ قول ایسا ہے جیسے بعضے کہا کرتے ہین کہ اسلام بزور شمشیر پہیلایا گیا معاذ اللہ اسلام فی نفسہ ایسا پر زور دین ہے کہ جسکو عقل سلیم ہو اور اصول دین سے واقف ہو جائے ممکن نہین کہ اسلام کو قبول نکرے۔

غرضکہ بہت سی روایتون سے ثابت ہے کہ مخالف فقہ مخذول ہوتے گئے اور فقہ حنفیہ کی شہرت جمیع بلاد اسلامیہ مین بہت جلد بلکہ امام صاحب ہی کے زمانہ مین ہو گئی اور اوس کے اسباب مختلف ہوئے۔ ایک سبب یہہ تھا کہ نئی بات ہونے کی وجہ سے اکابر محدثین اوسکی تحقیق کی طرف متوجہ ہوئے اور بعد تحقیق جب اوس کی توثیق کی تو اوساط الناس اور عوام نے اوسکو قبول کر لیا۔

دوسرے حاسدون نے اس خیال سے کہ لوگ بدظن ہون نئی نئی فقہ کی باتین پہونچانے مین کوششین کین جنکو جانچ کر محدثین نے مان لیا۔ غرض دوست دشمن نے نہایت سرگرمی سے ہاتون ہاتھ تمامی بلاد اسلامیہ مین فقہ حنفیہ کو پہونچا دیا۔

تیسرے اکابر محدثین نے امام صاحب کے اقوال پر فتوی دیئے اور تقلید کی جن مین سے چند محدثین کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اب یہان قابل توجہ یہہ بات ہے کہ فقہ پر اقسام کے اعتراض کئے جاتے ہین کوئی نئی چیز نہین بلکہ یہہ وہی فقہ ہے جو امام صاحب ہی کے زمانہ مین علماء کے جلسون مین پیش ہو گئی تھی اسکو دیکھکر ہر طرف چہ میگوئیان ہو رہی تھین۔ اسکو حاسدون نے امام صاحب کی بدنامی کا ذریعہ بنا رکھا تھا اسکو دیکھکر کوئی کہتا تھا کہ وہ قیاس کو حدیث پر مقدم رکہتے ہین کوئی کہتا تھا وہ حدیث جانتے ہی نہین اسوجہ قیاس کیا کرتے ہین۔ اسکو پیش کر کے طالبین حق کو اونکی صحبت سے روکتے تھے کوئی اونکو بدعتی کہتا کوئی مرجی قرار دیتا اور خدا جانے اس کے سوا کیا کیا الزام لگاتے تھے مگر الحمد للہ اوسی زمانہ کے متدین اہل حدیث نے جو تقریباً کل ایندہ والے محدثین کے اساتذہ اور معتمد علیہم اہل سنت و جماعت کے ہین ان افترا پردازون کو رد کر کے اوس مطعون فقہ کو مستند اور قابل اعتماد بنا دیا۔ اور معترضین کی نسبت صاف کہدیا کہ وہ حاسد اور کم علم اور بے سمجھ لوگ ہین اور صرف زبانی گفتگو کر لینے پر نہین بلکہ تقلید کر کے عملاً ثابت کر دیا کہ فقہ حنفیہ قابل تقلید ہے۔

پھر بات اور معلوم ہوچکی ہے کہ وکیع رح اوائل میں امام صاحب کے سخت مخالف تھے یہانتک
کہ محدثین سے کہا کرتے تھے کہ اگر تم لوگ فقہ حدیث سیکھ لوگے تو اصحاب الراے تم پر غالب
نہ آسکینگے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ سائب کہتے ہیں کہ ہم
ایکبار وکیع رح کے پاس بیٹھے تھے اور اصحاب الراے سے بھی ایک شخص موجود تھا وکیع نے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا ہے اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ وہ مثلہ ہے
اوس شخص نے کہا ابوحنیفہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ اشعار مثلہ ہے۔
سائب کہتے ہیں کہ وکیع یہہ سنتے ہی غضبناک ہوگئے اور کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا قول بیان کرتا ہوں اور تم کہتے ہو کہ ابراہیم نے کہا۔ تم اس قابل ہو کہ قید کردیے جائیں اور
جب تک اس اعتقاد سے توبہ نکریں رہا نکیے جائیں۔

دیکھیے ایسی حرارت والے محدث جب امام صاحب کے حالات اور طریقہ اجتہاد پر مطلع ہوے
تو اسقدر اون کے معتقد ہوگئے کہ یہہ آرزو کرنے لگے کہ امام صاحب کے تفقہ کا عشر ہی
اپنے کو حاصل ہو جائے۔ اور اہل حدیث سے کہا کرتے تھے کہ جب تک تم اصحاب ابوحنیفہ رح
کے ساتھ نہ بیٹھو اور وہ اونکے اقوال کی تفسیر نہ بیان کریں تم میں سمجھ نہ پیدا ہوگی اور حدیث
کا سننا کچھہ نفع نہ دیگا۔ اور خود بھی امام صاحب ہی کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے جیسا کہ
تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے۔

اب غور کیجیے کہ امام صاحب کے قول پر فتوی دینے کے معنی سوائے اس کے اور کیا ہو سکتے
ہیں کہ جس طرح علماے حنفیہ امام صاحب کے قول پر فتوی دیتے ہیں وہ بھی دیتے تھے
اور اون کے سچے مقلد تھے۔

تذکرۃ الحفاظ وغیرہ میں لکھا ہے کہ یحیی قطان ابوحنیفہ رح کے قول پر فتوی دیا کرتے
تھے یحیی وہ شخص تھے کہ جب گفتگو کسی مسئلہ میں کرتے تو فقہا کو ساکت کر دیتے تھے
کہ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ یحیی بن آدم جو فن رجال کے عالم اور اونکے اقوال کو
بیان کرتے تھے فقہ اور حدیث سے بہت واقف تھے۔ اون کا میلان ابوحنیفہ رح
کی طرف تھا۔ یہ میلان سوا اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ امام صاحب کے قول پر

فتوی دیتے ہونگے۔

ک حسن بن عرفہ کہتے ہین کہ ہم جھوٹ نہ کہین گے فقہ مین ہمارے امام ابو حنیفہ ہین "
تہذیب التہذیب مین حسن بن عرفہ کا حال لکھا ہے کہ وہ ابو داؤد و ترمذی اور ابن ماجہ
وغیرہ کے استاد تھے۔ یحیی بن معین وغیرہ نے اونکو صدوق کہا ہے۔
دیکھئے ایسے مستند شیخ کی نسبت جھوٹ کا خیال کیونکر ہوسکتا تھا مگر اونھون نے دیکھا کہ محدثین
جو امام صاحب سے بدگمان ہین کہین مبالغہ پر اپنا کلام محمول نکرین۔ اس لئے تصریح کردی کہ
امام صاحب کو جو ہم امام کہتے ہین وہ جھوٹ نہین ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ بھی
امام صاحب کے مقلد تھے۔

ک مقاتل بن حیان کہتے ہین کہ مین نے تابعین اور اون کے بعد کے لوگون کو
دیکھا مگر ابو حنیفہ کے جیسا شخص نہین دیکھا جس کو اونکی سی بصیرت اور ادراک غوامض ہو۔ وہ
امام صاحب کے قول پر فتوے دیتے اور کہتے کہ یہہ شیخ کوفی کا قول ہے۔

م عبد العزیز رواد پر کوئی مسئلہ مشتبہ ہوتا تو امام صاحب سے لکھکر پوچھ لیا کرتے۔
تہذیب التہذیب مین عبد العزیز کے حال مین لکھا ہے کہ ابن مبارک کہتے کہ خوف
الٰہی کا اونپر یہہ غلبہ تھا کہ وہ باتین کرتے اور اشک اون کے رخسارون پر جاری رہتے تھے
اشعث بن حرب کہتے ہین کہ اونکی حالت سے یہہ نمایان تھا کہ قیامت اون کے
پیش نظر ہے۔
اب قیاس کیجئے کہ دین مین اونکو کسقدر احتیاط ہوگی۔ ایسے محتاط شخص جب ہر بات مین
امام صاحب کے قول پر عمل کرتے تھے تو غور کیجئے کہ فقہ حنفیہ مین کسقدر احتیاط ملحوظ ہے۔
اسکا انکار نہین ہوسکتا کہ اوس زمانہ مین بڑے بڑے محدثین اور فقہا مثل امام مالک وثوری
وغیرہ موجود تھے مگر اونکو امام صاحب ہی کے علم پر اعتماد تھا اسوجہ سے وہ ہر مسئلہ امام صاحب
سے پوچھکر اوس پر عمل کرتے تھے۔ اسی کا نام تقلید شخصی ہے جسکو آخری زمانہ والے
شرک بتاتے ہین۔

م جریر بن عبد الحمید کہتے ہین مغیرہ نے کسی مسئلہ مین فتوی دیکر کہا کہ یہہ بات مجھے

پہونچی ہے کہ وہ جوان خزاز جو دار عمر بن حرث مین رہتا ہے یعنے ابو حنیفہ اوسکا بہی قول
ہے اور ایک روایت یہہ ہے کہ جب مغیرہ کوئی فتوے دیتے اور لوگ اون سے جھگڑتے
تو وہ کہدیتے کہ یہہ قول ابو حنیفہ کا ہے " انتہی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف نام سنکر جھگڑنے ولے خاموش ہوجاتے تھے کیونکہ امام صاحب
کی شہرت ہوگئی تھی اور محدثین کہا کرتے تھے کہ اون کے جوبات ہوتی ہے پختہ ہوتی ہے
اس روایت سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ مغیرہ رح امام صاحب کے مقلد تھے۔

ص ابو معاویہ کہتے ہین کہ ہمارے شیوخ فتوی تو دیتے مگر اون پر مصیبت طاری رہتی
تھی پھر جب سنتے کہ ابو حنیفہ رح بھی یہی فتوی دیا ہے تو خوش ہوجاتے راوی نے اونسے
پوچھا وہ کون لوگ ہین کہا اون مین سے ایک ابن ابی لیلی ہین

دیکھئے ابن ابی لیلی باوجودیکہ امام صاحب کے سخت مخالف تھے مگر اونکی بھی نظر امام صاحب
ہی کے فتوے کی طرف لگی رہتی تھی اور بجائے اس کے کہ مخالفت کا کوئی اثر اوسپر ڈالین
اوس سے مستفید ہوتے تھے۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ امام صاحب کا قول
کس قدر مستحکم ہوتا ہے۔

ص ص ایکبار ابو امیہ جزری جو امام صاحب کے زمانہ مین اہل جزیرہ کے امام تھے
اونسے کسی نے فتوی پوچھا اونھون نے اپنے اجتہاد سے جواب دیا۔ کہین اوس جلسہ
مین ابو حمزہ بھی بیٹھے تھے جو امام صاحب کے شاگرد ہین۔ اونھون نے کہا حضرت
اسکا یہہ جواب نہین بلکہ امام صاحب نے یہہ جواب دیا ہے یہہ سنتے ہی اونھون نے
مستفتی کو بلوایا۔ اور اپنا فتوی واپس لیکر امام صاحب کے قول پر فتوی دیا " اس سے
ظاہر ہے کہ اونھون نے امام صاحب کی تقلید کی۔

ص ک عیسی بن یونس رح امام صاحب کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے "
عیسی بن یونس وہ شخص ہین کہ حماد۔ اور ابن مدینی جیسے اکابر محدثین اونکے شاگرد ہین اور
کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین کما فی الخلاصہ۔
ایسے جلیل القدر امام المحدثین امام صاحب کے مقلد ہین۔

ک۔ عبداللہ بن عبید اللہ کہتے ہین کہ میرے والد نے مسجد الحرام مین ایک مسافر شخص سے مناظرہ کیا جس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے پھر پوچھا تم کس شہر کے ہو کہا طنجہ کے جو بلاد مغرب کی انتہا پر ہے اور اوس کے پیچھے اسلام نہین یہان سے وہ مقام تخمیناً ڈیڑہ ہزار فرسخ پر واقع ہے۔ کہا یہہ دقیق مسائل تمہارے یہان کہان سے آگئے کہا ابو حنیفہ رح کی کتابین ہمارے یہان پہونچ گئی ہین اور امام مالک اور اوزاعی رح کے اقوال بھی وہان بیان کئے جاتے ہین لیکن فتوی ابو حنیفہ رح کی رائے پر دیا جاتا ہے۔

اسکو تاسید مناسب اللہ کہتے ہین دیکھئے باوجودیکہ امام مالک اور اوزاعی رح کی جلالت شان پوشیدہ نہین اور اوس زمانہ مین وہ استاذ الاساتذہ مانے جاتے تھے۔ اور امام صاحب کی کتابون کے ساتھ اون کے اقوال بھی وہان پہونچ گئے تھے مگر تقلید امام صاحب ہی کی کی گئی اس کا وہی سبب تھا جس کی تشخیص یحیی بن آدم رح نے کی کہ امام صاحب کے خلوص نے اون کے کلام کو آفاق مین پورے طور پر نافذ کر دیا۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

یہہ روایت اوپر لکھی گئی کہ اعمش رح جب حج کو گئے اور امام صاحب بھی وہان موجود تھے تو انہون نے امام صاحب پر فرمایش کی کہ مناسک حج کے مسائل عمل کرنے کے لئے لکھدین اور اپنے شاگردون سے بھی فرمایا کہ وہ مسائل لکھ لین۔

دیکھئے اعمش رح مشہور تابعین ہین اور وہ شخص ہین امام ذہبی رح نے تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے

کان الاعمش احفظہم للحدیث واعلمہم بالفرائض ورأسا فی العلم النافع والعمل الصالح۔ ایسے جلیل القدر تابعی نے جنکو تمام محدثین سے زیادہ حدیثین یاد تھین اور فرائض سب سے زیادہ جانتے تھے اسلام کا ایک فرض اور رکن اعظم یعنے حج کے تمامی مسائل مین امام صاحب کی تقلید کی اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ امام صاحب کی نظر فن حدیث مین کیسی وسیع اور تفقہ اجتہادی کس درجہ قابل وثوق تھی۔

اعمش رح کی اس تقلید سے علاوہ اسکے کہ امام صاحب کی جلالت شان ثابت ہو حضرات حنفیہ کو یہہ افتخار حاصل ہے کہ وہ ایسے امام کے مقلد ہین جن کی تقلید کو ایک جلیل القدر

تابعی شیخ الشیخ نے ضروری سمجھا۔

اور اس سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ حدیث فہمی کوئی اور ہی چیز ہے اوسکی طرف اکابر محدثین محتاج تھے۔ اسی وجہ سے ابن مبارک رح نے فرمایا ہے کہ اثار و حدیث تو ضروری ہین مگر اون کے لئے ابوحنیفہ کی ضرورت ہے

یحیی بن معین رح کا قول ابھی نقل کیا گیا کہ الفقہ فقہ ابی حنیفۃ علیہ ادرکت الناس یعنے معتبر فقہ ابوحنیفہ رح کی ہے اوسی پر مین نے لوگون کو پایا ہے۔ یحیی بن معین وہ شخص ہین کہ امام احمد بن حنبل رح اون کی نسبت فرماتے ہین کہ جس حدیث کو یحیی نہ جانتے ہون وہ حدیث ہی نہین اس کے سوا اور بھی اقوال مذکور ہوچکے ہین۔

اب غور کیا جائے کہ جب تمام دنیا کی حدیثین اون کو یاد تھین تو تمام نہین تو اکثر علما سے تو اون کو ملاقات ضرور تھی کیونکہ اوس زمانہ مین حدیثین رجال ہی سے لی جاتی تھین پھر جب ادرکت علیہ الناس کہہ رہے ہین تو اوس کا مطلب یہہ تو نہین ہوسکتا کہ جاہلون کو انہون نے فقہ پڑھتے پڑھاتے دیکھا تھا کیونکہ وہ فقہ کی تعریف مین یہہ جملہ کہہ رہے ہین ایسے موقع مین جاہلون کے قول و فعل سے استدلال کرنا عقل کے بالکل مخالف ہے جاہلون کی طرف وہ امور منسوب کئے جاتے ہین جنکی توہین مقصود ہوتی ہے۔ اس دلیل سے یہہ ماننا پڑیگا کہ علیہ ادرکت الناس سے اونکی مراد آپکے اساتذہ اور علما ہین جن سے اونکو ملاقات تھی اور اون کے پورے کلام کا مطلب یہہ ہوا کہ یون تو فقہ اورون کی بھی ہے مگر معتبر فقہ جو ہے تو ابوحنیفہ رح کی ہے اور یہہ فقط میرے رائے نہین بلکہ علما اور شیوخ کے ایک جم غفیر کو مین نے اوسی فقہ پر پایا ہے۔

اب غور کیجئے کہ جب اوس زمانہ کے عموماً اہل علم فقہ حنفیہ پر عمل کرتے تھے تو اگر یہہ کہا جائے کہ اوسی زمانہ مین اجماع ہوگیا تھا کہ فقہ حنفیہ موافق حدیث ہے تو کیا نقصان۔ یہان شاید یہہ شبہہ ہوگا کہ اوس زمانہ مین بعض علما فقہ حنفیہ کے مخالف بھی تھے تو اوس کا جواب یہہ ہے مخالف یا حاسد تھے یا کم فہم جیسا کہ ابن مبارک وغیرہ محدثین رحمہم اللہ کی تصریح سے ثابت ہے اور ابراہیم بن رستم نے تصریح کی ہے کہ جو شخص گمان کرے کہ مین ابوحنیفہ رح

سے مستغنی ہوں وہ جاہل ہے، غرضکہ جہاں کم فہم اور حاسدوں کے قول قابل اعتبار نہیں ہو سکتے اس وجہ سے ابن معین رح نے علیہ ادرکت الناس مطلقاً کہدیا۔ اور قطع نظر اس کے امام صاحب کے مخالف بھی آپکے اقوال کا انکار نہیں کر سکتے تھے جیسا کہ ابو نعیم رح کے قول سے معلوم ہوا کہ لوگ طوعاً و کرہاً اونکے منقاد ہوتے جاتے تھے چنانچہ الانتصار میں یحییٰ بن آدم کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ کے بہت سارے مسائل میں نے شریک سے سنے ہیں جو اون سے روایت کیا کرتے تھے کسی نے کہا اونکو تو ابو حنیفہ کے اقوال پسند نہ تھے کہا پسند تھے اور سنا بھی کرتے تھے لیکن حسد کی وجہ سے ظاہر نہیں کرتے تھے" انتہی۔

اس سے ظاہر ہے کہ گو وہ مخالف تھے مگر امام صاحب کے اقوال کو مانتے ضرور تھے۔

غرضکہ موافق مخالف سب فقہ حنفیہ کو تسلیم کر رہے یہاں تک کہ اقصائے بلاد مغرب تک فقہ حنفیہ شائع ہو گئی۔

اہل انصاف یہاں غور فرماویں کہ فقہ حنفیہ کی نسبت جو یحییٰ بن معین رح نے "علیہ ادرکت الناس" کہا اور یحییٰ بن آدم نے کہا "علیہ استقر الامر" جو سابقاً نقل کیا گیا۔ ان اقوال کا مطلب سوائے اسکے اور کیا ہوگا کہ اوس زمانہ میں فقہ حنفیہ پر اجماع ہو گیا تھا پھر جو بات ایسے دو گواہ عادل کی گواہی سے ثابت ہو کیا وہ قابل اعتماد نہ ہوگی۔ جب ہمارے زمانہ میں معمولی دو گواہوں کی گواہی سے قصاص ثابت ہو جاتا ہے تو اون اکابر اور شیوخ محدثین کی گواہی سے اتنی بات بھی ثابت نہ ہوگی کہ اوس زمانہ میں فقہ حنفیہ پر اجماع ہو گیا تھا ہم یہ نہیں کہتے کہ فقہ حنفیہ پر اجماع ہونے کے بعد فقہ شافعیہ وغیرہ قابل اعتبار نہیں کیونکہ وہ دوسرا مسئلہ ہے بلکہ ہمارا مطلب صرف یہاں اسی قدر ہے کہ ایک ایسے زمانہ میں کہ محدثین کے شیوخ بکثرت موجود تھے اور احادیث کی تحقیق و تنقید کا بازار گرم تھا۔ کوئی بے اصل بات رواج نہیں پا سکتی تھی ایسے شباب علم حدیث کے زمانہ میں فقہ حنفیہ پر محدثین وغیرہ علماء کا اجماع ہونا اس بات پر دلیل بین ہے کہ وہ مخالف حدیث نہیں۔

تہذیب التہذیب میں حماد بن دلیل ابو زید مدائنی کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ وہ اصحاب ابو حنیفہ رح میں سے تھے۔

اگرچہ اوسی مین امام احمدرح کا قول نقل کیا ہے ،، کہ وہ صاحب الرائے ہین صاحب حدیث نہین ہین لیکن یہہ بھی لکھا ہے کہ ابن معین اور ابن حبان وغیرہ نے اونکی توثیق کی ہے اور ابو داؤد مین اونکی روایت موجود ہے۔

م ک خلف ابن ایوبؒ سے کسی نے ایک مسئلہ پوچھا اونھون نے کہا ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کا اوس مین یہہ قول ہے اوس نے کہا پھر آپ کیا فرماتے ہین کہا مین ایسے شخصون کا قول کہہ رہا ہون جو لوہے کے پہاڑ ہین اور تو میرا قول پوچھتا ہے۔

امام صاحب کی کسقدر عظمت اون کے دل مین تھی کہ اون کے قول کے مقابل اپنا قول بیان کرنا بھی ناگوار تھا اور اوسی پر فتوی دیا۔ اونکی اس تقریر مبالغہ آمیز سے صاف ظاہر ہے کہ وہ امام صاحب کے مقلد ضرور تھے۔

تھذیب التھذیب مین شعب بن اسحاق کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے مقلد تھے ،، شعب وہ شخص ہین کہ اسحاق ابن راہویہ اور لیث ابن سعد جیسے اونکے شاگرد ہین اکثر محدثین نے اونکی توثیق کی ہے۔ اوزاعی اونکو اپنے نزدیک جگہ دیا کرتے تھے۔ بخاری مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین کما فی التھذیب التھذیب۔

اب انصاف کیجیے کہ حنفی مذہب بے اصل ہوتا جیسا کہ اس زمانہ کے بعضے مولوی کہتے ہین تو کیا ایسے جلیل القدر محدث یہہ مذہب اختیار کرتے۔

یہہ روایت اوپر لکھی گئی کہ مکی بن ابراہیم حدیث اور فقہ مین امام صاحب کے شاگرد تھے اور حنفی مذہب مین نہایت متعصب تھے ،، ایسے جلیل القدر محدث جنکی شاگردی پر امام بخاریؒ کو ناز ہے جب حنفیت مین متعصب ہون تو ہم لوگ کیون مورد طعن بنائے جاتے ہین۔

یہہ روایت بھی اوپر لکھی گئی کہ توبہ بن سعد امام صاحب کے قول کے مطابق فیصلہ کیا کرتے اور کہتے کہ وہ میرے اور میرے رب کے درمیان ہین۔ توبہ شخص ہین کہ امام مالکؒ سے آرزو کرتے تھے کہ اونکے جیسا کوئی ایک شخص اپنے یہان ہوتا۔

یہہ روایت بھی اوپر لکھی گئی کہ سفیان ثوری رح اکثر امام صاحب کے اقوال اونکے شاگردون سے دریافت کرتے اور اوسی کے مطابق فتوی دیا کرتے تھے۔

تاریخ ابن خلکان مین لکہا ہے کہ لیث بن سعد رح حنفی المذہب تھے۔ اور قسطلانی نے بھی شرح بخاری مین بھی بات لکھی ہے۔ لیث بن سعد وہ شخص ہین کہ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رح نے اونکے مناقب مین ایک مستقل کتاب لکھی ہے جسکا نام الرحمۃ الغیثیہ بالترجمۃ اللیثیہ ہے۔ اوسی مین لکہا ہے کہ کسی نے لیث رح سے پوچھا کہ آپ سے بہت ساری حدیثین ہم سنتے ہین جو آپکی کتابون مین نہین ہین فرمایا اگر وہ سب حدیثین مین لکھتا جو میرے سینہ مین ہین تو یہ گہر اوسکی گنجایش نکر سکتا اوسی مین لکھا ہے کہ امام شافعی رح فرماتے ہین کہ لیث امام مالک رح سے بھی افقہ تھے سعید بن ابی ایوب کہتے ہین کہ اگر امام مالک اور لیث کسی مقام مین جمع ہوتے تو امام مالک اون کے روبرو گونگے ہوتے یعنے بات نکر سکتے۔ کیون نہو وہ امام صاحب کے فیض یافتہ اور حنفی المذہب تھے۔ اوسی مین لکہا ہے کہ خلیلی کہتے ہین وہ بالاتفاق اپنے وقت کے امام تھے۔ ابن حبان کہتے ہین کہ وہ فقہ اور علم اور حفظ اور فضل وکرم مین اپنے زمانہ کے سادات مین تھے۔ نووی رح نے تہذیب مین لکہا ہے کہ اونکی جلالت اور امانت اور ثقہ اور حدیث مین اون کے علو مرتبت پر اجماع ہوگیا"

اگر بالفرض سوائے انکے کوئی محدث حنفی المذہب نہوتا تو بھی ایسے جلیل القدر امام المحدثین کا حنفی المذہب ہونا حنفیہ کے افتخار اور اطمینان کے لئے کافی تھا۔

۱۵ھ۔ کاوح بن رحمہ اللہ کہتے ہین کہ کسی نے امام مالک رح سے پوچھا کہ کسی کے پاس دو کپڑے ہون ایک نجس اور ایک پاک اور معلوم نہو کہ پاک کونسا ہے تو نماز کس طرح پڑہے فرمایا تحری کرے۔ کاوح کہتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ ابو حنیفہ رح تو کہتے تھے کہ ہر ایک کپڑے مین ایک بار نماز پڑہے" اونہون نے سائل کو بلوا کر ابو حنیفہ رح کے قول پر فتوی دیا۔

۱۶ھ۔ محمد بن عمر الواقدی رح کہتے ہین کہ امام مالک رح اکثر ابو حنیفہ رح کے اقوال کی تلاش کرتے اور اونکے مطابق فتوی دیا کرتے اگرچہ اس بات کو ظاہر کرتے نہ تھے" انتہی۔

ہم یہ نہین کہتے کہ امام مالک رح نے کسی مسئلہ مین امام صاحب کی تقلید کی کیونکہ وہ خود مجتہد تھے اسی وجہ سے امام صاحب کی طرف کسی قول کا منسوب کرنا اونکو جائز نہ تھا۔ بخلاف مقلد کے کہ اسکو منسوب کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر اس سے امام صاحب کے اجتہاد کی قوت تو ضرور

ثابت ہے کہ امام مالک رح جیسے شخص اونکے اقوال کی تلاش کرتے اور اونہین کے مطابق فتوی دیتے تھے۔

مکحں ح ف مسعر رح کہا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان مین ابوحنیفہ رح کو قرار دے تو مجھے امید ہے کہ اوسکو کوئی خوف نہین اور یہ نہ سمجھا جائیگا کہ اوسنے احتیاط مین کمی کی اس مقام مین اگر مسعر رح کا بھی خیال کرلیا جائے کہ وہ کیسے شخص تھے تو مناسب ہوگا۔ پیشتر اونکے بعض حالات معلوم ہوچکے ہین جن مین سے ایک یہ ہے کہ شعبہ اور اونکے معاصر اونکو مصحف ناطق کہا کرتے تھے۔ دیکھئے جب مصحف ناطق فرماتے ہین کہ ابوحنیفہ رح کی تقلید مین نہایت احتیاط ہے تو طالب حق کے لئے اور کیا چاہئے۔ خدا کے اور اپنے درمیان اون کو قرار دینیکا مطلب اوسکے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ جس راہ سے وہ لیجائین بے چون وچرا اونکے پیچھے پیچھے بارگاہ کبریائی مین جانا باعث نجات ہے اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

ک فضل بن موسی سینانی رح لوگون کو ترغیب دیتے تھے کہ ابوحنیفہ رح کی اتباع کرین۔ ایسے جلیل القدر محدث (جنکی جلالت شان پر وکیع۔ ابن مبارک اور اسحق بن راہویہ رحمہم اللہ جیسے اکابر محدثین گواہی دے رہے ہین جیسا کہ اوپر لکھا گیا) جب امام صاحب کی تقلید کرنے کی ترغیب دیتے ہونگے تو کس سرگرمی سے مذہب حنفی ترقی پذیر اور شائع ہوتا جاتا ہوگا۔

مدحف ابوتمیلہ یحیی بن واضح کہتے ہین کہ ایک بار ہم اور محمد بن ملیح ابوحنیفہ کا مذاکرہ کر رہے تھے انہون نے کہا اے ابوتمیلہ اگر تمہین کسی ثقہ کے ذریعہ سے ابوحنیفہ کا کوئی قول پہونچ جائے تو اسکو قبول کرلیا کرو اونکا قول تو [illegible] ہوتا ہے۔ اس لئے اسکا مطلب ظاہر ہے کہ [illegible] اس لئے کہ امام صاحب کے اقوال کو قبول کرنا بلا دلیل مان لینا ہے جسکو اصطلاح مین تقلید کہتے ہین۔

ح عبداللہ بن مبارک رح نے ایک بار [illegible] کے جواب مین فرمایا تم نہین جانتے کہ ابوحنیفہ سے زیادہ کوئی شخص افقہ نہین [illegible] انتہی ملخصا۔ جب امیر المؤمنین فی الحدیث نے تمام محدثین مین سے امام صاحب کو منتخب کرکے اس بات کا مستحق قرار دیا کہ اونھی کی اقتدا کی جائے تو اب کسی عامی کو تو کیا محدث کو

بھی حق نہین کہ اونکی تقلید سے روکے۔

۵۔ ابو یوسف رح کہتے ہین کہ امام صاحب ایک بار مسجد الحرام مین بیٹھے تھے لوگ آتے اور مسائل پوچھتے اور آپ جواب دیتے جاتے تھے اتنے مین امام جعفر صادق رض وہان تشریف لائے اور یہہ حالت کھڑے دیکھہ رہے تھے کہ امام صاحب کی نظر آپ پر پڑی اور فراست سے دریافت کرکے کھڑے ہوگئے اور کہا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر پہلے سے مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کھڑے ہین تو خداے تعالے نے مجھے کبھی اس حالت مین نہ دیکھتا کہ مین بیٹھا رہون اور آپ کھڑے ہون۔ آپنے فرمایا اے ابو حنیفہ بیٹھہ جاؤ اور لوگون کو جواب دو مین نے اپنے آباؤ اجداد کو بھی اسی حالت پر پایا ہے۔ دیکھئے امام صاحب جو جواب دیتے جاتے تھے وہ سب مسائل فقہیہ تھے جنکو تقلیداً سب مان رہے تھے اور امام جعفر صادق رض نے بھی اوسکی تحسین کی۔

درمختار مین لکھا ہے کہ بہت سے اولیاے کرام نے امام صاحب کی تقلید کی چنانچہ اونمین سے چند حضرات یہہ ہین۔ ابراہیم ادھم۔ شقیق بلخی۔ معروف کرخی۔ بایزید بسطامی۔ فضیل بن عیاض۔ داؤد طائی۔ احمد بن خضرویہ۔ ابوبکر وراق۔ وغیرہم۔ شامی رح نے وغیرہم کی شرح مین لکھا ہے جیسے حاتم اصم اور محمد شاذلی قدست اسرارہم۔ حدائق الحنفیہ مین مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی نے اور بہت سے اولیاء کرام کے نام لکھے ہین جو حنفی المذہب اور امام صاحب کے مقلد ہین منجملہ اونکے چند حضرات یہہ ہین۔ داتا گنج بخش۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح۔ حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیا رح۔ خواجہ محمد پارسا رح۔ مجدد الف ثانی رح۔ ملا قطب الدین سہالوی۔ شاہ کلیم اللہ جہان آبادی قدست اسرارہم۔

حدائق الحنفیہ مین اور بہت سے اسماے گرامی احناف کے لکھے ہین فی الحقیقت یہہ کتاب قابل دید ہے اور یہہ حدائق قابل تفرج ہین بہت بڑا سرمایہ معلومات اس مین مندرج ہے یہہ بات قابل تصدیق ہے کہ جب کبھی قوم کے سربرآوردہ اور معتمد علیہ کوئی کام کرتے ہین تو اونکے دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی وہ کام کرنے لگتے ہین اور چند روز مین وہ کام اونکی قومی رسم و رواج مین داخل ہوجاتا ہے۔ اب دیکھئے کہ یہہ نامی گرامی حضرات

محدثین و اولیاء کرام نے امام صاحب کی تقلید کی تو اونکے شاگرد اور معتقد کس کثرت سے امام صاحب کے مقلد ہوگئے ہونگے۔ مابعد کی صدیون مین جو حنفیہ کی کثرت ہوگئی جس پر حالت موجودہ شاہد عدل ہے وہ اوسی ابتدائی کثرت کا اثر ہے۔ غرض کہ علما کا کثرت سے امام صاحب کے مقلد ہونا اس بات پر قطعی دلیل ہے کہ متدین علما نے ایسے زمانہ مین آپکو مجتہد مطلق مان لیا تھا جو شباب علم کا زمانہ تھا۔ اہل انصاف سمجھ سکتے ہین کہ جب خیر القرون مین امام صاحب کی تقلید نہایت سرگرمی سے ہوئی اور اوس زمانہ کے اہل احتیاط محدثون نے اوسکو جائز رکہا اور خود بہی کرتے رہے تو اوس بے علمی کے زمانہ مین جسکی خبر احادیث مین دی گئی ہے کس قدر اوس کی ضرورت ہے۔ آخری زمانہ کی نسبت احادیث مین مصرح ہے کہ اوس مین دین عجائز اختیار کیا جائے اور ظاہر ہے کہ دین عجائز صرف تقلید ہی ہو سکتا ہے اونکی جہالت مین یہہ بات ہوتی ہے کہ نئی بات کے سخت دشمن ہوتے ہین۔

چونکہ تقلید کا ذکر آگیا ہے اس لئے مختصر سی بحث اوسکی بہی بیان کرنا مناسب ہے اگر تفصیلی بحث دیکہنا منظور ہو تو اور رسالون مین ملاحظہ فرماوین جو کثرت سے چہپ چکے ہین۔ تقلید کے معنی یہہ ہین کہ کسی شخص کو معتبر سمجہکر اوسکے قول و فعل کی پیروی بغیر دلیل کیجائے۔ تقلید انسان کی فطرتی صفت ہے اور تمام کمالات کی تحصیل کا مبدا یہی صفت ہے جس انسان مین یہ صفت کمی کے ساتہہ ہوگی اوسکے کمالات مین نقص ضرور ہوگا۔ دیکہئے جب لڑکا کسی قدر سمجہنا شروع کرتا ہے تو ایک ایک چیز کا نام پوچہتا ہے اور اوسکے ماں باپ یا اور جو کچھ بتلا دیتے ہین اوس کو تقلیداً مان لیتا ہے۔ اگر اوس مین تقلید کا مادہ نہ ہوتا تو حیوان ناطق ہی بننے سے محروم رہجاتا اور سوائے کائین کائین کرنے کے کوئی بات نکرسکتا۔ اسیطرح جب استاد کے پاس جاتا ہے تو ہر ایک مسئلہ مین تقلید کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ تمام علوم سے محروم رہجائے۔ پہر دین مین بہی تقلید کی ضرورت ہے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے۔ مَا آتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماوین اوسکو قبول کرلو جس کا مطلب یہہ ہوا کہ چون و چرا کی اجازت

نہیں صرف آپکے ارشاد کو بلا دلیل مان لیا کرو مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کی نماز دو رکعت ہے تو کسی کو یہہ پوچھنے کا حق نہیں کہ دو رکعت مقرر ہونیکی کیا وجہ اور قرآن مین کہیں اوسکا ذکر بھی ہے یا نہیں یہہ بحث دوسری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو تقلید کہتے ہین یا نہیں مگر صورۃً تقلید ہونے مین کلام نہیں۔ اسیطرح صحابی نے جب کہہ دیا کہ انما الاعمال بالنیات مثلاً حدیث ہے تو تابعی کو یہہ پوچھنے کا حق نہیں کہ اسکے حدیث ہونیکی کیا دلیل البتہ یہہ ضرور ہے کہ جسکی تقلید کیجائے وہ شخص معتمد علیہ اور راستباز ہو اسی وجہ سے محدثین کو رجال کی بحث کرنیکی ضرورت ہوئی جس سے مقصود یہ ہے کہ جو شخص عادل صادق معتمد علیہ ہو اوسی کی تقلید کیجائے یہہ بات قریب مین معلوم ہوگی کہ رجال کی جرح و تعدیل کا مدار تقلید ہی پر ہے

فقہا کی تقلید کی ضرورت قرآن شریف سے بھی معلوم ہوتی کیونکہ حق تعالیٰ ارشاد ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ
اے مسلمانون اللہ کی اطاعت کرو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور اون اولی الامر کی بھی جو تم مین سے ہون۔ اگرچہ اولی الامر کی معنی امرا کے بھی ہوسکتے ہین مگر قرآن پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان اولی الامر سے مراد علما و فقہا ہین اس لئے کہ مقصود اس آیۃ شریفہ مین اطاعت خدا و رسول اور اطاعت اولی الامر ہے اس مطلب کو ادا صرف حرف عطف سے ہوسکتا تھا یعنے اطیعوا اللہ والرسول واولی الامر سے یہ مقصود حاصل ہوجاتا تھا لفظ اطیعوا کو مکرر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر چونکہ کلام بلیغ مین خصوصاً کلام الٰہی مین کوئی لفظ بیکار نہین ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ مقصود اس زیادتی سے کچھ دوسرا ہی ہے وہ یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو کوئی ضمنی نہ سمجھے اور یہ خیال کرے کہ قرآن شریف مین جتنے احکام ہین انہی مین حضرت کی اطاعت ضروری ہے۔ اس خیال کے دفع کرنے کے لئے تکرار لفظ اطیعوا مثل اطیعوا اللہ کے مستقل طور پر اطیعوا الرسول ارشاد ہوا جس سے مقصود یہہ ہے کہ جو کچھ حضرت فرمائین خواہ وہ قرآن مین ہو یا نہو سب مان لین اور اطاعت کرین اور اوس کے بعد اولی الامر کے ساتھ لفظ اطیعوا کا ذکر نہین ہوا

جس سے یہہ بات معلوم کرادی گئی کہ اونکی اطاعت تبعی ہے یعنے جو احکام حضرت نے بیان فرمائے ہین انہی مین اونکی اطاعت کی جاوے کیونکہ جو لوگ خلاف شرع حکم کرتے ہین اون کے باب وارد ہے۔ وَمَن لَّمْ یَحْکُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰہُ فَأُولٰئِکَ هُمُ الْفَاسِقُونَ اور هُمُ الظَّالِمُونَ۔ اور هُمُ الْکَافِرُونَ۔ اب اولوالامر کو یہہ معلوم کرنا ضرور ہوا کہ ہم اس آیۂ شریفہ کی رو سے کون سے امور کے امر کرنے کے مجاز ہین جنکی اطاعت مسلمانون پر واجب ہے اور یہہ بات ظاہر ہے کہ کل آیات و احادیث سے ایسے امور کا نکالنا جو واجب الاتباع ہین فقیہہ کا کام ہے غرض کہ اولوالامر کو ضرور ہوا کہ خود فقیہ ہون یا فقہا سے مدد لیکر امر کرین بہر حال دونون صورتون مین اولی الامر کی اطاعت فقہا ہی کی اطاعت ہوئی پھر اگر اطاعت کرنے والون کو معلوم ہو جائے کہ حاکم عالم نہین تو مشتبہ امور مین اونکو ضرور ہوگا کہ علما سے دریافت کرین کہ وہ امور واجب الاطاعت ہین یا نہین اور اگر وہ فتوی دین کہ اون امور مین اطاعت جائز نہین تو اونہی کی اطاعت واجب ہوگی جس سے معلوم ہوا کہ فقہا اور امرا کے اوامر متعارض ہون تو اہل اسلام مامور ہین کہ فقہا کا امتثال امر کرین اور امرا کی اطاعت نکرین جیسا کہ اس روایت سے بھی ظاہر ہے۔

عن علی رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا طاعۃ فی معصیۃ اللہ انما الطاعۃ فی المعروف متفق علیہ کذا فی المشکوۃ فی کتاب الامارۃ

یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معصیت مین کسی کی اطاعت درست نہین اطاعت صرف اونہی امور مین ہے جو دین مین معروف ہین۔

اب دیکھئے کہ امیر اور فقیہ کے اقوال متعارض ہونے کی صورت مین فقیہ کا قول جب واجب العمل ہو تو امرا اولوالامر ہوئے یا فقہا اسیوجہ سے جابر ابن عبد اللہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم اور عطا اور مجاہد اور ضحاک اور ابو العالیہ اور حسن بصری وغیرہم رحمہم اللہ نے اولی الامر کی تفسیر مین فقہا اور علما ہی لکھا ہے جیسا کہ تفسیر ابن جریر و ابن کثیر وغیرہ سے واضح ہے کیون نہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علما ہی کو اپنا جانشین قرار دیا ہے جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے عن الحسن ابن علی رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللہ علی خلفائی قیل ومن خلفاءک یا رسول اللہ قال الذین

یحیون سنتی ویعلمونہا الناس رواہ ابو النصر السجزی فی الابانۃ وابن عساکر و فی معناہ ما رواہ الطبرانی والرامہرمزی وابن ابی حاتم کذا فی کنز العمال یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ رحمت کرے میرے خلفا پر کسی نے پوچھا آپ کے خلفا کون ہیں یا رسول اللہ فرمایا وہ لوگ جو میری سنت کو زندہ کرتے ہیں اور لوگون کو سنت کی تعلیم کرتے ہیں۔

غرض کہ فقہا کی اطاعت قرآن شریف سے بھی ثابت ہے اور احادیث سے بھی اسی وجہ سے عمر ابن عبد العزیز رح نے تمام شہرون مین حکم جاری کر دیا کہ جس باب مین فقہا کا اتفاق ہوا اوسی پر عمل کیا جائے جیسا کہ اوس روایت سے ثابت ہے جو دارمی مین ہے

عن حمید قال قیل لعمر بن عبد العزیز لو جمعت الناس علی شیء فقال ما یسرنی انہم لم یختلفوا قال ثم کتب الی الآفاق والامصار لیقضی کل قوم بما اجتمع علیہ فقہاؤہم دیکھئے عمر ابن عبد العزیز رح نے جو تمام ممالک اسلامیہ مین عام حکم جاری کر دیا کہ فقہا کے اقوال پر عمل کیا جائے اس سے انہون نے ثابت کر دیا کہ اولی الامر جنکی اطاعت واجب ہے وہ صرف فقہا ہین حکام کو اوس مین کوئی دخل نہین۔

ابن حزم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ تقلید کو حرام سمجھتے ہین مگر فقہا کی تقلید کے وہ بھی قائل ہین جیسا کہ اون کی اس عبارت سے ظاہر ہے جو الفصل فی الملل مین لکھا ہے نعم ان التقلید لا یحل البتۃ وانما التقلید اخذ المرء قول من دون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممن لم یامرنا اللہ عز وجل باتباعہ ولا باخذ قولہ بل حرم علینا ذلک ونہانا عنہ یعنے اس مین شک نہین کہ تقلید ہرگز حلال نہین تقلید اسی کا نام ہے کہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایسے دوسرے شخص کا قول مان لیا جائے جس کی اتباع کا اور اوس کے قول پر عمل کرنے کا حکم خدا نے کبھی نہ دیا ہو بلکہ اوس کے ماننے سے منع فرمایا اور اوسکو حرام کر دیا ہو حاصل یہ کہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کی اتباع کا حکم خدائے تعالیٰ نے دیا ہو تو اوسکی اتباع اوسپر ... ابن حزم رح کے اس قول سے کہ ان التقلید لا یحل البتہ ... دعوے ثابت ...

نے مطلقاً تقلید کو حرام کر دیے اس لیے انہوں نے فقہا کی اتباع کو سرے سے تقلید ہی میں داخل نہیں کیا کیونکہ وہ تصریح کرتے ہیں کہ تقلید ایسے شخص کی اتباع کو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اوس کے اتباع کا کبھی حکم نہ دیا ہو اور چونکہ فقہا کے اتباع کا حکم وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ سے دیا ہے اس لیے وہ تقلید ہی نہیں اس سے مقصود اون کا معلوم ہو گیا کہ اگر تقلید ہر طرح سے مذموم ہو تو فقہا کی تقلید کو تقلید ہی سے خارج کر دینگے اسی وجہ سے اونہوں نے تقلید مذموم میں ایسی قید لگا دی کہ تقلید اصطلاحی پر وہ صادق ہی نہیں آتی جب ابن حزم جیسے متشدد شخص تقلید فقہا کو بری نہیں سمجھتے تو اون کے پیروؤں کو ضرور ہے کہ اس بات میں اغماض کر جائیں اور مقلدوں کو مشرک نہ بنائیں یوں تو فقہا اور مجتہدین بہت سے گذرے ہیں اور امام بخاری بھی فقیہ اور مجتہد تھے مگر جو بات اہل مذاہب اربعہ کو حاصل ہوئی وہ کسی کو نصیب نہ ہوئی یہ بات شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے بھی معلوم ہوتی ہے جو الانصاف میں لکھا ہے وخصلة رابعة تتلوها هي ان تنزل له القبول من السماء فيقبل الى علمه جماعات فقهاء من العلماء من المفسرين والمحدثين والاصوليين وحفاظ كتب الفقه ويمضي على ذلك القبول والاقبال قرون متطاولة حتى يدخل ذلك في صميم القلوب یعنی مجتہد کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ اوس کی قبولیت آسمان سے اترے جس کی وجہ سے علما اور مفسرین اور محدثین و اصولیین اور حفاظ کتب فقہ اوسکے علم کی طرف متوجہ ہوں اور اس قبول و اقبال پر مدتیں گذر جائیں یہاں تک کہ لوگوں کے دل میں یہ باتیں داخل ہو جائیں ''

ہم کہتے ہیں کہ یہ باتیں مذاہب اربعہ پر صادق آتی ہیں شاہ صاحب ممدوح نے عقد الجید فی مسائل التقلید میں اس امر میں ایک باب بھی مدون کیا جسکا عنوان یہ ہے باب تاکید الاخذ بهذه المذاهب الاربعة والتشديد في تركها والخروج عنها اور اوسمیں لکھتے ہیں اعلم ان في الاخذ بهذه المذاهب الاربعة مصلحة عظيمة وفي الاعراض عنها كلها مفسدة كبيرة نحن نبين ذلك بوجوه حاصل اوسکا یہ کہ مذاہب اربعہ کی تقلید نہایت ضروری ہے اور اوس میں بڑی مصلحت ہے اور اوس سے اعراض

کرتے ہیں بڑا مفسدہ ہے جس کے متعدد وجوہ ہیں پھر بہت سے وجوہ بیان کئے جن کا
ذکر موجب تطویل ہے الحاصل تمام روئے زمین پر اہل سنت کے چار ہی مذہب مشہور ہیں
اور پانچواں مذہب بخاری کہیں سنا نہیں گیا بلکہ جو لوگ بخاری شریف کو مانتے ہیں سب سے
بڑھے ہوئے ہیں وہ بھی امام بخاری کی تقلید کو عار بلکہ بعضے تو شرک ہی سمجھتے ہیں اور حرمت
تقلید پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں قولہ تعالیٰ اِتَّبِعُوا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا
مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ وقولہ تعالیٰ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا
اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاءَنَا وقولہ تعالیٰ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اور اصل یہ ہے کہ اس قسم کی کل آیتیں کفار کی شان میں نازل ہوئیں اسوجہ سے کہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا کہ بت پرستی وغیرہ چھوڑ دو تو وہ کہنے لگے کہ ہم نے
اپنے باپ دادا کو اسی طریقہ پر پایا ہے اس لئے آپکی نہیں سنتے اور اصل وجہ اوسکی یہی تھی
کہ اون کو نبوت ہی کی تصدیق نہ تھی پھر جب تصدیق کرلے تو فوراً انہوں کو توڑ دیتے تھے
چونکہ یہ آیتیں مقلدین پر چسپاں کی جاتی ہیں اس لئے اون کی حالت پر نظر ڈالنے کی ضرورت
ہے کہ آیا اون کو نبوت پر ایمان ہے یا نہیں اور اگر ہے تو باوجود ایمان کے اپنے نبی کی بات
چھوڑ کر اپنے امام کی بات ماننے کی کیا وجہ کیا امام کو وہ نبی سمجھتے ہیں جو خاتم الانبیاء کے بعد
پیدا ہوئے اور اون پر وحی اترنے کے بھی قائل ہیں جسکی وجہ سے اون کے مقرر کئے
ہوئے احکام کو ناسخ اور پہلے نبی یعنی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو منسوخ سمجھتے ہیں
اس بات کی تحقیق یوں ہو سکتی ہے کہ کسی جاہل سے جاہل مقلد سے پوچھ لیا جائے تو وہ
ہرگز نہ کہیگا کہ میں اپنے امام کو نبی سمجھتا ہوں اور اسی وجہ سے اون کے قول کو واجب
الاتباع جانتا ہوں۔ اس سے یقینی طور پر ثابت ہو گیا کہ کفار جو آبا و اجداد کے
طریقہ کو نبی کے مقابلہ میں جس وجہ سے پیش کرتے تھے وہ وجہ تو یہاں ہرگز نہیں [illegible]
اس لئے کہ اوسکا منشا تکذیب نبی تھا اور کوئی مقلد تکذیب نبی نہیں کرسکتا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے مجتہدین کو اجتہاد کرنے کی اور اوسپر عمل کرنے کی [illegible]
اس لئے [illegible] عمل کرتے ہیں [illegible] مذہب کے [illegible]

تو یہہ ضرور کہنا پڑیگا کہ احادیث ہمارے سر آنکھون پر اور وہ سب واجب التعظیم ہین اسیوجہ
سے بخاری شریف کے ختم کو ہم باعث انجاح مرام سمجھتے ہین اور اوسکے اسقدر دلدادہ ہین کہ
اہل حدیث بھی نہونگے مگر چونکہ کل احادیث کے معنی بخاری شریف وغیرہ مین نہین اور جسقدر
ہین وہ امام بخاری وغیرہ کے اجتہادی ہین جو ہمارے امام کے شاگردون کے شاگرد تھے
اس وجہ سے اون معنی کو نہین مانتے جو ہر شخص اپنی رائے سے بیان کرے بلکہ اوس تحقیق کو
مانتے ہین جو تمام آیات واحادیث کو پیش نظر رکھکر ایک جلیل القدر امام الوقت بیان کرے -
اور ہم لوگ اسکے مامور بھی نہین کہ جو شخص قران وحدیث کو پیش کرے اوسکو مان ہی لین بلکہ
سلف صالح نے ہمین یہہ طریقہ دکھلا دیا ہے کہ غیر معتمد شخص قرآن بھی سنائے تو نہ سنا جائے
چنانچہ سنن دارمی مین یہہ روایت ہے عن اسماء بن عبید قال دخل رجلان من
اصحاب الھوا علی ابن سیرین فقالا یا ابا بکر انحدثك قال لا قالا فنقرأ علیك
اية من كتاب الله قال لا لیقومان عنی اولاقومن فقال بعض القوم یا ابا بکر و
ما علیك ان یقرأ علیك اية من كتاب الله تعالی قال خشیت ان
یقرأ علی فیحرفانها فیقر ذلك فی قلبی یعنے ابن سیرین کے پاس دو شخص آئے جو اہل ہوا
سے تھے اور کہا کہ ہم ایک حدیث آپکو سناتے ہین فرمایا مین نہین سنتا پہر کہا قرآن کی ایک
آیت ہی سن لیجئے کہا نہین اور فرمایا تم یہان سے چلے جاؤ یا مین اوٹھہ جاتا ہون لوگون
نے کہا حضرت اگر آپ قرآن کی آیت سن لیتے تو کیا نقصان تھا فرمایا اگر وہ آیت پڑہکر اوسکے
مضمون مین تحریف کر دیتے اور وہ ہی بات میرے دل مین جم جاتی تو خوف کی بات تھی اب
دیکھئے اون لوگون نے ابن سیرین رحمہ اللہ کو کیسے متعصب اور جاہل اپنی قوم مین جاکر بنایا ہوگا کہ
اونہون نے نہ حدیث سنی نہ قرآن بلکہ یہہ آیت پڑہکر اونکا کفر بھی ثابت کر دیا ہوگا جو حق تعالے
فرماتا ہے وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ یعنے جب
قران پڑہا جاوے تو سنو اور چپ رہو بجائے اسکے کہ سنکر چپ رہتے اونہون نے سننا بھی گوارہ
نہ کیا پہر کس طرح وہ مستحق رحمت ہو سکتے ہین اور خدا جانے کیسی کیسی موشگافیان کرکے اونکو
کافر بنایا نہین تو تشنیعین کی ہونگی مگر اہل اسلام ایسے جلیل القدر تابعی کی نسبت یہہ گمان

ہرگز نہین کرسکتے کہ انہون نے قرآن کے سننے سے انکار اسوجہ سے کیا کہ آیہ شریفہ وَ
اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ اونکو یاد نہ تھی یا اوس پر عمل کرنا اونکو منظور نہ تھا بلکہ
سبب اوس کا یہ تہا کہ قرآن بہ نیت تلاوت یا وعظ نیک نیتی سے پڑہا جائے تو اوسکا سننا
واجب ہے اور اہل ہوا کو ایسے موقعون مین یہہ مقصود نہین ہوتا بلکہ اونکی غرض یہہ ہوتی ہے
کہ قرآن وحدیث کے ذریعہ سے اپنے خیالات فاسدہ انکے ذہن نشین کرین اغراض کا مختلف
ہونا اس حکایت سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے جو ایک مولوی صاحب نے مجھسے کلکتہ کا
چشم دید واقعہ بیان کیا کہ مقلدون کی مسجد مین ایک غیر مقلد صاحب آکر جماعت مین شریک
ہوگئے جب امام نے آمین کہی تو انہون نے حسب عادت باواز بلند آمین کہی اب تمام اہل
مسجد مقلد حیران رہے کہ نماز کی حالت مین اس کا کیا تدارک کیا جاے مگر بے چین طبیعتین
کب چپ رہ سکتی ہین ایک صاحب نے فوراً اون کے جواب مین باواز بلند (شالا)
کہدیا جو وہان گالی سمجھی جاتی ہے غیر مقلد صاحب تھے بڑے جری اون سے اس گالی کی
برداشت نہوسکی اور اوس کے جواب مین پہر آمین بہت زور سے کہی مقلد صاحب یہ لفظ
دوبارہ سنتے ہی آگ بگولا بن گئے اور بلند آواز سے (شالا بیٹا شالا) اوسی آمین کے لہجہ مین
ادا کیا پہر انہون نے بکمال غضب سے اوسی آمین کو اور پہینک مارا غرض کہ چند بار یہہ
سب دشتم طرفین سے ہوتا رہا اوس کے بعد لات مکہی کی نوبت آئی مقصود یہ کہ مقلد صاحب
کو جو (شالا بیٹا شالا) کہنے سے تشفی ہوتی تھی غیر مقلد صاحب کو لفظ آمین سے بہی وہی تشفی ہوتی
تھی - اب کہئے کہ انہون نے اس متبرک لفظ کو گالی کے موقع مین استعمال کیا یا نہین غیر
مقلدون کو جب منظور ہوتا ہے کہ مقلدون کو علانیہ گالی دین تو اونکی مسجدون مین جاکر
آمین باواز بلند کہدیتے ہین جس سے ایک ہنگامہ برپا ہوجاتا ہے بخلاف اس کے وہی
مبارک لفظ شافعیہ وغیرہ بہی نہایت بلند آواز سے کہتے ہین مگر کسی کو برا نہین معلوم ہوتا اسوجہ
سے کہ اون کو صرف امتثال امر اور تلاوت مقصود ہوتی ہے -

الحاصل جسطرح اس متبرک لفظ کے کہنے سے مقصود دوسرا تہا اسی طرح اہل ہوا کا قرآن وحدیث
سنانے سے مقصود دوسرا ہی ہوا کرتا ہے یہان یہ بات قابل غور ہے کہ کیا وجہ ہے

کہ باوجود ایمان اور تبحر علم کے اون حضرات کو اس درجہ کی احتیاط تھی کہ غیر مذہب والون سے قرآن کی آیت بھی نہین سنتے تھے اس خیال سے کہ کہین اوس کے عقائد فاسدہ کا اثر اپنے دل پر نہ پڑجائے۔ اور اس زمانہ مین ہر کم علم بلکہ بے علم شخص بھی اہل مذاہب باطلہ کے اقوال کو سننے اور دیکھنے کی کچھ پروا نہین کرتا بلکہ اس کو دینداری اور حق پسندی سمجھکر اپنی بے تعصبی کا ثبوت دیتا ہے۔

بات یہہ ہے کہ جن حضرات کو اپنے ایمان اور اعتقادات کی قدر ہے اور قرآن وحدیث پر پورا ایمان اور جزا وسزا پر کامل یقین ہے اون کو احتیاط کرنے کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ خود فطرت انسانی کا مقتضی ہے کہ جس چیز کو آدمی بیش بہا اور عزیز الوجود سمجھتا ہے اسکی حفاظت مین کمال درجہ کی احتیاط کو کام مین لاتا ہے یہان تک کہ اپنے دوست سے بھی بدگمان ہو جاتا ہے سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین + نگہدار وآن شوخ در کیسہ در + کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر + اب دیکھئے کہ ایک جماد کی حفاظت مین یہہ احتیاط ہو تو ایمان جس پر نجات اخروی اور ابد الآباد کی بہبودی کا مدار ہے اوسکی کس قدر احتیاط چاہئے اور حدیث شریف مین بھی اس کی تعلیم کیگئی ہے چنانچہ مقاصد حسنہ مین امام سخاوی رح نے یہہ حدیث نقل کی ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم احترسوا من الناس بسوء الظن رواہ احمد وغیرہ یعنے لوگون سے بدگمانی کرکے اپنی حفاظت کرو جب تک طبیعتین تقلید کی جکڑبندی کی عادی تھین اہل سنت وجماعت کا گروہ ایک کثیر التعداد اشخاص پر شامل تھا اور جب سے ترک تقلید سے آزادی طبیعتون مین آگئی ہے ایسے نئے نئے فرقے بنتے جاتے ہین جنکا وجود خیال مین بھی نہین آتا تھا اور لامذہبی کا شیوع اوسوقت جو صدیون مین نہین ہوا تھا اب مہینون بلکہ دنون مین ہورہا ہے اور یہہ جتنے نئے فرقے بنتے جاتے ہین اونہی مقلدون کے ہم مشرب لوگ ہین جو اب جانی دشمن بن گئے ہین۔ غرض کہ مسلمانون کو چاہئے کہ اہل سنت وجماعت کے متدین علماء نے جو تمام آیات واحادیث کو پیش نظر رکھکر کمال جانفشانی سے دینی احکام کو منقح کرکے کتب فقہ مین لکھ دئے ہین اون کو ہرگز نہ چھوڑین اور جو نیچری وغیرہ آیات واحادیث پیش کرین اون کو قابل التفات نہ سمجھین کیونکہ حقیقت یہ ہے

والے اپنے کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں سب کا استدلال قرآن و حدیث ہی سے
ہے اب کہئے کہ آدمی کس کس کی پیروی کرے پھر جس طرح قرآن سے ہدایت متعلق ہے
کبھی ضلالت کا سبب بھی وہی ہو جاتا ہے کقال اللہ تعالیٰ یُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ
كَثِيرًا اس لئے مقتضائے عقل یہی ہے کہ اہل مذاہب باطلہ سے نہ قرآن سنتے نہ حدیث بلکہ
جس طرح کروڑہا اہل سنت و جماعت جن میں علما و محدثین اور اولیا اللہ شریک ہیں قرناً بعد قرن
مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک مذہب کے مقلد رہے ہمکو بھی چاہئے کہ انہی کی پیروی کریں
کیونکہ اسلام میں اجماع بھی ایک بڑی چیز سمجھی جاتی ہے یہ بات مشاہد ہے کہ جس کسی کا
مقتدا اپنا منظور ہوتا ہے تو چند آیات و احادیث میں غور و فکر کرکے اور اقوال سلف اور
عقل سے مدد لیکر کسی بات کو مہتم بالشان بنا دیتا ہے اور جہلا جنکو دین کی عقل نہیں ہوتی اوس
دام میں پھنس جاتے ہیں یہاں تک کہ اونکا ایک فرقہ بن جاتا ہے اور وہ سب اوسکے
آبا و اجداد سمجھے جاتے ہیں اور وہ اونکا مقتدا اور جو عقلمند ہوتے ہیں وہ سمجھ جاتے ہیں
کہ ہمیں جاہل سمجھ کر چاہتا ہے کہ اپنے تابع اور مقلد بنا لے اور خود ہمارا پیشوا اور حاکم بنے
اور وہ خیال کرتے ہیں کہ مجتہد تو ہم بھی نہیں ہو سکتے کسی نہ کسی کی تقلید کا قلادہ ہماری گردن
میں ضرور ہوگا تو پھر کیوں نا کسی کی تقلید کا بار کیوں قبول کریں اور ایسے شخص کی تقلید
کیوں نکریں جن کے تدین اور ورع اور علم اور تفقہ ہونے پر امام بخاری رح کے صدہا
اساتذہ نے گواہی دی ہے اور اوسی زمانہ کے اکابر محدثین نے اون کو اپنا مقتدا مان لیا
اور اکثر اون علما نے جن میں اکثر صحاح ستہ کی احادیث سے بخوبی واقف تھے اون کی
تقلید کی ما ایسے جلیل القدر امام کی تقلید کو چھوڑ کر کسی آخری زمانہ والے کے ہاتھ میں ا
قلادہ دینا عقل سے بعید ہے مثل مشہور ہے اذا سرقت فاسرق الدرۃ غرض کہ ہم تو وہی
جو اپنے آبا و اجداد کے طریقہ پر ہیں یہ بات اونکو تھوڑا بہت معلوم ہوئی ہے کہ امام موصوف کا جو
اکابر محدثین کے مجمع میں تنقیحات کرکے فقہ مدون کی تھی جو نسلاً بعد نسل
ہے اب اگر اسی کا نام تقلید آبائی رکھا گیا کہ تقلید آبائی کے ساتھ نازل ہوا کا قرآن و حدیث
تو تمام مسلمانوں پر یہی الزام لگ سکتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے ... کہ کیا وجہ ہے

باتین سنین نہ معجزے دیکھے بلکہ اپنے آبا و اجداد ہی سے سن سن کر ایمان لائے۔ مگر جو لوگ
سمجھدار ہین وہ یہی سمجھینگے کہ ہر زمانہ کے معتمد علیہ مسلمان خصوصاً اپنے آبا و اجداد جن پر بھروسا
زیادہ ہوتا ہے جب ان تمام امور کی گواہی دیتے آئے تو بعد والون کو ہر مسئلہ کا یقینی
علم ہو گیا اب اگر یہہ تقلید بھی ہے تو ایسے امور ہین جو اسلام مین ضروری سمجھا گیا ہے
جنکا وجود تواتر سے ثابت ہو گیا ہے اسی طرح مقلدین کی تقلید آبائی قابل ... ہے۔
یہہ بات یاد رہے کہ اس زمانہ مین تقلید مذہب اربعہ سے بہتر کوئی مستحکم مذہب نہین ہے جیسا کہ
شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی لکھا ہے اگر تقلید آبائی کا فقرہ سن کر کسی کو ... آ جائے اور
اس قلعہ سے باہر نکل پڑے تو کسی نہ کسی مکار دغا باز کا ضرور شکار ہو جائیگا کیونکہ ہر شخص کا
کام نہین کہ مخالفون کی دلائل کو رد کر سکے اپنا اعتقادی و دینی مذہب ثابت کر سکے۔ اس صورت
مین ضرور کسی ایسے شخص کی تقلید کرنی ہوگی کہ نہ اوس کو دین سے کام ہے نہ مذہب سے
غرض بلکہ صرف جاہلون کا مقتدا بننا اور انکو اپنے مقلد بنانا منظور ہوگا۔ اس قسم کے بعض
لوگ یہہ دھوکا دیتے ہین کہ ہم اپنی تقلید کرانا نہین چاہتے۔ بلکہ عمل بالحدیث چاہتے ہین
یہہ ایسا فقرہ ہے کہ بھولے بھالے مسلمانون کے دلون پر افسون کا کام کر جاتا ہے
مگر اہل علم سمجھتے ہین کہ عمل بالحدیث ہر شخص کا کام نہین اس کے لئے اعلیٰ درجہ کی قوت
اجتہادیہ کی ضرورت ہے دیکھئے عمر رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جب مناظرہ
کیا کہ زکوٰۃ نہ دینے والون سے جہاد درست نہین اوس وقت صحیح حدیث پیش کی
جسکو صدیق اکبر رض بھی جانتے تھے باوجود اس کے انھون نے اجتہاد کی ضرورت سمجھی
اور خدا جانے کونسی آیات و احادیث پیش نظر ہو گئی تھین کہ انھون نے اوس حدیث
پر عمل کرنا درست نہین سمجھا۔ آخر کل صحابہ نے اوس حدیث کو ترک کر کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
کے اجتہاد ہی کو مان لیا اس سے ظاہر ہے کہ وہی احادیث اور اون کے معنی دین مین
مجتہدون کے ذریعہ سے پہونچین۔ اگر صحیح حدیث کے پیش ہوتے ہی اوس پر عمل
ہوتا تو صدیق اکبر رض کو اجتہاد کی کبھی جرات نہوتی۔ غرضکہ بخاری شریف کی حدیثین
واجب العمل ہونگی کہ مستند مجتہد کے اعتقاد مین بھی واجب العمل قرار پائینگی

ہتہا اب ... مقلدون ... چاہئے کہ اہل ... جہان نشانی سے ... اور مخالفین ... ہو گیا ہے

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید مین لکھا ہے کہ کسی خصوصیت مقام اور قراین خاصہ کی وجہ سے صحت حدیث ثابت ہوتی ہے اور جدلی امور کلیہ سے اوس کا ابطال کرنا چاہتا ہے سو اوس کی مثال ایسی ہوگی کہ کسی پتھر کو مثلاً دیکھنے سے یقین ہوتا ہے کہ وہ پتھر ہے مگر جدلی اوس مین شک ڈالنے کی غرض سے کہتا ہے کہ ہر چیز کی شناخت رنگ اور شکل وغیرہ سے ہوتی ہے اور چونکہ ان امور مین تشابہ ہوتا ہے اس لئے اوس کے پتھر ہونے کا یقین نہین ہو سکتا۔ جب قراین خاصہ سے حدیث کی صحت ثابت ہو جائے تو جدلی کا قول قابل اعتبار نہوگا بلکہ ایسے موقع مین سکون اور اطمینان قلب دیکھا جاتا ہے جو نشا ہوا اور قراین سے حاصل ہو۔ انتہی۔ اس تقریر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی مسئلہ مین صحت کسی حدیث کی ثابت ہو جائے اور دوسرے احادیث یا قراین سے مجتہد کو سکون اور اطمینان حاصل نہو تو اونکو ضرور ہوگا کہ اجتہاد کر کے ایسا حکم مستنبط کرین جس سے اونکو اطمینان حاصل ہو اسی وجہ سے اکثر اونکو صحیح حدیثین چھوڑنے کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ صحابہ کبار کے طریقۂ عمل سے ثابت ہوا۔

غرضکہ جن کو درجہ اجتہاد حاصل نہین اونکو سکون اور اطمینان قلبی حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ تحقیق کر لین کہ معتمد علیہ مجتہد نے بھی حدیث مبحوث عنہ کو واجب العمل قرار دیا یا نہین اگر ہر طالب علم کے کہنے سے عمل بالحدیث کرنے لگین تو اون طلبہ کے مقلد بازیچۂ اطفال بن جائین گے۔ کیونکہ اس زمانہ مین مجتہد بننا ہرگز قرین قیاس نہین اس وجہ سے کہ مجتہد کو ضرور ہے کہ اجتہاد کر کے ہر مسئلہ مین اطمینانی کیفیت حاصل کرے کہ یہی شارع کی مراد ہے۔ اور کسی مسئلہ وغیرہ مین اطمینانی کیفیت اوسوقت تک نہین پیدا ہوسکتی کہ تمام آیات اور تمام احادیث اور تمام اقوال صحابہ جو اوس مسئلہ سے متعلق ہین پیش نظر ہون جیسا کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے انصاف مین لکھا ہے وثانیہما ان یجمع الاحادیث والاثار فیحصل احکاما ویتنبہ بماخذ الفقہ ویجمع مختلفہا اور صحیح صحیح احادیث و آثار کا مفقود ہو جانا یقیناً ثابت ہے تو یہہ چند موجودہ حدیثین اون لاکھون کے قایم مقام کیونکر ہو سکین۔ پھر احادیث مین قابل اعتماد وہ حدیثین

ہوتی ہین جن مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری قول یا فعل مذکور ہو جیسا کہ بخاری شریف مین ہے قال الزہری وانما یوخذ من امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الآخر فالآخر۔ جب لاکھون حدیثین تلف ہوگئین تو اس قسم کی بھی سیکڑون بلکہ ہزارہا ضرور تلف ہوی ہونگی۔ ہان اگر اصحاب صحاح ستہ یہہ تصریح کر دیتے کہ کل صحیح حدیثین ہم تک پہونچ گئی ہین مگر کسی مصلحت سے ہم نے بیکار حدیثون کو ترک کر دیا اور کام کام کی حدیثین صحاح مین لکھدین۔ تو اون کے اعتماد پر یہہ کہنا ممکن تھا کہ تلف شدہ حدیثون کو دین کے معاملہ مین کوئی دخل نتھا اس لئے اونکا تلف ہونا ہی اچھا ہوا جس سے حفاظت کی مصیبت سر سے ٹل گئی مگر یہہ بھی ثابت نہوا اس لئے کہ کسی محدث نے یہہ دعوی کیا ہی نہین کہ مجھے کل صحیح حدیثین پہونچی ہین اور مین نے اون حدیثون مین سے وہی حدیثین انتخاب کرکے اپنی کتاب مین لکھی ہین جن مین حضرت کے آخری قول اور فعل ہین۔ اگر ایسا ہوتا تو صحاح مین ہر مسلہ سے متعلق ایک ہی حدیث ہوتی حالانکہ بخاری وغیرہ کتب صحاح مین اکثر متعارض حدیثین موجود ہین جس سے صاف ظاہر ہے کہ صرف ناسخ اور معمول بہا حدیثون کے لکھنے کا اونھون نے التزام نہین کیا۔ دیکھئے بخاری شریف مین یہہ حدیث موجود ہے قال ابوالدرداء کیف کان عبد اللہ یقرؤ واللیل اذا یغشی قال والذکر والانثی فقال ابوالدرداء ما زال ھولاء حتی کادوا یشککونی وقد سمعتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر بخاری شریف مین کل روایتین واجب العمل ہوتین تو سورہ واللیل مین کوئی نہین تو اہل حدیث تو ضرور والذکر والانثی پڑھتے حالانکہ غالباً وہ بھی ایسا نہ پڑھتے ہونگے اس سے ظاہر ہے کہ بخاری شریف مین بھی واجب العمل اور غیر واجب العمل ہر قسم کی روایتین موجود ہین۔ اب بتائیے کہ کیا ممکن ہے کہ آخری زمانہ والے اجتہاد کے مدعی تمام صحیح اور ناسخ حدیثین حاصل کرلین جس سے اطمینانی کیفیت دل مین پیدا ہو۔ اس زمانہ مین اطمینانی کیفیت پیدا ہونے کی تدبیر سوائے اسکے اور کوئی نہین ہوسکتی کہ وہ لاکھون حدیثین کان لم یکن فرض کرلی جائین اور یہہ خیال کرلیا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فرمایا ہی نہین۔ مگر یہہ تصور خلاف واقع

ہوگا اور جو اجتہاد اوس پر متفرع ہوگا وہ بنار الفاسد علی الفاسد ہوگی۔
اگر انصاف سے دیکھا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ یہہ چند صحاح ستہ کی حدیثین اوسوقت غنیمت اور کافی سمجھی جاتین کہ کل احادیث کا محصل اور خلاصہ ہمارے پاس نہوتا مگر جب اکابر دین کی شہادتون سے ثابت ہوگیا کہ فقہ حنفیہ تقریبا کل حدیثون کا ملخص ہے تو مقتضائے عقل یہی ہے کہ اوسکو قائم مقام کل حدیثون کے تصور کرلین۔

چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب

یہہ بات مین اپنی طرف سے نہین کہتا بلکہ خود محدثین نے کہا ہے کہ ابوحنیفہ رح نے احادیث کو محفوظ کر دیا۔

غرضکہ جب امام صاحب نے تمام آیات و احادیث و آثار کو جمع کرکے اون سے مسائل جزئیہ کے استخراج کا بارگران اپنے ذمہ لیا اور اوس کام مین جس قدر ضرورتین پیش آئین سب کو نہایت اہتمام اور احتیاط سے پوری کیا تو اون کی محنت شاقہ کو کان لم یکن کرکے طے شدہ امور کو بے بضاعتی کی حالت مین از سرنو شروع کرنا کس قدر بے ضرورت اور فضول ہے۔ اگر اسی فقہ پر ظن غالب کر لیا جائے کہ تمام احادیث و آثار کا خلاصہ ہے تو اوسکو تائید دینے والے لین بہت سے اکابر دین کی شہادتین موجود ہین بخلاف اس کے اب جو اجتہاد کیا جائیگا اوس پر ہرگز حسن ظن نہین ہو سکتا کہ وہ کل احادیث کا خلاصہ ہے اور جب تک کسی چیز پر ظن غالب نہو وہ شریعت مین قابل اعتبار نہین اسیوجہ سے امت مرحومہ مین مذاہب حقہ وہی چار تسلیم کر لئے گئے ہین جنکی تدوین صحاح ستہ کی تدوین سے پہلے ہو چکی ہے جس زمانہ مین تقریبا کل صحیح حدیثین موجود تھین اور اوس کے بعد مفقود ہو گئین۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب انصاف مین لکھتے ہین کہ اہل حق کے اجماع سے یہہ بات ثابت ہے کہ واجب اصلی یہہ ہے کہ امت مین ایک شخص ایسا ہو کہ احکام فرعیہ ادلہ تفصیلیہ سے معلوم کرے چونکہ مقدمہ واجب واجب ہے تو اگر کسی واجب کے حاصل کرنے کے کئی طریقے ہون تو کسی ایک طریقہ کا حاصل کرنا واجب ہوگا۔ اور جب ایک ہی طریقہ اوس کا متعین ہو جائے تو خصوصا اوسی طریقہ

کو حاصل کرنا واجب ہے مثلاً کوئی شخص حالت مخمصہ مین مبتلا ہو جس سے خوف ہلاک ہو تو اوس مخمصہ کو دفع کرنے کے لئے غذا خریدے یا جنگل سے میوے وغیرہ جنکو کہالے یا شکار کرے۔ غرضکہ ان مختلف طریقون سے کوئی ایک طریقہ دفع ہلاک کے لئے اختیار کرنا ضرور ہوگا۔ اگر سب طریقے مسدود ہون اور ایک ہی طریقہ کہلا ہو مثلاً خریدی غذا کا تو اوسی پر واجب ہوگا کہ کچھ خرید کرکے کہالے انتہی۔ دیکہئے جب کل احادیث خصوصاً ناسخ حدیثون کے حاصل کرنے کے سب طریقے مسدود ہوگئے اس لئے کہ لاکہون حدیثین مفقود ہوگئین تو اب واجب یہی ہے کہ فقہ کی تقلید کی جائے جس کے خلاف احادیث ہونے کا ظن غالب ہے کیونکہ بخاری وغیرہ پر ظن غالب ہرگز نہین ہوسکتا کہ کل احادیث کا مجموعہ یا خلاصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لاکہون علما باوجودیکہ صحاح ستہ کو خوب جانتے تھے مگر مذہب ہی کی تقلید کرتے رہے۔

یہان یہہ بات بھی معلوم کرنے کے لائق ہے کہ ابتداءً کن لوگون نے ترک تقلید کرکے خودسری اور تحقیق کا دعویٰ کیا کتب احادیث و تواریخ سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ وہ تھے جنکو صحابہ نے خوارج کا لقب دیا تھا ہرچند اس لفظ کے اور بھی معنی ہین مگر اس لحاظ سے بھی یہہ لقب اونپر صادق آجاتا ہے کہ وہ تقلید سے خارج ہوگئے تھے۔ بمناسبت مقام تھوڑا سا حال اونکا یہان لکہا جاتا ہے۔

واقعہ یہہ ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور معاویہ رضی اللہ عنہما مین متعدد جنگ ہوے اور یہہ تجویز قرار پائی کہ طرفین سے حکم مقرر ہون اور اونکی رائے پر فیصلہ قرار پایا۔ یہہ بات اون لوگون کو ناگوار ہوئی جنکو کمال تقویٰ اور علم کا دعویٰ تھا وہ لوگ علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر سے یہہ کہکر علیحدہ ہوگئے کہ حکم تو خدائے تعالیٰ کا کام ہے جب علی رضی اللہ عنہ دوسرے کے حکم پر راضی ہوئے تو وہ کافر ضال الدم ہوگئے اب اونکی اتباع اور تقلید جائز نہین۔ ابوالفرج ابن جوزی رحمہ اللہ نے تلبیس ابلیس مین لکہا ہے کہ یہہ لوگ اپنے کو علم مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے زیادہ سمجہتے تھے ہرچند ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اون سے کہا کہ علی کرم اللہ وجہہ نبی کے ساتھ تھے تمام مہاجرین وانصار ہمارے ہین ہمین مین قرآن نازل ہوا وہ تم سے زیادہ قرآن کے معنی جانتے ہین

ہین اون کے جیسا ایک شخص بھی نہین مگر اونہون نے نہ مانا اور کئی سوال کیے جن مین ایک
یہہ تھا کہ خداے تعالی تو فرماتا ہے ان الحکم الا للہ اور علی رض نے آدمیون کو حکم مقرر
کیا آدمیون کو حکم سے کیا تعلق تلبیس ابلیس کی یہہ عبارت ہے۔ قالوا اما احد نحن
فانہ حکم الرجال فی امر اللہ وقد قال اللہ تعالی ان الحکم الا للہ فما
شان الرجال والحکم بعد قول اللہ اور اوس مین لکھا ہے کہ خوارج مین سے
حرقوص وغیرہ نے علی کرم اللہ وجہہ سے کہا لا حکم الا للہ آپنے بھی فرمایا لا حکم الا للہ یہہ سنکر
اوس نے کہا جب یہی بات ہے تو توبہ کرو اور اپنے فیصلے سے رجوع کرو اور اگر ایسا نکرو
گے تو ہم تم سے جنگ کرینگے۔ لکھا ہے کہ جب جنگ شروع ہوی تو خوارج کی فوج مین ایک
دوسرے سے کہتا تھا کہ تھیئوا للقاء الرب الرواح الرواح الی الجنۃ
یعنے اپنے رب سے ملنے کے لیے آمادہ ہو جاؤ اور چلو جنت کی طرف جلدی چلو"
بڑی عبرت کا مقام ہے کہ وہ کیسے قوی الایمان لوگ تھے کہ راہ خدا مین جان دینا اونپر
ذرا بھی گران نہ تھا بلکہ اون کے یہہ چند گران بہا معنی خیز الفاظ اونکے دلی ولولون کو کس وضاحت
سے بیان کر رہے ہین کہ اونکی عمر کا وہ ایک ہی دن تھا جس مین عمر بھر کی سعی اور جان فشانیون کا
نتیجہ پیش نظر ہو گیا تھا۔ اونکا ایمان اور صدق یہ ہرگز گوارا نہین کرتا تھا کہ وہ دن ٹل جاے موت
کی تاخیر ہو وہ ایک صدمہ جانکاہ سمجھتے تھے حور و قصور اور جنت کے تمام سامان پیش نظر
ہو گئے تھے کہ اب کوئی دم مین وہان پہونچکر مصائب دنیوی سے سبکدوش ہو جاتے ہین ایک
اور خداے تعالی کی ملاقات جسکی تمنا عمر بھر رہی اب ہونے کو ہے۔ مگر افسوس ہے کہ
بزرگوار بدعت کی توہین اور خودسری و ترک تقلید نے سب آرزوون کو خاک مین ملا دیا اور
بجاے جنت کے دوزخ کا مستحق بنا دیا۔ اگرچہ ان وجوہ سے انکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تقلید
کر لیتے تو ہوا انکی دلی مراد پوری ہو جاتی بلکہ اوس سے بھی زیادہ کے مستحق ہو جاتے۔
لکھا ہے کہ جب نہروان پر کئی ہزار خوارج مارے گئے تو عبدالرحمن بن ملجم وغیرہ نے اپنے
مقتول رفقا کا ذکر کر کے کہا کہ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ انکو خدا کے معاملہ مین کسی کی ملامت
کا خوف نہ تھا وہ تو مقصود کو پہونچ گئے اب ہم کو چاہیے کہ اپنی جانین دیکر اپنے [illegible]

جنت خریدلین اوران گمراہ ائمہ یعنی علی کرم اللہ وجہہ اور معاویہ رضہ کو قتل کرکے بندگان خدا
کوراحت پہونچائین چنانچہ مکہ معظمہ مین یہہ عہد و میثاق موکد ہوا کہ ابن ملجم حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کو اور برک معاویہ رض کو اور عمرو بن بکر عمرو بن عاص رض کو ایک ہی روز قتل کرڈالین چنانچہ ابن ملجم
شقی کوفہ کو گیا اور اپنا معاہدہ پورا کیا
اوس کے استقلال کا حال لکھا ہے کہ جب وہ قتل کے لئے قیدخانہ سے نکالا گیا تو عبداللہ ابن
جعفر رض نے اوس کے دونون ہاتھ اور دونون پاؤن کاٹے مگر اوس نے اُف نہ کیا پھر گرم گرم
سیخین آنکھون مین پھیری گئین جب بھی استقلال کو نہ چھوڑا بلکہ کمال استقلال سے سورۂ اقرا کی
قرأت شروع کی اور یہہ حالت تھی کہ ادھر آنکھون سے خون بہہ رہا ہے اور آنکھین نکل پڑی ہین
اور ادھر زبان پر سورۂ اقرا برابر جاری ہے یہان تک کہ اوس سورہ کو ختم کیا۔ اوس کے بعد زبان کاٹنے
کے لئے پچھاڑا گیا اوسوقت جزع و فزع کرنے لگا جب اوسکا سبب پوچھا گیا تو کہا مجھے گوارا نہین
کہ دنیا مین کوئی ایسا وقت گذرے کہ جس مین خدائے تعالی کا ذکر نہ کرسکون اور فی الحقیقت کثرت
عبادت اوس کے چہرے سے نمایان بھی تھی بکثرت سجود سے اوس کی پیشانی پر گھٹا ہو گیا تھا خوارج
کا اعتقاد اوس کی نسبت یہہ تھا کہ آیۂ شریفہ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ
اوسکی شان مین نازل ہوی تھی"
ہمخیال اہل مذہب تو اوسکی تعریفین کرتے ہی ہونگے اوسکی بلکہ اوس کے تمام مذہب والون کی حالت
یہہ تھی کہ جو شخص سنےگا اونکے تقوی اور استقلال اور قوت ایمانی کا قائل ہو جائیگا کیونکہ خود حدیث
مین اونکی کثرت عبادت کا ذکر وارد ہے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے عن ابی سعید رض قال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یخرج قوم فیکم تحقرون
صلوتکم مع صلوتہم وصیامکم مع صیامہم واعمالکم مع اعمالہم
یقرؤن القرآن ولایجاوز حناجرہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم
من الرمیۃ اخرجاہ فی الصحیحین وعن عبد اللہ ابن ابی اوفی قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الخوارج کلاب النار کذا
فی تلبیس ابلیس لابن الجوزی رح یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین

ایک قوم ایسی نکلیگی کہ اونکی نماز اور روزہ اور کل اعمال کے مقابلہ مین تم اپنی نماز روزہ اور کل اعمال کو حقیر سمجہوگے وہ قرآن پڑہینگے مگر اون کے حلقون کے نیچے نہ اتریگا وہ دین سے ایسے نکلجائینگے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے اور فرمایا کہ خوارج دوزخ کے کتے ہین۔ اس فرقہ کے احوال کسیقدر مبسوط ہمنے انوار احمدی مین لکھا ہے غرضکہ احادیث اور اونکے احوال سے ثابت ہے کہ کتنا ہی تقوی اور عبادت کی جاے خودسری ہو تو وہ سب وبال جان ہے۔ اور مفید ہے تو ایمان کے ساتھ بزرگان دین کی تقلید اور تکریم۔

اون لوگون کی احتیاط کا حال لکہا ہے کہ اون مین اکثر قایل تھے کہ نانا اگر نواسی کے ساتھ نکاح کرے تو جائز ہے اس لئے کہ قرآن شریف مین صرف بنات کا ذکر ہے بنات البنات کا اون پر قیاس کرنا جائز نہین اور زانی کے رجم کو بھی وہ جائز نہین سمجھتے تھے اس لئے کہ قرآن شریف مین اوسکا ذکر نہین۔ اور اونکا عقیدہ تھا کہ مرتکب کبیرہ کافر ہے اور ابدالآباد کفار کے ساتھ دوزخ مین رہیگا اس لئے کہ شیطان باوجودیکہ خداے تعالے کی توحید کا قایل اور عارف تھا مگر صرف ایک کبیرہ جو اوس سے صادر ہوا کہ آدم علیہ السلام کو اوس نے سجدہ نکیا اس وجہ سے کافر اور ابدالآباد کے لئے دوزخی ٹھیرا۔ اون کے مذہب مین یہہ بات بھی داخل ہے کہ عثمان اور علی رضی اللہ عنہما سے تبری اور اونکی تکفیر ضروری ہے بغیر اس کے مناکحت صحیح نہین۔

ان امور سے ظاہر ہے کہ اون کی طبیعتون مین کس درجہ کی احتیاط اور حرارت اسلامی تھی کہ ذرا بھی قرآن کی مخالفت کا احتمال ہو تو تکفیر ہی کر ڈالتے تھے اور کیسے ہی اعلی درجہ کے صحابی کیون نہون اونکو کافر کہدینا کوئی بڑی بات نتھی۔ اجتہاد کو بالکل مانتے تھے حالانکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کرم اللہ وجہہ کو اجتہاد کی اجازت دی تھی مگر اونکی بھی اجتہاد کو نہ مانا اور نہ اونکی تقلید کی۔ اب دیکہئے کہ جو لوگ سلف صالح کی تقلید کو شرک بتاتے ہین اور مجتہدون کی توہین کرتے ہین اور عقلی دلائل قائم کرکے جو کام خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کیا اور صحابہ کرتے رہے اوسکو برا سمجھتے ہین اور بات بات مین مسلمانون کو کافر بناتے ہین اور بزرگان دین کی شان مین بدگوئیان کرتے ہین اور ضرورت سے زیادہ دین مین تشدد کرتے ہین وہ کس جماعت مین محسوب ہونگے۔

اسلام مین پہلا فرقہ جو مسلمانون کی جماعت سے خارج ہوا وہ فرقہ خوارج ہے اور سبب اونکے خارج ہونے کا یہی ہوا کہ خود ظاہر قرآن سے مسئلے نکالنے لگے چنانچہ قولہ تعالے ۔ ان الحکم الا للہ پر استدلال کرکے مستند مجتہد وقت یعنے علی کرم اللہ وجہہ کی تقلید چھوڑ دیا اور اوس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوزخ کے کتے بنے۔ اب مسلمانون کو چاہئے کہ وہ طریقہ اختیار نکرین جس نے مسلمانون مین تفرقہ ڈالا اور تفرقہ اندازون کو دوزخی بنایا بلکہ وہ طریقہ اختیار کرین جو صحابہ سے آج تک اہل سنت وجماعت مین جاری ہے - یہہ تقریر ضمناً آگئی کلام اسمین تھا کہ متعدد تصریحات اور قراین نے اس بات کا ظن غالب پیدا کر دیا ہے کہ فقہ احادیث قرآن کا خلاصہ ہے اور ظن غالب شرعاً عقلاً عرفاً قابل اعتبار سمجھا گیا ہے -

اسی وجہ سے جب تک دو معتبر شخص کسی بات پر گواہی ندین کسی دعوی کا ثبوت نہین ہوسکتا اور جب دو گواہ پیش ہو جائین تو پھر یہہ انتظار نہوگا کہ مدعی اسقدر گواہ پیش کرے کہ اونکی تعداد حد تواتر کو پہونچ جائے جو مفید علم قطعی ہے اس سے ظاہر ہے کہ جس طرح یقین پر آثار مرتب ہوتے ہین ظن غالب پر بھی ہوتے ہین - اسیطرح اگر سمت قبلہ مین شک واقع ہو تو جب تک قرائن سے کسی جہت پر ظن غالب نہو نماز صحیح نہین ہوتی گو قبلہ ہی کی طرف کیون نہ پڑھی جائے - اور اگر تحصیل ظن غالب کے بعد خلاف جہت بھی پڑھی جائے تو نماز صحیح ہو جائیگی - اس سے بھی ثابت ہے کہ ظن پر وہی آثار مرتب ہوتے ہین جو یقین پر ہوتے ہین -

محدثین خبر واحد کو بھی واجب العمل کہتے ہین جیسا کہ نکت مین ابن حجر رح نے لکھا ہے

واما شرط العدد فی الحدیث الصحیح فقد قال بہ قدیما ابراہیم بن علیۃ وعقد الشافعی رح فی الرسالۃ بابا محکما لوجوب العمل بخبر الواحد وخبر الواحد عندھم ھو ما لم یبلغ درجۃ المشہور سواء رواہ شخص واحد او اکثر - مگر اس کے ساتھ ہی کئی شرطین بھی لگائی گئین جن سے ظن غالب پیدا ہو چنانچہ الفیہ عراقی مین صحیح حدیث کی شرطین لکھی ہین -

فالاول المتصل الاسناد بنقل عدل ضابط الفؤاد

عن مثله من غير ما شذوذ وعلة قادحة فتوذي

وبالصحيح والضعيف قصدوا في ظاهر لا القطع والمعتمد

یعنے صحیح وہ روایت ہے جس مین ہر راوی ملازم تقوی اور اعلی درجہ کا متقی اور صادق ہو- اور ہوشیار ہو بے وقوف نہو اور خوب یاد رکھے اور اگر کتاب مین لکھ لیا ہو تو کتاب کی خوب حفاظت کرے۔ اور کسی ثقہ کے مخالف روایت نہ کیا ہو اور کوئی علت قادحہ اوس مین نہو۔ الحاصل جب اتنے قرائن ہون تو وہ حدیث صحیح اور واجب العمل ہوگی گو قطعی علم اوس سے حاصل نہین ہوتا چنانچہ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین امام سخاوی رح نے لکھا ہے القطع انما یستفاد من التواتر او القراین المحتفۃ بها الخبر ولو کان احادا یعنے علم قطعی بغیر خبر متواتر کے یا اوس خبر کے جس مین کئی قرینے ہون حاصل نہین ہوسکتا غرضکہ ایک شخص کی خبر ہرگز قابل اعتبار نہین مگر جب قرائن سے اوسکی صحت کا ظن غالب ہوجاۓ تو وہ واجب العمل ہوجاتی ہے لیکن باوجود اس کے غلطی کا احتمال لگا رہتا ہے جیسا کہ فتح المغیث مین لکھا ہے وبالصحیح والضعیف قصدوا الصحۃ والضعف فی ظاهر الحکم بمعنی انه اتصل سنده مع سائر الاوصاف المذکورۃ او فقد شرط من شروط القبول لجواز الخطا والنسیان علی الثقۃ الضبط والاتقان وکذا الصدق علی غیره کما ذهب الیه جمهور العلماء من المحدثین والفقهاء والاصولیین ومنهم الشافعی رح مع التمسک بالعمل بما ظنناه صدقا یعنے اگر کسی حدیث کی اسناد متصل بھی ہو اور تمام اوصاف صحت اوس مین پاۓ بھی جائین جب بھی احتمال خطا و نسیان لگا ہوا ہے اسلئے کہ ثقہ سے خطا و نسیان ممکن ہے ۔ اس کے سوا اور کئی محدثین کے اقوال ابھی نقل کیے گئے جن سے ثابت ہے کہ اسناد کیسی ہی صحیح ہو مگر اوس سے علم قطعی نہین ہوتا کہ متن حدیث صحیح ہے البتہ قرائن سے ظن غالب ہو جاتا ہے کہ متن بھی صحیح ہوگا۔ اور اسی ظن غالب سے اوس حدیث پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے ۔ اب

دیکھیے کہ جن محدثین کے نام صحیح حدیثون کی اسناد مین داخل ہین جنکی صداقت بیان کو یہہ قوت حاصل ہے کہ حدیث کو سامع کے اعتقاد مین صحیح اور واجب العمل بنا دیتی ہے اونھین مین کے اکثر حضرات فقہ حنفیہ کو مطابق حدیث اور قابل وثوق بیان کر رہے ہین پھر اس جم غفیر کے اخبار کے وثوق پر یہہ کیون نہ کہا جائے کہ جو مسائل فقہیہ بخاری وغیرہ کے مخالف ہین دراصل اون احادیث صحیحہ کے موافق جو امام بخاری وغیرہ متاخرین رح کو نہین پہونچین بھی تو ضعیف بنکر اور اون حضرات کے زمانہ مین وہ سب صحیح اور واجب العمل تھین غرضکہ بخاری و مسلم کی حدیثون کو صحیح بنانے والے حضرات جب فقہ حنفیہ کو مطابق احادیث کہہ رہے ہین تو بخاری و مسلم کو صحیح ماننے والون کو اس بات کا ظن غالب ہونا ضرور ہے کہ فقہ حنفیہ واجب العمل ہے اور بخاری وغیرہ مین وہ حدیثین موجود تھین جنکے مطابق فقہ حنفیہ ہے اور اگر یہہ ظن پیدا نہو تو اوس سے یہہ لازم آئیگا کہ بخاری وغیرہ کی صحت پر بھی حسن ظن نہین ہے۔

اس مین شک نہین کہ صحیح حدیثین واجب العمل ہین اور موضوع حدیث پر عمل درست نہین مگر اس کا یہہ مطلب نہین کہ جو حدیث صحیح ہو وہ واجب العمل ہے چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے طریقۂ عمل سے معلوم ہوا کہ عمل بالاجتہاد کو عمل بالحدیث پر ترجیح دی۔ اور اگر ہر صحیح حدیث واجب العمل ہوتی تو امام بخاری رح لاکھ صحیح حدیثین ضرور جمع کر دیتے جو اونکو یاد تھین تاکہ ہر ایک پر لوگ عمل کرین۔ اگر کہا جائے کہ امام بخاری نے واجب العمل انھی حدیثون کو سمجھا جو بخاری شریف مین ہین تو ہم کہین گے یہہ سمجھنا اونکا اجتہاد تھا دوسرے مجتہدون پر حجت نہین ہو سکتا جس طرح انھون نے ان احادیث کو واجب العمل سمجھا دوسرے مجتہدون نے دوسری صحیح حدیثون کو سمجھا۔ پھر بخاری مین بھی تو کل حدیثین واجب العمل نہین ہین جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ سورۂ واللیل کی روایت پر عمل نہین۔

غرضکہ صحیح بخاری کی مخالفت سے مقلدون پر یہہ الزام نہین آسکتا کہ اونکا مذہب مخالف حدیث ہے۔

پھر بخاری شریف ایسے زمانہ مین لکھی گئی کہ لاکھون صحیح حدیثین مفقود ہو گئین تھین جو ائمہ اربعہ

کے زمانہ مین موجود تھین جنکے موافق فقہ خصوصاً فقہ حنفیہ کا ہونا امام بخاری رحمہ کے صدہا اساتذہ کی گواہیون سے ثابت ہے۔ اب مذاہب اربعہ پر یہہ الزام جو لگایا جاتا ہے کہ وہ بخاری کے مخالف ہین اس کا جواب یہہ ہوسکتا ہے کہ امام بخاری کو وہ صحیح حدیثین ملی ہی تھین جو آئمہ کو خصوصاً امام صاحب کو ملی تھین اور اگر ملی بھی تھین تو اونکو قوت اجتہادیہ اور تفقہ نے اون مسائل کے نکالنے پر یاری نہین دی جو امام صاحب نے نکالا تھا اور یہہ کوئی نئی بات نہین اعمش اور اوزاعی جیسے حضرات امام صاحب کے مقابلہ مین نحن العطارون وانتم الاطبا فرما چکے ہین۔

اب یہہ بھی دیکھ لیا جائے کہ بخاری شریف مین جو حدیثین مذکور ہین ائمہ اربعہ کے زمانہ مین تھین یا نتھین یہہ ممکن نہین کہ اوس زمانہ مین نہون ورنہ یہ لازم آئیگا کہ وہ سب موضوع ہین اور جب موجود تھین تو یہہ دیکھنا چاہئے کہ آئمہ اربعہ کو اونکا پہونچنا ممکن ہے یا نہین یہ تو ہرگز ثابت نہین ہوگا کہ اون احادیث کا آئمہ کو پہونچنا ممکن ہی نہ تھا اس سے ثابت ہوگیا کہ ممکن ہے کہ آئمہ کو وہ حدیثین پہونچی بھی ہونگی اس کے بعد جب ہم یہہ دیکھتے ہین کہ اکابر محدثین کی گواہیون سے امام صاحب کا اعلم الناس ہونا ثابت ہے تو آسانی اس سے یہہ معلوم ہو سکتی ہے کہ یہہ حدیثین اونکو ضرور پہونچی ہونگی اسلئے امام بخاری رحمہ نے لاکھون حدیثون سے منتخب کر کے چند احادیث احکام جو اپنی کتاب مین لکھی ہین اس انتخاب کی وجہ ظاہر ہے کہ اونکی قوت اور صحت اسناد ہے اور یہ بات اہل علم پر پوشیدہ نہین کہ قوت اور صحت اسناد ہر زمانہ مین مرغوب رہا کی اور ایسی حدیثون کو حاصل کرنے کی غرض سے دور دراز کا سفر اختیار کیا جاتا تھا اور یہ بات مشہور ہوتی تھی کہ فلان فلان کے پاس فلان فلان منتخب حدیثین ہین اب غور کیا جائے کہ جب ایسی منتخب حدیثین امام صاحب کے زمانہ مین موجود اور مشہور ہون تو کیا اونکا شوق اور تدین مقتضی ہو سکتا تھا کہ وہ حدیثین حاصل نہ کی جائین ہرگز نہین یہی وجہ تھی کہ چار ہزار محدثون کو اسناد دینے کی ضرورت امام صاحب نے محسوس کی پھر امام صاحب کے تلامذہ ... ہر دیار سے محدثین جوق جوق آتے اور اجتہاد کے وقت اپنا سرمایہ حدیث پیش کرتے تھے کیا ایسی منتخب حدیثون کو

انہوں نے نظر انداز کر دیا ہوگا اور ابن مبارک رح جیسے امیر المومنین فی الحدیث جو عمر بھر امام صاحب کی خدمت میں رہے کیا بغیر اعلیٰ درجہ کی منتخب حدیثیں جاننے کے امیر المومنین فی الحدیث مسلم ہوگئے ہونگے ہرگز نہیں۔ غرضکہ متعدد اور مختلف قرائن و وجوہ سے ثابت ہے کہ بخاری شریف میں جتنی حدیثیں ہیں خصوصاً وہ حدیثیں جن سے احکام فقہیہ متعلق ہیں امام صاحب کو پہونچیں اور اجتہاد کے وقت وہ ضرور پیش نظر تھیں کیونکہ متعدد شیوخ کی شہادتوں سے ثابت ہے کہ جن احادیث سے مسائل فقہیہ کا تعلق ہے اونکو امام صاحب خوب جانتے تھے۔

اب دیکھنا چاہئے کہ بخاری شریف کی حدیثیں اجتہاد کے وقت اگر پیش نظر تھیں تو بعض مسائل فقہیہ خلاف اون احادیث کے کیوں ہوئے جس کی وجہ سے عامل بالحدیث حنفیہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ہر ایک اجتہادی مسئلہ سے جتنی حدیثیں متعلق ہوتی ہیں اجتہاد کے وقت سب پیش نظر رکھی جاتی تھیں اور جتنا سرمایہ لغت اور محاورات عرب وغیرہ امور کی ضرورت ہوتی ہے سب فراہم و مہیا ہوتا تھا اوسوقت ان تمام امور میں تدبر کر کے ایک ایسی بات نکالی جاتی تھی جس میں وہ تمام امور ملحوظ ہوں یہہ کام آسان نہیں ہے اسیوجہ سے ایک ایک مسئلہ کی تحقیق میں ایک ایک مہینہ گذر جاتا تھا۔ غرضکہ جب اجتہاد میں تمام آیات و احادیث ہر مسئلہ سے متعلق پیش ہوتی تھیں اور اون کے ہر پہلو پر نظر ڈالی جاتی تھی تو یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ ہر ایک حدیث کا پورا مضمون ہر مسئلہ میں لکھدیا جائے بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوسرے آیات و احادیث کے لحاظ سے بعضے حدیثیں پوری ترک کر دی جاتی ہیں جیسا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی پیش کی ہوئی حدیث پر عمل نکیا اسیطرح بعضے حدیثیں بخاری کی مسائل فقہیہ میں متروک العمل ہوں اور یہ اجتہاد کا لازمہ ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ میں مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رح نے لکھا ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حدیث صحیح پہونچنے پر بھی مجتہد کو ظن غالب نہیں پیدا ہوتا اس لئے وہ اپنے اجتہاد کو ترک نہیں کر سکتا بلکہ حدیث پر طعن کرتا ہے جیسا کہ صحاح ستہ میں یہ روایت ہے

فاطمہ بنت قیس رض نے عمر رض کے روبرو یہہ گواہی دین کہ جب میرے شوہر نے مجھے تین طلاق دین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے نہ نفقہ مقرر فرمایا نہ سکنی، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین ایک عورت کے کہنے سے کتاب اللہ کو نہین چھوڑ سکتا بلکہ مین یہہ حکم دیتا ہون کہ ایسے مطلقہ کے لئے نفقہ بھی دلایا جائے اور سکنی بھی،، اور عائشہ رض نے بھی فرمایا کہ اے فاطمہ کیا تم خدا سے نہین ڈرتی ہو،،

اب دیکھئے کہ حسب قاعدہ مسلمہ صحابہ کل عدول ہین یہہ خیال ہرگز نہین ہوسکتا کہ فاطمہ رض نے جھوٹ کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا اور یہہ بھی ممکن نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلاف قرآن حکم کیا ہو اسلئے یہہ ضرور ماننا پڑیگا کہ یا تو یہہ حکم قبل نزول آیۂ مطلقہ ہوگا یا اوس موقع کی کوئی خصوصیت تھی جسکو حضرت ہی جانتے تھے بہرحال مجتہد کو ایسے مواقع مین اجتہاد سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے اسیوجہ سے عمر رض نے اوس صحیح حدیث کو ترک کرکے اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہر صحیح حدیث قابل عمل نہین ہوسکتی بلکہ اجتہاد کی ضرورت باقی ہے۔

یہی بات اس روایت سے بھی ظاہر ہے عن ابن عباس رض قال قال عمر رض ابی اقرؤنا وانا لندع من لحن ابی وابی یقول اخذت من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا اترکہ بشئی قال اللہ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا رواہ البخاری یعنے عمر رض نے کہا کہ ہر چند ابی رض ہم سب سے زیادہ قرآن جانتے ہین مگر جس بات مین اونہون نے خطا کی ہے اوس کو ہم ضرور ترک کردینگے وہ کہتے ہین کہ فلان آیت کو مین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سن چکا ہون اسلئے مین اوس کو کسی وجہ سے یعنے کیسی ہی دلیل اوس کے مقابلہ مین پیش ہو نہ چھوڑونگا۔ وہ یہہ خیال نہین کرتے کہ حق تعالی فرماتا ہے ما ننسخ من آیۃ الآیہ یعنے ہم کسی آیت منسوخ کرتے ہین یا بھلا دیتے ہین تو اوس سے بہتر یا اوس کے مثل دوسری آیت نازل کرتے ہین،، انتھی اب دیکھئے کہ باوجودیکہ ابی رض جس آیت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن چکے تھے اوسکا اونکو جزم تھا اور یہی وجہ تھی کہ اوسکے ترک کو حرام سمجھتے تھے

اور عمر رض جیسے جلیل القدر اور پر زور حکومت والے خلیفہ وقت کی مخالفت کی کچھ پروا نکی مگر عمر رض نے بھی اپنے جزمی اجتہاد کے مقابلہ مین اونکے جزم کی کچھ پروا نکی اور اپنے اجتہاد ہی کو ترجیح دی۔ اس سے ایک بات اور معلوم ہوئی کہ صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو کچھ سن لیتے یا کسی فعل کو آپ کے دیکھ لیتے دوسری روایت یا قراین کی وجہ سے انکا مروی حدیث کو ترک نہین کرتے تھے اور بمصداق لیس الخبر کالمعاینۃ مقتضاے طبیعت بھی یہی ہے۔ مگر مجتہدون کا فرض منصبی ہے کہ دوسری احادیث وآیات وقراین وغیرہ پر غور وفکر کر کے ایک ایسی بات منقح کرین جس کے مطابق واقع اور حق ہونے کا ظن غالب ہو جائے اور اس اجتہاد مین کوئی صحیح حدیث قصداً بھی ترک کر دین تو اوس کے مجاز ہین جیسا کہ عمر رض کے بیان سے واضح ہے۔

ابوداؤد مین یہہ روایت ہے عن الزہری ان عثمان بن عفان رض اتم الصلوۃ بمنی من اجل الاعراب لانہم کثروا عامئذ فصلی بالناس اربعا لیعلمہم ان الصلوۃ اربع یعنے عثمان رض نے منیٰ مین نمازون مین قصر نہین کیا اور پوری چار رکعتین پڑھین اس وجہ سے کہ اوس سال بدو بہت سارے حج کے لئے آگئے تھے اس چار رکعت پڑھنے سے اونکی تعلیم مقصود تھی کہ ظہر عصر اور عشا کی چار چار رکعتین ہین۔ دیکھئے تمام حدیثون سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ مین قصر فرمایا تھا مگر عثمان رض نے اپنے اجتہاد اور راے سے اون حدیثون پر عمل نہین کیا۔ اس سے ثابت ہے کہ مجتہد اپنے اجتہاد سے کسی حدیث کو ضرورۃً ترک بھی کر سکتا ہے۔ یہہ روایت اوپر لکھی گئی کہ جن لوگون نے صبانا صبانا کہا تھا خالد رض نے جو امیر لشکر تھے اون کے قتل کا حکم دیا اور ابن عمر رض نے اپنے اجتہاد سے اونکے حکم کو نہین مانا حالانکہ متعدد حدیثون سے ثابت ہے کہ اطاعت امیر کی واجب ہے۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ اگر مجتہد کسی لحاظ سے حدیث پر عمل نکرے تو وہ اوسکا مجاز ہے۔

اوپر یہہ بھی مذکور ہوا کہ باوجودیکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم یعنے مشرکین جہان ملین اونکو قتل کرڈالو مگر نیل الاوطار مین علامہ شوکانی رح نے لکھا ہے کہ اجماع

صوامع اور بیان کا قتل قیاس سے ممنوع ہے حالانکہ یہہ لوگ اعلیٰ درجہ کے مشرک ہیں۔
یہہ روایت بھی اوپر مذکور ہوی کہ ابن عمر رضہ نے ابن عباس رضہ کے مقابلہ یہہ حدیث پیش کی
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المیت یعذب ببعض
بکاء اھلہ علیہ اور یہی روایت عمر رضہ سے بھی مروی ہے مگر عائشہ اور
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے اجتہاد سے اوسکو قبول نہیں کیا۔ اور ابن عمر رضہ بھی ساکت
ہوگئے۔
اب دیکھئے کہ صدیق اکبر عمر فاروق عثمان ذوالنورین عائشہ صدیقہ ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ
عنہم کے طریقہ عمل سے ثابت ہے کہ اگر مجتہد کو کوئی صحیح حدیث قیاس صحیح شرعی کے معارض
ہو تو وہ اوس کو متروک العمل کرنے کا مجاز ہے اور اوسپر صحابہ کا اجماع ہوگیا۔ پھر یہ الزام
فقط فقہا ہی پر نہیں ہے بلکہ محدثین نے بھی اس باب میں اوس سے زیادہ حصہ لیا ہے وہ تو
اپنے اجتہاد سے نفس حدیث ہی کو متروک بنا دیتے ہیں۔ کتب احادیث موضوعہ میں دیکھ
لیجئے کہ ایسی حدیثیں جنکو محدثین نے اپنی کتابوں میں درج کیا اور اونکا اعتبار بڑہانے
کے لئے اسنادیں بھی اون کے ساتھ ذکر کیں اور مدتوں وہ حدیثیں کلام نبوی سمجھی گئیں
اور علما استدلال اونسے کرتے رہے۔ پھر بعض محدثین نے جو فن حدیث میں مجتہد مانے
جاتے تھے اون حدیثوں کو موضوع قرار دیا یعنے حدیثوں سے ہی اونکو خارج کر کے
بالکلیہ متروک ہی کر دیا اگر اسکی تصدیق منظور ہو تو موضوعات ابن جوزی رح کو دیکھ لیجئے
انہوں نے اجتہاد سے موضوع حدیث پہچاننے کا یہ قاعدہ بھی بیان کیا جسکو امام سیوطی رح
نے تدریب الراوی میں نقل کیا ہے کہ اکثر ایسی حدیثوں کے سننے سے جسم پر بال
کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل میں اوس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔
ابن جوزی رح نے جو علامت بتلائی ہے کہ موضوع حدیث سننے سے اکثر نفرت پیدا ہوتی
ہے وہ قوت اجتہادی کے طرف اشارہ ہے جو خدا اور رسول کا کلام ایک مدت دراز تک
دیکھنے اور تحقیق کرنے کے بعد پیدا ہوتی ہے جس سے آدمی اون باتوں کو فوراً پہچان
جاتا ہے جو خلاف مرضی خدا و رسول ہیں اسکا مطلب یہہ نہیں کہ ہر کس و ناکس اس علامت

سے موضوع حدیث پہچان سکتا ہے دیکھ لیجئے سید احمد خان صاحب اپنی تصانیف
مین حورون سے کیسی نفرت ظاہر کرتے ہین یہان تک لکھدیا کہ اگر حورون کے ساتھہ
وہ معاملہ ہو تو ہمارے شراب خانے جنت سے ہزار درجہ اچھے ہین۔
یہ فلسفہ کی مزاولت اور حکیمون سے حسن اعتقادی کا نتیجہ ہے کہ اپنے دین کی کھلی کھلی
باتین قابل نفرت سمجھی جاتی ہین اگر اس قسم کی نفرت معتبر ہو تو حدیث تو کیا نعوذ باللہ قرآن
کو موضوع کہنا پڑیگا۔
غرضکہ اس قسم کے اجتہادون سے نفس حدیث ہی متروک ہو جاتی ہے پھر اگر فقہا نے
دوسری احادیث و آیات کے لحاظ سے کسی حدیث کو متروک العمل قرار دیا تو کیا برا ہوا۔
فقہا تو کسی سخت ضرورت کے وقت جب دوسری احادیث و آیات متعارض ہون تو
کسی حدیث کو متروک کرتے ہین مگر امام بخاری رہ نے تو ایسا طریقہ ایجاد کیا کہ بے سبب
صدہا بلکہ ہزارہا حدیثین متروک العمل اور ساقط الاعتبار ہو گئین یعنے صحت حدیث کیلئے
اتنی شرطین لگائین کہ ہر صحیح حدیث جان بر نہین ہو سکتی۔ گو امام مسلم رہ نے دیباچہ مسلم مین
بعض شروط کی نسبت اونپر سخت اعتراض کیا مگر امام بخاری رہ کے مقابلہ مین اونکا اجتہاد
چل نہ سکا اور ہزارہا صحیح حدیثین متروک العمل ہو گئین اب اہل انصاف خود سمجھہ سکتے ہین کہ
بخاری شریف کی چند حدیثین امام صاحب کے اجتہاد سے بلحاظ اشد ضرورت متروک
العمل ہون تو کیا مضائقہ پھر امام بخاری رہ نے اپنے اجتہاد سے جو شرطین لگا کر بہت
سی حدیثون کو متروک العمل کر دیا اوسپر اون کے اساتذہ کا اتفاق ثابت نہین ہو سکتا
بخلاف امام صاحب کے اجتہاد کے کہ اوسکی توثیق امام بخاری رہ کے اساتذہ اور اوس
زمانہ کے اکابر محدثین کی گواہیون سے ثابت ہے اور ان گواہیون سے حنفیہ کو
اطمینان کامل حاصل ہو گیا کہ ہمارے امام رہ نے اجتہاد مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کیا اور جن آیات و احادیث سے جس قدر احکام لینے کی ضرورت تھی سب فقہ مین
داخل کر دئے اور جن احادیث کو متروک العمل سمجھا وہ اونکے اجتہاد کا مقتضی تھا
جسکے وہ مامور تھے۔

یہہ بات اہل علم پر پوشیدہ نہین کہ جب کسی مسئلہ مین احادیث بکثرت وارد ہون اور توثیق ممکن نہو تو بعض احادیث کو متروک کرنے کی ضرورت ہوتی ہے فقہا نے اس باب مین
وہ طریقہ اختیار کیا جو صدیق اکبر وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اونکو دکھلایا تھا کہ
مضمون پر غور کرکے اجتہاد اور قیاس سے کام لیا جائے یعنے اگر کوئی حدیث دوسری احادیث
اور قیاس صحیح اور آیات کے خلاف ہو تو وہ حدیث ترک کردی جائے اور امام بخاری وغیرہ
محدثین نے یہہ طریقہ اختیار کیا کہ جس حدیث کی اسناد مین وہ شرطین پائی جائین جو خود
انہون نے مقرر کئے ہین تو وہ واجب العمل ہے اور جس مین وہ نہ پائی جائین تو وہ متروک
العمل ہے۔ چنانچہ امام بخاری رح وغیرہ نے حدیث مرسل کو ساقط الاعتبار کر دیا اور امام
مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک مرسل بھی صحیح حدیث ہے اور اسپر تابعین
کل صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے چنانچہ دوسری صدی کے آخر تک سب علما اوسکو
قابل قبول سمجھتے آئے اور کسی امام فن سے اس بات کا انکار مروی نہین کذا فی تدریب
الراوی للسیوطی رح۔ اور کشف بزدوی مین لکھا ہے کہ مراسیل کے قابل قبول ہونے پر
کل صحابہ کا اتفاق ہے اور وہ اس قدر کثرت سے ہین کہ جو جمع کئے گئے ہین وہ قریب
پچاس جز کے ہین۔ اگر یہہ قاعدہ ٹھیرا دیا جائے کہ مرسل قابل قبول نہین تو اتنی حدیثین
بیکار ہو ہی جاتی ہین حالانکہ محدثین نے مشقتین اوٹھا کر اونکو محفوظ رکھا۔
امام بخاری وغیرہ کو چونکہ احادیث کی تقلیل منظور تھی اسلئے مراسیل پر یہہ الزام لگا کر ساقط
الاعتبار کر دیا کہ راوی نے جب سلسلہ اسناد مین کسی کا نام چھوڑ دیا تو یہہ معلوم نہین ہو سکتا
کہ شخص متروک عدل و ضابط تھا یا اس اسناد کی وجہ سے حدیث ساقط الاعتبار ہوگی
فقہا کہتے ہین کہ جس راوی نے ارسال کیا اوس کا حال دیکھنا چاہئے۔ اگر وہ ثقہ اور
عدل ہے اور اہل قرون ثلثہ مین سے ہے تو اوس کی حدیث مرسل قابل اعتبار ہے
کیونکہ صحابہ کی مراسیل کو محدثین مانتے ہین اور اونکا منشا صرف حسن ظن ہے تو قرون ثلثہ
کے ثقات جو مبشر بالخیر ہین اس حسن ظن سے کیون محروم رکھے جائین حالانکہ صحیح حدیث
سے ثابت ہے۔ عن ابن عمر رض ان عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ خطب بالجابیۃ

فقال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقامی فیکم فقال احفظونی
فی اصحابی خیراً ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب
رواہ الامام احمد فی مسندہ انتہی اس حدیث شریف کی روسے قرون ثلاثہ کے
بعد والے مراسیل نہ مانی جائیں تو اوس کے لئے ایک وجہ نکل سکتی ہے کہ شیوع کذب
کا زمانہ ہے

پھر محدثین اسکو بھی مانتے ہیں کہ اگر کوئی ثقہ کسی ایک راوی کا نام نہ بیان کرکے صرف اتنا ہی
پر کہدے کہ مجھے ایک ثقہ یا عدل یا ایسے شخص سے روایت پہونچی ہے جسے میں جھوٹا
نہیں کہہ سکتا ایسی روایت بھی مقبول ہے حالانکہ جس طرح مرسل میں نام چھوڑا جاتا ہے
اس میں بھی چھوڑ دیا گیا اور جس طرح مرسل میں متروک الاسم کی تحقیق نہیں ہو سکتی
اس روایت میں بھی مجہول الاسم کی تحقیق نہیں ہو سکتی اور جس طرح یہاں راوی کا ثقہ
ہونا ضرور ہے جس کے اعتبار پر متروک الاسم ثقہ مان لیا جائے اسیطرح مرسل میں بھی
ارسال کرنے والے کی شرائط میں داخل ہے کہ وہ ثقہ متدین بلکہ قرون ثلاثہ میں ہو اور
ایسا شخص ہو کہ جسپر تدلیس کا گمان نہ ہو مثلاً حسن بصری رح قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہیں تو ہر شخص سمجھتا ہے کہ انہوں نے کسی صحابی کا نام کسی مصلحت سے ترک کر دیا چنانچہ
تدریب الراوی میں امام سیوطی رح نے یونس بن عبید رح کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے
ہیں کہ حسن بصری رح سے میں نے پوچھا کہ حضرت آپ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہدیا کرتے
ہیں حالانکہ آپ نے حضرت کا زمانہ نہیں پایا فرمایا تم نے ایک ایسی راز کی بات پوچھی کہ اگر تمہارے
ساتھ خصوصیت نہ ہوتی تو اسکی وجہ کبھی نہ بتلاتا بات یہ ہے کہ تم جانتے ہو کہ ہم کس زمانہ میں
ہیں یعنے حجاج کی حکومت ہے اس وقت میں علی رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لے سکتا اسلئے
جو روایتیں علی رضی اللہ عنہ سے مجھے پہونچی ہیں اون میں صرف قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کہدیا کرتا ہوں غرضکہ جب ایسے مستند شخص ارسال کریں تو اونکے اعتبار پر متروک الاسم
کو موثق مان لینا کوئی نئی بات نہیں بلکہ بعض وجوہ سے تو مسند پر بھی مرسل کی فضیلت
ثابت ہوتی ہے اسلئے کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ جو شخص ایسی بات آنحضرت صلی

وسلم کی طرف منسوب کرے جو حضرت نے نہین فرمایا تو وہ دوزخی ہے پھر جب ارسال کرنے والے متدین اور عدل ہون تو جب تک یقینی طور پر اونکو ثابت نہو کہ وہ حدیث حضرت ہی کا ارشاد ہے کبھی اوس کی روایت کرنے پر جرات نہین کر سکتے اس سے ظاہر ہے کہ جس راوی کا نام اونہون نے ذکر نہین کیا وہ اونکے نزدیک کمال درجہ کا ثقہ اور ضابط ثابت ہوا ہے گویا وہ اوس کا نام ذکر نہ کرکے اوس کی توثیق کا ذمہ لیے رہے ہین اور یہہ کہہ رہے ہین کہ ہماری تحقیق مین وہ شخص ایسا مسلم ہو چکا ہے کہ مزید تحقیق کی ضرورت نہین بخلاف اوس کے جب نام کو ذکر کر دیا تو وہ اوس ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے۔ کشف بزدوی مین حسن بصری رح کا قول نقل کیا ہے کہ جو حدیث چار صحابیون سے سنی ہوی مجھے یاد ہے اوسکو مرسل کر دیا کرتا ہون اور اوس مین لکھا ہے وعن الحسن رح انہ قال متی قلت لکم حدثنی فلان فھو حدیثہ ومتی قلت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسمعتہ من سبعین او اکثر یعنے حسن بصری رح کہتے ہین کہ جب مین حدثنی فلان کہتا ہون تو وہ حدیث اوسی شخص سے سنی ہوی ہوتی ہے اور جب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہون تو وہ کبھی ستر اور اوس سے زیادہ شخصون سے سنی ہوی ہوتی ہے۔ غرضکہ متدین راویون کو جب تک پورے طور سے اطمینان نہین ہوتا وہ ارسال نہین کرتے اسی وجہ سے مرسل انہی محدثون کی مقبول ہے جو ثقہ متدین ہون اور قرون ثلثہ مین ہون۔ بہرحال متروک الاسم اور مجہول الاسم مین فرق کرنا ترجیح بلا مرجح ہے۔

اگر کوئی راوی یہ کہے روی فلان عن فلان تو محدثین جانتے ہین کہ اس مین یہہ احتمال ہوتا ہے کہ کوئی راوی ترک ہو گیا ہو کیونکہ کوئی لفظ اس مین ایسا نہین جس سے سماع ثابت ہو پھر اگر بسبب احتمال کسی راوی کا نام فی الواقع ترک ہو گیا ہو تو اوس مین وہی جہالت ماننی پڑیگی جو ارسال مین ہے باوجود اس کے محدثین اس قسم کی روایت کو مانتے ہین پھر فقہا نے اگر مرسل کو متدین راوی کے اعتماد پر مان لیا تو کونسی نئی بات ہو گئی۔

حدیث معنعن مین محدثین کہتے ہین کہ اگر دونون شخص ایک زمانہ مین ہوا ہین تو حسن ظن سے

یہہ کہا جائیگا کہ دونون کی ملاقات ہوئی ہوگی اس وجہ سے اوسکو متصل اور صحیح کہتے ہین
مگر امام بخاری رح کا اجتہاد ہے کہ یہہ حسن ظن اوسوقت ہوگا کہ دونون کی ملاقات کسی طریقہ
سے ثابت ہوجاے اور اگر ایک ملاقات بہی ثابت نہو تو وہ حدیث متصل نہ سمجہی جائیگی
امام مسلم رح نے دیباچہ صحیح مسلم مین امام بخاری رح کی اس شرط پر سخت اعتراض کیا ہے مگر
چونکہ محدثین کو بہی حتی الامکان صحیح حدیثون کی تقلیل منظور ہے اسلئے اس شرط کی نسبت
فتح الباری مین لکہا ہے کہ اس شرط سے اتصال بخوبی ظاہر ہے کیونکہ معاصرت کی وجہ
سے جب حسن ظن پر اتصال کا حکم کیا جاتا ہے تو حالات کے نسبت ثابت ہونے پر
بطریق اولی اوسکا اتصال ثابت ہوگا۔
یون تو جتنی شرطین زیادہ لگائی جائین اتصال اور صحت کے قراین زیادہ ہونگے مثلاً یہہ شرط
لگائی جاتی کہ ہر روایت مین حدثنا و اخبرنا کی ضرورت ہے تو حدیث معنعن مین جو عدم
ملاقات کا احتمال ہے وہ باقی ہی نہ رہتا۔ اور جس طرح مدخل مین لکہا ہے کہ بخاری مین ایسی
روایتین ہین کہ صحابی سے دو تابعی روایت کرتے ہین پہر تابعی سے دو تبع تابعی اسیطرح امام
بخاری تک ہر استاد سے دو دو شاگرد ون نے روایت کی ہے یہہ اہتمام اور التزام اسوجہ سے
کیا گیا ہے کہ شہادت علی الشہادت کی شرط صادق آجاے انتہی اگر فی الواقع بخاری مین اس شرط
کی پابندی ہوتی تو صحیح حدیثون کی تقلیل بخوبی ہوجاتی۔ اور صحت مین قوت بہی ہوتی مگر تدریب
الراوی مین لکہا ہے کہ امام بخاری رح نے یہہ التزام ہرگز نہین کیا تہا۔ صاحب مدخل وغیرہ کو اس
بیان پر جرأت اس وجہ سے ہوئی کہ امام بخاری رح نے صحیح حدیثون کو کم کرنے کی غرض سے
احتیاط کا مسلک اختیار کیا ہے اور چونکہ روایت کرنی بہی ایک قسم کی گواہی ہے کہ گویا
راوی استاد کے بیان پر گواہی دیتا ہے کہ مین نے خود اوس کی زبانی سنا ہے اسلئے اوس
بیان پر اور ایک گواہی کی ضرورت ہے جیسے شہادت علی الشہادت مین ہوا کرتا ہے غرض
احتیاط کا مسلک یہی تہا جو صاحب مدخل نے حسن ظن سے امام بخاری رح کی طرف منسوب
کیا اور اوس سے بڑہا ہوا حسن ظن میانجی رح کا ہے جو کتاب ما لا یسع المحدث جہلہ
مین ظاہر کیا ہے جس سے تدریب الراوی مین نقل کیا ہے وہ یہہ ہے کہ شیخین نے صحیح حدیث

کی یہہ شرط قرار دی ہے اور صحیحین مین اوسکا التزام بھی کیا ہے کہ وہی حدیث ذکر کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو صحابی یا زیادہ اوس کو روایت کئے ہون اور ہر صحابی سے چار تابعی روایت کرین اور ہر تابعی سے چار شخصون سے زیادہ راوی ہون انتہے فی الحقیقت اگر یہہ شرط لگائی جاتی تو اعلی درجہ کی صحت ہو جاتی اور صحیح حدیثون کی پوری تقلیل ہو جاتی مگر اوس کے ساتھہ ہی بخاری شریف کا حجم بھی بہت کم ہو جاتا اور شاید دس پانچ حدیثین اوس مین رہجاتین یا اتنی بھی نہ رہتین اس لئے تدریب الراوی مین شیخ الاسلام کا قول نقل کیا ہے کہ تمام بخاری مین اس شرط کی ایک حدیث بھی نہ پائی جائیگی انتہے —

ہر چند امام بخاری رح نے صحت حدیث کی شرطین بڑہا دی ہین جن سے تقلیل صحاح منظور ہے مگر اونکا یہہ مقصود نہین کہ کوئی صحیح حدیث باقی ہی نہ رہے جیسا کہ در باطن معتزلہ کا مقصود ہے اسیواسطے انہون نے اس قسم کی شرطین لگائین چنانچہ ابو علی جبائی معتزلی کا قول ہے کہ اگر کوئی خبر ایک عدل بیان کرے تو وہ قبول نہ کی جائے جب تک دوسرے عدل کی خبر اوسکے ساتھہ ضم نہ کی جائے اور استاد ابو منصور تمیمی نے ابو علی سے روایت کی ہے کہ جب تک چار شخص کسی حدیث کو روایت نکرین قبول نہوگی کذا فی تدریب الراوی امام بخاری رح کو اس تقلیل صحاح سے مقصود یہہ ہے کہ جب کسی مسئلہ مین کئی حدیثین موجود ہون تو جو صحت مین بڑہی ہوئی ہوا اوس پر عمل کیا جائے —

تدریب الراوی مین ابن العربی کا قول شرح موطا سے نقل کیا ہے کہ شیخین کا مذہب یہہ ہے کہ جب تک کسی حدیث کو دو راوی روایت نکرین وہ ثابت نہین اور یہہ مذہب باطل ہے بلکہ روایۃ الواحد عن الواحد صحیح ہے — اور ذکر کیا کہ انہون نے شرح بخاری مین اعتراض کیا ہے اور لکہا ہے کہ حدیث اعمال صرف عمر رضی اللہ عنہ سے وارد ہے حالانکہ امام بخاری نے شرط لگائی ہے کہ اوسکی روایت دو دو راویون سے روایت ہونی چاہیئے پہر خلاف شرط یہہ روایت انہون نے بخاری شریف مین کیون داخل کی — اوسپر ابن حبان نے اپنی صحیح کے اوائل مین لکھا کہ ابن العربی وغیرہ نے جو دعوی کیا ہے کہ شیخین نے جو شرط لگائی ہے وہ شرط خود مستحیل الوجود ہے کس لئے کہ ابن العربی سے کہدیا کہ شیخین نے وہ شرط لگائی ہے

اگر تصریح کہین ہوتی تو پیش کی جاتی اور اگر استقرا ہے تو باطل ہے - اون کو حدیث اعمال ہی سمجھنے کے لئے کافی تھی جو بخاری کی پہلی حدیث ہے جسکو صرف عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے پھر اون سے علقمہ نے اور اون سے صرف محمد ابن ابراہیم نے اور اون سے فقط یحیی بن سعید نے روایت کی ہے اور یحیی بن سعید کے بعد اوسکے راوی بہت ہو گئے انتہی

الحاصل گو امام بخاری رح نے صحت حدیث کی شرطین ٹہرائین مگر عام طور پر جو مشہور ہے کہ ہر روایت کا دو راویون سے مروی ہونا بھی انہون نے شرط کیا ہے وہ غلط بلکہ مستحیل الوجود ہے جیسا کہ ابن حبان رح کے قول سے معلوم ہوا - امام بخاری رح نے شروط کے بارہ مین ایسا تشدد نہین کیا جیسا کہ معتزلہ نے کیا ہے کہ جب تک چار شخصون سے روایت نہ پہونچے قابل قبول نہین دیکہئے جب دو راویون سے ہر روایت کا ہر طبقہ مین مروی ہونا مستحیل ہے تو چار راویون سے ہر ایک روایت کا مروی ہونا کیونکر ممکن ہوگا - پھر جب ایسی روایتین ملتی ہی نہین تو احادیث کو ساقط الاعتبار کر دینے کا موقع معتزلہ کو مل گیا اور ازادانہ قران مین رائے لگانے لگے اور جیسا جی چاہا تاویلین کر کے اپنا مطلب نکالا دین کو درہم برہم کرنے والے جتنے خود غرض نکلتے جاتے ہین سب کا یہی طریقہ ہے چنانچہ وہ صاف کہتے ہین کہ بخاری بھی قابل اعتبار نہین اس لئے کہ وہ بھی اخبار احاد سے بھری ہوی ہے اوسکی حدیثین متواتر نہین جو قابل اعتبار ہون -

یہہ بات قابل توجہ ہے کہ نبی صلی اللہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ہے اور حق تعالی کا خطاب ما اتاکم الرسول فخذوہ فقط صحابہ ہی کو نہ تھا بلکہ تمام امت جس طرح اقیموا الصلاۃ کی مخاطب ہے اسیطرح اس خطاب کی بھی مخاطب ہے پھر جب صحیح حدیثون کے پہونچنے کا راستہ ہی بند ہو جائے تو حضرت کے عطا کئے ہوے فوائد دارین کے لینے کی کیا صورت اور مجتہدین وغیرہم کو اس آیۃ شریفہ پر عمل کرنے کا کیا طریقہ - اس سے ظاہر ہے کہ خدا و رسول کو ہرگز منظور نہین کہ ایسی شروط لگائے جائین جن سے امت کو صحیح حدیثون کے پہونچنے کا راستہ ہی مسدود ہو جائے یہہ بات ظاہر ہے کہ جسکو اپنے نبی کی قدر اور اون کے ساتھ محبت ہوگی اوس کو یہہ خواہش ضرور ہوگی کہ اون کے احوال افعال اقوال یاد است

وغیرہ کو صحیح طور پر معلوم کرے کیونکہ آدمی کی فطرتی بات ہے کہ اپنے مقتدا اور محسن کے حالات کو تلاش کرتا ہے دیکھئے جان نثار رعایا کو اپنے محسن بادشاہ کے حالات اور اصلی احکام وغیرہ معلوم کرنے کا کسقدر شوق ہوتا ہے کہ بصرف زر خطیر ان امور پر مطلع ہوتے ہیں اور یہ بات قابل تسلیم ہے کہ جو چیز مقتضائے فطرت ہوتی ہے اوس کی تکمیل کے اسباب بھی فطرتی ہوتے ہیں اسلئے فطرتی طریقہ سے صحیح حدیثوں کا پہونچنا بھی ضرور تھا سو بفضلہ تعالیٰ وہ موجود ہیں جسکا انکار نہیں ہو سکتا دیکھئے ہر شخص کی فطرت میں داخل ہے کہ جب اپنے مقتدا علیہ بزرگ سے کوئی خبر سنتا ہے تو اوسکا یقین آجاتا ہے اسی وجہ سے صحابہ اور تابعین اور اکثر اونکے بعد علما نے اپنے بہت سے ذاتی کام چھوڑ کر تبلیغ اخبار میں کوششیں کیں تاکہ آیندہ آنے والی نسلوں کو شکایت کا موقع نہ ملے کہ ہمارے اسلاف نے ہمکو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال و اقوال کے علم سے محروم رکھا۔ اگر اون کو یہ معلوم ہوتا کہ آیندہ ایسی شرطیں لگنے والی ہیں جن سے ہماری سب محنت اکارت ہو جائیگی تو ضرور اوس سے دستبرداری کرتے۔ یا یہ کرتے کہ دو دو چار چار محدث مل کر حدیثیں پہونچاتے پھرتے تاکہ حجت تمام ہو۔ انھوں نے صرف مقتضائے فطرت ہی کو پورا نہیں کیا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی بھی پوری تعمیل کی جو حضرت نے فرمایا ہے۔ فلیبلغ الشاهد الغائب یعنے ہر ایک حاضر شخص جو کچھ سنے اور دیکھے تو غائب شخص کو پہونچا دے تاکہ وہ سمجھے اور یاد رکھے اور عمل کرے اور دوسروں کو پہنچاوے۔ اب دیکھئے کہ اگر ایک شخص آدمی کی بات قابل اعتبار نہ ہوتی تو حضرت کبھی نہ فرماتے کہ جو شخص سنے دوسرے کو پہونچا دے بلکہ اوس وقت یہ فرماتے کہ جب دوسرے کو پہونچانا چاہئے تو دو دو چار چار شخص اسکو بیان کیا کریں۔ کیا کوئی عقل والا شخص فلیبلغ الشاهد الغائب کے یہ معنے سمجھیگا یا یہ خیال کریگا کہ اوس ارشاد سے مراد یہ ہو سکتی ہے۔ بخاری مسلم ابو داؤد وغیرہ میں یہ حدیث موجود ہے کہ قبا میں لوگ صبح کی نماز بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے تھے۔ ایک شخص نے اون کو خبر دی کہ کعبہ شریف کیطرف متوجہ ہونے کا حکم نازل ہو گیا ہے یہ سنتے ہی عین نماز میں سب کعبہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ دیکھئے ایک شخص کی خبر پر کس قدر وثوق ہوا کہ عین نماز میں اسکو

واجب العمل سمجھا اب ہم قرآن شریف سے بھی وہ نظیرین پیش کرتے ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک شخص کی
بات کی تصدیق کرنی اونسے ثابت ہے۔ دیکھئے موسی علیہ السلام کو ایک شخص نے
خبر دی تھی کہ آپکے قتل کے باب مین مشورے ہو رہے ہین بہتر ہے کہ
آپ یہان سے چلے جائین موسی علیہ السلام نے اوس کی تصدیق کی یہانتک کہ اوس کے
آثار آپ پر نمایان ہوے یعنے خوف پیدا ہوا اور وہان سے نکل گئے کما قال اللہ تعالی
وجاء رجل من اقصی المدینة یسعی قال یاموسی ان الملأ یاتمرون بک لیقتلوک
فاخرج انی لک من الناصحین فخرج منها خائفا یترقب قال رب نجنی من القوم الظالمین
اگرچہ اس آیۂ شریفہ مین امت سابقہ کا واقعہ مذکور ہے چونکہ اوس پر کوئی انکار اور اعتراض نہین فرمایا
گیا اس سے ظاہر ہے کہ وہ فعل خلاف مرضی الہی نہ تھا ورنہ صاف ارشاد ہوتا کہ اون کو ضرور
نہ تھا کہ ایک آدمی کی خبر کی تصدیق کرکے اس قدر پریشان ہوتے۔
اسیطرح جب شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی تن تنہا موسی علیہ السلام کے پاس آئین اور
اپنے والد بزرگوار کا پیام پہونچایا تو آپ نے اون کی تصدیق کی اور فوراً اون کے ساتھ اونکے
گھر چلے گئے کما قال تعالی فجاءته احدیٰهما تمشی علی استحیاء قالت ان ابی یدعوک
لیجزیک اجر ما سقیت لنا فلما جاءه الآیہ غرض کہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ قرائن
ہون تو ایک شخص کی بھی تصدیق کیجائے۔ البتہ فاسق کی خبر قابل تصدیق نہین بلکہ اوسکی
تحقیق کی ضرورت ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا الآیۃ
اس لئے کہ اوسکا فسق خود اس بات پر قرینہ ہے کہ وہ صدق کو ضروری نہین سمجھتا کیونکہ اوسکو
خوف خدا ہے نہ تدین نہ مسلمانون سے شرم و حیا بخلاف اسکے جس مسلمان شخص مین ثقاہت
عدالت تقوی تدین خوف خدا اور صدق وغیرہ صفات حمیدہ پائے جائین اور عمر بھر اون اوصاف
کے ساتھ متصف اور مشہور رہے تو کیا کسی عاقل مسلمان کے نزدیک ایسے شخص کی خبر اور
ایک فاسق کی خبر جسکو جھوٹ سچ کی کچھ پروا نہو برابر ہوسکتی ہے ہرگز نہین انسان کی فطرت مین
یہ بات داخل ہے کہ وہ دونون کو ہرگز برابر نہین سمجھ سکتا غرض کہ ثقہ راوی کی خبر کے صدق پر بھی
شہادت دیتے ہین کہ وہ کبھی جھوٹ کا مرتکب نہوگا خصوصاً دینی معاملات مین خاص کر نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث مین جن مین تہوڑی جہوٹ بھی کوئی شامل کردے تو وہ مستحق دوزخ ہوجاتا ہے۔

یہہ بات مشاہد ہے کہ جب کوئی ہندو بقال راستبازی کے ساتھہ مشہور ہوجاتا ہے تو تمام ہندو مسلمان اوس کے قول کا اعتبار کرتے ہین اور اوسکی منہ بولی قیمت دینے مین کچہ تامل نہین کرتے اور جو چیز اوس سے خریدتے ہین اوسوقت ایک اطمینان کی کیفیت اپنے دل مین پاتے ہین کہ اس مین کوئی دہوکا فریب نہین۔ اس سے ظاہر ہے کہ راستبازون کی خبر کی تصدیق کرلینا انسان کی فطرت مین داخل ہے اور خود ہر شخص کی طبیعت اوس کے صدق پر گواہی دیتی ہے۔

الحاصل جب صدق کے پورے پورے قرائن راوی مین موجود ہون تو اوسکی خبر فطرۃً عقلاً شرعاً ہر طرح سے صحیح اور قابل قبول ہے پہر ایسی خبر کی صحت مین توقف کرنا اون تمام قرائن کو بیکار اور فطرت و عقل کو بے اعتبار کردینا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ فقہا جن شرائط سے حدیث مرسل وغیرہ کو صحیح سمجہتے ہین وہ صحیح ہین۔ اب رہا یہہ کہ مزید احتیاط کے لئے شروط لگائے جاتے ہین جن سے احتمالات بعیدہ بہی ساقط ہوجائین تو یہہ امر غور طلب ہے اسلئے کہ جب راوی متدین اور عادل مان لیا گیا تو اوسکا اعتبار خود اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ اوسکی معنعن حدیث بہی مان لیجائے اور اوس مین یہہ احتمال کہ باوجود معاصرت کے شاید ملاقات نہوئی ہو ناشی بلادلیل ہے ایسے احتمالات کا انسداد شرائط سے نہین ہوسکتا کیونکہ اگر ایک ملاقات ثابت بہی ہوجائے تو بہی وہی احتمال لگا ہوا ہے جو ایک ملاقات ثابت ہونے سے پہلے تہا اس لئے کہ جب اوس کی خبر کی تصدیق محتاج شرط ہوئی تو معلوم ہوا کہ اوسکا تدین وغیرہ کافی نہین سمجہا گیا حالانکہ مفروض وہی معنعن اور مرسل ہے جسکا راوی متصف باوصاف و شروط عدالت ہو۔ غرضکہ ایسے مستند راویون کی تصدیق کو امور خارجیہ کے محتاج بنانا اون کے عدل و تدین مفروضہ کو بے اعتبار اور غیر مفروض بنا دینا ہے اسی وجہ سے فقہا نے تصحیح حدیث مین صرف یہہ شرط لگائی کہ اوس کے راوی کا عدل و ضبط وغیرہ ضروری صفات دیکہہ لیجائین اور جب عقلاً و شرعاً اوسکی بات قابل تسلیم ہو تو امور خارجیہ کے دیکہنے کی کوئی ضرورت نہین البتہ یہہ کہہ سکتے ہین کہ یہہ شروط

کبھی پائے جائین تو نور علی نور ہے چونکہ فقہا کو عقل و اجتہاد سے بہت سے کام لینے تھے جو
معانی نصوص اور قرائن وغیرہ سے متعلق ہین اس لئے اونہون نے صحت حدیث کیلئے
جو امور ضروری تھے اونہی پر اکتفا کر کے ہمہ تن اجتہاد کی طرف متوجہ ہوئے اور محدثین
کو اجتہاد سے کوئی تعلق نہ تھا جیسا کہ اعمش وغیرہ رح کے حالات سے معلوم ہوا اس لئے
وہ صرف اسنادون کی طرف متوجہ رہے اور یہہ عادتی بات ہے کہ آدمی کو جس چیز کی طرف
توجہ تام ہوتی ہے اوس سے متعلق اوس کو ایسی باتین سوجھتی ہین جو دوسرون کو نہین
سوجھتین پھر وہ نزاکتین اور ضرورت سے زیادہ امور اوس کے خیال مین ایسے ضروری
معلوم ہونے لگتے ہین جیسے دوسرون کو اپنے ضروریات۔ چونکہ محدثین کا کام تحقیق اسناد ہے
اور عمر بھر اونکو اوسی کا مشغلہ رہتا ہے اس لئے اونہون نے روایتون مین ضرورت سے
زیادہ امور کی پابندی کی اور ایسی روایتون کا انتخاب کیا جنکی اسنادون مین اتفاقی طور پر
اعلی درجہ کے رواۃ اور محسنات تھے اور باقی کو متروک کر دیا گو اون کے راوی عدل ضابط
ہون اگر ممکن ہوتا تو امام بخاری رح ابن العربی وغیرہ کے خیالی شرطون والی حدیثون کو
ضرور جمع کر دیتے جس سے بڑا فایدہ یہہ ہوتا کہ معترض کو کبھی اون روایتون مین کلام کرنے
کی گنجایش نہ ملتی۔ مگر دراصل وہ کام ہی بے ضرورت اور فضول تھا مقصود حاصل ہونے
کیلئے فقہا نے جس قدر شرطین لگائی ہین کافی ہین۔ باوجودیکہ امام بخاری نے اس انتخاب
مین بہت کچھ پابندیان کین مگر بہت سارے امور ہین اون کو بھی اغماض کی ضرورت ہوئی
غرض کہ جس قدر ضرورت سے زیادہ شرطین کسی حدیث مین پائی جائینگی گو اوس سے زیادہ
حسن آجائیگا مگر یہہ نہین کہہ سکتے کہ نفس صحت حدیث اون سے متعلق ہے۔
اسی وجہ سے امام شافعی رح فرماتے ہین کہ روے زمین پر علم حدیث مین موطا سے زیادہ
صحیح کتاب نہین حالانکہ اوس مین مرسل اور منقطع اور بلا اسناد حدیثین بھی موجود ہین جنہین صرف
بلغنی ہوتا ہے جیسا کہ مقدمہ فتح الباری مین شیخ الاسلام ابن حجر رح نے لکھا ہے۔
روینا عن الشافعی رضی اللہ عنہ انہ قال ما اعلم فی الارض کتابا فی العلم
اکثر صوابا من کتاب مالک قال ومنہم من رواہ بغیر ہذا اللفظ یعنی بلفظ

اصح من الموطا۔ وایضاً فیہا فقد استشکل بعض الائمہ اطلاق اصحیۃ البخاری
علی کتاب مالک مع اشتراکہما فی اشتراط الصحۃ والمبالغۃ فی التحری و
التثبت وکون البخاری اکثر حدیثا لایلزم منہ افضلیۃ الصحۃ والجواب
عن ذلک ان ذلک محمول علی اصل اشتراط الصحۃ فمالک لایری الانقطاع فی
الاسناد قادحا فلذلک یخرج المراسیل والمنقطعات والبلاغات فی اصل موضوع
کتابہ الخ اس سے ظاہر ہے کہ نفس صحت مرسل اور منقطع مین بھی موجود ہے اور یہ نہین
کہہ سکتے کہ موطا مین مثلاً آدھی یا تین پاؤ صحت ہے اور بخاری مین کامل کیونکہ صحت متجزی نہین
بلکہ نفس صحت مین دونون برابر ہین البتہ بخاری شریف مین امور زایدہ کا بھی التزام کیا گیا جو
از قبیل محسنات ہین مگر اس مین یہ لازم نہین آتا کہ تعارض کے وقت وہ حدیث جس مین
شروط محسنہ ہون راجح ہو اور دوسری صحیح حدیث متروک ہوجائے دیکھ لیجئے جس حدیث
کی پوری اسناد مین حدثنا ہو اور سماع پر قطعی دلالت کرتی ہے باوجود اوس کے تعارض کے
وقت صحیح معنعن علی شرط البخاری متروک نہوگی بلکہ دوسرے اسباب توفیق وغیرہ دیکھے
جائینگے محدثین کی اسانید کی طرف توجہ اور اون کے محسنات کی جانب اشتغال اس سے
ظاہر ہے کہ امام سخاوی رح نے الجواہر المکللہ فی الاخبار المسلسلہ مین ایک سو ایک حدیثین
جمع کی ہین جنکی اسنادون مین عجیب عجیب التزام ہین مثلاً بعض اسنادون مین اول سے
آخر تک حرف عین کا التزام ہے جیسے عبد الرحمن عن عمر ابن جماعۃ عبید اللہ وغیرہ اور بعضون مین
نون کا التزام ہے مثلاً عبد الرحمن والو الفضل المنسوب الی العسقلان وابو نعیم رضوان وغیرہ
اور بعضون مین صرف شامیین اور بعضون مین [illegible] اور بعض اسنادون مین اول
سے آخر تک ایسے لوگون کے نام ہین جنکی عمر سو برس سے متجاوز ہوئی اور ہر ایک نے اسکی تصریح
کی۔ ہر چند یہ امور ضروریات سے نہین مگر اس سے تبحر علمی اور کثرت معلومات اور
قوت حافظہ کا اعلیٰ درجہ کا ثبوت ملتا ہے کہ جس طرف انہون نے توجہ کی ایک قسم کی حدیثون
کا ذخیرہ فراہم کردیا۔
ہمارے زمانہ مین بھی فاضل اجل مولانا مولوی محمد حسن الزمان صاحب جو فن حدیث مین

یہ مولوی رہ کہتے ہین ایک کتاب حدیث مین لکہی اور اوس مین وہ حدیثین جمع کین جنکی اسنادون
مین اہل بیت مین سے کوئی ایک مذکور ہون - اور سبب تالیف اوسکا یہہ لکہا کہ شیعہ کا اعتراض
ہے کہ اہل سنت وجماعت کو علوم اہل بیت نہین پہونچے اس پر مجہے غیرت آئی اور یہہ کتاب
لکہنی شروع کی - اس کتاب سے مقصود مولوی صاحب کا صرف یہہ بات معلوم کرا دینا ہے کہ
اون حضرات کی روایتین ہماری کتابون مین بہی موجود ہین - اوس سے شیعہ کو الزام دینا مقصود
نہین کہ انہون نے ان حدیثون کے مطابق عمل نہین کیا اور اعتقاد نہین رکہا کیونکہ وہ تو ان
کتابون کو اور اون روایتون کو صحیح اور قابل اعتبار سمجہتے ہی نہین - اور نہ مولوی صاحب کا
یہہ مقصود ہے کہ اہل حدیث اون روایتون پر عمل کرین کیونکہ وہ تو سواے بخاری کے کسی
کتاب کو مانتے ہی نہین پہر فردوس دیلمی اور ثعالبی وغیرہ کی روایتون کا جو اوس مین مذکور
ہین اون پر کیا اثر ہوگا اور نہ یہہ مقصود ہے کہ مقلدین اون پر عمل کرین اس سے کہ مقلدین کے
عمل کا مدار اون کے امام کے اقوال پر ہے جسکا وظیفہ تحقیق وتنقید احادیث ہے اگر وہ حدیثون
ہی پر عمل کرتے تو مقلد کیون کہلاتے عامل بالحدیث اور امام بخاری رح کے مقلد ہوتے جنکے
امام فی الحدیث ہونے پر محدثین کا اجماع ہو گیا ہے - پہر جس طرح مذہب اربعہ مدون ہوے
ہین اہل بیت رضی اللہ عنہم کا مذہب مدون ہوا ہی نہین ورنہ جس طرح حنفی شافعی مالکی حنبلی کہے جاتے
ہین اہلبیتی بہی کہین ہوتے حالانکہ اس لقب کا ایک شخص بہی سنا نہین گیا البتہ شیعہ اپنے کو
اہل بیت کی طرف منسوب کرتے ہین مگر اون کے عقاید سے ظاہر ہے کہ اہل بیت کے طریقہ
پر وہ نہین ہین بلکہ خود اہل بیت کی تصریحات سے اون کا مخالف ہونا ثابت ہے اب رہی
یہہ بات کہ جو روایتین اہل بیت سے مروی ہین کیا اون حضرات کا مذہب اونکے موافق تہا
ہوگا سو وہ ضروری نہین اس لئے کہ یہہ بات مسلم ہے کہ کسی حدیث کو روایت کرنے سے
یہہ نہین سمجہا جاتا کہ راوی کا مذہب بہی وہی ہے دیکہو صحاح ستہ مین متعارض حدیثین
موجود ہین حالانکہ ممکن نہین کہ وہ سب مذہب ہون اس لئے کہ بلحاظ اذا تعارضا تساقطا
یا دونون ساقط الاعتبار ہونگے یا کسی ایک کو ترجیح ہوگی اسیطرح کسی حدیث کو روایت کرنے
سے وہ اہل بیت کا مذہب ثابت نہین ہو سکتا اسکی تصدیق باسانی یون ہو سکتی ہے کہ

رضی اللہ عنہ کی روایتین بالالتزام فقہ اہل بیت مین داخل کی گئی ہین انہی کی روایتون کو تفسیر در منثور و ابن جریر وغیرہ مین دیکہتے جائیے کہ ایک ایک آیت مین آپ سے کتنی کتنی روایتین وارد ہین جن مین تعارض و غیر تعارض کا کوئی لحاظ نہین۔ اس کے بعد رائے قائم کیجائے کہ کیا اون تمام روایتون کے مطابق آپ کا مذہب ہوسکتا ہے اوس سے یہہ ثابت ہوجائیگا کہ اہل بیت سے جو روایتین مروی ہین اون سے یہہ ثابت نہین ہوسکتا کہ اونحضرات کا مذہب بہی وہی تہا۔ غرض کہ مولانا کو اس کتاب سے یہہ ثابت کرنا مقصود نہین کہ اہل بیت کا بہی مذہب تہا بلکہ جس طرح امام سخاوی رح نے الجواہر المکللہ مین اون احادیث کو ذکر کیا جن کی اسنادون مین کس قسم کا التزام ہے اسیطرح مولانا ممدوح نے صرف اون احادیث کا اوس مین التزام کیا جن کے اسنادون مین حضرات اہل بیت مین سے کسی کا نام ہو خواہ وہ صحیح ہو یا نہ ہو اور وہ کسی کا مذہب ہو یا نہو اسیوجہ سے آغا خانی تک کی روایتین اوس مین لیگئین۔

اس کتاب کے دیکہنے سے اکثر علما مولوی صاحب کے مخالف ہوگئے اور اوس کی وجہ یہہ بتلاتے ہین کہ مولوی صاحب نے یہہ کتاب لکہکر ایک فتنہ کی بنیاد ڈالی جسکا اثر خاص مقلدون پر پڑنے والا ہے اس لئے کہ شیعہ اوس کی طرف التفات کرین گے نہ اہل حدیث البتہ مقلدین مین جو حضرات اہل بیت سے خوش اعتقاد ہین خصوصًا مشائخین مریدین جنکا انتساب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے طرف ہے وہ ضرور یہہ خیال کرین گے کہ جسطرح طریقت مین حضرت کی اتباع ضرور ہے شریعت مین بہی بہتر بلکہ ضرور ہے۔ مگر غور کیا جائے تو یہہ الزام مولانا ممدوح کی طرف لگانا زیادتی ہے اس لئے کہ انہون نے کب دعوی کیا کہ طریقت اور شریعت مین ایک ہی کی اتباع ضروری یا بہتر ہے اور ممکن نہین کہ وہ اسکے قائل ہون کیونکہ خود اون کے پیر حضرت حافظ محمد علی صاحب قدس سرہ اور انکے پیر حضرت شاہ سلیمان صاحب اور مولانا فخر صاحب وغیرہم سب حنفی تہے اور خود حضرت محبوب الہی سلطان الاولیا مولانا نظام الدین قدس سرہ العزیز بہی حنفی تہے جیسا کہ فوائد الفواد کی جلد چہارم مجلس دہم ماہ رمضان سے ظاہر ہے کہ خود حضرت نے اپنے حنفی المذہب ہونے کا اعتراف کرکے امام اعظم کوفی

رضی اللہ عنہ کے فضایل و مناقب بیان کئے ہیں اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز وغیرہ اکثر حضرات بھی حنفی المذہب تھے پھر حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جو سلسلہ چشتیہ کے اکابر شیوخ سے ہیں اون کا حال بھی اوپر معلوم ہوا کہ کس طرح امام صاحب کے معتقد تھے اسی طرح تذکرون سے ثابت ہے کہ کوئی طبقہ ایسا نہیں کہ جس کے اکابر اولیاء اور مقتدا مذاہب اربعہ میں سے کسی مذہب کے مقلد نہ ہوں اگر اہل طریقت کو اہل بیت کی تقلید ضروری یا بہتر ہوتی تو یہ حضرات سوا ائمہ اہل بیت کے کسی کی تقلید نہ کرتے

اولیاء اللہ کا کسی مذہب کی تقلید کرنا ایسا تھا جیسے ہم تقلید کرتے ہیں بلکہ اون کو بمشاہدہ قلب یہ بات ثابت ہو جاتی تھی کہ مجتہدین رضی اللہ عنہم مقبول بارگاہ الٰہی ہیں اور انبیاء کے مرتبے کے بعد اون کا مرتبہ ہے اور اون کو مشابہت انبیاء سے بھی حاصل تھی جیسا کہ کل مذاہب اربعہ برحق ہیں چنانچہ امام المحققین شیخ اکبر محی الدین ابن عربی حاتمی قدس سرہ العزیز نے فتوحات مکیہ کے ایک سو اٹھترین باب میں لکھا ہے فقلت له ادری لا ادری یا عبد الرحمن لا اعرف هذا المقام باسم امیزه به فقال لی هذا یسمی مقام القربة فتحقق به فتحققت به فاذا هو مقام عظیم لعلماء الرسوم من اهل الاجتهاد فیه قدم راسخة الا انهم لا یعرفون انهم فیه ورایت الامداد الالهی یسری الیهم من هذا المقام وهذا یکون بعضهم علی بعض کما انه لکل نبی تقدم هذا الزمان الحدیث شرعة ومنهاج والایمان بذلک کله واجب علی کل مؤمن وان لم نلتزم من احکامهم الا ما الزمنا فالمجتهدون من علماء الشریعة بمنزلة الرسل فی التشریع وادلتهم تقوم لهم مقام الوحی للانبیاء واختلاف الاحکام کاختلاف الاحکام الا انهم لیسوا مثل الرسل لعدم الکشف اور نیز فتوحات مکیہ کے باب سہتروین باب میں لکھتے ہیں وانما انقطع منها مسمی النبی والرسول ولذلک قال صلی اللہ علیه وسلم فلا رسول بعدی ولا نبی ثم ابقی منها المبشرات وابقی منها حکم العلماء المجتهدین وازال عنهم الاسم وابقی الحکم وامر من لا علم له بالحکم الالهی ان یسال اهل الذکر فیفتونه بما اداه الیه اجتهادهم وان اختلفوا

کما اختلف الشرائع لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنهاجًا وکذلک لکل مجتهد جعل له شرعۃ من دلیله ومنهاجا وهو عین دلیله فی اثبات الحکم ویحرم علیه العدول عنه وقرر الشرع الالهی ذلک کله فحرم الشافعی عین ما احله الحنفی واجاز ابو حنیفۃ عین مامنعه احمد بن حنبل فاجاز هذا مالم یجز هذا واتفقوا فی اشیاء واختلفوا فی اشیاء والکل فی هذه الامۃ شرع مقرر لنا من عند الله مع علمنا ان مرتبتهم دون مرتبۃ الرسل الموحی الیهم من عند الله - اور باب ثامن وثمانون میں لکھتے ہیں وحکم الاجتهاد فی الاصول والفروع واحد والحق فی الفروع حیث قرره الشرع وقد قرر حکم المجتهدین ولا یقرر الا ما هو حق فکله حق - اور اسی میں لکھتے ہی ہے کان من علم مالک ابن انس ودینه وورعه انه اذا سئل عن مسئلۃ فی دین الله یقول انزلت فان قیل له نعم افتی وان قیل له لم تنزل لم یفعه

الحاصل اہل کشف کی ان تصریحات سے ثابت ہے کہ مرضی الٰہی یہی ہے کہ شریعت میں ائمہ اربعہ کی تقلید کی جائے - اور چارون مذہب برگزیدہ بارگاہ رب العزۃ ہیں اور سبھا حق ہیں اسی وجہ سے اجتہادوں میں من جانب اللہ اون کو مدد پہونچتی رہتی تھی پھر تو اہل کشف کے مشاہدہ سے ثابت ہوا کہ اہل بیت کی تقلید شریعت میں مطلوب نہیں اب احادیث کو بھی دیکھ لیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد اہل بیت کا مذہب اختیار کرو بلکہ یہہ ارشاد ہوا قال النبی صلی اللہ علیه وسلم اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم کذا فی المشکوۃ یعنے میرے صحابہ سب مثل ستارون کے ہیں تم جس کی پیروی کروگے راہ پاؤگے - اور نیز ارشاد ہے قال النبی صلی اللہ علیه وسلم انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر رواه الترمذی کذا فی المشکوۃ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نہیں جانتا کہ کس قدر میرا تم میں رہنا ہوگا سو تمکو چاہئے کہ میرے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا کرو اور نیز ارشاد ہے قال النبی صلی اللہ علیه وسلم من یعش منکم بعدی فیری

اختلافاً کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا علیہا وعضوا علیہا بالنواجذ رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ کذا فی المشکوۃ یعنے فرمایا حضرت نے جو تم مین سے میرے بعد زندہ رہیگا اختلاف کثیر دیکھیگا سو تم کو چاہئے کہ میری سنت اور خلفاء راشدین کے طریقہ کو لازم پکڑو اور ہرگز نہ چھوڑو اور نیز ارشاد ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ کذا فی المشکوۃ یعنے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت کثیرہ کی اتباع کرو اور اوس سے جو علحدہ ہو وہ دوزخی ہے انتہے انہی روایتون اور ارشادات کی وجہ سے محدثین نے خلفاء راشدین اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو روایتین مروی ہین جمع کئے - اور جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ نے طریقہ بتلادیا مجتہدین نے اون مین اجتہاد کئے اور کروڑہا مسلمانون نے جن مین لاکھون علماء ہین اون کی تقلید کی اور سواد اعظم بن گیا جس کے اتباع کا حکم نبوی ہے -

اب دیکھئے کہ مولانا ممدوح کو نہ اولیاء اللہ کے اوس کشف کا انکار ہے نہ اپنے پیرون کے حنفی المذہب ہونے کا انکار ہے نہ ان احادیث کا انکار ہے پھر کیونکر کہا جائے کہ ان تمام اقراری امور کے بعد اون کی یہ رائے ہے کہ سب چھوڑکر فقہ اہل بیت کی تقلید کیجائے باوجود اس کے اگر کوئی شخص مولانا کے منشا کے خلاف اپنے جہل سے یہ سمجھ لے کہ فقہ اکبر اہل بیت کا مذہب ہے اور وہی واجب الاتباع ہے تو اوسکی غلط فہمی ہے اوس سے مولانا کو کوئی تعلق نہین -

یہ بات واضح ہے کہ اگر کسیکو یہی شوق ہو کہ اہل بیت کے مذہب کے موافق عمل کرے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شان مین جو وارد ہے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا - ان علوم سے بہرہ یاب ہو تو یہ خواہش بھی حنفی مذہب کی تقلید سے پوری ہوسکتی ہے اس لئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کوفہ مین تشریف رکھتے تھے اور آپ کے علوم جیسے کوفہ مین شائع تھے دوسری جگہ نہ تھے اور امام صاحب بھی کوفی تھے ایک یا دو واسطے

١٦٨٤٦

سے حضرت کے علوم آپ کو پہونچ گئے ہیں کیونکہ جب امام صاحب کے چار ہزار استاد تھے
تو اون میں صدہا اساتذہ کوفہ کے ہونگے۔ پہر امام صاحب کا شوق تحصیل علم گواہی دیتا ہے کہ
جب تک کل احادیث کوفہ کے آپنے حاصل نہ کرلیا ہوگا باہر نہ نکلے ہوں گے۔ باہر کے
علما تحصیل علم کے لئے بار بار کوفہ کو آتے تھے جیسا کہ امام بخاری فرماتے ہیں
کہ شام اور مصر اور جزیرہ اور بصرہ کو تو میں دو دو چار چار بار گیا مگر کوفہ اور بغداد کو اتنے بار گیا کہ
اوس کا شمار نہیں کرسکتا کما فی مقدمۃ الفتح قال البخاری دخلت الی الشام ومصر
والجزیرۃ مرتین والی البصرۃ اربع مرات واقمت بالحجاز ستۃ اعوام
ولا احصی کم دخلت الی الکوفۃ وبغداد مع المحدثین جب کوفہ ایسا
دار العلم تھا تو پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ امام صاحب ایسے بیش بہا ذخیرہ کو گھر میں حاصل نکرکے
باہر گئے ہوں بلکہ عقل اس بات پر گواہی دیتی ہے کہ جس قدر اورون کو زحمت سفر اوٹھانا
کے بعد وہاں کی حدیثیں ملی ہوں گی امام صاحب کو گھر بیٹھے اون سے اضعاف
مضاعفہ حاصل ہوئی ہوں گی اور چونکہ امام صاحب کو اہل بیت اور علی کرم اللہ وجہہ سے
کمال درجہ کی محبت تھی یہاں تک کہ اسی محبت کی وجہ سے اہل حدیث آپکے مخالف ہوگئے
ہیں چنانچہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اہل حدیث ہم سے بغض اس وجہ سے بھی رکھتے
ہیں کہ ہم اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں اور علی کرم اللہ وجہہ کی
خلافت ثابت کرتے ہیں اور وہ ثابت نہیں کرتے۔ ملل ونحل میں شہرستانی رح نے
اصل سبب آپکے قید ہونے کا لکھا ہے کہ آپکو اہل بیت کے ساتھ نہایت محبت اور تعلق
تھا جب یہ خبر منصور کو پہونچی تو اوس نے آپ کو دائم الحبس کردیا چنانچہ قید ہی میں آپکا
انتقال ہوا۔ اب کس کا منہ ہے کہ امام صاحب کے مقابلہ میں اہل بیت کی محبت کا
دعویٰ کرسکے آپنے تو اس محبت میں اپنی جان تک فدا کردی اور مقتضائے طبیعت ہے
جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے اوسکی ہر بات اچھی معلوم ہوتی ہے اس وجہ سے ہم
یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ جس قدر علی کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی روایتیں اوس
زمانہ میں موجود تھیں امام صاحب نے تلاش کرکے اون کو حاصل کرلیا تھا۔ غرض

یہ حسن ظن بالکل واقع کے مطابق اور موکد بالقرائن اور موید بالعقل ہے کہ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے علوم امام صاحب کے اجتہاد میں پیش نظر تھے اور ظاہر ہے کہ سرچشمہ علوم اہل بیت
رضی اللہ عنہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ تقریبًا کل علوم اہل بیت
کے امام صاحب کی فقہ میں شامل ہیں۔ پھر مزید برآن دو سال آپکا امام جعفر صادق رضی اللہ
عنہ کی خدمت میں رہنا جو لواء النقصان لہلاک النعمان سے معلوم ہوتا ہے اس بات کو بتلاتا
ہے کہ رہے سہے علوم اہلبیت کی تکمیل بھی آپنے اس مدت میں کرلی۔ غرض کہ حنفیہ
کو کمال افتخار کا موقع ہے کہ علاوہ جمیع احادیث وقرآن کے علوم اہل بیت کے ساتھ بھی
اون کے فقہ کو خصوصیت ہے اور اون کے فقہ میں فقہ اہل بیت بھی شامل ہے۔
الحاصل محدثین نے تبحر علمی کی وجہ سے اسنادوں سے متعلق اقسام کے تفنن اور التزام
کیا کہ جسکا ذکر ہو چکا اسیطرح امام بخاری رح نے بخاری شریف میں ایک ایسا التزام تصحیح کیا جو
و ہونا مشکل تھا اسکی خاص وجہہ یہہ تھی کہ آپکا خداداد غیر معمولی حافظہ اس درجہ
تک پہنچا تھا کہ لاکھوں اسنادیں آپکے پیش نظر تھیں جس میں ایک لاکھہ صحیح اسنادیں تھیں
جنکی صحت کا خود اون کو اعتراف ہے اور قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی چیز کثرت سے
ہوتی ہے اور کوئی اہم اور ضروری کام درپیش نہیں ہوتا تو مقتضائے طبیعت ہے کہ
اوس میں سے اعلیٰ درجہ کی اشیاء کو آدمی منتخب کرتا ہے دیکھہ لیجئے شاہی جواہر خانے
ہیں ہر چند اکثر جواہر بیش بہا ہوتے ہیں مگر پھر بھی اون میں سے ایسے جواہر منتخب کئے جاتے
ہیں جو لاجواب ہوں اسیطرح امام بخاری رح نے اون لاکھہ صحیح منتخب حدیثوں سے پھر
انتخاب کر کے چند حدیثیں ممتاز کردیں جنکو لاجواب کہنا چاہئے اور یہہ کام اون سے
ایسا وقوع میں آیا جو اسوقت تک کسی سے ہوا نہ تھا اس پر جسقدر امام بخاری صاحب کو
نشاط وسرور ہوا ہو بجا ہے مقتضائے سرور ونشاط انکو یہہ خیال پیدا ہوا کہ بس صحیح حدیثیں تو یہی
ہیں اور انکے سوا جتنی حدیثیں ہیں انکے مقابلہ میں کوئی قابل اعتبار نہیں اور اون
حدیثوں کو ساقط الاعتبار کردیا جنکی صحت ائمہ بلکہ خود اونکے اساتذہ کے نزدیک بلکہ خود ان کے
نزدیک مسلم ہوچکی تھی اور اوس وجدانی حالت کا اون پر اس قدر اثر ہوا کہ کل احادیث صحیحہ کو

ترک کرکے انھی چند حدیثون پر اجتہاد کا مدار رکھا اور اسکا خیال نہ کیا کہ یہہ رائے تمام مجتہدون اور اون کے اساتذہ کے خلاف ہے ۔

امام بخاری رح نے جو منتخب شدہ حدیثون مین دوبارا انتخاب کیا مجتہدین سابق کو اس انتخاب کی ضرورت تھی اس لیے کہ انہون نے اسنادون کی تحقیق کرکے صرف اون صحیح حدیثون کو پا لیا تھا جن سے احکام متعلق ہین پھر اون احادیث کے مضامین مین غور و فکر کیا اور اون سے مسائل دینیہ کا استنباط کرنا کوئی ایسا کام نہین کہ اوس سے فرصت مل سکے اور راویان صحاح کے اوصاف و حالات پسندیدہ مین موازنہ کرنے کی نوبت آئے کیونکہ انہون نے یہہ مان لیا تھا کہ اون معتبر راویون کے ذریعہ سے جو حدیث پہونچ گئی ہے اوسکا انکار ہو نہین سکتا اس لیئے اون تمام صحیح حدیثون کو پیش نظر رکھکر اجتہاد کیا اور جس طرح صدیق اکبر رض وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اجتہاد کا طریقہ تبلایا تھا اوس کو عمل مین لایا اور تمام احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ سے مدد لیکر استنباط احکام کیا اور اجتہاد کے وقت کسی صحیح حدیث کو نظرانداز نہین کیا اور جو طریقہ امام بخاری رح نے احادیث صحیحہ کو ساقط الاعتبار کرنے کا نکالا اوس کا خیال بھی نہین کیا اور نہ اوسکے خیال کرنے کی اون کو ضرورت تھی اب بتائیے کہ جو لوگ تمام احادیث صحیحہ کو قابل استدلال سمجھتے ہین وہ عامل بالحدیث ہونگے یا وہ لوگ جو لاکھون حدیثون کو ترک کرکے چند حدیثون کو قابل استدلال سمجھتے ہین ۔

تقریر سابق سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ امام بخاری رح نے واجب العمل حدیث پہچاننے کا طریقہ تقلیل احادیث صحاح قرار دیا ہے یعنے جن احادیث کی صحت کو خود انہون نے تسلیم کرلیا ہے ادنی ادنی احتمالات سے اون کو ساقط الاعتبار کرکے وہ حدیث واجب العمل سمجھی جائے جس مین ضعف کے احتمال کم ہون جسکا مطلب یہہ ہوا کہ سب صحیح حدیثون کو ترک کرکے ایک حدیث پر عمل کیا جائے جس سے عمل بالحدیث صادق آئے ۔ اور فقہا کا یہہ طریقہ ہے کہ اون تمام مسلمہ صحیح حدیثون کو صحت مسلم رکھکر اون سے استنباط احکام کیا جائے جسکا مطلب یہہ ہوا کہ صرف ایک حدیث پر عمل کرنے کی ضرورت نہین بلکہ کل صحیح حدیثون اور آیات سے جو بات بعد غور و فکر و اجتہاد کے ثابت ہو وہ واجب العمل ہے اب اون دونون

طریقوں پر غور کیجئے کہ کونسا طریقہ اچھا اور اقرب الی الصواب ہے۔ تقلیل احادیث کا طریقہ معتزلہ
کا نکالا ہوا ہے چنانچہ اونہوں نے منجملہ اور شرطوں کے ایک شرط یہہ بھی لگائی کہ ہر روایت کے
راوی ہر شخص سے چار ہوں اگرچہ ظاہر اس میں نہایت احتیاط معلوم ہوتی ہے مگر نتیجہ
اوس کا یہی ہے کہ نہ کوئی حدیث ایسی ملیگی نہ حدیث کے اتباع کی ضرورت ہوگی۔
امام بخاری رح کو چونکہ یہہ منظور تہا کہ صحیح حدیث کا وجود قلیل رہے اور حتی الوسع احتیاط بھی برتی
جائے اس لئے شروط لگانے میں ایسا انداز پیش نظر رکہا کہ صرف تقلیل احادیث
ہوجائے اور اون شرطوں سے اغماض کیا جن سے احادیث صحیحہ کا وجود ہی باقی نہ رہے
ہر چند اون شرطوں سے کسی قدر احتیاط زیادہ ہوئی مگر نہ اون کو اصل صحت میں دخل تہا
نہ سکت خصم میں اسلئے کہ بغیر ان شرطوں کے بہی اکابر محدثین نے حدیثوں کو صحیح مان لیا
ہے جس سے ظاہر ہے کہ فقہا کو ان شرطوں کے لحاظ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور
معتزلہ کے مقابلہ میں اون شروط والی حدیثوں سے بہی کام نہیں چل سکتا۔ حجۃ اللہ البالغہ
میں ابوداؤد کی اس روایت کو نقل کیا ہے کہ سعید ابن جبیر رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے کہا کہ صحابہ نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے بارہ میں اختلاف
کیا ہے اوس سے تعجب ہوتا ہے فرمایا کہ بات یہہ ہے کہ حضرت نے مسجد ذو الحلیفہ
میں دو رکعت پڑہکر احرام باندہا اور تلبیہ کہا حاضرین نے اوسکو یاد رکہکر روایت کی پہر جب
آپ ناقہ پر سوار ہوے اور تلبیہ کہا اوس وقت جو لوگ وہان پہونچ گئے تہے اونہون نے
تلبیہ سنکر کہا کہ سوار ہونے کے بعد حضرت نے احرام باندہا پہر جب بلندی پر پہونچے اور
وہان بہی تلبیہ کہا تو اوس پر جو لوگ مطلع ہوے اونہون نے کہا کہ یہیں احرام باندہا گیا۔
حالانکہ حضرت نے احرام وہیں باندہا تہا جہان نماز پڑہی تہی انتہے ملخصًا اب دیکہئے کہ
تینون قسم کی روایتیں صحابہ سے مروی ہیں اگر ایسی اختلافی روایتوں میں امام بخاری کا
طریقہ اختیار کیا جائے تو اوسکو اصل واقعہ سے کچہہ سروکار نہوگا کیونکہ تینون واقعات سچے ہیں اور
مروی ہیں اور اون روایتوں میں تو کلام ہی نہیں ہوسکتا اس لئے تصحیح حدیث کا مدار صرف ایک سلسلہ روایت
کی اسناد پر ہوگا پہر یہہ ضرور نہیں کہ وہی اسناد مطابق شروط ملیگا جس میں اصل واقعہ مذکور ہو

ہے بلکہ ممکن ہے کہ اصل واقعہ کی اسناد گو در اصل صحیح ہون مگر مطابق شروط انہون نے اس صورت
مین خلاف واقعہ اعتقاد اور عمل کی ضرورت ہوگی کیونکہ دوسری روایتون کو ساقط الاعتبار
کرنے کے بعد نہ قرائن پر غور کرنے کی اجازت ہوگی نہ عقل و اجتہاد سے کام لیا جائیگا
اور اوسکا یہہ نتیجہ ہوگا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ نے جو طریقہ اجتہاد کا بتلایا تھا
جس کا حال ابھی معلوم ہوا وہ متروک ہو جائیگا اب بتائے کونسا طریقہ محمود اور واجب الاتباع
ہے اور مجتہدین صدیق اکبر اور عمر رض وغیرہ کے اتباع کے امور مین ایسے مین حدیث
شریف مین وارد ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی ۔

تفسیر کبیر مین امام فخر الدین رازی رح نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کا جو قول ہے کہ صبح
مین اسفار اور عصر مین تاخیر افضل ہے اوسکی دلیل یہہ ہے کہ حق تعالے فرماتا ہے
اقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل یعنے قایم کرو نماز کو دونون طرف دن کے
اور حصون مین رات کے ظاہر آیت دلالت کرتی ہے کہ نمازون کی دو طرفون مین واجب
ہے اور چونکہ دو طرف دن کے طلوع و غروب ہین جن مین نماز بلا ضرورت بالاجماع جائز نہین
اور طرف ثانی سے مراد مغرب نہین ہو سکتی اس لئے کہ وہ زلفا من اللیل سے متعلق ہے
جن مین نماز مغرب اور عشا اور وتر پڑہی جاتی ہے کیونکہ لفظ زلف جمع ہے اور جمع کیلئے
کم از کم تین افراد چاہئے اس لئے ضرور ہوا کہ طرفین سے معنی مجازی لی جائین اور قاعدہ
ہے کہ کسی چیز کا اطلاق اوسکے قریب والی چیز پر ہوا کرتا ہے اسلئے طرف کا اطلاق مجازاً ایسے
وقت پر ہوگا جو طلوع و غروب کے قریب ہو اب ہم دیکھتے ہین کہ اسفار نسبت غلس کے
اور مثلین نسبت ایک مثل کے طلوع و غروب کے قریب ہین اس لئے طرفی النہار کا
اطلاق انہی دونون قریب والے وقتون پر اولی ہوگا کیونکہ لفظ کا اطلاق اون مجازی معنی پر
اولی ہے جو حقیقت سے قریب ہون ۔

دیکھئے اجتہاد مین کہان کہان نظر ڈالی جاتی ہے صرف احادیث کے ظاہری معنی
مقصود نہین حاصل ہو سکتا بہلا کوئی معمولی مولوی کی سمجھ مین یہہ بات آسکتی ہے کہ اس آیہ شریفہ
سے یہہ مسئلہ نکلتا ہے کہ ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو تو نماز عصر پڑہی جائے ۔

جو تصریح کی ہے کہ ابوحنیفہ مواقع استدلال کو خوب جانتے ہین اوسکا مطلب اس سے ظاہر ہے کہ کونسی آیت اور کونسی حدیث سے کون کون مسایل نکلتے ہین اوسکو جانتے تھے۔ اور جو مواقع استدلال اور دن کے حاشیہ خیال مین نہین وہ امام صاحب کے پیش نظر تھے پھر روایت اوپر لکھی جا چکی ہے کہ اعمش رح سے چند مسایل کسی مجلس مین پوچھے گئے آپ نے امام صاحب سے اونکا جواب دینے کو کہا اپنے جواب دیا۔ اعمش نے اوسکی دلیل طلب کی۔ امام صاحب نے وہی احادیث پیش کر دی جو اعمش رح سے اونھین پہونچی تھین۔ اب وہ حیران ہین کہ یہ مسایل اون احادیث سے کیونکر نکل سکتے ہین آخر امام صاحب نے موقع استدلال اور طریقہ استخراج بیان کیا جسکو سنکر وہ کمال مسرت سے کہہ اٹھے انتم الاطباء ونحن العطارون۔ اب غور کیجئے کیا یہہ مضامین عالیہ استاد ومین تشدد کرنے اور سخت شرطین لگانے سے حاصل ہو سکتے ہین یا شارع کی مراد پر مطلع ہونے کا اوس سے کوئی قرینہ مل سکتا ہے ہرگز نہین۔

عقد الجید مین ابن حزم رح کا قول نقل کیا ہے فلم یبح اللہ تعالی الرد عند التنازع الی احد دون القران والسنۃ وحرم بذلک الرد عند التنازع الی قول قائل لانہ غیر القران والسنۃ یعنے تنازع کے وقت سوائے قرآن وحدیث کے کسی کے قول کی طرف رجوع کرنا درست نہین "انتہی یہان شاید یہہ خیال کیا گیا ہے کہ مقلدین امام کے ذاتی قول کی طرف رجوع کرتے ہین۔ مگر یہہ خیال درست نہین اس لئے کہ ہم مقلدین کا جسمی اعتقاد ہے کہ امام صاحب نے اجتہاد کر کے کتاب وسنت کے مطابق فتوے دیا ہے جس پر صدہا اکابر محدثین نے گواہی دی ہے جنکو ہم جیسے نہین سمجھ سکتے وہ مجتہدین کے قول کو خدا ورسول کے قول کا ماحصل سمجھتے ہین اور اوسی جزم پر اونکا عمل صحیح بھی ہوتا ہے جیسا کہ مشتبہ ہو تو جس جہت پر قبلہ ہونے کا جزم ہو اوسی طرف نماز صحیح ہوتی ہے گو خلاف واقع ہو۔ غرض کہ حقیقت تقلید پر غور نکرنے سے اس قسم کے اعتراض پیدا ہوتے ہین جن سے عوام کو دھوکا ہوتا ہے اور علما کو خلش پیدا ہوتی ہے۔

عقد الجید میں لکھا ہے کہ ابن حزم رح نے اس آیۂ شریف سے یہ استدلال کیا ہے
قولہ تعالیٰ فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم
تؤمنون باللہ والیوم الاخر یعنے اگر کسی بات میں تمہیں جھگڑا ہو تو اوس کو خدا و
رسول کی طرف رجوع کرو اگر تمکو خدا پر اور روز قیامت پر ایمان ہے۔ مگر یہ استدلال صحیح نہیں
اس لئے کہ اس آیہ شریف میں ذاتی جھگڑوں کا ذکر ہے۔ اوس تنازع کا بیان نہیں جو
مسائل فقہیہ میں ہوتا ہے کیونکہ مجتہد جو فتوے دیتا ہے اوس پر قرآن و حدیث سے
استدلال کرتا ہے اگر اسکا فیصلہ بھی قرآن و حدیث ہی پر کہا جائے تو دور لازم آئیگا۔
کسی ایک مسئلہ میں جب آیات و احادیث باہم متعارض ہوں تو ممکن نہیں کہ اونکا فیصلہ
دوسری آیات و احادیث سے ہوسکے کیونکہ وہ آیات و احادیث بھی اوسی تنازع میں
شریک ہونگے۔ دراصل یہاں تنازع کرنے والی احادیث و ادلہ ہیں جو مجتہدین کی طرف
سے پیش ہوتے ہیں ان کے فیصلہ کا طریقہ ابوداؤد رح نے صحیح میں یہ لکھا ہے
اذا تنازع الخبران عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نظر الی ما عمل بہ اصحابہ
من بعدہ یعنے اگر وہ دو حدیثوں میں تنازع ہو تو عمل صحابہ کی طرف دیکھا جائے کہ
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اونھوں نے اوس بات میں کیا عمل کیا ہے۔ اب
دیکھئے کہ بموجب اس روایت کے احادیث کا فیصلہ صحابہ کے عمل پر رکھا گیا حالانکہ
وہ غیر قرآن و حدیث ہے کیونکہ سنت سے مراد ابن حزم رح کے قول میں نبی صلی اللہ علیہ
وسلم ہے بدلیل قولہ تعالیٰ فردوہ الی اللہ والرسول۔ اب اگر ابن حزم رح
کا قول مان لیا جائے تو اون مسائل فقہیہ کا فیصلہ جن میں متعارض احادیث ہوں
ممکن نہوگا کیونکہ وہ تو صاف کہتے ہیں کہ غیر خدا و رسول کی طرف رجوع کرنا حرام ہے
اور یہ بھی کہنا پڑیگا کہ ابوداؤد رح نے ایک ایسے کام کو جو حرام ہے اپنی صحیح کتاب
میں داخل کیا اور کسی محدث نے اوسکا انکار تک نہیں کیا بلکہ سب راضی اور رضا بالحرام
کے مرتکب ہے جو کفر ہے نعوذ باللہ من ذالک۔

عقد الجید میں حرمت تقلید پر ابن حزم رح کا یہ استدلال بھی نقل کیا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء یعنے چلو اوسی پر جو اترا
تمکو تمہارے رب سے اور نہ چلو اوس کے سوا اور رفیقون کے پیچھے ۔ مطلب اونکا
یہ ہے کہ مقلد قرآن کو نہین مانتے اور اوس کے مقابلہ مین امام کے ذاتی قول کو مانتے ہین
خدا کی پناہ اتہام کی کوئی حد بھی ہے کوئی ایک مسئلہ تو پیش کیا جائے کہ کسی متفق علیہ
مجتہد نے صریح آیت قرآنی کے خلاف مین رائے قائم کی ہے اور مقلد اوسی کی مانتے
ہین اور قرآن کو رد کر دیتے ہین ۔

ایک استدلال یہ بھی نقل کیا ہے قال اللہ تعالی واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ
قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا یعنے جب اون سے کہا جاتا ہے کہ قرآن کی اتباع
کرو تو کہتے ہین ہم اوسکی اتباع نکرین گے بلکہ اپنے ابا و اجداد کو جس طریقہ پر دیکھا ہے
اوسکی اتباع کرین گے ۔ مطلب اونکا یہ ہے کہ مقلد اپنے باپ دادا کے قول و فعل کے
مقابلہ مین قرآن کی اتباع نہین مانتے ۔ انصاف سے دیکھا جائے کہ چارون مذہبون مین کوئی
بھی مذہب ایسا ہے کہ اوس مین آیات قرآنیہ کا انکار ہے ۔ اگر کوئی مذہب ایسا ہو تو کیا وہ
اہل سنت وجماعت کا مذہب ہو سکتا ہے ہرگز نہین ۔ فقہ کی کتابون سے ظاہر ہے کہ آیات قرآنی
اور احادیث تو کیا صحابہ کے اقوال تک ترک نہین کئے جاتے ۔ ایسی فقہ کے تابعون کو
کافر قرار دینا اور وہ آیات جو خاص کافرون کے باب مین وارد ہین اون پر زبردستی چسپان
کرنا صرف غصہ کا مقتضی ہے جو تعصب مذہبی سے پیدا ہوتا ہے اور ہوش وحواس وتمیز کو
درہم وبرہم کر دیتا ہے ۔ اسی غصہ کی وجہ سے بعض مسجدون مین مار پیٹ ہوتی ہے اور ایک
دوسرے کے خون کے پیاسے ہوتے ہین جسکی قرآن وحدیث سے قطعی ممانعت و حرمت
ثابت ہے ۔ اوسی غصہ اور تعصب کا اثر ہے کہ آمین بالجہر مین مبالغہ کیا جاتا ہے تاکہ اچھی
طرح مخالفت قایم ہو اور دل کھول کر طرفین سے دشمنی کے جوہر دکھلائے جائین ۔
کیا کسی حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ آہستہ آمین کہنے والون کے ساتھ دشمنی قایم
کرنے کی غرض سے آمین پکار کر کہا جائے اور مار پیٹ کر کے مقدمہ بازی مین بیجا
روپیہ صرف کرین اور ججون کے روبرو وہ تماشا کرین کہ ہندو یا پارسی وغیرہ اسلام کو ذلیل کرین

نہ کسی کتاب سے یہہ بات ثابت ہو سکتی نہ حمیت اسلامی اسکو گوارہ کر سکتی ہے مگر ایک نفسانیت ہے جو ہر قسم کی تباہی پر آمادہ کرتی ہے ۔ اسی طرح ائمہ دین کے مقلدون کو کافر بنانے کا سبب بھی وہی غصہ اور جہالت ہے ۔

اوسی مین یہہ بھی لکہا ہے کہ اس آیۂ شریفہ مین حق تعالے نے غیر مقلدون کی مدح کی ہے قولہ تعالی فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھدٰھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب یعنے تم خوشی سناؤ میرے بندون کو جو سنتے ہین بات اور پہر چلتے ہین اوس مین سے اچھی بات پر وہی ہین جنکو راہ دی اللہ نے اور وہی ہین عقل والے ۔

معلوم نہین غیر مقلد اس مین کیون شریک ہو گئے حالانکہ اوس سے تو مقلدون کی تعریف ثابت ہوتی ہے اسلئے کہ وہ بموجب ارشاد الٰہی باتین تو سب کی سنتے ہین مگر مانتے ہین اوسی کی جس کی بات کو اچھی سمجھتے ہین اور جانتے ہین کہ قرآن وحدیث کے مطابق اگر ہے تو اپنے ہی امام کی بات ہے اور اوسی کی پیروی کرتے ہین ۔

یہان شاید یہہ شبہہ کیا جایگا کہ حق تعالے صرف اچھی بات کی اتباع کو فرماتا ہے اور مقلد جسکو اپنی دانست مین اچھی سمجھتے ہین اوس کی اتباع کرتے ہین ۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ جو باتین بالاتفاق اچھی ہین مثلاً نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ اون کو ہر امام کے مقلد مانتے ہین اسیطرح وہ باتین جنکا ذکر قرآن وحدیث مین نہین یا مختلف حدیثین اون مین وارد ہین سوا اون مین اچھی بات جو موافق مرضی خدا اور رسول ہو بغیر اجتہاد کے معلوم نہین ہو سکتی اوسکو وہی جانیگا جو اعلیٰ درجہ کا مجتہد ہو ۔ اور چونکہ ہر مقلد اپنے امام کو قرآن وحدیث دانی مین اعلیٰ درجہ کا ماہر سمجھتا ہے اس لئے اوسکے علم کے مطابق اچھی بات کا وہی متبع ہوگا اور غیر مقلد کو چونکہ اجتہاد سے کوئی تعلق نہین اسلئے اوسکو اچھی بات کا ممتاز کرنا دشوار ہے ۔ اس صورت مین کیونکر کہا جائے کہ فیتبعون احسنہ غیر مقلدون پر پوری طور سے صادق آتا ہے ۔

عقد الجید مین ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا یہہ استدلال بھی نقل کیا ہے کہ کل صحابہ اور تابعین اور

تبع تابعین کا اجماع ہے کہ کسی ایک معین شخص کی تقلید حرام ہے اس لئے اگر کسی نے
ابوحنیفہ یا شافعی وغیرہ کی تقلید کل اقوال میں کی تو اوس نے غیر سبیل المومنین اختیار کیا
نعوذ باللہ من ذلک مطلب یہہ کہ غیر سبیل المومنین کی اتباع کرنے والا بحکم آیہ شریفہ
قطعاً دوزخی ہے۔

اب یہہ دیکھنا چاہئے کہ آیا صحابہ یا تابعین نے یہہ تصریح کی ہے کہ اگر کوئی شخص اچھی
باتیں قرآن وحدیث کے مطابق بھی کہتا ہو تو اوسکی اگر دس بیس باتیں مانی بھی جائیں تو
دو چار باتوں میں خواہ مخواہ مخالفت کی جائے اور یہہ کہا جائے کہ اوسکی وہ اچھی باتیں
بھی ہوں تو ہم نہ مانینگے کیونکہ کسی کی سب باتیں ماننا درست نہیں گو وہ اچھی ہی کیوں نہوں
ہمیں تو اس قسم کی تصریح یاد نہیں اگر کوئی صاحب اس تصریح سے کسیکا قول پیش فرمائینگے
تو اوس کے ماننے میں ہمیں کلام نہیں۔ اب ہم دعوی کرتے ہیں کہ یہہ ممکن نہیں کہ
حرمت تقلید شخصی پر صراحۃً اجماع ثابت ہو سکے۔ البتہ یہہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی صحابی
یا تابعی کی تقلید شخصی ثابت نہیں مگر کسی فعل کے نکرنے سے اگر اوس فعل کی حرمت
پر اجماع ثابت ہوا کرے تو بڑی دشواریوں کا سامنا ہوگا دیکھئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
کی خلافت تک قرآن جمع نہیں کیا گیا پھر کیا یہہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے کیا نہ اوس وقت تک صحابہ نے کیا اس لئے اوسکی حرمت پر اجماع ہو گیا تھا اور
صدیق اکبر رض نے نعوذ باللہ اس باب میں غیر سبیل المومنین اختیار کیا۔ اسیطرح تقریبا تیسری
صدی تک حدیث کی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی باوجود اسکے یہہ نہیں کہہ سکتے کہ کتابوں کے
نہ لکھنے پر اجماع ہو گیا تھا اور محدثین کتابیں لکھکر معاذ اللہ مرتکب حرام ہوئے۔ اسکے
سوا اور بہت سے امور ایسے ہیں کہ وقتاً فوقتاً بحسب ضرورت متدین اہل علم
اون کو ایجاد کرتے گئے اور بجائے اسکے کہ وہ مخالف اجماع اور مرتکب حرام سمجھے
جاتے انہیں احادیث سے مستحق ثواب ہونا اونکا ثابت ہے جیسا کہ من سن سنۃ حسنۃ والی
حدیث صحیح سے ظاہر ہے

اور ایسے امور کا بارگاہ کبریائی میں مورد تحسین ہونا اس روایت سے ثابت ہے

ما راٰہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن۔

بات یہ ہے کہ صحابہ کل عدل تھے جس کسی کو کوئی بات معلوم نہوتی وہ کسی صحابی سے پوچھہ لیتا اور اوس پر عمل کرنے مین کسی قسم کا اندیشہ نہوتا کیونکہ اوسوقت مذاہب باطلہ کا وجود بھی نہ تھا اور اواخر مین اگر ابتدا ہوئی بھی تو صحابہ اون کے سخت دشمن تھے غرضکہ اوسوقت ہر ایک مفتی معتمد علیہ تھا۔ اسیطرح اوائل زمانہ تابعین مین بھی اکثر سر آوردہ علما ہتدین اور معتمد علیہ تھے۔ لوگون کو اون کے اقوال پر عمل کرنے مین کوئی تامل نہوتا تھا جب کوئی ضرورت پیش آتی تو کسی معتمد علیہ سے پوچھکر عمل کر لیتے۔ اوس کے بعد جب مذاہب باطلہ کے لوگ علم پڑہکر بظاہر محدث کہلاتے مگر درباطن اون مذاہب باطلہ کے رواج دینے مین بہت سعی کرتے تھے جس سے اون کی مردم شماری مین علانیہ زیادتی اور اہل سنت مین کمی واقع ہونے لگی اوسوقت اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ تمام آیات واحادیث پر غور کرکے اہل سنت وجماعت کا مذہب مدون اور مرتب کر دیا جائے تاکہ لوگ اہل مذاہب باطلہ کے مکر وتزویر سے محفوظ رہین۔ چنانچہ امام صاحب نے یہہ کام اپنے ذمہ لیا اور ایک ہزار محدثون کے اتفاق سے فقہ کو مدون کیا۔ جس کی توثیق اکابر محدثین نے کی اور خود بھی اوس پر عمل کرتے اور لوگون کو اوسکی تقلید پر ترغیب دیتے گئے جس سے تہوڑے عرصہ مین وہ مذہب عالمگیر ہوگیا اور لوگون کو پورا اطمینان حاصل ہوا کہ اہل سنت وجماعت کا بھی ایک مذہب ہے جسمین اہل باطل کی رائے کو دخل نہین۔ اب اس اطمینان کے بعد اگر اون لوگون کو کہا جاتا کہ بھائیو اس مذہب کے دس بیس باتون پر اگر عمل کرتے ہو تو دو چار باتون مین مخالفت بھی کیا کرو تو وہ ضرور پوچھتے کہ حضرت مخالفت کسی خاص وجہہ سے کی جاتی ہے یا خواہ مخواہ بلا وجہ بھی مخالفت کی ضرورت ہے اور اگر یہہ قاعدہ بتایا جاتا کہ صریح حدیث کے مخالف جو بات ہو اوس مین مخالفت کی جائے تو وہ اوس کے جواب مین صدیق اکبر عمر فاروق عثمان ذی النورین عائشہ صدیقہ ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا طریقہ عمل بلکہ کل صحابہ کا اجماع پیش کر سکتے تھے کہ مجتہد کو ضرور نہین کہ ہر ایک حدیث پر

عمل کرے بلکہ یہہ بتلا سکتے تہے کہ خود محدثین نے پیشتر ہزارہا حدیثوں کو متروک العمل کر دیا اور
یہہ تو ضرور کہینگے کہ ہم نے ایسے مذہب کی تقلید کی کہ اوسکی تدوین میں ہزارہا محدثین شریک
تہے اور تمام روی زمین پر جو حدیثیں اوس وقت موجود تہیں مدون کرنے کے وقت سب پیش
نظر تہیں اور ایسے شخص کی تقلید کی ہے کہ بحسب گواہی اکابر محدثین وہ تمام محدثوں سے
اعلم افقہ اور اورع ہیں ایسے شخص کی مخالفت کیونکر جایز ہو۔ اور اگر چند مسایل میں مخالفت
کی تو وہ ابو حنیفہ کی مخالفت ہوگی یا آیات و احادیث کی جنکی بنا پر اونہوں نے فتوی
دیا تہا۔ غرضکہ فقہ کی حقیقت معلوم ہونے کے بعد مقلد اپنے امام کی مخالفت ہرگز نہیں
کر سکتا ورنہ لازم آئیگا کہ اوسکا حسن ظن جو امام کے اعلم اور افقہ ہونے پر تہا جاتا رہا حالانکہ
صحت عمل کا مدار اوسی حسن ظن پر ہے۔

اب ضرورت تقلید پر بہی غور کیجئے یہہ بات پوشیدہ نہیں کہ مقتضائے فطرت انسانی
ہے کہ آدمی اپنے ہم خیال و ہم مشربوں کو دوست رکہتا ہے اور جو ہم خیال نہو اوس سے
اجنبیت بلکہ کبہی وحشت اور نفرت ہوتی ہے جس سے مخالفت اور عداوت تک نوبت
پہونچ جاتی ہے تہوڑے دنوں کی بات ہے کہ قصبہ پیٹہ میں ایک صاحب نے یہہ مسئلہ
بیان کیا کہ جمعہ کے دونوں خطبوں کے بیچ میں ہاتہہ اوٹہا کر دعا کرنا منع ہے تہوڑے
لوگ اون کے موافق ہوے اور تہوڑے مخالف اور ان دونوں فرقوں میں
باہمی مخالفت کی یہاں تک نوبت پہونچی کہ ایک دوسرے کے دشمن بن گئے اور
ایک دوسرے کی اقتدا کو جایز نہیں رکہتے تہے حالانکہ یہہ مسئلہ ایسا نہیں کہ اسقدر اوسمیں
تشدد کیا جائے۔ جامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎ گر نشنید بیخبری است بگو ای اعرابی
ورنہ خاموش کہ این شور و فغان چیزے نیست ؎ حالانکہ جامی ہر ظاہری علوم میں
بہی علامہ تہے مگر چونکہ طبیعت میں عشق تہا اوس غلط مسئلہ کو ایک بیجا شور و فغان خیال
کرتے ہیں وجہہ یہی تہی کہ اوسکو اپنا ہم مشرب نہیں پایا ہماری شریعت میں یہہ روایت
ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رض کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو قرآن پڑہتے سنا کہ
جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا تہا کسیقدر اوس کے خلاف تہا

پڑھ رہا تھا مین نے اوسکو پکڑکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور اس واقعہ کی خبر دی حضرت نے اوسکی اور میری قرات سنکر فرمایا تم دونون محسن ہو یعنے اچھا پڑھتے ہو اوس کے بعد فرمایا کہ اختلاف مت کیا کرو تم سے پہلے جو امتین تھین وہ اختلاف کرنے ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئین — دیکھئے قرات کے اختلاف کی وجہ سے اون کو تحمل نہ ہوسکا اور اوس شخص کو پکڑکر حضرت کے پاس لیے گئے — اور بخاری ومسلم مین ہے کہ عمر رض نے ہشام بن حکیم کو دیکھا کہ اپنی قرات کے خلاف پڑھ رہے ہین فورا اونکے گلے مین چادر ڈال کھینچتے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیگئے غرضکہ اختلاف سے خلاف ضرور پیدا ہوتا ہے خواہ منشا اوس کا نفسانیت ہو یا للہیت اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کی اصلاح فرمادی کہ ایسے خفیف امور مین اگر اختلاف ہو تو مخالفت کی نوبت نہ آنے پائے اسی طرح ہر ایک موقع مین مخالفت باہمی کی خرابیان اور وعید اور اتحاد وموافقت کے منافع اور فضیلتین بیان فرمائے گئے اور آیات بھی اس باب مین نازل ہوئین — چونکہ صحابہ نے خدا اور رسول کے ارشادات کے مقابلہ مین اپنے اقتضائے طبعی کو کان لم یکن اور نفسانیت کو بالکلیہ ترک کردیا تھا اس لئے جزئی مسائل مین اختلاف ہونے سے مخالفت نہین ہوتی تھی — ہر شخص جس سے چاہتا مسئلہ پوچھ لیتا اور اوس کے مطابق عمل کرتا اور مختلف فتوون سے جو اختلاف پیدا ہوتا تھا اوس سے مخالفت کی نوبت نہین آتی تھی — اور یہی اثر اوائل زمانہ تابعین مین بھی تھا پھر جون جون زمانہ دور ہوتا گیا مقتضیات طبع سر اٹھانے لگے اور رفتہ رفتہ یہ حالت ہوئی جو فی زماننا مشاہد ہے کہ ویسے تو علم کی تحصیل ہے مگر عمل کی حالت ناگفتہ بہ اور چھوٹے چھوٹے مسائل مین ایسا اختلاف پیدا ہوتا ہے کہ مخالفت اور دشمنی کی نوبت پہونچ جاتی ہے — اسکی ابتدا اوسی زمانہ سے ہو گئی تھی — غرضکہ علما نے جب دیکھا کہ مذاہب باطلہ کا شیوع اور اختلاف ومخالفت باہمی روز افزون ہے اس لئے فقہ کی تدوین کی طرف متوجہ ہوئے جس سے سب سے بڑا فایدہ یہ ہوا کہ اختلاف باہمی جاتا رہا اور تمام مقلد

ہم مشرب ہو گئے جس سے اتحاد باہمی جو مقصود خدا اور رسول ہے قائم ہوا۔ دیکھ لیجیے کروڑہا مسلمان ہین کہ فقہ کے متفق علیہ مسائل پر برابر عمل کرتے ہین اور اختلافات کی نوبت ہی نہین آتی اور جن مسائل مین امام کا قول مصرح نہین علما کے فتوون مین کیسی کیسی مخالفتین ہوتی ہین۔ غرضکہ ہم مشربی اتفاق پیدا کرنے کا ایک قوی ذریعہ ہے پھر مذہب حنفیہ کے بعد دوسرے مذاہب حقہ کی جب بنیاد قائم ہوئی تو اوس کے ساتھ ساتھ مخالفت کی بھی بنیاد پڑی۔ چنانچہ تاریخ دانون پر یہ امر پوشیدہ نہین کہ اہل مذاہب اربعہ مین کیسی کیسی مخالفتین اور ہنگامے برپا ہوئے مگر خدا کا فضل یہ ہوا کہ صرف چار ہی مذہبون مین اختلاف منحصر ہو گیا اور علما نے فیصلہ کر دیا کہ اب پانچوان مذہب ضرورت سے زائد ہے۔ اس فیصلہ کا یہ دور اثر ہوا کہ یہی چار مذہب بالاجماع حق سمجھے گئے اور ہر ایک آزادانہ بلا تعرض اپنے مذہب پر عمل کرنے کا مجاز قرار دیا گیا جس سے باہمی مخالفت بہت کم بلکہ منہدم ہو گئی۔ اور ہر مذہب کا مقلد یہ سمجھنے لگا کہ دوسرے مذہب والے کا عمل گو اپنے عمل کے مخالف ہو مگر اوسکا فرض منصبی وہی ہے۔ ہر چند مسائل جزئیہ مین اہل مذاہب اربعہ ہم مشرب نہین ہین مگر وہان ایک نئی قسم کی ہم مشربی قائم ہو گئی کہ نفس تقلید مین سب ہم مشرب ہین اور جو مقلد نہو اوسکو اجنبی اور مخالف سمجھتے ہین اسیوجہ سے شافعی المذہب برابر آمین بالجہر کہتے ہین اور کوئی تعرض نہین کرتا اور غیر مقلدون کا آمین بالجہر ایک ہنگامہ برپا کر دیتا ہے۔

ہم نے جو لکھا کہ مذاہب حقہ یہی چار مذہب ہین سو یہ صرف ہماری رائے نہین بلکہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے عقد الجید مین اسی پر فیصلہ کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہین و لما اندرست المذاہب الحقہ الا ہذہ الاربعۃ کان اتباعها اتباعاً للسواد الاعظم والخروج عنها خروجاً عن السواد الاعظم یعنے تمام مذاہب حقہ مٹ گئے اب اون مین سے یہی چار مذہب باقی ہین جنکی اتباع سواد اعظم کی اتباع ہے اور اون سے خارج ہونا سواد اعظم

سے ظاہر ہوتا ہے مولانا نے مذہب اربعہ کو جو سواد اعظم لکھا ہے وہ اشارہ اس حدیث شریف کی طرف ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ کذا فی المشکوۃ یعنے سواد اعظم اور بڑی جماعت کی اتباع کرو اس لئے کہ جو اوس سے علیحدہ ہوا وہ اوس سے علیحدہ ہوکر دوزخ میں گیا۔

پھر اختلاف کو باعث خلاف جو لکھا اور مشاہدہ سے ثابت کیا سو وہ احادیث سے بھی ثابت ہے چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی میں یہ روایت ہے کہ عثمان رض نے منا میں چار رکعتیں پڑھیں یعنے ظہر وغیرہ میں قصر نہیں کیا ابن مسعود رض نے یہ دیکھ کر کہا کہ ہم نے اس مقام میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت پڑھی یعنے قصر کیا پھر ابوبکر رض کے ساتھ بھی دو ہی رکعت پڑھی پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے اوائل زمانہ خلافت میں اون کے ساتھ بھی دو ہی رکعت پڑھی مگر جب عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعتیں پڑھیں تو اونہوں نے بھی قصر ترک کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے قصر کرنے کا عیب عثمان رضی اللہ عنہ پر لگایا تھا۔ اور اب آپ خود قصر نہیں کرتے اس کی کیا وجہ فرمایا الخلاف شر دیکھئے ابن مسعود رض نے اختلاف کو باعث خلاف سمجھا اور رفع مخالفت کی غرض سے حدیث صحیح پر عمل نہیں کیا اور تقلید کو اس پر ترجیح دی۔ اہل بصیرت غور فرمادیں کہ ایک جلیل القدر صحابی کے قول و فعل سے ثابت ہے کہ تقلید باعث رفع شر و فساد ہے کیوں نہو دینی مصالح سو جاننا انہیں کا کام تھا یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ ابن مسعود کی لیاقت اور مصلحت اندیشی کی خبر دی ہے جیسا کہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہو عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت مؤمرا احدا من غیر مشورۃ لامرت ابن ام عبد رواہ ابن ماجہ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میں کسی کو بغیر مشورت کے امیر بناتا تو ابن ام عبد یعنے عبداللہ بن مسعود کو بناتا انتہی۔ دیکھئے دینی مصالح میں اون کی عقل خداداد کس قدر رسا ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اپنی جانشینی کے لئے اعلیٰ درجہ کے اہل اون کو تصور فرمایا یہہ روایت اوپر مذکور ہوئی کہ عمر اور
علی رضی اللہ عنہما کا اس مسئلہ مین اختلاف ہے کہ مرد عورت کو طلاق کا اختیار دے تو مگر
باوجودیکہ علی کرم اللہ وجہہ کا اجتہاد عمر رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کے مخالف تھا علی کرم اللہ
وجہہ نے اپنے اجتہاد پر فتوی نہین دیا اور عمر رضی اللہ عنہ کی تقلید کرتے رہے
اسیوجہ سے کہ اختلاف باعث شر و فساد ہے۔ دیکھئے کہ ایسے دو جلیل القدر صحابیون
نے صرف فساد کے خیال سے تقلید کو تحقیق پر ترجیح دی اب اصلاح پسند حضرات
تقلید مذہب کرکے مخالفت باہمی جو مانع ترقی ہو رہی ہے بلکہ تنزل اور ادبار کو روز
افزون ترقی دے رہی ہے اوس کو اٹھانے اور قوم کی اصلاح کرنے مین کیا تامل
ہے صحیح حدیث ہے کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم یعنے
صحابہ مثل ستارون کے ہین اون مین سے جس کی اقتدا کی جائے باعث ہدایت
ہے۔ جب ایسا قوی وثیقہ ہمارے ہاتھ آگیا ہے تو اگر بالفرض تقلید کے باب مین
بحث بھی ہو جائے تو یہہ جواب ہو سکتا ہے کہ جس طرح صحابہ نے دفع مخالفت کی غرض
سے تقلید کی تھی ہم نے بھی کی ہے بلکہ ہم اسکی بدولت مستحق اجر جزیل ہین کیونکہ یہہ حدیث
ہمین پہونچی ہے عن ابی الدرداءؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الا اخبرکم بافضل من درجۃ الصیام والصدقۃ والصلوۃ قلنا بلی قال
اصلاح ذات البین وفساد ذات البین ہی الحالقۃ رواہ ابوداؤد والترمذی
وقال ہذا حدیث صحیح یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اصلاح
ذات البین یعنے قوم کی بگڑی حالت کو درست کرنا درجہ مین روزہ صدقہ اور نماز سے
افضل ہے اور فساد ذات البین حالقہ ہے جس کی تفسیر خود حضرت ہی نے دوسری
حدیث مین فرمائی تحلق الدین یعنے کہ وہ دین کو تباہ کردیتا ہے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب
نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے کہ اعلم ان فی الاخذ بہذہ المذاہب الاربعۃ مصلحۃ
عظیمۃ وفی الاعراض عنہا کلہا مفسدۃ کبیرۃ۔ دیکھئے شاہ صاحب
بھی تقلید کو مذاہب اربعہ مین منحصر فرماتے ہین اور ترک تقلید مین فساد عظیم بتلاتے ہین

شاہ صاحب جو تقلید مین مصلحت عظیم کہہ رہے ہین سو درست ایک مصلحت یہہ ہے کہ سب باہم متشرب ہوجاتے ہین اور مخالفت وفساد مبدل باتحاد ہوجاتا ہے جس سے مسلمانونکی دینی اور دنیوی اصلاح اور رضامندی خدا اور رسول حاصل ہوسکتی ہے - البتہ اس مین مولویون کا اتنا نقصان تو ضرور ہوگا کہ چھوٹے چھوٹے جماعتون کے جو مقتدا اور سرپرست بنے رہتے تھے وہ بات جاتی رہیگی اور جماعت متفرق ہوجائیگی مگر یہہ ذاتی غرض ہے اگر اس پر دینی غرض اور ثواب اخروی اور خدا اور رسول کی خوشنودی کو مقدم رکھین تو علاوہ ان تمام فضایل کے دنیا مین بھی نیکنام ہوجائین اور عجب نہین کہ اس اتفاق باہمی سے انکی اور قدر بڑھ جائے اور چھوٹے جماعتون کے جو مقتدا تھے ایک بڑے جماعت کے مقتدا بن جائین خدائے تعالی ان حضرات کو توفیق عطا فرمائے کہ مسلمانون کی حالت زار پر رحم کرکے اصلاح ذات البین کی طرف متوجہ ہون -

الانصاف مین لکہا ہے کہ امام غزالی رح اور بعض علما کا قول ہے کہ مقلد اگرچہ عالم متبحر ہو مگر اوس کو جائز نہین کہ کسی مسئلہ مین اپنے امام کا قول چھوڑکر دوسرے امام کی تقلید کرے - اسلئے کہ ہر آدمی پر واجب ہے کہ ہر مسئلہ مین دلیل کے مطابق عمل کرے اور جب اوس مین صلاحیت نہو کہ ہر مسئلہ دلیل سے نکال سکے تو اپنے امام کی نسبت جو اوسکا اعتقاد ہے کہ ہر مسئلہ کو انہون نے دلیل سے نکالا ہے اور وہ قوت اجتہادی مین دوسرے امامون سے افضل ہین وہی اعتقاد افضلیت دلیل کے قایم مقام ہوجائیگا اور جس طرح دلیل کی تحقیق کے بعد اوسکی مخالفت درست نہین قایم مقام دلیل کی مخالفت بھی درست نہین - مگر یہہ دلیل مخدوش ہے اس لئے کہ اپنے امام کو دوسرے امامون سے افضل سمجھنا ضرور نہین کیونکہ صحابہ اور تابعین ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو تمام صحابہ سے افضل سمجھتے تھے باوجود اسکے بہت سے مسائل مین دوسرے صحابہ کی بھی تقلید کیا کرتے تھے اس سے ثابت ہے کہ جس کی تقلید کیجائے اوس کو افضل سمجھنے کی ضرورت نہین اب تھے - یہان یہہ بات بتانے کی ضرورت نہین کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کسی خاص مسئلہ کے عام سمجھنے کے بعد بھی صحابہ کسی دوسرے سے وہ مسئلہ پوچھتے تھے مگر یہہ بات نہین بتلائی گئی - صحابہ کا

دستور تھا کہ جسکی نسبت یہہ خیال ہوتا کہ کسی مسئلہ مین خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اون کو روایت ہے تو وہ مسئلہ اونھی سے پوچھتے چنانچہ صدیق اکبر اور عمر رضی اللہ عنہما کی بھی یہی عادت تھی جیساکہ کتب احادیث سے ثابت ہے کہ

جس سے جو مسئلہ پوچھا جاتا تھا وہ اوس مسئلہ کے علم مین افضل سمجھا جاتا تھا اور صدیق اکبر رضی بھی اوس سے پوچھنے کو عیب نہین سمجھتے تھے -

اب یہان یہہ بات قابل توجہ ہے کہ آدمی لاکھون علما مین سے کسی ایک شخص کو جو اپنا مقلد بنا لیتا ہے اوس کی کوئی نہ کوئی وجہ ہوگی ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی جو جائز نہین پھر وہ مرجح بھی ایسا ہوگا جو مناسب ہو مثلاً امام صاحب کی تقلید مسائل فقہ مین اس وجہ کسی نے نہین کی کہ وہ بڑے عابد یا تاجر تھے بلکہ اوس زمانہ کے محدثین نے جب دیکھہ لیا کہ حدیث تفقہ فہم نصوص اور تدین وغیرہ ضروریات اجتہاد مین کوئی اون کا نظیر نہین اس لئے خودبخود اون کے دلون مین ایک انقیادی کیفیت پیدا ہوگئی جو ایک نتیجہ ہین عالم کا حال دیکھنے کے بعد پیدا ہوا کرتی ہے کیونکہ کسی ضعیف روایت سے بھی یہہ بات ثابت نہین ہوسکتی کہ امام صاحب نے کسیکو مجبور کیا تھا یا جس طرح اندنون بذریعہ اشتہارات اپنے فضایل معلوم کرائے جاتے ہین امام صاحب نے بھی کیا تھا بلکہ برخلاف اس کے وہ ہمیشہ یہی فرمایا کرتے تھے کہ آیات و احادیث وغیرہ مین غور کرکے اپنے اجتہاد سے ہر مسئلہ مین ہم نے ایک رائے قایم کی ہے جسکا جی چاہے مانے اور اگر اوس سے بہتر کوئی بات ثابت کردی جائے تو ہم اوسکو مان لینگے — باوجود اس کے جب علما نے اون کو اپنا مقتدا بنا لیا تو معلوم ہوا کہ اون کا سب سے افضل ہونا اون حضرات کے نزدیک مسلم ہوگیا تھا پھر اوس زمانہ کے اکابر محدثین کی متواتر شہادتون نے بعد والون کے دلون مین وہی انقیادی کیفیت پیدا کردی جس سے کلیۃً ثابت ہوگیا کہ ہر مقلد کے نزدیک امام صاحب کی افضلیت مسلم ہے جیساکہ امام غزالی رح فرماتے ہین کہ وہ قایم مقام دلیل ہین اگر یہہ فضیلت مسلم نہو تو پھر دوسرے دن کے مقلد کہلانا ترجیح بلا مرجح ہے — یہان یہہ بات بھی قابل غور ہے کہ جو مقلد اپنے امام کے

قول کو چھوڑ کر دوسرے امام کے قول کو ترجیح دینا چاہیے وہ دو حال سے خالی نہوگا مقلد
سمجھا جائیگا یا مجتہد اگر مقلد ہے تو دلیل قایم کرنے اور دلائل مین ترجیح دینے سے اوسکو
کیا تعلق مقلد کا وظیفہ یہی ہے کہ اگر ممکن ہو تو اپنے امام کی دلیلون کو تقویت دے ورنہ
امام کے قول کو واجب العمل سمجھے - اور اگر مجتہد ہے تو شرائط اجتہاد مفقود ہین چند
حدیثون کو یاد کر لینے سے آدمی مجتہد نہین ہو سکتا اوس کے لئے بقول امام احمد رحمہ
کم سے کم پانچ لاکھ حدیثین یاد ہونے کی ضرورت ہے - بغیر لاکھون صحیح حدیثین جو
مفقود ہو گئی ہین اون کو فراہم کرنے کی کیا صورت - غرض مقلد آخر مقلد ہی ہے
اپنے امام کی تقلید کے بغیر اوس کو چارہ نہین اگر اپنی حد سے وہ قدم باہر رکھے تو بیہودہ
تبع اور ظالم سمجھا جائیگا - اب رہی یہہ بات کہ باوجود صدیق اکبر اور عمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت کے
لوگ دوسرے صحابہ کی بھی تقلید کیا کرتے تھے سو اوس کی وجہ یہہ ہے کہ خود یہہ
حضرات فرمایا کرتے تھے کہ تجارت وغیرہ مشاغل مین بہت سی حدیثین ہم سے فوت
ہوگئی ہین اسی وجہ سے جب ضرورت ہوتی تو صحابہ سے دریافت کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس باب مین کیا فرمایا ہے پھر جو حدیث وہ بیان کرتے اوس پر خود بھی
عمل کرتے تھے اور لوگون کو بھی اوس پر عمل کرنے کیلئے فرماتے تھے اور [illegible] ضرورت ہوتی [illegible]
اون صحابہ کی رائے بھی دریافت کرتے تھے بہرحال جب پانچ مجتہدین نے احادیث کو
فراہم کرنے اور اجتہاد کرکے ہر مسئلہ مین ایک ایک حکم قایم کرنے کا کام اپنے ذمہ لیا
تو بالان حضرات نے اپنے ذمہ نہین لیا اور کیونکر لے سکتے اور نہ اوسکی ضرورتین بھی
تھین اگر وہ حضرات اس کام مین مشغول ہوتے تو دین کی اس قدر اشاعت کیونکر
ہو سکتی - غرض شیخین کی افضلیت دوسری چیز ہے اور امام کی فضیلت کو اوس سے
کوئی تعلق نہین امام کی افضلیت باعث تقلید [illegible] اور شیخین کی افضلیت باعث تقلید نہین
اسیواسطے اوس زمانہ کے مجتہدین کی تقلید کا بھی [illegible]

[illegible] امام بخاری رحمہ نے صحیح جامع کا
[illegible] کیا ہے اوس مین وہ [illegible] جن کے نام اوسکی اسناد مین

ہیں مذکور ہیں کیونکہ شاید انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ وہ
حدیثیں سنیں نہ ان کے اساتذہ نے بلکہ ہر تابعی نے صحابی سے بلا دلیل مان لیا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد ہے اسی طرح ہر محدث اپنے اپنے استاد کے مقلد
رہے اور یہ تقلید دینی مسائل میں ہوئی کیونکہ کسی خاص عبارت کو یہ کہنا کہ وہ حضرت کا
ارشاد ہے اور اس کے حدیث ہونے کا اعتقاد رکھنا ایک دینی مسئلہ ہے جس کی
تحقیق بغیر اس کے ممکن نہیں کہ کسی معتمد علیہ کے قول کو بلا دلیل مان لیا جائے
اور یہ تقلید بعینہ ایسی ہے جیسے مقلدین دینی مسائل کو تقلیداً بلا دلیل مان لیا کرتے
ہیں۔ اب دیکھئے کہ جس طرح امام بخاری رح وغیرہ محدثین ان حضرات کی تقلید سے بخاری
شریف کو حدیث کی صحیح کتاب سمجھتے ہیں اسی طرح حنفیہ بھی انہی حضرات کی تقلید کر کے فقہ
کو مطابق حدیث اور واجب العمل سمجھتے ہیں پھر کیا سبب ہے کہ حنفیہ تقلید کے باب میں کیوں لعن
طعن و طعن بنائے جاتے ہیں۔ اگر تقلید حرام ہو جائے تو معاذ اللہ بخاری شریف کو صحیح
کہنا بھی حرام ہو جائیگا کیونکہ اس کو صحیح کہنا بھی تقلید ہی پر مبنی ہے۔
اور نقل ہے کہ یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ کسی صنعت اور حرفت اور فن میں اختیار تقلید کے
کام چل نہیں سکتا۔ تحقیق بعض صنعت و فن میں بہت کم ہوتے ہیں۔ محدثین کو دیکھئے کہ
ہی تحقیق کیسی نہ ہو بغیر تقلید کے ان کو گزیر نہیں اس لئے کہ فن رجال سے ظاہر ہے کہ
ایسے محدث بہت ہی کم ہیں کہ جن کی توثیق کل محدثوں نے کی ہو بلکہ تقریباً کل محدث
ایسے ہیں جن پر بعضوں نے جرح کی ہے اور بعضوں نے توثیق اور ظاہر ہے کہ قابل
اعتماد وہی جرح و تعدیل ہوگی جو معاصرین نے بہ تحقیق اپنے چشم دید واقعات بیان کر کے
اپنی رائے ظاہر کی ہے اور وہی حضرات اس جرح و تعدیل خاص میں مجتہد و محقق
سمجھے جائیں گے کیونکہ لیس الخبر کالمعاینہ پھر ان کے بعد کے طبقے والے خواہ جرح کریں
یا تعدیل بصورت تقلید ہی ہوگی۔ پیدا ہی تحقیق جس ہوا اس باب میں وہ مقلد ہوں گا کہ بغیر
تقلید کہ تحقیق کا دعویٰ کر سکے۔ اس وجہ سے بہت سی شہادتیں موجود ہیں اور ان میں
ایک یہ ہے جو مقدمہ فتح الباری میں مذکور ہے کہ عکرمہ رح جو ابن عباس رضی اللہ عنہ

غلام - تھا اون کو بہت سے اکابر دین نے کاذب اور خارجی وغیرہ لکھا ہے چنانچہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سعید ابن مسیب اور عبداللہ ابن عباس رض کے فرزند علی اور ابن سیرین اور یحیی اور ابن سعید انصاری اور امام مالک اور امام شافعی اور قاسم بن [illegible] رضی اللہ عنہم جیسے اس قسم کے امور قادحہ اون کی نسبت مروی ہیں اسی وجہ سے امام مسلم رح نے اون کی روایتیں صحیح مسلم میں داخل نہیں کیں۔ اور امام احمد اور اسحق ابن راہویہ اور ابو ثور اور یحیی بن معین اور اور ابو حاتم رحمہم اللہ نے اون کی توثیق کی ہے اور اسی بنا پر امام بخاری رح نے اون کی بہت سی روایتوں کو صحیح میں داخل کیا ہے۔ اب دیکھئے کہ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ امام بخاری رح نے اپنی ذاتی تحقیق اور چشم دید مشاہدہ سے اون کی توثیق نہیں کی ہے کیونکہ وہ تابعی اور صحابہ کو نہیں دیکھنے والے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ امام احمد رح وغیرہ اساتذہ کی تقلید سے انہوں نے اون کی توثیق کی اب غور کیجئے کہ اس تقلید کو کس درجہ کا دخل ہوا ہے توثیق ہے کہ اسی کی بنیاد پر اون کی حدیثیں صحیح اور واجب العمل مانی جاتی ہیں۔

ابھی اس بات کا ہم کو [illegible] کہ انہوں نے ایسے شخص کی توثیق کی جس کی نسبت ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ نے [illegible] کذاب ہے [illegible] اور [illegible] [illegible] فتح الباری [illegible] [illegible] امام بخاری [illegible] [illegible] اپنے اساتذہ کے مقلد ہیں [illegible] اقوال [illegible] [illegible] انہوں نے اون کی توثیق [illegible] [illegible] امام [illegible] اور [illegible] بخاری رح کی کل روایات کو صحیح قرار دیا اور امام مسلم رح وغیرہ نے کچھ اقوال

سکا کچھ اعتبار نکیا۔ اسیکا نام تقلید شخصی ہے۔ اس تقلید نے محدثین کے دل پر ایسا اثر
کر رکھا ہے کہ جس راوی کا نام بخاری میں ہوا گر کسی نے اوس پر جرح بھی کی ہو تو وہ قابل
التفات نہیں سمجھتے چنانچہ ابن حجر رح نے مقدمہ فتح الباری میں لکھا ہے وقد كان
الشيخ ابو الحسن المقدسي يقول في الرجل الذي يخرج عنه في الصحيح هذا
جاز القنطرة يعني بذلك انه لا يلتفت الى ما قيل فيه۔ یہہ روایت بخاری شریف میں
سے عن ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله
قال من عادى لي وليا فقد اذنته بالحرب وما تقرب الى عبدي بشيء
احب الي مما افترضت عليه وما يزال عبدي يتقرب الي بالنوافل
حتى احبه فاذا احببته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به
ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها وان سألني لاعطينه ولئن
استعاذني لاعيذنه وما ترددت عن شيء انا فاعله ترددي عن نفس
المؤمن يكره الموت وانا اكره مساءته۔ فتح الباری میں ابن حجر نے ذہبی
سے میزان الاعتدال سے نقل کیا ہے کہ یہہ حدیث نہایت غریب ہے اگر جامع صحیح کی
ہیبت نہ ہوتی تو محدثین اوس کو منکرات خالد بن مخلد سے ضرور سمجھتے۔ اسلئے کہ
اس حدیث [illegible] کا مضمون بھی [illegible] ہے کہ بالکل خلاف [illegible] میں ہے اگر یہی حدیث
کسی دوسری کتاب میں ہوتی تو صاف کہدیتے کہ وہ موضوع ہے اور باوجود صحیح بخاری
میں ہونے کے اتنا کہنے پر تو آمادہ تھے کہ منکرات خالد بن مخلد میں شمار کرکے اوس کو
منکر قرار دیں مگر امام بخاری رح کی رای میں جب یہہ بات آئی کہ یہہ حدیث صحیح ہے تو اپنے
ذاتی خیالات ترک کرکے اونکی تقلید سے سب نے اس حدیث کو صحیح کہدیا اسیکو
تقلید شخصی کہتے ہیں۔ اب دیکھئے کہ امام بخاری رح کی کس قدر جلالت شان اس سے
ثابت ہے [illegible] ترجیح کرنے والوں نے اپنے ذاتی تجربوں اور چشم دید واقعوں
[illegible] لوگ نہیں بلکہ امام بخاری رح کی
[illegible] کی گواہی اس باب میں ثبت ہے اور اہل تعدیل کی

اسی نفی کی اسوجہ سے کہ جارحین جس بات کا اثبات کر رہے ہیں وہ اوس کی نفی کرتے ہیں حالانکہ نفی کی گواہی شرعاً معتبر نہیں جیسا کہ تدریب الراوی میں لکھا ہے فقیل ان زاد المعدلون قدم التعدیل لان کثرتهم تقوی حالهم وتوجب العمل بخبرهم وقلة الجارحین تضعف خبرهم قال الخطیب وهذا خطأ وبعد ممن توهمه لان المعدلین وان کثروا لیسوا یخبرون عن عدم ما اخبر به الجارحون ولو اخبروا بذلک کانت شهادتهم باطلة علی نفی ۔ مگر امام بخاری رح کے اجتہاد اور راے کے مقابلہ میں تقلید سب اصول نظر انداز کر دیے جاتے ہیں اور اون کی راے کے مطابق حدیث صحیح مان لی جاتی ہے چنانچہ مقدمہ فتح الباری میں لکھا ہے ینبغی لکل منصف ان یعلم ان تخریج صاحب الصحیح لای راو کان مقتض لعدالته عنده وصحة ضبطه وعدم غفلته ولاسیما ما انضاف الی ذلک من اطباق جمهور الائمة علی تسمیة الکتابین بالصحیحین وهذا معنی لم یحصل لغیر من خرج عنه فی الصحیح فهو بمثابة اطباق الجمهور علی تعدیل من ذکر فیهما او اخرج له فی الاصول ۔ حاصل یہ ہے کہ جس راوی کا امام بخاری نے الصحیح کی روایتوں میں ... اوس کا عادل اور ضابطہ ہونا جمہور ائمہ کے نزدیک مسلم ہو گیا یہاں کچھ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ بخاری شریف میں اسی راوی ایسے ہیں جن کو قدماء نے ضعیف اور غیر معتبر کہا ہے جیسا کہ مقدمہ فتح الباری میں مذکور ہے مگر محدثین نے امام بخاری رح کو جیسا مجتہد اور اپنا امام مان لیا ہے اس لیے اون کی تقلید تو یہاں تک کی ہے کہ اون سب کو عادل ضابطہ اور ثقہ مان لیا ہے اور اون قدما کے قول کا کچھ اعتبار نہ کیا جنہوں نے اون کو غیر معتبر کہا تھا باوجودیکہ وہ اکابر محدثین سے بلکہ خود امام بخاری رح کے اساتذہ میں ہیں ۔

ان اکابر محدثین کے طریقہ عمل سے تقلید کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی کہ جس بات میں نقاب کی ضرورت ہے اوس باب میں اتنا ہی سرمایہ علم کا ... کے پاس نہ ہو وہ اوس سے اجتہاد

کا کام نہ لے اور اپنے امام کے مخالف کسی عالم کا قول ہو اوس پر عمل نہ کیا اتفاقاً بھی
نہ کرے اور مقتضی حق پسند طبائع کا یہی ہے کہ جب کسی کو علم و فضل اور تقویٰ اور تدین
میں اپنے سے فائق پایا تسلیم کیا تو اوس کو اپنا مقتدا اور امام مان لیتے ہیں اور اسی کی
تقلید کو باعث نجات سمجھتے ہیں مجتہدین نے جو تقلید کا طریقہ بتلایا اوس سے ظاہر ہے کہ
مقلد کو یہ ضرور نہیں کہ اپنے امام کے قول کا ماخذ اور دلیل بھی معلوم کرے پھر چونکہ
ایقاظ میں لکھا ہے کہ قال الشافعی اذا صح الحدیث فهو مذهبی واذا رأیتم کلامی
یخالف الحدیث فاعملوا بالحدیث واضربوا بکلامی علی الحائط و
قال مالک ما من احد الا وماخوذ من کلامه ومردود علیه الا رسول الله
صلی الله علیه وسلم وقال ابو حنیفة رح لا ینبغی لمن لم یعرف دلیلی
ان یفتی بکلامی وقال احمد لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا غیره
وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنة

اس سے ان حضرات کا یہ مقصود نہیں کہ جو صحیح حدیث مل جائے اوس پر عمل کر لیا جائے
اگر یہی بات ہوتی تو ہر امام کے زمانہ میں صحیح حدیثیں کثرت سے موجود تھیں پھر کہہ دیتے کہ سب کو
یہی اختیار ہے جس حدیث پر چاہو عمل کر لو اس کی کیا ضرورت تھی کہ سب کا کام چھوڑ کر
پھر اجتہاد کو ترجیح دے اور اوس کے طریقے بتائے گئے اور ہر مسئلہ میں تمام آیات و احادیث
و اقوال صحابہ و تابعین وغیرہ پیش نظر رکھ کر اپنے اجتہاد سے ہر مسئلہ میں خاص طور پر حکم دیا
کہ اس پر عمل کرنا چاہئے جس سے فقہ مدون ہوئی۔ ان اقوال سے ان حضرات کا مقصود
یہ تھا کہ اگر کوئی شخص علم میں تبحر حاصل کر کے اوس درجہ اجتہاد پر پہنچ جائے کہ خود کتاب و سنت سے
مسائل نکال سکے پھر تقلید کی ضرورت نہیں یا یہ کہ جب تک کسی کو پانچ لاکھ حدیثیں یاد نہ ہوں فتویٰ
دینا جائز نہیں جیسا کہ امام احمد رحمہ سے منقول ہے اب اگر مفتی یہ قول بھی معلوم ہو اور
تقلید بھی نہ کی جائے تو عمل کیسے کیا جائے غرض اصل منشا ان اقوال کا یہ تھا کہ یہ حضرات
کمال تدین اور خشیت الٰہی سے ڈرتے رہا کرتے تھے کہ مقتدا ہیں اور چونکہ علم کافی اور قوت
اجتہادی نہ ہو تو ممکن ہے کہ بے تحقیق اوس کو ضائع کرتے تو جب باتیں ایسی ہوں اس کے

اجتہاد کر کے اپنا فرض منصبی ادا کر دیا اور اپنے ابراء ذمہ کے لئے کہہ بھی دیا کہ تم خود جانچ لو ہم جو کہتے ہین وہ صحیح ہے یا نہین۔ مگر جب محدثین نے ہر طرح سے جانچ لیا اور تبحر علمی اور اجتہاد کو قابل وثوق پایا تو خود ان کو اپنا امام تسلیم کر لیا۔ تاریخ خلفا مین لکھا ہے کہ جب مسئلہ خلافت مین گفتگو ہوئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عمر رض اور ابو عبیدہ ابن الجراح کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ خلافت قریش مین ہونی چاہئے اور مین اس بات پر راضی ہون کہ مسلمان ان دونون صاحبون مین سے جسکو چاہین خلیفہ مقرر کر لین۔ عمر رض کہتے ہین کہ مجھے اوسوقت اپنا قتل کیا جانا اس قدر ناگوار نہ تھا جیسے کہ یہ بات ناگوار تھی کہ جس قوم مین ابو بکر موجود ہون مین اوسکا امیر ہون غرضکہ صدیق اکبر رض نے ہر چند خلافت سے ابراء ذمہ کیا مگر کسی نے نہ مانا اسیطرح آئمہ رضی اللہ عنہم بھی امامت سے بری الذمہ ہونا چاہتے تھے مگر محدثین نے نہ مانا اور اپنا مقتدا اونکو بنا ہی لیا۔

یہان یہ بات قابل غور ہے کہ عقد الجید مین لکھا ہے کہ کسی معین شخص کی تقلید جب مسائل مین جائز ہوتی تو محدثین کے نقل و آثار سے ثابت ہے کہ انہون نے امام بخاری رح کی تقلید جیسے مسائل مین کی ہے چنانچہ امام مسلم رح نے شرط لقا مین جو کلام کیا اوس سے یہی ثابت ہے کہ محققین امام بخاری رح کی طرف اشارہ ہے جس سے ظاہر ہے کہ دقیق مسائل مین امام بخاری رح کے مقلد ہین اور یہ بات قابل انکار نہین اس لئے کہ جب کسی کا تبحر علمی اور تدین مسلم ہو جاتا ہے تو دل خود اوسکی تقلید پر مجبور اور منقاد ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی بات اوس نے اپنے اجتہاد سے بھی کہی تو اوس مین یہی حسن ظن ہوتا ہے کہ بغیر تحقیق کے اس نے نہ کہا ہوگا یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی رح نے جامع کے ابواب تفسیر مین اس کی تصریح کی ہے چنانچہ وہ کہتے ہین واما الذی روی عن مجاہد

وقتادۃ وغیرہما من اہل العلم انہم فسروا القرآن فلیس الظن بہم انہم قالوا فی القرآن او فسروہ بغیر علم او من قبل انفسہم

یعنے مجاہد اور قتادہ وغیرہ اہل علم سے جو روایتین قرآن کی تفسیر مین وارد ہین اونکی نسبت یہ گمان نہین ہو سکتا کہ بغیر علم کے اپنی طرف سے انہون نے قرآن کی تفسیر

کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان حضرات نے ہر ایک آیت کی تفسیر میں کب کہا کہ یہ لفظ
صحابہ کی تفسیریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچی ہے تو ان کی جلالت شان
اس اعتقاد پر مجبور کرتی ہے کہ انہوں نے اپنی رائے سے تفسیر نہیں کی اسی طرح
امام کی جلالت شان مقلدوں کو اس اعتقاد پر مجبور کرتی ہے کہ امام نے کوئی دینی مسئلہ بغیر
کسی اصل محکم کے اپنی رائے سے نہیں کہا ہے یہاں یہ دیکھنا ہے کہ مقلد کو اپنے
امام پر حسن ظن ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو اوس کی تقلید ہی کیوں کی اگر ہے تو
بعض اقوال کو ماننا اور بعضوں کو نہ ماننا ترجیح بلا مرجح ہے اور اگر کوئی حنفی شافعی المذہب ہے تو
جب بھی حسن ظن ضرور ہے اور کیا ضرورت تھی کہ ایسے عالم کی تقلید کی جس کی دیانت داری پر
وثوق یا اوس پر بھروسا نہیں غرضکہ اوس کا تقلید کرنا اس بات پر دلیل ہے کہ وہ ہر بات
کہ ہر ایک حنفی کو مسئلہ میں اپنے شیخ مفتی یا شافعی امام کے معلوم یا صحیح ہونے
امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح کتاب الطلاق میں یہ روایت بیان کی ہے لا طلاق
فیما لا یملک یعنی جب تک کسی عورت کو نکاح نہ کیا ہو اوس کو طلاق دینے کا حق
حاصل نہیں اور اوسی کے دلیل میں یہ واقعہ بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا
گیا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کسی عورت کو میں اگر نکاح کروں تو اوس پر طلاق ہے اور اوس
کے بعد اوس سے نکاح کیا تو انہوں نے اس نکاح کو جائز رکھا ہے اور ان کی اتباع میں
بہتیرے صحابہ نے یہی فرمایا۔ ان کان یروی هذا القول عن ابن مسعود فان
فیحتمل ان هذه المسئلة ان قدر ان یاخذ بقوله فاما من لم یرض بهذا
قول الاول فلیس له ان یاخذ بقوله فلا ادری الی ذلک انتہی
یعنی وہ عالم نہ تھا اور اس قول کو حق سمجھتا تھا اور اوس کے بعد اس قسم کے نکاح کا
اتفاق ہوا تو اوس قول کے مطابق وہ عمل کرتا ہے یعنی نکاح صحیح ہو جائیگا اور اگر
پہلے سے اس قول کا وہ معتقد نہ تھا اور بعد اس قسم کا نکاح کیا اور صرف اسی لئے انہیں
اب اس قول کی تقلید اوس کی ذمہ داری نہیں ہے کیونکہ مقلد سے دلیل نہیں پوچھی جاتی
کیا گیا تو اوس کی حیثیت صحابہ کی سی ہو جاتی ہے کیونکہ پہلے سے اگر وہ معتقد اوس کا ہوتا

کا ہو جس کے نزدیک بچہ کا نکاح جائز نہیں تو بلوغ ہونے کے بعد اوس کو ترک تقلید کی اجازت
نہیں دی۔ اس سے ظاہر ہے کہ امیر المومنین فی الحدیث نے تقلید کو کس قدر ضروری [illegible]
امام بخاری رح کو محدثین نے جو اپنا امام بنا لیا ہے اوس کا سبب صرف [illegible] ہی
نہیں بلکہ اوس میں اون کے تقدس اور تدین کو بھی دخل تام ہے کیونکہ کسی میں علم کے
ساتھ تدین نہ ہو تو اہل تدین ہرگز اوس کو اپنا مقتدا نہیں بنا سکتے۔ امام صاحب کے تقوی اور
تقدس کا حال سنئے مقدمہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام بخاری رح کے والد [illegible]
شخص سے پچیس ہزار درہم انہوں نے کسی کو مضاربت کی غرض سے دیئے تھے
اون کے انتقال کے بعد اوس شخص نے وہ مال غصب کرنا چاہا لوگوں نے امام بخاری
سے کہا کہ والی سے اس باب میں مدد لیجئے آپ نے فرمایا کہ اگر میں والی سے کوئی خط حاصل
کروں تو وہ مجھ سے کچھ خواہش کریگا اور میں دین کو دنیا کے عوض ہرگز بیچنا نہیں چاہتا آخر
بعد اوس شخص سے اس بات پر صلح کی کہ ہر مہینے دس درہم دیا کرونگا چنانچہ آپ اوسی پر
راضی ہو گئے۔

اور فرماتے تھے کہ میں نے کبھی کوئی چیز اپنی ذات سے نہ خریدی نہ فروخت کی [illegible]
کسی سے کہدیا جاتا ہے کسی نے اوس کی وجہ دریافت کی فرمایا کہ اوس میں زیادتی
اور نقصان اور تخلیط کا اندیشہ ہے۔

ایکبار آپ تیر اندازی کر رہے تھے اتفاقاً [illegible] ایک تیر [illegible] کی [illegible] پر جا لگا
فوراً گھوڑے سے اتر پڑے اور نہایت شرمندگی [illegible] مالک سے [illegible] کہا کہ
خطا ہو گئی مگر اجازت ہو تو دوسرا [illegible] اور [illegible] میں لگا دوں [illegible]
اوس کی قیمت قبول کیجئے اوس نے کہا [illegible]
یہ سنکر آپ اتنا خوش ہوئے کہ چہرہ چمکنے لگا اور [illegible] پانسو حدیثیں
مسافروں کو پڑھایا اور تین سو درہم صدقہ دیے۔

اور فرماتے تھے کہ میں نے دو دعائیں کیں جو قبول ہوئیں [illegible]
لیکن [illegible] کو پسند نہیں کرتا اس خیال سے کہ [illegible] اوس [illegible]

سکی نہ ہو۔
اور فرماتے تھے کہ قیامت میں ہر کوئی خصم ہوگا کسی نے کہا آپ نے جو تاریخ لکھی ہے
اوس میں محدثین پر بہت سی جرحیں ہیں۔ فرمایا میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا صرف محدثین
کے اقوال نقل کر دیئے۔

ایک بار آپ بیمار ہوئے سو قارورہ طبیب کو دکھلایا گیا تو اوس نے پہچان کر کہا کہ
روٹی بغیر سالن کے کھانے کی وجہ سے یہ بیماری لاحق ہوئی ہے آپ نے اوس
کی تصدیق کی اور فرمایا کہ فی الحقیقت چالیس سال ہوچکے ہیں کہ میں نے کبھی سالن نہیں کھایا۔
طبیب نے سالن کھانے کی ضرورت بتلائی آپ نے قبول نہ کیا جب مشائخ علماء نے
اصرار پر فرمایا کہ خیر روٹی صرف شکر سے کھا لیا کروں گا۔

آپکی عادت تھی کہ جب رمضان شریف کی پہلی تاریخ ہوتی تو آپ کے اصحاب
سب آپ کے یہاں جمع ہوجاتے اور آپ امامت کرتے اور ہر رکعت میں بیس بیس
آیتیں پڑھکر قرآن ختم کرتے پھر سحر کے وقت ثلث قرآن پڑھتے اور دن کو ہر روز ایک
قرآن پڑھکر افطار کے وقت ختم کرتے

آپ کے پاس چند موئے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے جن کو تبرکاً اپنے
ملبوس میں رکھتے تھے یہ چند روایتیں مقدمہ فتح الباری سے نقل کی گئیں تاکہ معلوم ہو
اور نیز اوس میں مذکورین کا حاصل سب کا یہی ہے کہ امام بخاری جو تقوی اور ورع
اور کثرت عبادت اور خوش اعتقادی میں ممتاز اور یگانہ روزگار تھے انکے ہاں موئے
مبارک کی کس قدر وقعت امام بخاری صاحب کے دل میں تھی جس کو آجکل وہابی مذہب
کے بعض صاحب لوگ فضول سمجھتے ہیں۔

اور آپ کے تبحر علمی کی یہ کیفیت تھی کہ بڑے بڑے محدثین آپ کے روبرو
حدیث بیان کرنے سے ڈرتے تھے چنانچہ مقدمہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ محمد
ابن سلام کہتے ہیں کہ جب محمد ابن اسمعیل میرے پاس آتے تو مجھ کو حیرت ہوتی تھی کہ
کہیں مجھ سے غلطی نہ ہوجائے آخر اپنی کتابیں پیش کرکے کہا کہ جہاں جہاں غلطی ہوا اوسکو

کا ساتھ دیتے بجز حسین بن حریث کا قول ہے کہ میں نہیں جانتا کہ محمد بن اسمعیل کا مثل میں نے دیکھا ہے گویا وہ حدیث ہی کے لئے پیدا کئے گئے تھے اس کے سوا محدثین نے جو اون کے علم حدیث کی تعریفیں کی ہیں اس مختصر میں اون کی گنجایش نہیں۔

اب غور کیجئے کیا ممکن ہے کہ اس تبحر علمی اور تقوی و تقدس کو دیکھکر حق پسند محدثین اون کو اپنا مقتدا نہ مانتے ہم مقتضائے انصاف بھی تھا جو اون حضرات سے وقوع میں آیا کہ اون کی تحقیق کے روبرو اپنے علم کو ستان لم یحصن سمجھا اور ایسی مستحکم اون کی تقلید کی کہ اوس سے بڑہکر نہیں ہوسکتی جس حدیث کو انہون نے صحیح یا سقیم کہدیا اوس کو بلادلیل تسلیم کرلیا۔ دیکھ لیجئے مقدمہ فتح الباری سے ثابت ہے کہ بخاری شریف میں اکثر راوی ایسے ہیں کہ اون میں جہمی۔ قدری۔ شیعی۔ خارجی اور مرجی وغیرہ ہیں اور امام بخاری رح کے اقران بلکہ اساتذہ نے اون کی نسبت کذاب یروی المناکیر یسرق الحدیث یقلب الاخبار مدلس ضعیف۔ کثیر الوہم والخطا مضطرب الحدیث سی الحفظ وغیرہ الفاظ کہے ہیں جن کی حدیث قابل اعتبار نہیں ہوسکتی مگر اوس تقلید شخصی کی برکت سے ایک ایسی کتاب مسلمانون کے ہاتھ آگئی جس کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری کا اعزاز و امتیاز حاصل ہے اور تمام اہل حدیث بلکہ کل اہل سنت وجماعت قرنا بعد قرن اسی اعتقاد کو دار و مدار سنیت کا قرار دیتے آئے اور کوئی مجاز نہیں کہ اس اجماع کو توڑ سکے۔

اب غور کیجئے کہ اس اجماع پر مجبور کرنے والی کون چیز تھی وہی امام بخاری رح کا صدق تقدس تبحر علمی وغیرہ تہا جس سے خیال نہیں ہوسکتا کہ خلاف واقع انہون نے کسی ضعیف حدیث کو صحیح کہدیا بلکہ کثرت قرائن اس بات پر گواہی دیرہے ہیں کہ اون کو اس باب میں قوت اجتہادی حاصل تھی جس کو انہون نے خالصًا لوجہ اللہ کام میں لاکر ایسی صحیح کتاب تصنیف کی کہ جس کے برکات اہل ایمان کے نزدیک اظہر من الشمس ہیں چنانچہ مقدمہ فتح الباری میں لکہا ہے کہ بخاری شریف جس سختی اور آفت کے وقت پڑہی جائے وہ دفع ہوجاتی ہے اور اگر جہاز میں ہو وہ سالم رہے بفضلہ تعالے وہ غرق [illegible] سے کیون نہو جب یقینا کلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو اوس کی [illegible] آثار مرتب ہون گے

فی الحقیقت یہ امام بخاری رحمہ کے صدق و تدین و تبحر علمی اور اجتہاد کا ثمرہ ہے جس سے تمام
اہل سنت و جماعت نے نفع اوٹھایا ہے اور آج تک اوٹھا رہے ہیں اب بھی اوٹھا سکتے ہیں غرض کہ جس طرح
امام بخاری رحمہ کے تقوی و تدین و تبحر علمی اور اجتہاد نے اون کی اس تقلید پر مجبور کیا تھا امام
ابو حنیفہ رحمہ کا بھی تبحر علمی و تفقہ و تقوی و ورع و صدق اور حسن اجتہاد نے اکابر محدثین کو اون کی تقلید
پر مجبور کیا۔ اون کے علم و تفقہ کا حال تو کسی قدر معلوم ہوا کہ اکابر محدثین نے نہایت وضاحت
سے گواہی دی کہ وہ اعلم الناس اور افقہ الناس تھے۔ اب ذرا انصاف سے دیکھا جائے
کہ امام بخاری رحمہ کے جن صفات نے اون کے ہمعصر محدثوں کو اون کی تقلید پر مجبور کر کے
قیامت تک کے علما کو اسکا اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری ہے اون کا مقلد بنا دیا اور اوسی
تقلید نے اون کے مقلدوں کو اس بات پر یقین دلایا کہ اوس میں جتنی حدیثیں ہیں سب واجب العمل
ہیں۔ وہی صفات امام اعظم رحمہ میں بھی موجود ہیں بلکہ اگر کہا جائے کہ امام صاحب میں وہ صفات اون
سے بھی بڑھے ہوئے تھے تو بے موقع نہ ہوگا اس لئے کہ امام صاحب قرون ثلثہ کے
لوگوں میں ہیں اور امام بخاری صاحب کے اساتذہ اور اکابر محدثین نے خبر دی ہے کہ امام
صاحب اپنے زمانہ میں ورع تقوی عبادات وغیرہ امور میں سب سے بڑھے ہوئے تھے
اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ تابعین و تبع تابعین جو مبشر بالخیر ہیں اون میں کس درجہ تقوی و ورع
اور خوف الہی وغیرہ امور تھے جب امام صاحب اوس وقت کے لوگوں سے ان صفات
میں بڑھے ہوئے تھے تو لوگوں بعد طبقہ والے امام بخاری سے اون میں بڑھے ہوئے ہونا
کوئی تعجب کی بات نہیں غرض کہ مقلد بنانے والے صفات جیسے امام صاحب میں اعلے
درجہ اتم پائے گئے جس سے اون کے زمانہ کے سر برآوردہ محدثین نے اون کی
تقلید کی اور وہی تقلید ہم تک متواتر پہونچی تو کیا وجہ کہ امام صاحب کی تقلید تو حرام ہو جائے
اور بخاری صاحب کی واجب حالانکہ دونوں تقلیدیں ایک قسم کی ہیں کہ امام بخاری صاحب کے
مقلد بخاری شریف کو واجب العمل قرار دیتے ہیں اور امام صاحب کے مقلد فقہ کو جو خلاصہ
احادیث ہے۔ چونکہ امام صاحب پر اقسام کے طعن کئے جاتے تھے جن سے مقصود
فقہ کو بے اعتبار ثابت کرنا ہے اس لئے یہاں یہ معلوم کرنی کی ضرورت ہے کہ ان طعنوں

کا نشانہ بنایا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سارے محدثین امام صاحب کے دشمن ہو گئے تھے مگر جب تک دشمنی کے اسباب معلوم نہ ہوں دشمنوں کی طعن و تشنیع پر کوئی رائے قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ بغض للہ کے احکام جدا ہیں اور بغض نفسانی کے احکام جدا اس لئے پہلے اسباب بغض معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسباب مخالفت بہت سے تھے جنکو مجملاً ہم بیان کرتے ہیں۔

(۱) ابن ہبیرہ نے (جو حاکم کوفہ تھا) جب خوارج سے صلح کی تو ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ کو (جو کوفہ میں سر آوردہ محدث اور قاضی تھے) صلحنامہ لکھنے کو کہا اور مسودہ پیش کرنے کیلئے ایک مہینے کی مہلت دی مگر جو مسودہ پیش ہوا وہ پسند نہ آیا کسی نے اس موقع پر امام صاحب کی لیاقت علمی کا ذکر کیا حاکم نے آپ کو طلب کر کے وہ مسودہ دکھلایا آپ نے اس کو پڑھکر فرمایا کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے شریک نہیں ہوں کے جو کچھ اس میں لکھا گیا ہے سب غلط ہے ابن ہبیرہ نے کہا کیا آپ صلحنامہ لکھ سکیں گے کہا اگر آپ کی خواہش ہو تو میں لکھ سکتا ہوں کہا میں تو یہی چاہتا ہوں۔ امام صاحب نے کہا وہ کب ہونا چاہئے کہا اگر اسیوقت ہو تو بہتر ہے فرمایا اچھا کسی کاتب کو بلوائیے چنانچہ کاتب آیا اور امام صاحب عبارت کہتے گئے اور اسیوقت صلحنامہ ایسا لکھا گیا کہ سب مان گئے جس سے امام صاحب کی فضیلت مسلم ہو گئی مگر جب سر دربار ان حضرات کی ذلت اور امام صاحب کی عزت ہوئی تو اسیوقت سے دشمنی کی بنیاد قائم ہوئی اور وقتاً فوقتاً وہ مستحکم ہوتی گئی۔

اس کے بعد ابن ہبیرہ نے امام صاحب سے درخواست کی کہ خدمت قضا قبول کریں مگر آپ نے قبول نہیں کیا پھر چاہا کہ مہر حکومت آپ کے پاس رہے اور جو حکم نافذ ہو آپ کی اطلاع سے ہوا کرے۔ آپ نے اس کو بھی قبول نہیں کیا جب دیکھا کہ آپ مانتے ہی نہیں تشدد شروع کیا اور پوری مخالفت ہو گئی یہاں تک کہ قید کر دیا چنانچہ کئی روز امام صاحب قید میں رہے۔ اور ہر روز آپ کو کوڑے لگوائے جاتے تھے۔

امام موفق بن احمد نے لکھا ہے کہ ایک روز امام صاحب کسی ضرورت سے ابن ابی لیلیٰ کے پاس گئے جو کوفہ کے قاضی اور مشہور فقیہ تھے۔ انہوں نے گویا اپنی فقاہت امام صاحب کو

بتلانے کی غرض سے اہل مقدمات کو طلب کیا چنانچہ وہ شخص پیش ہوئے۔ مدعی نے کہا اس نے
مجھے ابن زانیہ کہا ہے اس کو سزا دیجائے۔ قاضی صاحب نے مدعی علیہ سے جواب طلب کیا
امام صاحب نے کہا دعوی تو ماں کو زانیہ کہنے کا ہے اس لئے دعوی ماں کی طرف سے
پیش ہونا چاہئے۔ البتہ بیٹا وکیل ہو سکتا ہے۔ کیا آپ کے نزدیک اس کی وکالت ثابت
ہو گئی۔ کہا نہیں امام صاحب نے کہا اس سے پوچھئے کہ اس کی ماں زندہ ہے یا مر گئی اگر زندہ
ہے تو اسکو سوائے وکالت کے اور کوئی حق نہیں۔ اور اگر مر گئی ہے تو اوس کا حکم دوسرا
ہے۔ قاضی صاحب نے مدعی سے پوچھا۔ اوس نے جواب دیا کہ وہ مر گئی اور اوس پر بینہ
پیش کیا۔ قاضی صاحب نے مدعی علیہ سے جواب دعوی لینا چاہا۔ امام صاحب نے فرمایا
پہلے مدعی سے یہ تو پوچھئے کہ اوس کی ماں کا اور بھی کوئی وارث ہے یا نہیں۔ اگر ہو تو
حق مطالبہ سبکو پہونچیگا ورنہ نہیں تو اوسکا حکم دوسرا ہے۔ قاضی صاحب نے دریافت کیا اوس نے
کہا کوئی دوسرا وارث نہیں اور اوس پر بینہ قائم کیا۔ قاضی صاحب نے چاہا کہ اب مدعی علیہ سے
جواب لیں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ مدعی سے یہ بھی تو پوچھئے کہ اوس کی ماں حرہ تھی یا امہ
قاضی صاحب نے پوچھا اوس نے کہا حرہ تھی اور اوس پر بینہ قائم کیا۔ اس کے بعد چاہا
کہ اب مدعی علیہ سے جواب لیں۔ امام صاحب نے فرمایا مدعی سے یہ بھی تو پوچھئے کہ وہ
مسلمہ تھی یا ذمیہ۔ قاضی صاحب نے پوچھا۔ اوس نے کہا مسلمہ اور فلان قبیلہ کی لڑکی تھی اور
اوس پر بینہ قائم کیا۔ امام صاحب نے فرمایا اب آپ مدعی علیہ سے جواب لیجئے اور مقدمہ فیصل
کیجئے۔ غور کیجئے جب اجلاس اہل مقدمات کے روبرو یہ باتیں ہوئیں تو قاضی صاحب
پر علماء بیٹھے ہونگے تو اوس وقت اونکا کیا حال ہوا ہوگا کیا ممکن ہے کہ کسی نامور حاکم اور قاضی کی
کوئی عالم سر کچہری کھلے اجلاس کے وقت علمی مباحثے میں ذلیل کرے اور اوس کا کچھ اثر
دل پر نہو۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ جس قدر کام جب کسی سے کیے دشمن ہو جاتے ہیں تو شہر کے
اکثر وہ لوگ ایسا دونکی خوشنودی کے خیال سے خود بھی مخالفت کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی اونپر
آمادہ کیا کرتے ہیں چونکہ خود حاکم اور قاضی شہر جنکو حکومت کے کل اختیارات حاصل تھے
امام صاحب کے دشمن تھے اس لئے لوگوں نے اون کی خوشنودی کی غرض سے

آپ کی ہنسائی کی ایسی ایسی تدبیرین کین کہ کوئی دیانتدار نہین کرسکتا یہان تک تو کیا کہ دھوکا دیکر آپ کو کسی زانیہ کے مکان پر لے گئے اور زنا کے الزام مین قاضی صاحب کے یہان مقدمہ دائر کردیا لکھا ہے کہ وہ عورت خود تائب ہوگئی اور مقدمہ خارج ہوا یہ واقعہ اور اس کے سوا بہت سے واقعات امام موفق اور کردری رح نے لکھے ہین اب قیاس کیجئے کہ جن لوگون نے یہانتک نوبت پہونچائی تو اور کیا کچھ الزامات لگائے ہونگے -

ہرچند حکام کو خوش کرنے کی غرض سے بہت کچھ نکتہ چینیان کی گئین اقسام کے الزام لگائے گئے مگر جو حق پسند اہل انصاف علما تھے وہ حق بات کہنے سے کب باز رہ سکتے تھے صدہا اکابر محدثین نے جن مین کا کلام قسم اہل سنت وجماعت کے نزدیک مستند ہے برغم مخالفین امام صاحب کی اقسام کی تعریفین کین اور صاف صاف کہدیا کہ ابوحنیفہ کا مثل علم وفقہ و ورع وغیرہ فضائل مین دنیا مین نہین - اگر روئے زمین کے علما کا علم اون کے علم کے ساتھ وزن کیا جائے تو انہی کا علم زیادہ ہوگا - اون کے علم سے کوئی مستغنی نہین ہوسکتا - تابعین اور تبع تابعین مین اونکا سا بابصیرت الائمہ مین کسی کو نہین دیکھا گیا اگر اکابر تابعین بھی اون کے زمانہ مین ہوتے تو اون کے طرف محتاج ہوتے - کوئی فتوی انہون نے بغیر اصل محکم کے نہین دیا کسی بات مین اون کی مخالفت درست نہین - وہ فقہ مین موفق اور مویدمن اللہ ہین - اون کے حلقہ مین بیٹھنا اور اونکی کتابین دیکھنی باعث حصول علم ہے - جو شخص تمامی دنیا کے موجودہ علما سے اون کو علم مین زیادہ نہ سمجھے اوس کے تدین مین شک ہے وغیرہ وغیرہ - اس قسم کے تعریفین جو ان حضرات نے کین امام صاحب کے حق مین وہ بھی وبال جان ہوگئین کیونکہ جب یہ تعریفین شہرۂ آفاق ہوئین طالبین جوق جوق امام صاحب کے حلقہ مین آکر شریک ہونے لگے جس سے مولویون کی کساد بازاری ہوئی -

مدرک یحیی بن آدم کہا کرتے تھے کہ کوفہ فقہ سے بھرا ہوا تھا اوس مین فقہا ابن شبرمہ ابن ابی لیلی حسن بن صالح شریک - اور اون کے امثال بہت سے تھے مگر ابوحنیفہ کے اقوال سے اون کی کساد بازاری ہوئی اور ابوحنیفہ کے علم کی شہرت تمام شہرون مین ہوئی اور خلفا اور حکام نے اون کی فقہ کو جاری کیا اور امر اوسی پر قرار پایا انتہی

اب غور کیا جائے کہ اس قدر نیک نامی امام صاحب کی جو ہوئی جس کی وجہ سے وہ مرجع

آفاق ہوئے اور دوسرے مولوی کس پرس حالت مین ہو گئے تو زشک بہری طبیعتون کا کیا حال ہوا ہوگا۔ آخر انسان اقتضائے طبع سے کچہ نہ کچہ اثر ہہی رہا تا ہے یہہ ممکن نہین کہ جتنے مولوی اوس زمانہ مین تھے سب اصحاب نفوس قدسیہ ہون جنکو اللہ تعالیٰ نے تنبہ و التہا ایسے ہی تھے کہ آیہ شریفہ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء کو پیش نظر رکہکر بلا کم و کاست امام صاحب کے فضایل بیان کرتے بلکہ حلقہ مین اکثر شریک ہوتے تھے مگر ایسے لوگ کم ہوتے ہین عموماً ایسے موقع مین حسد ضرور ہوا کرتا ہے چنانچہ خود بعض اہل انصاف محدثین نے صاف کہدیا کہ ہم لوگ ابو حنیفہ پر حسد کرتے ہین جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے جو اوپر لکہی گئی کہ جس وقت کوئی مشکل مسئلہ سفیان ثوری رح کے پاس پیش ہوتا تو فرماتے کہ اس کا جواب وہی خوب جانتے ہین جن پر ہم لوگ حسد کرتے ہین یعنے ابو حنیفہ۔

مرک یحیی بن معین رح کے روبرو اگر ذکر کیا جاتا کہ فلان شخص ابو حنیفہ مین کلام کرتا ہے تو وہ یہہ اشعار پڑہتے۔

حسدوا الفتیٰ اذلم ینالوا سعیہ   فالقوم اعداء لہ وخصوم

کضرائر الحسناء قلن لوجہہا   حسدا وبغیا انہ لدمیم

یعنے لوگ اون کے دشمن ہو گئے اس وجہ سے کہ اون کی سعی اون سے نہو سکی۔ اون کی مثال ایسی ہے جیسے خوبصورت عورت کی سوکنین اوس کو بدصورت کہتے ہین۔ کا مطلب یہہ کہ جتنے لوگ امام صاحب پر کسی قسم کا الزام لگاتے ہین وہ سب مفتری اور جہوٹے ہین اون کی مثال ایسی ہے کہ دشمنی سے خوبصورت کو بدصورت کہا جاتا ہے۔

ک ابو داؤد رح کا قول ہے کہ ابو حنیفہ مین کلام کرنے والا یا حاسد ہے یا ایسا شخص ہے کہ علم کی قدر نہین جانتا۔

مرک سلمہ بن سلیمان کہتے ہین کہ مین نے عبد اللہ بن مبارک رح سے سنا ہے کہ فرماتے تھے سفیان اور اوزاعی رح کے اور ابو حنیفہ رح کے درمیان مین منافرت تہی اور اون دونون نے پوری کوشش کی کہ ابو حنیفہ رح کی منقصت اور کسر شان کرین مگر اون کی کچہ چلی۔ اور ابن ابی لیلی اور ابن شبرمہ اور شریک اور حسن بن صالح ابو حنیفہ رح پر حسد کرتے تھے مگر وہ بہی اون کا

کچھ نقصان نہ پہونچا سکے تو اب ان لونڈون سے اون کا کیا ضرر ہوگا جو خود اپنی بات آپ نہیں سمجھ سکتے ہیں دیکھ رہا ہون کہ ابوحنیفہ کا معاملہ روز بروز بترقی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب پر حسد کی ایک عام شورش تھی کہ بڑون سے لیکر چھوٹون تک اسی دہن میں لگے ہوئے تھے کہ اون کے کمالات پر کسی قسم کا دہبہ لگائین مگر کسی سے نہ ہو سکا اور وہ کمالات روز افزون ترقی کرتے رہے یعنے فقہ نیک نامی کے ساتھ شائع ہو گئی۔

یہ بات پیشتر لکھی گئی کہ یحیی ابن ادم کہتے ہین کہ شریک ابوحنیفہ رح کے اقوال کو پسند کرتے اور ستایش کرتے تھے مگر حسد کی وجہ سے ظاہر نہین کرتے تھے۔ اور اعمش رح کا قول بھی مذکور ہوا کہ امام صاحب کے مسائل کو نہ سمجھکر لوگ دشمن اور حاسد ہو گئے۔ اور عبید ابن اسحاق کا قول بھی مذکور ہوا کہ ابوحنیفہ پر تہمت لگانے والا حاسد یا شریر ہے۔ اور یحیی بن آدم کا قول بھی مذکور ہوا کہ امام صاحب کے حاسد بکثرت تھے باوجود اسکے فقہ جو آفاق مین پہونچی اوس کا سبب اونکا خلوص تھا۔

تبییض الصحیفہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ ابن داؤد کہتے ہین کہ جو شخص ابوحنیفہ مین کچھ کلام کرے وہ حاسد یا جاہل ہے کہ علما کی قدر نہین جانتا۔ جسکا مطلب صاف ظاہر ہے کہ جن محدثین نے امام صاحب مین کلام کیا وہ سب حاسد تھے۔ اس قسم کی تصریحات اور بھی اکابر دین سے مروی ہین۔

اب اہل انصاف سمجھ سکتے ہین کہ جب اکابر محدثین نے گواہی دی ہے کہ امام صاحب کے حاسد بکثرت تھے اور یہ قاعدہ بتلا دیا کہ جس نے اون مین کلام کیا وہ حاسد یا شریر یا جاہل تھا تو اب اہل حدیث کو کیونکر شایان ہوگا کہ حاسدون کی تقلید کرکے جو جھوٹے الزام اونہون نے عداوت یا جہالت سے امام صاحب کی نسبت لگائے ہین بیان کرین۔

علم کے ۔ ابو الخطاب جرجانی کہتے ہین کہ ایکبار امام صاحب کی مجلس مین بیٹھا تھا کہ ایک نوجوان شخص آکر ایک مسئلہ پوچھا آپنے اوس کا جواب دیا۔ اوس نے کہا تمنے خطا کی پھر دوسرا مسئلہ پوچھا آپنے اوس کا بھی جواب دیا پھر اوس نے وہی کہا کہ تمنے خطا کی مین نے اہل حلقہ سے کہا سبحان اللہ یہ لوگ اپنے استاد کی کچھ بھی تعظیم نہین کرتے تو لوگ دوڑ کر دو دو بار

اونکا تخطیہ کرتے ہین اور تم لوگ کچھ نہین کہتے - امام صاحب نے کہا اون کا قصور نہین ہین نے
اون کو تاکید کی ہے کہ میرے معاملہ مین کبھی کسی سے کچھ نہ کہین تاکہ اس سے کچھ سود اور بہت سے
واقعات لکھے ہین کہ لوگ مناظرہ کو آتے اور سخت سست کہہ جاتے جن سے ظاہر ہے کہ
طلبہ استادون کی طرف سے مامور ہوا کرتے تھے ورنہ جن کے مقابلہ مین اکابر شیوخ سر جھکاتے
تھے طلبہ کی حیثیت ہی کیا کہ اون سے گفت وگو کر سکین - ادنےٰ تامل سے یہ بات معلوم
ہو سکتی ہے کہ حسد ایسی بری بلا ہے کہ آدمی کو اندھا کر دیتی ہے جس سے کمال نقصان کی
صورت مین نظر آنے لگتا ہے یا یون کہئے کہ حاسد اورون کو اندھا بنانے کی فکر مین ہوتا ہے کہ
کمال کو نقصان کی صورت مین مشاہدہ کرائے بہرحال یہ ایسی بلا ہے کہ اس سے پناہ مانگنے
کی ضرورت ہے جیسا کہ آیہ شریفہ ومن شر حاسد اذا حسد سے مستفاد ہے
مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ نے اوس کی تفسیر مین لکھا ہے کہ سب شرور کا مبدا حسد ہے
آسمان وزمین مین جو پہلا گناہ ہوا حسد ہی تھا وہان ابلیس نے آدم علیہ السلام پر حسد کیا تھا یہان
قابیل نے ہابیل پر پھر امام صاحب پر اگر حسد کیا گیا تو کوئی تعجب کی بات نہین بلکہ اس وجہ سے کہ
اہل کمال کا محسود ہونا ایک لازمی امر ہے جیسا کہ کہا گیا -

وان داد لی حسد موت احسنه   ان النفيسة لا تخلو من الحسد

اس وجہ سے امام صاحب کا محسود ہونا ضروری تھا چنانچہ امام بخاری رح پر بھی محدثین نے
حسد کیا تھا جیسا کہ تاج الدین سبکی رح نے طبقات شافعیہ مین لکھا ہے جس کا ماحصل یہ ہے
کہ امام بخاری رح جب نیشاپور گئے اور اس وجہ سے کہ پیشتر سے آپ کی شہرت بلاد اسلامیہ مین ہو چکی
تھی طالبین حدیث جوق جوق آپ کی خدمت مین حاضر ہونے لگے اور محمد ابن یحییٰ ذہلی رح کا
مجمع ٹوٹا تو انہون نے اون کی بدنامی کی یہ تدبیر نکالی کہ تلفظ بالقرآن کا مسئلہ چھیڑ دیا جائے اس وجہ
سے کہ مسئلہ خلق قرآن اوس زمانہ مین مہتم بالشان تھا جس پر امام احمد ابن حنبل رح صدمے اٹھا
چکے تھے اور محدثین اوس مسئلہ مین نہایت احتیاط کرتے تھے کہ قرآن کے مخلوق ہونے کا
ایہام بھی نہ ہونے پائے - ایک بار جب طلبہ اور علما سے مجلس مالامال تھی ایک شخص کھڑا
ہو گیا اور پوچھا حضرت اس مسئلہ مین آپ کیا فرماتے ہین کہ قرآن کا لفظ جو کہا جاتا ہے وہ مخلوق

ہے یا غیر مخلوق آپ نے کچھ جواب نہ دیا اوس نے پھر دوبارہ پوچھا پھر اعراض کیا
جب تیسرے بار پوچھا تو فرمایا کہ قرآن اللہ تعالےٰ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے اور بندہ
کے جتنے افعال ہیں سب مخلوق ہیں اور امتحان بدعت ہے یہ سنتے ہی مجلس میں شور
ہوگیا اور سب چلے گئے اور اودہر ذہلی نے اعلان دیدیا کہ جو شخص بخاری کے پاس جا
وہ ہمارے یہاں نہ آوے کیونکہ جو شخص قرآن کو مخلوق کہے وہ تو کافر ہے اور جو یہ کہے
کہ تلفظ بالقرآن مخلوق ہے وہ بدعتی ہے اور بدعتی کی صحبت میں بیٹھنا اور اوس سے بات
کرنا درست نہیں - اور کہا کہ علمائے بغداد نے ہمیں لکہا ہے کہ بخاری تلفظ بالقرآن کے
باب میں کلام کرتے ہیں اون کو بارہا ہم نے اوس سے منع کیا مگر وہ مانتے نہیں چاہیئے
کہ کوئی اون کی صحبت میں نہ جاوے - ہر چند امام بخاری رح نے کہا کہ میں بندوں کی حرکات
اصوات اکتسابات اور کتابت کو مخلوق کہتا ہوں اور قرآن جو پڑہا جاتا ہے اور لکہا جاتا ہے
اور دلوں میں جو محفوظ ہے اوس کو مخلوق نہیں کہتا مگر کسی نے نہ مانا اور ذہلی ہی کی چل گئی
اب ذہلی رح کو دیکھئے کہ وہ بھی کوئی معمولی آدمی نہ تھے تذکرۃ الحفاظ میں ذہبی رح نے تو اون
طبقے کی ابتدا انہی سے کی جس میں امام بخاری رح بھی ہیں - اور اون کے نام پر لکہا ہے
الامام شیخ الاسلام حافظ الذہلی اور محمد ابن سہل کا قول نقل کیا ہے کہ ہم ایک روز امام احمد رح
کے یہاں بیٹھے تھے کہ محمد ابن یحیی الذہلی آئے امام احمد رح اون کے لئے کھڑے
ہوگئے جس سے لوگوں کو تعجب ہوا پھر امام نے اپنے فرزندوں اور شاگردوں سے
کہا کہ اون کے یہاں جاؤ اور اون سے حدیثیں لکھو - ابو حاتم کہتے ہیں کہ ذہلی اپنے زمانہ کے
امام تھے ابو بکر کا قول ہے کہ وہ امیر المؤمنین فی الحدیث میں تھے -
اب دیکھئے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ وارد نیشاپور ہوے تھے مگر چند روز کی کساد بازاری کا تو
خیال نہ کیا ایسے جلیل القدر بزرگوار پر کس بلا کا اثر کیا - امام صاحب تو کوفہ ہی کے مقیم تھے
اون کی وجہ سے جب علمائے کوفہ کی ہمیشہ کے لئے کساد بازاری ہوگی تو اوسکا اون پر
کس قدر اثر ہوا ہوگا اور کیسی کیسی تدبیریں امام صاحب کی بدنامی کے لئے سوچی گئی ہونگی
غرض حسد ایک ایسی بلا ہے جسکا درمان نہیں کل العداوۃ قد یرجی صلاحہا

الاعداء وکل من عاداک حسد پس یہہ بات واضح ہے کہ امام صاحب کے ہمعصر
ہوئے ایسے محدثین مثلاً امام شافعی امام احمد امام بخاری وغیرہ رحمہم اللہ کو ہم امام صاحب کے
حاسدون مین شریک نہین کر سکتے اس لیے کہ بظاہر کوئی نشانہ حسد کا اوس وقت قائم نہ تھا
پھر وہ حضرات فقہ حنفیہ کے جو قائل نہوے اوس کی وجہ یہہ تھی کہ اون کی توجہ ظاہر حدیث
کی طرف مبذول تھی اور امام صاحب کے اجتہاد مین غوامض علیہ ہوا کرتے تھے تعمق
تک ان حضرات کی رسائی نہوئی یا اون کو ضرورت نہ تھی۔ امیر المومنین فی الحدیث یعنی عبد اللہ
بن مبارک رح نے خود اپنا حال بیان کیا کہ کئی روز تک امام صاحب کی تقریر کچھ سمجھ مین نہ آئی
اور تبرکاً شریک حلقہ رہا کرتے تھے اور اکابر شیوخ سے مروی ہے کہ بڑے بڑے
محدثین امام صاحب کی تقریر کے تہہ تک نہین پہونچ سکتے تھے جس کی وجہ سے بمصداق
الانسان عدو ما جہل دشمن ہو گئے۔

الخیرات الحسان مین لکھا ہے کہ اعمش رح سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا فرمایا اس کا جواب نعمان
بن ثابت خوب جانتے ہین اس پر یحیی بن آدم نے پوچھا آپ اون لوگون کے باب مین
کیا فرماتے ہین جو ابو حنیفہ کی برائیان بیان کرتے ہین فرمایا بات یہہ ہے کہ جو مسایل
اونہون نے بیان کئے کچھ تو لوگون نے اون کو سمجھا اور کچھ نہ سمجھا اس سے اون کے
دشمن ہو گئے اور حسد کرنے لگے۔

الخیرات الحسان مین لکھا ہے کہ شعبہ ابو حنیفہ رح پر نہایت ترحم کیا کرتے اور قسم کھا کر کہتے
تھے کہ اون کا فہم نہایت درست اور حافظہ نہایت قوی تھا جن مسایل مین لوگون نے اون کی
تشنیع کی ہے وہ ایسے مسائل تھے کہ اون کی سمجھ وہان تک نہ پہونچ سکی اور ابو حنیفہ اون کو خوب
جانتے تھے پھر فرمایا خدا کی قسم خدای تعالیٰ کے روبرو وہ اوس کا نتیجہ دیکھینگے۔
غرض کہ کم فہمی سبب عداوت ہوئی۔

الخیرات الحسان مین لکھا ہے کہ ابو سلیمان کہتے تھے کہ ابو حنیفہ عجب شخص تھے اون کے
کلام سے وہی شخص منہ پھیرتا ہے جو اوس کے سمجھنے پر قادر نہین مطلب یہہ کہ ناسمجھی کے
لوگون نے تعصب سے اعراض کیا۔

موفق رح نے ابن مبارک رح کا قول نقل کیا ہے کہ جو شخص ابو حنیفہ کو برائی سے ذکر کرتا ہے اسکا
سبب تنگی علم ہے اس وجہ سے کہ علم میں وسعت ہو تو معلوم ہو کہ کونسا مسئلہ کس آیت و حدیث
کے مطابق ہے اور جب کم علمی ہے وہ معلوم نہیں تو جس طرح جاہلوں کی عادت ہوتی ہے
دشمنی ظاہر کرتے ہیں اور بیہودہ کہنے لگتے ہیں ۔

الانتصار میں لکھا ہے کہ خارجہ بن مصعب کہتے ہیں کہ جو شخص ابو حنیفہ کی بدگوئی کرتا ہے وہ ناقص
العقل ہے ۔ مطلب یہ کہ نقصان عقل کی وجہ سے جب مطلب سمجھ میں نہ آیا تو دشمن ہو گئے
اس قسم کی اور بھی روایتیں ہیں ان سے ظاہر ہے کہ مطالب اور مقصود امام صاحب کا نہ سمجھ کر
بھی بعض لوگ دشمن ہو گئے یہ بھی ایک مستقل سبب ہے اس میں حسد کو چنداں دخل
نہیں بلکہ اسکا منشا اکثر اوہام ہوتا ہے کیونکہ جب یہ سمجھ گئے کہ بہت سارے
مسائل صراحۃً احادیث کے مخالف ہیں اور طبیعت میں یہ صلاحیت تو تھی ہی نہیں کہ غوامض
علمیہ اور دقائق پر مطلع ہوں جس سے وجہ مخالفت معلوم ہو سکے اس لئے
دشمن ہو گئے ۔ ابن مبارک اگر کسی شخص کو ابو حنیفہ کی برائی کرتے دیکھتے تو [illegible]
کہ آخر اس مخالفت کا سبب کیا ہے اور دقائق علمیہ میں اوروں کو معاند کرنے کا کوئی طریقہ
بھی ہے یا نہیں مطلب یہ کہ [illegible] دیکھا جاتا ہے کہ ایسے لوگوں کی
طبیعت میں جب اشتعال ہوتا ہے تو اون کی عقل ہی [illegible] اور ایک ایسا
پردہ [illegible] ہوتی ہے ۔ ایسی حالت میں کسی کا فضل و کمال پیش نظر
رہتا ہے نہ اپنے ناشائستہ حرکات کا مآل ۔ غرض کہ کج فہمی اور نافہمی ہی بعض لوگوں کی
مخالفت اور دشمنی کا سبب ہوئی اس کے سوا اور مختلف اسباب بھی تھے جن کو خود
امام صاحب نے بیان فرمایا ہے ۔

امام موفق رح اور [illegible] وغیرہ نے بکیر بن معروف سے نقل کیا ہے وہ کہتے
ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ رح سے سنا ہے فرماتے تھے کہ کسی نے میرے ساتھ برائی
کی تو میں نے کبھی اس کا بدلہ نہیں لیا اور نہ کبھی برائی سے کسی کا ذکر کیا باوجود اس کے
لوگ [illegible] کہتے ہیں ۔ تم جانتے ہو کہ اہل کوفہ ہم سے بغض رکھتے ہیں ۔

اوس کی وجہ یہہ ہے کہ مدینہ منورہ مین جو ناسخ آیتین نازل ہوئین ہم اون سے منسوخ آیتون
کو رد کر دیتے ہین جو مکہ مین نازل ہوئین تھین۔ اور جانتے ہو کہ اہل مدینہ کیون ہم سے بغض
رکھتے ہین۔ وجہ یہہ ہے کہ ہمارے نزدیک رعاف اور حجامت سے وضو ٹوٹتا ہے
جس کے وہ قایل نہین اور ہم اون کی نماز کے فساد کا حکم کرتے ہین۔ جانتے ہو کہ اہل کوفہ
کیون ہم سے بغض رکھتے ہین۔ وجہ یہہ ہے کہ ہم مسئلہ قدر مین اون کے مخالف ہین جو
اون کے یہان کا ایک بڑا عظیم الشان مسئلہ ہے۔ اور جانتے ہو کہ اہل شام کیون ہم سے
بغض رکھتے ہین۔ وجہ یہہ ہے کہ ہم کو علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھہ ایک خصوصیت ہے
اگر ہم اوس وقت موجود ہوتے تو علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر مین رہکر معاویہ رضی اللہ عنہ
سے جنگ کرتے۔ اور جانتے ہو کہ اہل حدیث کیون ہم سے بغض رکھتے ہین۔ اسوجہ
سے کہ ہم اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتے ہین اور علی کرم اللہ وجہہ کی
خلافت ثابت کرتے ہین اور وہ نہین کرتے تھے انتہی

الحاصل مختلف اسباب سے امام صاحب کی دشمنی محدثین کے دلون مین متمکن ہوی جس کی
وجہ سے اقسام کے الزام آپ پر لگائے جاتے ہین اور ہر طرف مشہور ہوگیا کہ وہ صاحب
الرائے ہین۔ احادیث کے مخالف اپنے دل سے مسئلے تراشتے ہین جس سے
اہل تدین کو دلی نفرت آپ سے پیدا ہوگئی تھی پھر اگر کوئی شخص آپ کے حلقہ مین شریک
ہوتا تو وہ ضعیف بنایا جاتا گویا محدثین کے دفتر سے اوسکا نام خارج کر دیا جاتا تھا چنانچہ
استبصار مین سبط ابن جوزی رح نے محمد ابن خزیمہ کا قول نقل کیا ہے کہ حسن بن عمارہ
ابو حنیفہ کی مدح کیا کرتے تھے اور اون کی طرف مائل تھے اس وجہ سے محدثین نے اون کو
ضعیف قرار دیا۔ اور میزان الاعتدال وغیرہ کتب رجال سے واضح ہے کہ امام صاحب
کی طرفداری اور شاگردی کے الزام مین کتنے محدث ساقط الاعتبار کر دیئے گئے
یہان تک نوبت پہنچی کہ کیسے ہی جلیل القدر محدث کیون نہو اگر امام صاحب کا
نام کسی روایت مین لیتے تو اوسکے ایسے صاف کہدیتے کہ اون کی روایت
سے ہمین معاف رکھئے جس کا حال انشاء اللہ تعالے ابھی معلوم ہوگا۔ غرض کہ محدثین نے

امام صاحب کو ایسا ناگوار تھا جیسے ہماری ملک میں جان اللہ شاہ کے فقیروں میں ایک بہت بڑا گروہ ہے جس میں تقریباً کل فقرا شامل ہیں وہ باب اللہ شاہی کہلاتے ہیں اون کے مشہور عقائد میں یہ بات داخل ہے کہ جو فقیر جان اللہ شاہ کی سرحد میں جائے وہ گروہ فقرا سے خارج ہے۔ اون کے زمانہ سے آج تک یہ بات چلی آتی ہے کہ اگر کوئی فقیر اون کے مزار کے سرحد میں جائے۔ (جو جالنہ ضلع اورنگ آباد میں واقع ہے) تو وہ زمرۂ فقرا سے خارج ہے۔ چنانچہ یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک تازہ وارد ہندوستانی فقیر پانی پینے کیلئے اوس نہر پر گیا جو اون کے گنبد کے نیچے بہتی ہے اور پانی کی طرف ہاتھ دراز کیا تھا کہ ایک فقیر نے پکار کر کہا ارے یہ کیا کرتا ہے یہ تو جان اللہ شاہ کی نہر ہے یہ سنتے ہی اوس نے فوراً اپنی انگلی کاٹ ڈالی جو پانی سے تر ہوئی تھی۔ اسی طرح امام صاحب کے حلقہ میں جانا تو درکنار روایت میں اون کا نام سننا بھی ناگوار تھا کیسے ہی جلیل القدر محدث اون کی روایت بیان کریں قابل اعتبار نہیں سمجھی جاتی تھی اور اس کی کچھ پروا نہ تھی کہ اس میں اپنے استاد کی بے اعتباری ہوی جاتی ہے کیونکہ جب یہ بات مسلم ہوگئی کہ ابو حنیفہ علم حدیث میں اور مذہب دین میں ہیں اور اپنے استاد نے ایسے شخص کو استاد بنایا اور اون کی مدح کی تو یقیناً معلوم ہوا کہ اون تمام صفات پر وہ بھی راضی ہیں جس سے اون کا دین باقی نہ رہا پھر ایسے شخص سے دوسری روایتوں کا لینا کیونکر جائز ہوگا۔ انتہی اسی باب سے چونکہ ابن مبارک رح نے ایسے لوگوں کو سفہا کہا اور فرمایا کہ اگر ان سفہا کی باتوں کو مان کر میں ابو حنیفہ کی خدمت میں نہ جاتا تو نعمت عظمیٰ سے محروم رہجاتا اور جاہل الحرام ہوتا۔ انتہی ملخصاً ۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ طالبین حق کو امام صاحب کے یہاں حاضر ہونے سے روکتے تھے۔ مگر محققین اون کی سماعی باتوں پر قناعت نہ کرکے بالمشافہ تحقیق کر لیا کرتے تھے

مرجع کی یہ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ امام صاحب اور امام باقر رح سے مدینہ طیبہ میں ملاقات ہوئی امام باقر رح نے کمال غضب سے امام صاحب سے کہا کیا تم ہی ہو کہ ہمارے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی مخالفت قیاس سے کرتے ہو۔ امام صاحب نے

کہا معاذ اللہ آپ ذرا تشریف رکھیں میں تو کچھ عرض کروں آپ کی حرمت ایسی ہے جیسے
آپ کے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت صحابہ پر تھی۔ امام باقر رح بیٹھ گئے اور
امام صاحب بھی روبرو بیٹھ گئے اور عرض کی کہ میں آپ سے تین مسئلے پوچھتا ہوں ان کا
جواب ارشاد ہو۔ ایک یہ کہ مرد ضعیف ہے یا عورت فرمایا عورت۔ امام صاحب نے کہا
عورت کا حصہ کتنا ہے اور مرد کا کتنا فرمایا عورت کا حصہ مرد کے حصہ کا نصف ہے
عرض کی کہ اگر میں قیاس سے مسئلہ بتاتا تو اس کے خلاف میں حکم دیتا کہ عورت کا حصہ
دونا چاہئے۔ دوسرا مسئلہ نماز افضل ہے یا روزہ فرمایا نماز۔ کہا اگر میں قیاس سے حکم
دیتا تو یہ حکم دیتا کہ حائضہ نماز کی قضا کرے اور روزہ کی قضا نکرے۔ تیسرا مسئلہ یہ کہ
پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی فرمایا پیشاب۔ کہا اگر میں قیاس جاری کرتا تو پیشاب کو
موجب غسل قرار دیتا۔ اس کے بعد عرض کی میں پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی حکم خلاف حدیث
دوں۔ یہ سنتے ہی امام باقر رح اپنے مقام سے اٹھکر امام صاحب کی پیشانی پر بوسہ دیا
انتہی۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام باقر رح امام کی شہرت کی وجہ سے امام صاحب سے
بدظن تھے مگر تحقیق کرکے صفائی کر لی اور کمال درجہ کا اخلاص ظاہر فرمایا۔

یہ روایت اوپر مذکور ہوئی کہ مالک بن سلیمان کہتے ہیں کہ حسن بن عمارہ ابو حنیفہ کی شکایتیں
بدگوئی کیا کرتے تھے۔ ایک بار کسی مسئلہ کی تحقیق کے لئے امیر کوفہ نے جمیع علمائے کوفہ
کو طلب کیا مناظرہ کے لئے سب کا اتفاق ابو حنیفہ رح کے جواب پر ہوا جب امیر نے
لکھنے کو کہا تو ابو حنیفہ نے تامل کرکے کہا کہ اس مسئلہ میں ہم سب خطا پر تھے اور صحیح ایسا
وہی ہے جو حسن بن عمارہ کہتے ہیں چنانچہ وہی لکھا گیا اس کے بعد حسن بن عمارہ ابو حنیفہ
کی نہایت مدح کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر ابو حنیفہ چاہتے تو میرا قول رد کر دیتے
اور باوجودیکہ وہ مجلس مفاخرت کی تھی مگر انہوں نے الزام اپنے ذمہ لینے میں ذرا بھی
تامل نہیں کیا اس روز سے مجھے یقین ہوا کہ وہ ورع میں سب سے زیادہ ہیں۔
غرض کہ امام صاحب کے تقوی کو دیکھکر انہوں نے توہم پرستی سے توبہ کی۔
یہ بات بھی اوپر مذکور ہوئی کہ ابتدا میں حسن بن صالح امام صاحب کے مخالف تھے [illegible]

یہان تک کہ اون کی تعریف کرنے والے کی نماز مین اقتدا نہین کرتے تھے۔ پھر یہہ نوبت پہونچی کہ مسایل فقہ حنیفہ کی نہایت تحسین کیا کرتے۔
الخیرات الحسان مین لکھا ہے کہ اوزاعی رح نے عبداللہ بن مبارک سے پوچھا کہ وہ کون بدعتی ہے جو کوفہ مین نکلا ہے جس کی کنیت ابوحنیفہ ہے ابن مبارک کہتے ہین مین اسوقت تو خاموش ہوگیا مگر اوس کے بعد چند مشکل مسایل پیش کرکے کہا کہ یہہ نعمان بن ثابت کے افادات ہین۔ کہا وہ کون ہے۔ مین نے کہا عراق مین ایک شیخ ہین جن سے مین نے ملاقات کی ہے۔ فرمایا وہ شیخ نبیل ہین اون کے پاس جاو اور اون سے علم حاصل کرو۔ مین نے کہا یہہ وہی ابوحنیفہ ہین جن کے ملنے سے آپ نے منع فرمایا ہے۔ ابن مبارک رح کہتے ہین اوس کے بعد اوزاعی اور ابوحنیفہ رح کی ملاقات مکہ معظمہ مین ہوئی اور اون مسایل کا ذکر آیا امام صاحب نے جس قدر لکھا تھا بیان مین اوس سے زیادہ توضیح کی۔ بعد برخاست اوزاعی رح نے کہا مجھے آپ کی کثرت علم اور وفور عقل پر رشک آتا ہے۔ اور مین جو اون سے بدگمان تھا وہ سخت غلطی تھی جو لوگون کے کہنے سے ذہن نشین ہوگئی تھی۔ مین دیکھتا ہون کہ جو لوگون نے مشہور کر رکھا ہے وہ اوس کے بالکل برخلاف ہین۔ اب مین خدائے تعالی سے مغفرت چاہتا ہون کہ یہہ بدگمانی معاف فرما دے۔ انتہی
دیکھئے ایسے جلیل القدر محدث کو مخالفون نے امام صاحب سے بدظن کر دیا تھا مگر بالمشافہ اوس کا تصفیہ ہوگیا کہ جتنے الزام لگائے جاتے ہین سب بے اصل محض ہین اسی وجہ سے اوس سے توبہ کرنے کی اون کو ضرورت ہوئی۔
الانتصار مین ابراہیم بن اشعث رح کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہین کہ مین فضیل بن عیاض رح کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آکر خبر دی کہ عبداللہ بن مبارک حج کے لئے آئے ہین انہون نے کہا مین امید کرتا ہون کہ اون کی وجہ سے اہل موقف کی بھلائی ہوگی۔ اوس نے کہا وہ تو ابوحنیفہ کے پاس جایا کرتے ہین۔ مطلب یہہ کہ ایسا شخص جو ابوحنیفہ کے پاس جائے ممکن نہین کہ بارگاہ الٰہی مین اوس کو اس قسم کا تقرب ہو۔ فضیل رح

سنے تھا کہ وہ جانتے ہین کہ ابوحنیفہ افضل ہین اس وجہ سے اپنے فائدہ کے لئے انہون نے
اون کو اختیار کیا اور مین نے بھی وہی بات اختیار کی جو عبداللہ نے کی ہے۔ اوس شخص نے پوچھا
کہا آپ نے بھی ابوحنیفہ مین کلام کیا ہے۔ فرمایا یون تو سفیان بھی اون مین کلام کرتے تھے
مگر جب اون کے ساتھ بیٹھے اور اون کا حال معلوم کیا تو نادم ہوکر اوس سے استغفار کیا
کرتے تھے۔ انتہی

یہہ بات اوپر معلوم ہوئی کہ وکیع رح ابتدا مین امام صاحب کے سخت مخالف تھے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب رح نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکہا ہے کہ مسئلہ اشعار مین انہون نے صاف لکہدیا کہ ابوحنیفہ نے حدیث کی مخالفت کی اور امام صاحب کے کسی مقلد نے جب امام صاحب کی طرف سے جواب دیا تو نہایت غضب سے کہا کہ تو اس قابل ہے کہ قید کردیا جائے اور جب تک توبہ نکرے رہا نہ کیا جائے۔ اوس کے بعد اونہی کی یہہ حالت ہوئی کہ امام صاحب کے معتقد بلکہ شاگرد اور مقلد ہوگئے۔

یہان یہہ بات قابل یاد رکہنے کی ہے کہ حجۃ اللہ البالغہ مین جو وکیع رح کی مخالفت کا حال لکہا ہے اوس سے ہر شخص یہی خیال کریگا کہ وکیع رح امام صاحب کے سخت مخالف تھے اور جتنے مخالفانہ اقوال ملسکے اون کو امام صاحب کی توہین مین پیش کریگا حالانکہ اون کے کل اقوال اس باب مین ساقط الاعتبار ہین اس لئے کہ تذکرۃ الحفاظ وغیرہ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد اور مقلد ہوگئے تھے جس سے ظاہر ہے کہ انہون نے اون تمام اقوال سے رجوع کیا ہے۔ اسی پر اور محدثین کے اقوال کا قیاس کیا جائے کہ بمرور ایام امام صاحب کی حالتون پر مطلع ہوتے اور اپنے اقوال سے رجوع کرتے جاتے تھے یہان تک کہ شدہ شدہ کل اہل انصاف امام صاحب کے موافق بلکہ مداح ہوگئے جن کے بیشمار اقوال سے کتابین بھری ہین جن مین سے چند اس کتاب مین بھی لکہے گئے۔ البتہ جن لوگون نے انصاف سے کام نہین لیا وہ اپنے مخالفانہ اقوال پر اڑے رہے مگر ظاہر ہے کہ بے انصاف حاسدون کی مخالفت نہ شرعًا قابل اعتبار ہے نہ عقلًا
الانتقاء مین لکہا ہے کہ شریک بن عبداللہ نے حضار مجلس سے خطاب کرکے کہا کہ

ایسے لوگو ہم سے ابوحنیفہ رح کے باب مین نفرت سی ہوگئی ہے جیسا کہ ہوا ہی کرتی ہین لیکن اب ہم اللہ تعالیٰ سے اون کی معافی چاہتے ہین لکہ وکیع وشریک کی مخالفین کس وضاحت سے منقول ہین مگر اس روایت سے ظاہر ہے کہ اونہون نے آخر مین مخالفت سے توبہ کی جس سے کل مخالفانہ اقوال کان لم یکن ہو گئے

مولانا مولوی استاذی محمد عبدالحی رح نے الکلام المبرور مین میزان شعرانی رح سے نقل فرمایا ہے کہ ابومطیع بلخی رح کہا کرتے تھے کہ ایک روز مین امام ابوحنیفہ رح کے پاس جامع کوفہ مین بیٹھا تھا کہ سفیان ثوری اور مقاتل بن حیان اور حماد بن سلمہ اور جعفر صادق وغیرہ فقہا آئے اور کہنے لگے کہ ہمین یہ خبر پہونچی ہے کہ تم دین مین قیاس کیا کرتے ہو جس سے ہمین تمہارے ضرر کا اندیشہ ہے اس لیے کہ سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا امام صاحب نے کہا کہ اب میرا حال سنئے مین پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتا ہون پھر سنت پر پھر صحابہ کے فیصلون پر اور اون مین بھی اون کو مقدم کرتا ہون جن پر اتفاق ہے اوس کے بعد قیاس کرتا ہون اور اس بات پر مسائل فقہیہ پیش کرنا شروع کیے یہان تک کہ صبح سے دوپہر تک یہی گفتگو رہی چنانچہ سب قائل ہو گئے اور کوئی صاحب اون کے زانو پر بوسہ دیتے تھے اور کوئی ہاتھ چومتے پھر جاتے وقت اون حضرات نے کہا کہ آپ سید العلما ہین ہم نے جو نادانستگی سے آپ کی نسبت کچھ کہا ہے وہ معاف کر دیجئے امام صاحب نے کہا غفر اللہ لنا ولکم اجمعین ۔

غرض کہ اہل انصاف شیوخ وقتاً فوقتاً اپنے خیالات سے رجوع کیے جاتے تھے اور اوس کے ساتھ ہی حاسد اور مخالف جو الزام امام صاحب پر لگاتے اوس کو رد کرکے اون لوگون کو زجر و توبیخ کیا کرتے تھے کہ طالبین حق متنبہ ہو کر اون لوگون کے دام سے نکل جائین ۔

موفق رح نے لکھا ہے کہ محمد ابن عبدالوہاب کہتے ہین کہ ایک روز ہم عبداللہ بن یزید مقری رح کے حلقہ مین بیٹھے تھے اونہون نے ایک حدیث شروع کی جس کی ابتدا یہ تھی حدثنا ابوحنیفہ یہ سنتے ہی کسی نے کہا لانرید یعنی ہم اون کی روایت نہین چاہتے

کہا خیر اسکو جانے دو پھر کہا حدثنا النعمان بن ثابت لوگ اوس روایت کو لکھنے لگے پیچھے دیکھکر فرمایا جو لوگ ابوحنیفہ کے نام کو بھی نہیں پہچانتے تو اون کے فضل و تقدم کو کیا جانین باوجود اس کے کہتے ہین کہ ہم اون کی روایت نہین جانتے ایسے لوگ زندہ نہین بلکہ مردے ہین پھر غصہ سے فرمایا ایک مہینے تک تم لوگون سے کوئی روایت بیان نہ کرونگا۔ امام ذہبی رح نے تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ عبداللہ بن یزید مقری ابوحنیفہ کے شاگرد اور امام بخاری رح وغیرہ کے استاد ہین اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ اون کی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ جس بزرگوار نے تمام حلقہ کی طرف سے لاتنویدا کہیا حاسدون کی بات کا کس قدر اوس کو وثوق تھا کہ ایسے جلیل القدر محدث جن کو خود جنہوں نے بھی استاد تسلیم کیا تھا اون کی بات کو امام صاحب کے معاملہ مین نہ مانا۔ ہرچند اونھون نے حدثنا کہکر یہ یاد کرایا کہ وہ میرے استاد ہین جن کا حال مین خوب جانتا ہون مگر کچھ پروا نکی اور امام صاحب کی توہین کرکے اون کے دل پر ایسا صدمہ پہونچایا کہ ایک مہینے تک اوس گستاخی کے بدلہ مین تمام اہل حلقہ کو افضل العبادات سے محروم کردیا۔ مقری رح نے نام بدل کر جو وہی روایت پھر شروع کی اوس سے غرض اون لوگون کی حماقت ثابت کرنی تھی کہ جو اتنا بھی نہین جانتے کہ ابوحنیفہ کون ہین اور نعمان کون ایسے لوگ ایک مسلم اور محقق شیخ پر یہ الزام لگائین کہ کسی غیر متدین اور بے علم شخص سے روایت لی ہے کس درجہ کی حماقت اور بیباکی ہے۔ اور امام صاحب کے فضایل نہ جاننے والون کو جو مردے قرار دئے اوس کی وجہ یہ کہ اون کو ذرا بھی معنوی احساس ہوتا تو حاسدون کے اقوال اور امام صاحب کے احوال کا موازنہ کرکے حق و باطل مین امتیاز کرلیتے۔

پھر روایت اوپر لکھی گئی کہ اسمعیل بن بشر کہتے ہین کہ ایک بار ہم مکی بن ابراہیم کی مجلس مین حاضر تھے انھون نے ایک روایت کی ابتدا یون کی حدثنا ابوحنیفہ ایک شخص نے کہا حضرت ابن جریج کی کوئی روایت بیان کیجئے ابوحنیفہ کی روایت کی

ہمین ضرورت نہین پہنچ سکتی وہ غضبناک ہو گئے اور کہا یہ شخص میری مجلس سے
اٹھ جا اور جب تک وہ اوٹھا نہین گیا کوئی روایت نہین بیان کی۔ اس سے ظاہر ہے
کہ مکی بن ابراہیم رح نے امام صاحب مین کلام کرنے والے کو اس قابل نہین سمجھا کہ اوس کو
علم حدیث کی تعلیم دیجائے اس لئے کہ جس کی طبیعت مین بے باکی ہو اور بزرگان دین
کی وقعت کی نگاہون سے نہ دیکھے اوس کو علم سکھانا ایسا ہے جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ
نے کہا ہے۔

بدگہر را علم و فن آموختن — دادن تیغ است دست راہزن

موفق رح نے لکھا ہے کہ علی بن عبد اللہ ابن مبارک رح نے ایک روایت ابوحنیفہ رح
سے بیان کی اوس مجلس مین کسی نے کلام کیا آپ نے اوس شخص سے فرمایا اس سے تمہارا مقصود کیا
ہے جس کو تو ناپسند کرتا ہے اپنے نزدیک وہ ضرور رفیع المنزلت تھا ہے اور جدا گر
جس کو پسند کیا اوس سے تمہارا اور پسندیدہ ہونے مین کلام نظر ہے پھر اوس سے پوچھا
کیا تم نے ابوحنیفہ کو دیکھا ہے کہا نہین فرمایا اگر دیکھتے تو کہتے کہ اللہ تعالی نے
تمام اس امت کے لئے رحمت پیدا کیا ہے پھر فرمایا کہ اگر تم ابوحنیفہ کے باتین
بہت فضول کو بیان کرتے ہو مگر سمجھ کر جو شخص اون کی مجلس مین نہین گیا اور اون کی
کتابین نہین دیکھین وہ محروم اور ناقص ہے۔ انتہی

ابن مبارک رح نے جو اوس شخص سے پوچھا کہ کیا تم نے ابوحنیفہ کو دیکھا ہے اوس سے
مقصود یہ تھا کہ اوس کی زبان سے اوس کا جواب کہلوا دین اس لئے کہ وہ جانتے تھے
کہ جس طرح سفیان نے اون کو امام صاحب کی ملاقات سے روکا تھا سب کو وہ روکتے
تھے پھر جب وہ نہ دیکھنے کا اقرار کریگا تو یہ بات ظاہر ہوجائیگی کہ بلا تحقیق مخالفون کی باتون
پر اوس کو ایسا وثوق ہے کہ اوس کے مقابلہ مین اپنے استاد محقق استاد کی ذاتی تحقیق کو
بھی لغو سمجھتا ہے۔

الخیرات الحسان مین لکھا ہے کہ عبد اللہ بن مبارک رح کے یہان ایک بار طلبہ کا مجمع تھا
آپ احادیث بیان کر رہے تھے اور لوگ لکھتے جاتے تھے ایک حدیث کی اسناد مین اپنے

کہا حدثنا النعمان بن ثابت یہ سنتے ہی لوگون کو توحش ہوا جب پھر ایک شخص نے جرات کرکے
پوچھ بھی لیا کہ النعمان کون؟ مطلب یہ کہ اگر کوئی دوسرے نعمان ہون تو مضائقہ نہیں کہین ابوحنیفہ تو
نہون۔ مگر اونہون نے کہدیا کہ ابوحنیفہ جو مغز علم تھے یہ سنتے ہی لوگ کہنے لگے ہاتھ
کھینچ لئے۔ ابن مبارک رح تھوڑی دیر چپ رہے پھر فرمایا اے لوگو تم کیسے بے ادب
اور ائمہ کے حال سے کیسے جاہل ہو اور علم و علما کی معرفت تمہین کس درجہ کم ہے۔ تم نہین
جانتے کہ ابوحنیفہ سے زیادہ کوئی مستحق اقتدا نہین۔ وہ متقی سراپا متورع پارسا اور فقیہ تھے
علم کو اونہون نے ایسا منکشف کیا کہ کسی نے کیا ہی نہین پھر قسم کھالی کہ ایک مہینے تک
اون لوگون کو حدیث کا درس نہ دونگا" انتہی

الخیرات الحسان مین لکھا ہے کہ عبداللہ بن مبارک رح نے ایک بار فرمایا کہ ابوحنیفہ رح
افقہ الناس تھے اون سے زیادہ سمجھدار مین نے نہین دیکھا وہ ایک آیت تھی۔ ایک
شخص نے کہا حضرت خیر مین یا شر مین۔ فرمایا اے شخص چپ رہ شر مین مبالغہ منظور ہوتا
تو غایتہ فی الشر کہا جاتا ہے اور آیت خیر کے ساتھ خاص ہے"

دیکھئے اتنی تعریف اور توصیف کے بعد معترض صاحب کو لفظ آیت مین پوچھنے کا موقع ملا
کہ وہ نشانی خیر کی تھی یا شر کی کاش یہی استفہام نیک نیتی سے ہوتا جس کے جواب سے
اصلاح کی توقع ہو سکتی مگر وہ تو از راہ تمسخر تھا کیونکہ اتنی تعریفون کے بعد جب لفظ آیت کہا گیا
تو کیسا ہی بے وقوف ہو یہی سمجھیگا کہ اوس سے تعریف مقصود ہے شر کا وہان کیا ذکر۔
اس سے ظاہر ہے کہ مخالفون مین ایسے مسخرے بھی تھے جو امیر المومنین فی الحدیث کی
مجلس درس مین تمسخر کیا کرتے تھے بخلاف اس کے امام صاحب کے مداح جتنے تھے وہ
مہذب تھے دیانت و تقوی مین ممتاز محدثین کے شیوخ تھے۔

مص ک احمد ثقفی کہتے ہین کہ ایک بار ہم عیسی بن یونس کے یہان بیٹھے تھے
(غالباً وہ حلقہ درس تھا) اونہون نے کہا حدثنا ابوحنیفہ رح یہہ کہتے ہین کہ ایک شخص نے
چیخ مار کر کہا حضرت کیا اون سے دوبار توبہ نہین لی گئی۔ فرمایا خدا تجھکو جلد ہلاک کرے
کفار سے یہ روایت کرتا ہے پھر لوگون کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا لکھو مین ابوحنیفہ سے

اور یہ نہین دیکھا۔
امام صاحب کے توبہ کا قصہ یہہ ہے کہ جب خوارج کا کوفہ پر تسلط ہوا تو لوگون سے اونہون نے
کہا کہ اہل سنت وجماعت کے شیخ ابو حنیفہ ہین اونہون نے آپکو گرفتار کیا اور چونکہ
اونکا اعتقاد ہے کہ جو شخص اون کے اعتقادات کے مخالف ہو وہ کافر ہے
اس بنا پر امام صاحب سے کہا کہ اے شیخ کفر سے توبہ کرو۔ آپ نے کہا مین ہر کفر سے
توبہ کرتا ہون۔ اس کے بعد آپکو چھوڑ دیا جب آپ جانے لگے تو کسی نے کہدیا
کہ اونہون نے دہوکا دیا اون کی مراد یہہ ہے کہ تم جس کفر پر ہو اوس سے توبہ
ہے۔ یہہ سنکر پھر آپکو بلایا اور کہا اے شیخ تم نے اوس کفر سے توبہ کی جس پر ہم ہین
امام صاحب نے کہا کیا تم ظن سے کہتے ہو یا علم سے کہا ظن سے فرمایا حق تعالے
فرماتا ہے ان بعض الظن اثم اس آیت کے مطابق تو یہہ ظن تمہاری خطا ہے اور یہہ خطا
وہ تمہارے نزدیک کفر ہے اس لئے پہلے تم کفر سے توبہ کرو اونہون نے کہا تم
سچ کہتے ہو ہم اپنے کفر سے توبہ کرتے ہین مگر تم بھی توبہ کرو امام صاحب نے کہا
مین ہر کفر سے توبہ کرتا ہون یہہ قصہ امام موفق اور کردری رحمہما اللہ نے ابو بکر عتیق بیانی
سے روایت کر کے اون کا قول نقل کیا ہے کہ امام صاحب کے مخالفین جو کہا
کرتے ہین کہ اون سے دو بار توبہ لیگئی سو وہ یہی توبہ ہے۔ لوگون کو شبہہ مین ڈالنے
کی غرض سے وہ اوسکو ذکر کیا کرتے ہین۔ اب حاسدون کی افتراپردازی پر غور کیجئے
کہ صرف دو بار کے توبہ کا لفظ اون کو مل گیا اور اوس پر ایک بڑی بنیاد قایم کر دی کہ
اور فسق وفجور اور مخالفت حدیث کا تو کیا ذکر کفر تک نوبت پہونچ گئی تھی جس سے دوبار
توبہ لیگئی۔ یعنے توبہ پر قائم ہی نہ رہی بلکہ بار دیگر کفر ثابت ہونے پر پکر توبہ پر مجبور کیے گئے
جو بیباک افتراپرداز اس قسم کے بے اصل الزام لگاتے ہون تو اون کا یہہ
کہنا کہ وہ حدیث نہین جانتے تھے صرف اپنے سے فقرہ گھڑ لیا کون سی بڑی
بات ہے۔ مگر حیرت اون لوگون سے ہے جو ایسے بے اصل باتون کی تصدیق
کرلیتے ہین یہہ نہین سمجھتے کہ مخالف کیسا ہی ثقہ ہو مگر جب خود مخالفت کی راہ سے جو کچھ کہیگا

ہرگز قابل التفات نہیں۔ دیکھئے تہذیب التہذیب میں حریز بن عثمان کے ترجمہ میں
لکھا ہے کہ اسمعیل بن عیاش کہتے ہیں کہ میں نے خود حریز سے سنا ہے کہ کہتے تھے
یہ حدیث جو روایت کی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رض سے فرمایا
کہ انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ حق ہے لیکن سننے والے نے
اوس میں خطا کی ہے میں نے کہا پھر اصل میں کیا ہے کہا انت منی بمنزلة قارون
من موسیٰ۔ دیکھئے یہ حدیث علی کرم اللہ وجہہ کی کمال فضیلت پر دلیل تھی اوسکو
اونہوں نے کمال منقصت اور مذمت پر دلیل بنا دی۔ کہاں ہارون اور کہاں قارون
مگر یہ قیاس کیا کہ سننے میں صرف قارون کی جگہ خوش اعتقادی سے ہارون لیا ہوگا
اور حریز سے یہ بھی روایت اوس میں لکھی ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بغلہ پر سوار ہونا چاہتے تھے علی رض نے آکر تنگ کو ڈھیلا کر دیا کہ حضرت گر پڑیں
مقصود یہ ہوگا کہ تنگ کھینچنے کی ضرورت سے علی کرم اللہ وجہہ نزدیک گئے ہونگے
اوسکو بخیال فاسد پیرایہ میں بیان کر دیا۔ اسی قسم کی یہ توجیہ بھی سنی گئی کہ کسی صاحب نے
مناظرہ میں صدیق اکبر رض کی فضیلت پر یہ آیت پیش کی اذ هما فی الغار اذ یقول
لصاحبه لا تحزن۔ شیعی صاحب اس کے جواب میں کیا فرماتے ہیں کہ
غار میں ابوبکر پکار پکار کر روتے تھے اس غرض سے کہ لوگ جمع ہوں کو حضرت نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کریں اور ہر چند حضرت لا تحزن فرماتے تھے مگر وہ چپ
نہیں رہتے تھے۔ دیکھئے بغض وعناد نے کہاں تک نوبت پہونچا دی کہ قرآن و
حدیث میں تحریف و تصرف کر ڈالا۔ اب حریز بن عثمان کا حال بھی معلوم کر لیجئے جنہوں نے
ہارون کو قارون بنا دیا۔ تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ وہ تابعی ہیں امام بخاری
نے اون کی روایت کو بخاری شریف میں داخل کیا ہے امام احمد وغیرہ نے انکی
توثیق کی ہے مگر علی کرم اللہ وجہہ سے چونکہ اون کو بغض تھا اس وجہ سے توہین کے
اسباب پیدا کرتے تھے۔ اور اوسی میں لکھا ہے کہ ابن حبان کہتے ہیں کہ انکی
عادت تھی کہ ہر روز ستر بار صبح اور ستر بار شام کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر لعنت کرتے تھے

تھے جب اوس کا سبب دریافت کیا گیا تو کہا کہ اونہوں نے میرے آبائو اجداد کا سر
کٹا دیئے تک جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ اوس زمانہ میں ایسے بھی لوگ تھے کہ علی کرم اللہ
وجہہ جیسے جلیل القدر صحابی کی شان میں اپنی ذاتی خصومت کی وجہ سے بے اصل باتین
تراشتے اور لعنت کیتے تھے تو ابوحنیفہ کی نسبت بے اصل باتین بنانا اور الزام
لگانا کون سی بڑی بات ہے۔ آخر امام صاحب سے بھی تو اون کو سخت صدمہ پہونچا
تہا کہ اون کی کساد بازاری ہوگئی جس کی خبر اکابر محدثین سے دی ہے۔
تہذیب الکمال مین لکہا ہے کہ ابی عائشہ رح نے حلقہ درس مین ایک روایت ابوحنیفہ رح
سے کی بعض حاضرین درس نے کہا لا نریدہا یعنی ہم اون کی روایت نہین چاہتے
اونہون نے کہا اگر تم اون کو دیکھتے تو اون کی روایت کی خواہش کرتے تے مطلب
یہہ کہ جنہون نے اون کو دیکھا ہے اور اون مین بھی خاص کر وکیع اور مسعر اور عبداللہ
ابن مبارک جیسے اہل تدین ہون اون کی قدر جانتے ہین ہر کس و ناکس کو کیا قدر ہے
گویا حاسدین نے بھی اون کو دیکھا تہا مگر حسد و بغض نے اون کی آنکھون پر کچھ ایسا پردہ
ڈالدیا تہا کہ وہ دیکھہ نہ سکے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے تراہم ینظرون الیک
وہم لایبصرون۔

مص احمد بن حجاج نیشاپوری کہتے ہین کہ مسلم بن خالد زنجی ایک فاضل تھے جو تدریس
اور مسائل کی تحقیق کیا کرتے تھے ایک روز مین اون کے حلقہ مین تھا اور محمد بن مسلم طائفی
بھی شریک تھے۔ ابوحنیفہ رح کا ذکر آیا مسلم بن خالد نے اون کی ثنا و صفت مین بہت سارے
امور بیان کئے۔ محمد بن مسلم نے کہا اتنے اوصاف اون مین نہ تھے مسلم نے کہا
بلکہ اس سے بھی زیادہ تھے یہہ سنکر محمد بن مسلم خاموش ہوگئے اور اون کے
طور سے معلوم ہوتا تہا کہ اون کو بھی ان امور کا اقرار تہا" انتہے
غرضکہ حق پسند اور اہل انصاف علما نے امام صاحب کی ثنا و صفت کو اور متعصبین کی جرح
کے مقابلہ مین اون کی تعدیل کو لازم سمجہا تھا۔

مص یحیی بن یحیی کہتے ہین کہ ایک روز ہم عبداللہ بن مبارک رح کے پاس بیٹھے تھے

کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا اونہون نے طاؤس رح کے قول کی روایت کی اور اوس کے خلاف مین ابوحنیفہ رح سے ایک روایت کی۔ اوس شخص نے کہا ہم طاؤس کا قول قبول کرتے ہین اور ابوحنیفہ کے قول کو دیوار پر دے مارتے ہین۔ فرمایا اے کمبخت خدا کی قسم اگر تو اون کو دیکھتا تو کبھی نہ کہتا اور وہ ایسے دلائل قایم کرتے تھے کہ تجھ سے اون کے قول کو رد کرنا نہو سکتا۔

مص خلف ابن ایوب کہا کرتے تھے کہ جو شخص ابوحنیفہ کے باب مین افراط کرے ہم اوس سے بدگمان ہوتے ہین کسی نے پوچھا افراط کی کیا صورت فرمایا یہ کہنا چاہئے کہ اون کے زمانہ مین کوئی اون سے اعلم و افقہ نتھا۔ انتہی بدگمانی کی یہی وجہ تھی کہ اوس نے ایسی بات کا انکار کیا جس کے تمام محققین قایل ہین جس سے خیال کیا جاتا ہے کہ حاسدونکا افسون اوس پر کارگر ہوگیا۔ دیکھئے محدثین کو امام صاحب کے باب مین کس قدر تشدد تھا اگر یہ تشدد نہوتا تو اون کے حاسد اوس زمانہ مین اس کثرت سے تھے کہ فقہ حنفیہ کو کبھی فروغ پانے نہ دیتے اور اون کے افترا پردازیون سے یہ مذہب حق نیست و نابود ہوجاتا چونکہ اہل حق کا فرض ہے کہ احقاق حق مین مبالغہ کرین اس لئے ان حضرات کو اس قدر تشدد کرنے کی ضرورت ہوئی۔

مص عبدالعزیز بن ابی رواد رح کہتے ہین کہ ہمارے اور لوگون کے بیچ مین ابوحنیفہ ہین جس نے اون کو دوست رکہا ہم اوس کو اہل سنت وجماعت سے سمجھتے ہین اور جس نے اون کے ساتھ بغض رکہا ہم سمجھ جاتے ہین کہ وہ اہل بدعت سے ہے۔ انتہی دیکھئے سنی اور بدعتی کی یہ شناخت اوس زمانہ مین قرار دیگئی تھی جو خیر القرون سے تھا۔ اصل منشا اس کا یہ ہے کہ امام صاحب کی تقریر کے مقابلہ مین کوئی بدعتی ٹھہر نہین سکتا تھا جس کا حال اوپر معلوم ہوا اس وجہ سے کل اہل مذہب باطلہ آپ کے دشمن اور اہل حق آپ کے دوست اور خیرخواہ تھے۔ اور چونکہ حاسد امام صاحب کی توہین کرتے اہل بدعت کو تقویت دیتے تھے اور حدیث شریف مین ہے من کثر سواد قوم فہو منہم یعنے جو کوئی کسی قوم کے مجمع کو زیادہ کرے وہ بھی اونہی مین سے ہے اس لئے اہل سنت

وجماعت نے یہ شناخت بھی مقرر کردی کہ جو امام صاحب کا مخالف ہو وہ بدعتی ہے اس سے
بڑا فائدہ یہ ہوا کہ بہت سے حاسدون کو امام صاحب کی بدگوئی سے زبان روکنے کی ضرورت
ہوئی اور فقہ حنفیہ بہت جلد شائع ہوگئی ۔

مک ابن مبارک رح فرماتے ہین جب مین سنتا ہون کہ کوئی شخص ابوحنیفہ رح کی بدگوئی کرتا ہے تو
مجھے اوس کی صورت دیکھنی اور اوس کے ساتھ بیٹھنا گوارا نہین ہوتا اس خوف کے
مارے کہ کہین عذاب الٰہی نازل نہو جائے جس مین مین بھی مبتلا ہو جاؤن اوس کے بعد
کہا یا اللہ تو جانتا ہے کہ یہ لوگ جس قسم سے اون کا ذکر کرتے ہین مین اوس سے راضی
نہین ہون اور یہ لوگ جو بیان کرتے ہین وہ اوس سے بعید تھے خدا کی قسم وہ پرہیزگار
تھے اور زبان کو بری باتون سے روکتے تھے انتہی امیر المومنین فی الحدیث جن کا
اولیاء اللہ مین ہونا محدثین اور اولیاء اللہ کی تصریحات سے ثابت ہے اون کو اس بات کا
احساس تھا کہ امام صاحب کی بدگوئی موجب عذاب الٰہی ہے عوام الناس خصوصاً
حاسدین اسکو کیا جانین ۔

مص عبد العزیز کہتے ہین کہ مین نے عبد اللہ بن مبارک رح سے سنا ہے
کہ فرماتے تھے خدا خوار کرے اوس شخص کو جو ابوحنیفہ رح کو برائی سے یاد کرتا ہے ۔

خ ابراہیم بن معاویہ ضریر کا قول ہے "تمام السنۃ حب ابی حنیفہ" ابراہیم
بن معاویہ کا حال میزان الاعتدال مین لکھا ہے کہ ابوزرعہ نے اون کی نسبت کہا ہے
کہ وہ صدوق اور صاحب سنت ہین اب دیکھئے صاحب سنت امام صاحب کی محبت کو
تتمہ سنت کہہ رہے ہین تو خیال کیجئے کہ کس درجہ اون کی محبت کی ضرورت سمجھی گئی ہے
غرض کہ حاسدین اور مخالفین کے تعلیم یافتہ لوگ جب اکابر محدثین کے حلقون مین جاتے
اور امام صاحب کی شان مین کچھ کلام کرتے تو خوب ہی زجر و توبیخ ہوتی جس سے اکثرون کی اصلاح
ہو جاتی تھی مگر جس بری بات کی بنیاد پڑ جاتی ہے اوس کا بالکلیہ قلع و قمع ہونا قریب قریب محال
سے ہے دیکھئے کیسے کیسے مذاہب باطلہ دنیا مین رائج ہین کہ نہ عقل اون کو قبول کر سکتی ہے
نہ نقل یاری دیتی ہے اور باوجود اس کے اہل حق نے اون کے ابطال مین زور بھی لگایا اور کوششین

کیں مگر یہ نہو سکا کہ صفحہ ہستی کو اون سے پاک وصاف کرین۔ اسیطرح جو مذہب امام صاحب کے معاملہ مین حاسدون نے تراشا تھا اہل حق کی سعی سے اوس کا قلع وقمع نہو سکا چنانچہ اور زندہ مذہب کے پہلو بپہلو وہ بھی آجتک دائر وسائر ہے حالانکہ ہر زمانہ کے علمائے اہل سنت وجماعت اوس مذہب کے مقلدون کے مقابلہ مین امام صاحب کے مناقب مین کتابین تصنیف کرتے رہے۔

مولانا استادنا مولوی محمد عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے التعلیق الممجد مین لکھا ہے کہ ایک جماعت نے امام صاحب کے مناقب مین کتابین لکھی ہین۔ اگر اون پر طعن کرنے والا محدث یا شافعی المذہب ہو تو اوس کے ہم مذہب علما کی تصانیف کو ہم پیش کرینگے جیسے تبییض الصحیفہ مولفہ امام سیوطی اور خیرات الحسان مولفہ ابن حجر مکی اور امام ذہبی کی تصانیف جیسے تذکرۃ الحفاظ اور کاشف اور وہ رسالہ جو خاص امام صاحب کے مناقب مین اونھون نے لکھا ہے۔ اور ابن خلکان اور یافعی اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام نووی اور امام غزالی وغیرہم کی تصانیف جن مین امام صاحب کے مناقب مذکور ہین۔ اور اگر وہ مالکی ہو تو علمائے مالکیہ مثل حافظ ابن عبدالبر وغیرہ کی تصانیف پر اوس کو مطلع کرینگے اور اگر حنبلی ہو تو تنویر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مولفہ یوسف بن عبدالہادی الحنبلی وغیرہ پیش کرینگے اور اگر مجتہد ہو تو مجتہدین نے جو اون کی ثنا وصفت کی ہے اوس کو دکھائینگے۔ اور اگر کوئی عامی لامذہب ہو تو عوام کالانعام کا اعتبار ہی کیا۔ انتہی دیکھیے صرف صاحب کشف الظنون نے امام صاحب کے مناقب کی جو خبر دی ہے وہ بیس سے زیادہ کتابین ہین جنکی فہرست شمس العلما مولوی شبلی صاحب نے سیرۃ النعمان مین لکھی ہے۔ غرض کہ کل مذاہب اہل سنت مین کوئی مذہب ایسا نہین جس کے منصف مزاج علما نے امام صاحب کے مناقب مین کتابین نہین لکھین حتی کہ جاراللہ زمخشری نے شقائق النعمان لکھی ہے۔ ان کے سوا معلوم نہین اور کتنی کتابین بلاد اسلامیہ مین لکھی گئی ہین یہان یہ بات معلوم کرنے کے قابل ہے کہ تبییض الصحیفہ مین امام سیوطی رحمہ اللہ نے اور الخیرات الحسان مین ابن حجر رح نے جو سندین امام صاحب کے مناقب مین لکھی ہین

اکثر بلا تعرض اون خطیب بغدادی کی تاریخ سے نقل کی ہین اوس کی وجہ یہہ ہوگی کہ خطیب امام صاحب کے سخت مخالف تھے اس لئے کہ حاسدین کے اقوال کا ایک بڑا ذخیرہ اونہون نے تاریخ مین جمع کردیا ہے پھر جب اوسی تاریخ مین اکابر محدثین کے اقوال امام صاحب کی تعریفون مین منقول ہین تو بقولہ خصم ہونے کی وجہ سے اون کو زیادہ تر وقعت اور وثوق ہوگا۔

اب یہہ بات معلوم کرنی چاہئے کہ خطیب بغدادی رح نے امام صاحب کی توہین مین جتنے اقوال نقل کئے ہین اون مین سے اون لوگون کے اقوال جنہون نے امام صاحب کو دیکھا بھی نہین خواہ وہ اون کے زمانہ مین ہون یا بعد اون کی تقلیدی جرح اور بدگوئیان امام صاحب کی نسبت کسی طرح مقبول بھی نہین ہوسکتی جیسا کہ ابن مبارک رح وغیرہ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ اگر وہ لوگ امام صاحب کو دیکھتے تو مخالفت کر ہی نہ سکتے البتہ وہ لوگ جو امام صاحب کے معاصر تھے اور اون کے فضل کو دیکھ کر اور اونکی تقریرون کو سنکر بدگوئیان کین وہ حاسد اور امام صاحب کے دشمن تھے جس کی خبر اکابر محدثین نے دی ہے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اور یہہ کوئی مستبعد بات نہین اس قسم کے علما کی خبر بطور پیشین گوئی خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی امتی زمان یحسد الفقہاء بعضہم بعضا ابن النجار فی تاریخہ وللخطیب کذا فی کنز العمال۔ اور حاسدون کی اس قسم کی خبرون کا کچھ اعتبار نہین۔ مولنا مولوی محمد عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے السعی المشکور مین لکھا ہے۔

ابو عبد اللہ ذہبی سیر اعلام النبلاء مین محمد بن حاتم بن میمون کے ترجمہ مین لکھتے ہین ذکرہ ابو حفص الفلاس فقال لیس بشیء قلت ہذا من کلام الاقران الذی لا یسمع فان الرجل ثبت حجۃ انتہی اور ابن حجر کی رسالہ الخیرات الحسان فی مناقب النعمان مین لکھتے ہین قول الاقران بعضہم فی بعض غیر مقبول قد صرح الحافظان الذہبی وابن حجر بذلک قال ولا سیما اذا لاح انہ لعداوۃ او لمذہب اذ الحسد لا ینجو منہ الا من عصمہ اللہ قال الذہبی وما علمت ان عصرا سلم اہلہ من

ذلک الا ھوی النبین والقصد یتبین انتہی اور بھی اسی میں ہے قال التاج السبکی
فی الطبقات الصغری ان قاعدتہم ان الجرح مقدم علی
التعدیل علی اطلاقہا الصواب ان من ثبتت امامتہ وعدالتہ وکثر
مادحوہ وندر جارحوہ وکانت ہناک قرینۃ دالۃ علی سبب جرحہ من تعصب
مذہبی او غیرہ لم یلتفت الی جرحہ ثم قال بعد کلام طویل قد عرفناک
ان الجارح لا یقبل منہ الجرح وان فسرہ فی حق من غلبت طاعاتہ علی معاصیہ
ومادحوہ علی ذامیہ ومزکوہ علی جارحیہ اذا کانت ہناک قرینۃ
یشہد العقل بان مثلہا حامل علی الوقیعۃ فیہ من تعصب مذہبی او
منافسۃ دنیویۃ کما یکون بین النظراء او غیر ذلک ثم فلا یلتفت لکلام
الثوری وغیرہ فی ابی حنیفۃ وابن ابی ذئب وغیرہ فی مالک وابن
معین فی الشافعی والنسائی فی احمد بن صالح ونحو ذلک قال ولو اطلقنا تقدیم
الجرح لما سلم لنا احد من الائمۃ اذ ما من امام الا وقد طعن فیہ الطاعنون وہلک
فیہ الہالکون انتہی اور تنبیہ الشیخین میں ہے لکن قد عقد ابن عبد البر فی کتاب العلم
بابا فی حکم قول العلماء بعضہم فی بعض ورأی ان اہل
العلم لا یقبل الجرح فیہم الا ببیان واضح فان انضم الی ذلک عداوۃ فہو اولی
بعدم القبول انتہی اور جار اللہ بن عبد العزیز بن عمر الہاشمی المکی المعروف بابن فہد المتوفی فی
عشر سنہ ۹۵۴ ہ اپنی ذیل ضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع میں تحت ترجمہ سیوطی
کے جو سخاوی نے ذکر کیا ہے کہتے ہیں الذی ادین اللہ بہ ان ما قال کل منہما
ای السیوطی والسخاوی فی صاحبہ لا یقبل لکلام المعاصرین فی بعض
مع ان الحافظ السخاوی انصف صاحب الترجمۃ بما ترجمہ بہ ولم ینصف
بما قالہ فی کلامہ وعند اللہ یجتمع الخصوم انتہی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ منہاج
السنۃ میں بحث جوابات مطاعن شیخین میں کہتے ہیں معلوم ان مجرد قول الخصم فی
خصمہ لا یوجب القدح فی واحد منہما فہذا کلام احد المتشاجرین

فی الآخر انتہی ۔ اصل ان اقوال کا یہ ہے کہ ہمعصر علما جو ایک دوسرے مین
کلام کرتے ہین اوس مین دیکہا جائے کہ اوس کا منشا کیا ہے اگر حسد یا تعصب مذہبی
یا منافست دنیوی وغیرہ اور ایسے لوگون مین کلام ہو جنکی امامت عدالت ثابت ہوا ور اونکی
طاعت معصیت پر غالب ہو اور مدح کرنے والے اون کے کثرت سے ہون تو
ایسے لوگون کی نسبت کسی کی جرح قابل التفات نہین اس وجہ سے ثوری نے جو ابوحنیفہ مین
اور ابن ابی ذئب وغیرہ نے امام مالک اور ابن معین نے شافعی ۔ اور نسائی نے
احمد بن صالح اور سخاوی نے سیوطی مین جو کلام کیا ہے قابل اعتبار نہین ۔ انتہی طبقات شافعیہ
مین امام سبکی رح نے لکہا ہے کہ ابوزرعہ اور ابوحاتم رح نے امام بخاری رح کو بہی متروک
لکہا ہے مگر اون کے کہنے سے وہ متروک نہین ہو سکتے ۔ اور لکہا ہے کہ ابن عبد البر
نے کتاب العلم مین علما کے باہمی کلام سے متعلق ایک باب بہی مستقل لکہا ہے اور اوس
کی ابتدا اس حدیث سے کی ہے جو زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔ دب الیکم
داء الامم قبلکم الحسد والبغضاء یعنے تم لوگون مین پہلی امتون کی بیماری حسد اور بغض
سرایت کر گئی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے استمعوا العلماء
ولا تصدقوا بعضہم علی بعض یعنے علما کی بات سنو مگر ایک دوسرے مین جو وہ کلام
کرتے ہین اوس کی تصدیق مت کرو ۔ وعن مالک بن دینار یوخذ بقول العلماء
والقراء فی کل شیء الا قول بعضہم فی بعض یعنے ہر کلام مین علما کا قول
قبول کیا جائے مگر ایک دوسرے مین جو وہ کلام کرتے ہین قابل اعتبار نہین ۔ ابن
عبد البر نے متبین الحکام مین عبد اللہ بن وہب سے روایت کی ہے کہ ایک عالم
کی شہادت دوسرے عالم کے ضرر پر قبول نہ کی جائے اس لئے کہ علما کا باہمی حسد ایسا
بڑا ہوتا ہے کہ اورون مین نہین ہوتا ۔ سفیان ثوری اور مالک بن دینار کا بہی یہی قول ہے انتہی
میزان الاعتدال مین امام ذہبی رح نے احمد بن عبد اللہ ابونعیم اصبہانی کے ترجمہ مین لکہا ہے
کہ ابن مندہ نے اون مین الیسا قبیح کلام کیا ہے کہ اوس کی حکایت مناسب نہین اسیطرح
اونہون نے بہی ابن مندہ مین کلام کیا ہے مگر دونون کے کلام قابل اعتبار نہین کیونکہ

وہ دونون مقبول ہین اوس کے بعد کہا ہے کہ اقران جو ایک دوسرے مین کلام کرتے ہین وہ قابل اعتبار نہین خصوصًا جب معلوم ہو جائے کہ اوس کی وجہ عداوت یا نفسانیت یا حسد ہے یہ ایسی بلا ہے کہ اوس سے کوئی بچا نہین بچ سکتا سوا اوسکے کہ جس کو خدا بچاوے میرے علم مین انبیا اور صدیقین کے سوا کسی زمانہ کے لوگ اس سے بچے ہوئے نظر نہین آتے اگر چاہون تو کئی جز اس کے نظائر مین لکھ سکتا ہون انتہے

غرض کہ امام صاحب کے معاصر محدثین مین سے جن حضرات نے اون مین کلام کیا ہے اکثر اون مین وہ ہین جو ابتدائی خیالات سے تائب ہو گئے ہین جیسے سفیان ثوری اوزاعی اور وکیع وغیرہ اون کے جس قدر کلام امام صاحب کی تشنیع اور الزامات سے متعلق ہین اون سے امام صاحب کی زیادہ تر توثیق ہوتی ہے اس لئے کہ اون کا رجوع کرنا اس بات پر دلیل ہین ہے کہ بعد تحقیق اون پر یہ منکشف ہو گیا کہ امام صاحب اون تمام الزامات سے بری ہین مثلا بڑا الزام وہ بلکہ کل مخالف بھی لگاتے تھے کہ امام صاحب حدیث نہین جانتے یا مخالف حدیث رائے قایم کیا کرتے ہین سو جب یہ حضرات مخالفت سے توبہ کرکے امام صاحب کی تعریفین کرنے لگے تو اس سے یقینا معلوم ہوا کہ اون کے نزدیک وہ الزامات بے اصل ثابت ہوئے اس کے بعد جو لوگ یہی کہے جاتے ہین کہ امام صاحب حدیث نہین جانتے تھے اور رائے پر عمل کرتے تھے سو وہ در پردہ سفیان ثوری وغیرہ اکابر محدثین پر یہ الزام لگاتے ہین کہ نعوذ باللہ وہ جھوٹے تھے پھر امام صاحب کی جرح و تعدیل کرنے والون کا موازنہ کیا جائے تو تعدیل کرنے والے محدثین اعلیٰ درجہ کے حضرات ہین جنکے اسما گرامی مع حالات اوپر مذکور ہوے اور نیز تعداد بھی انہی حضرات کی زیادہ ہے اور جارحون کی تعداد بھی کم ہے جیسا کہ مولانا استادنا مولوی محمد عبد الحی صاحب رح نے الرفع والتکمیل مین ابن عبد البر کا قول نقل فرمایا ہے کہ الذین رووا عن ابی حنیفۃ ووثقوہ واثنوا علیہ اکثر من الذین تکلموا فیہ اس سے ثابت ہے کہ جرح

کرنے والے معاصرین تھوڑے سے تھا ور جو الزام وہ لگاتے تھے اکابر محدثین کی جماعت کثیرہ کی گواہی اون تمام الزاموں سے امام صاحب کو بری کررہی ہے۔ اور اسی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ الزام لگانے کا منشا حسد تھا یا لاعلمی اور ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں کی بات قابل اعتبار نہیں ہوسکتی بہرحال اکابر محدثین کے ثابت ہونے اور توثیق کرنے سے یہ ضرور ماننا پڑیگا کہ امام صاحب اون تمام الزاموں سے بری ہیں جنکو مخالف نقل محفل بناکر طالبین حق کو امام صاحب سے بدظن کرتے ہیں اور بمصداق آیۂ شریفہ ان بعض الظن اثم خود بھی گناہ میں پڑتے ہیں اور اورون کو بھی گناہ میں ڈالتے ہیں نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

جب ہمیں یہ بات معلوم ہوگئی کہ اکابر محدثین نے اوائل میں امام صاحب پر جو الزام لگائے سب سے توبہ کرکے اون کے علم وفضل اور ورع کا اعتراف کرلیا تو اوس کے بعد کوئی طعن قابل توجہ نہ رہا مگر مزید توضیح کے لئے بعض مطاعن میں تفصیلی بحث کی جاتی ہے امام صاحب پر ایک طعن یہ کیا جاتا ہے کہ وہ حدیث نہیں جانتے تھے۔ اسکا جواب مباحث سابقہ سے ظاہر ہے کہ اکابر محدثین نے اعتراف کیا ہے کہ امام صاحب علم وتفقہ میں بےمثل وبےنظیر تھے اس سے اون کی حدیث دانی کا حال خود معلوم ہوگیا کیونکہ اوس زمانہ میں سوائے قرآن وحدیث کے مسلمانوں میں کوئی علم ایسا نہ تھا جس کے جاننے والے کو عالم کہتے ہوں اور یہ نہیں ہوسکتا کہ امام صاحب کے علم کی تعریف کرنے والوں کی مراد کچھ اور ہے کیونکہ ابن عبد البر رح نے کتاب جامع بیان العلم وفضلہ کے باب معرفۃ اصول العلم میں لکھا ہے کہ متقدمین اور متاخرین کا اس پر اتفاق ہے کہ اسے کو علم نہیں کہتے اور ایک جماعت نے خاص حدیث کی تصریح بھی کردی ہے اور امیر المومنین فی الحدیث یعنے ابن مبارک رح نے اون کو حدیث دانی ہی کی وجہ سے امام اعظم کہا ہے۔ ایک جماعت محدثین نے خبر دی ہے کہ مناظرہ جو صرف احقاق حق کے لئے کیا جاتا ہے اوس میں امام صاحب پر کوئی غالب نہیں آتا تھا اس سے بھی اون کی حدیث دانی

ظاہر ہے کیونکہ اگر حدیث ہی جانتے نتھے تو دلیل کیا پیش کرتے ہو گئے - پھر جوق جوق محدثین دور دور سے آکر حلقۂ درس مین جو شریک ہوتے تھے کوئی معمولی بات نہین بلکہ اون کے تجربہ علمی اور علمار مین ممتاز ہونے کی ایک واضح دلیل ہے بات یہ ہے کہ امام صاحب جس زمانہ مین تھے وہ شباب علم کا زمانہ تھا اور اوس کے بعد انحطاط شروع ہوگیا اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بعد ہوتا گیا - علم مین کمی آتی گئی دیکھ لیجئے امام احمد بن حنبل رح کو محدثین نے آٹھوین طبقہ مین لکھا ہے اور امام بخاری رح کو نوین طبقہ مین اس ایک ہی طبقہ کے تقدم و تاخر مین علم کی اس قدر کمی ہوئی کہ ایکبارگی چھ لاکھ سے زیادہ صحیح حدیثین جاتی رہین اور صرف ایک لاکھ رہ گئین جس کا ثبوت اس سے ہوتا ہے کہ امام احمد رح سات لاکھ سے زیادہ صحیح حدیثون کی خبر دیتے ہین جو اون کو یاد تھین اور امام بخاری رح کو اون مین سے صرف ایک لاکھ صحیح حدیثین پہونچین کیون نہو صحیح حدیث ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یاتی علیکم زمان الا الذی بعدہ شر منہ الحدیث رواہ البخاری یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر زمانہ کے بعد والا زمانہ بدتر ہوگا" انتہی

اب اس صحیح حدیث کے مقابلہ مین کون کہہ سکتا ہے کہ امام بخاری رح کا زمانہ امام صاحب کے زمانہ سے فضیلت علمی مین بہتر تھا - جب نوین طبقہ کی نسبت آٹھوین طبقہ مین علم اس قدر زیادہ تھا تو امام صاحب پانچوین طبقہ مین تھے قیاس کیجئے کہ اوس زمانہ مین کس قدر علم ہوگا اور نوین طبقہ کو اوس کے ساتھ کیا نسبت یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ امام بخاری رح نے طلب علم مین نہایت کوشش کی مگر صرف ایک ہزار اسی استاد اون کو ملے جیسا کہ مقدمہ فتح الباری مین لکھا ہے اور اوپر معلوم ہوا کہ امام صاحب کے چار ہزار استاد تھے جن سے امام صاحب نے صرف حدیثین حاصل کی تھین -

اب تعصب کو ایک طرف رکھ کے امام صاحب اور امام بخاری رحمہما اللہ کے علم کا موازنہ کیا جائے تو معلوم ہو کہ دونون کے علم مین کس قدر تفاوت ہے امام صاحب اوس زمانہ مین تھے جس کا خیر القرون ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جو دینی اور علمی برکات

سے مالامال تہا - اوس پر امام صاحب کے اساتذہ کی کثرت اور اساتذہ بھی اوس زمانہ کے
جس میں جوش اسلامی اور شوق علم ہر فرد کے رگ و پے میں موجزن تہا - اور امام بخاری
ایسے زمانہ میں تھے کہ آثار قیامت کی ابتدا ہو چکی تھی کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من شراط الساعۃ یظہر الجہل ویقل العلم
الحدیث رواہ البخاری ہر چند پورا مصداق اسکا ہمارا زمانہ ہے لیکن امام رح کو سات
لاکہہ سے زیادہ صحیح حدیثیں پہونچی تھیں اور امام بخاری رح کو صرف ایک لاکہہ پہونچیں تو اس سے
ظاہر ہے کہ قلت علم اسیوقت سے شروع ہو گئی تھی - اور اوس زمانہ کے محدثین
اور خود امام بخاری رح کے اساتذہ نے اونکی تبحر علمی اور اعلم الناس ہونے کی
شہادتیں دیں - اس سے اہل انصاف خود سمجھہ سکتے ہیں کہ امام صاحب کو صحیح روایتیں
زیادہ پہونچی ہونگی یا امام بخاری صاحب کو -

امام صاحب نے خدمت افتا حسبۃ للہ جو اپنے ذمہ لی اوسکی وجہ یہی تہی کہ اوسکا کافی سرمایہ
اون کے پاس مہیا ہو گیا تہا ورنہ اونکے تقوی اور احتیاط کا مقتضی تو یہ تہا کہ کبہی اس کام کو
قبول نکرتے جسطرح خدمت قضا کو قبول نہیں کیا اور اگر بغیر سرمایہ حدیث کی اونکی جرأت اس کام
پر ثابت ہوتی تو اونکے اساتذہ اونکے فتوی کو ہرگز قبول نکرتے کیونکہ فتوی دینے کیلئے
ایک معتدبہ سرمایہ حدیث کی ضرورت ہی جیسا کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ
میں لکہا ہی کہ امام احمد رح سے کسی نے پوچہا کہ فتوی دینے کیلئے ایک لاکہہ حدیثیں کافی ہو سکتی
ہیں فرمایا نہیں وہ شخص بڑہاتا گیا یہانتک کہ جب اوس نے کہا کہ پانچ لاکہہ حدیثیں کافی
ہو سکتی ہیں فرمایا میں امید رکہتا ہوں کہ اتنی حدیثیں کافی ہو جائینگی - غرض کہ باوجود
تقوی و احتیاط کے خالصا لوجہ اللہ امام صاحب کا فقہ کو مدون کرنا اور اکابر محدثین
نے اوس کو اور اون کے فتووں کو مان لینا اس بات پر شہادت دے
رہا ہے کہ اقلا پانچ لاکہہ صحیح حدیثوں کا سرمایہ تو ضرور اون کے پاس تہا
جسکی ضرورت امام احمد ابن حنبل رح نے بیان کی ہے اور چونکہ امام بخاری رح
کو خود اقرار ہے کہ ایک لاکہہ سے زیادہ صحیح حدیثیں یاد تہیں اس لئے

امام احمد رح کے قول کے مطابق وہ فتوی دینے کے مجاز تھے - اس سے یہہ بھی معلوم ہوگیا کہ عقد الجید مین جو لکھا ہے کہ احادیث ترمذی و نسائی و ابو داؤد پیش نظر ہون تو اجتہاد کے لئے کافی ہین یہہ شاید متاخرین نے شرط لگائی ہوگی مگر قدما مین یہہ شرط نہ تھی کیونکہ امام احمد رح اوس کیلئے یہہ شرط لگا رہے ہین کہ اقلاً پانچ لاکھہ حدیثین یاد ہون -

یہان یہہ بات بھی معلوم کرنے کے قابل ہے کہ امام احمد رح کو جو سات لاکھہ صحیح حدیثین یاد تھین - اگر بالفرض اتنی حدیثین امام صاحب کو یاد نہون اور صرف آٹھہ دس ہزار ہی یاد ہون تو وہی اون لاکھون حدیثون کی قوت مین ہوسکتی ہین - اس لئے کہ حجۃ اللہ البالغہ مین امام احمد رح کے طبقہ کی نسبت لکھا ہے کہ اوس وقت ایک ایک حدیث کیلئے سو سو طریقون سے زیادہ طریق یعنے اسنادین طلب کیجاتین اور اوس کیلئے متابعات اور شواہد ڈہونڈے جاتے تھے انتہی وجہ اوسکی یہہ تھی کہ جون جون زمانہ نبوی سے دوری ہوتی گئی تدین مین ضعیف آتا گیا - پہر جب وسائط بکثرت ہون تو ہر شخص کا متصف بجمیع صفات حسنہ ثابت ہونا دشوار ہے جس پر صحت حدیث کا مدار ہے - یہہ بات اس سے باسانی معلوم ہوسکتی ہے کہ اگر امام بخاری رح ہمارے زمانہ مین ہوتے تو غالباً ایک روایت بھی اونکے شروط کے مطابق اونکو نہ ملتی کیونکہ اوسی زمانہ مین اون کو بعض امور سے اغماض کرنیکی ضرورت ہوگئی تھی جیساکہ میزان الاعتدال مین امام ذہبی رح نے لکھا ہے کہ علی ابن عبد اللہ ابن جعفر جو علی ابن المدینی کے نام سے مشہور ہین بعض محدثین نے اون مین کلام کیا ہے چنانچہ امام احمد رح نے اون کو آخر مین ترک کردیا اور ابراہیم حربی نے بھی اونکی روایتین نہین لین اور امام مسلم رح نے بھی اون کو ترک کردیا اور عقیلی نے اون کو ضعفا مین ذکر کیا مگر امام بخاری رح نے ان امور سے اغماض کرکے عقیلی سے کہا کہ اگر ان بزرگوارون کی حدیثین چہوڑ دی جائین تو یہہ نوبت پہونچ جائیگی کہ ہم لوگ دروازے بند کرکے بیٹھہ رہین اور خطاب منقطع ہوجائے اور آثار فنا ہوجائین اور زندیقون کا غلبہ ہوجائیگا - اے عقیلی کیا تمہین عقل نہین ہے تم کیسے لوگون مین کلام کرتے ہو بہلا ایک ثقہ تو بتلاؤ جس سے کوئی غلطی نہوی ہو - الحاصل آٹھوین اور اوس کے مابعد کے طبقے والون کو کثرت

وسائط اور قلت تدین کی وجہ سے ایسی حدیثین بہت کم ملین جن کے اسنادون کے
کل راوی ثقہ اور مقبول ہون اس لئے بہت سی حدیثون کو ساقط الاعتبار کرنے
کی ضرورت ہوئی چنانچہ نکت مین ابن حجر عسقلانی رحمہ نے لکھا ہے کلما کثرت رجال
الاسناد احتیاج المناقد الی کثرت البحث عن احوالهم اسناد عالی جو محدثین
کو مطلوب اور مرغوب ہوتی ہے اوس کی یہی وجہ ہے کہ جس قدر اسنادون مین لوگ کم ہونگے
خلل کم ہوگا جیسا کہ ابن صلاح رحمہ نے مقدمہ مین لکھا ہے العلو یبعد الاسناد
من الخلل لان کل واحد من رجاله یحتمل ان یقع الخلل من جہته
سہواً او عمداً ففی قلتهم قلة جهات الخلل وفی کثرتهم کثرة جهات
الخلل وهذا جلی واضح - حاصل یہ کہ جس قدر رجال اسنادون مین کم ہون خلل کا اندیشہ
کم ہے اور جس قدر زیادہ ہون اوسی قدر زیادہ ہے - دیکھئے کہ امام صاحب چونکہ پانچوین طبقہ مین
ہین اس سے اون کی اسنادون مین رجال بہت کم ہوتے تھے تقریباً کل اساتذہ تابعی تھے
جن کا اہل خیر اور بہترین ہونا اس حدیث شریف سے ثابت ہے جو بخاری شریف
مین ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین
یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یجیئی قوم یسبق شهادة احدهم یمینه
ویمینه شهادته اور ایک روایت مین ہے ثم یفشوا الکذب - اور قطع نظر
اس کے اہل تدین جب کسی سے روایت لیتے ہین پہلے اون کو جانچ لیتے ہین کیونکہ
خبر مین وارد ہے کہ جس سے تم علم لیتے ہو پہلے دیکھ لو کہ وہ اس قابل ہے یا
نہین کما مر وعن علی کرم اللہ وجہه انظروا عمن تاخذون
هذا العلم فانما هو الدین - نکت مین ابن حجر رحمہ نے لکھا ہے کہ اگرچہ امام بخاری رح
کے بعض شیوخ مین کلام کیا گیا ہے لیکن چونکہ امام بخاری رح کو اون سے ملاقات تھی
اور اون کے احوال کو خوب دریافت کر چکے تھے اس لئے اون کی روایت معتبر
سمجھی جاتی ہے کما قال الذین انفرد بهم البخاری ممن تکلم فیه اکثر
هم من شیوخه الذین لقیهم وعرف احوالهم واطلع علی احادیثهم

فمیز جیدها من ردیها بخلاف مسلم فان اکثر من تفرد بتخریج حدیثه
ممن تکلم فیه من المتقدمین ولا شك ان المرء اشد معرفة بحدیث
شیوخه وتصحیح حدیثهم من ضعیفه ممن تقدم عن عصرهم انتهی
امام صاحب نے جن کو استاد بنالیا تھا اون کے تدین سے وہ بخوبی واقف تھے اس
وجہ سے اون کے معتبر اور موثق ہونے مین کلام ہی نہین اب رہے اون کے اساتذہ
سو اگر وہ صحابہ مین ہین تو اون مین کون کلام کرسکتا ہے وہ سب عدول ہین نہ اونکی
تعدیل کی ضرورت ہے نہ اون کی حدیث کے لئے متابع اور شاہد کی تلاش کرنے
کی احتیاج اور اگر وہ بھی تابعی ہین تو اون مین بھی بحث کرنے کی چندان ضرورت نہین
کیونکہ یہہ زمانہ مبشر بالخیر ہونے کی وجہ سے اون حضرات مین کذب کا احتمال بہت ہی
ضعیف ہے اور اگر توثیق کے لئے متابع اور شاہد کی ضرورت ہوئی بھی تو ایک دو روایتین
اوس کے لئے کافی ہین۔ میزان الاعتدال مین امام ذہبی رحمہ نے علی ابن عبد اللہ کے
حال مین امام بخاری رح کا قول نقل کیا ہے بل الثقة الحافظ اذا انفرد باحادیث کان
ارفع له واکمل لرتبته وادل علی اعتنائه بعلم الاثر وضبطه دون اقرانه
الاشیاء ما عرفوها اللهم الا ان تبین غلطه ووهمه فی الشئ فیعرف ذلك
فانظر اول شئ الی اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم الکبار والصغار
ما فیهم احد الا وقد انفرد بسنة افیقال له هذا الحدیث لا یتابع علیه و
کذلك التابعون کل واحد عنده ما لیس عند الاخر من العلم امام بخاری صاحب
کے اس قول سے تو صاف ظاہر ہے کہ صحابہ اور تابعین سے جو روایت لی جاتی تھی اوسکی
توثیق کے لئے اس تحقیق کی حاجت نہ تھی کہ کسی دوسرے نے بھی وہ روایت کی ہے
یا اوسی کے معنی مین دوسری روایت بھی وارد ہے یا نہین۔ الحاصل آٹھوین اور نوین
طبقہ والون کو ایک ایک حدیث کے لئے سو سو طریقے معلوم کرنے کی ضرورت تھی
جس کی وجہ سے ایک ایک حدیث سو سو حدیثین بن جاتی تھین اور قدما کی سیکڑون
یا ہزارون حدیثین متاخرین کو پہونچتے تک لاکھون کے شمار مین آجاتی تھین جس کا حال

پیشتر معلوم ہوا غرض قدما کے یہان قلت تعداد احادیث نسبت متاخرین کے ایک لازمی امر ہے اس سے اوس اعتراض کا بھی جواب ہوگیا جو کہا جاتا ہے کہ متاخرین کو لاکھون حدیثین پہونچی ہین جو مجتہدین کو نصیب نہین ہوین۔ اس لئے لاکھون حدیثین پہونچنا مسلم ہے مگر وہی جو قدما کو پہونچی تھین اونہی مین اسنادون کی کثرت سے لگ کر لاکھون تک پہونچ گئین ورنہ اون کو موضوعات کہنا پڑے گا۔ اگر بنظر عمیق نظر مین غور کیا جائے تو یہہ بات ظاہر ہوجائیگی کہ جس قدر صحیح متون قدما کو ملے تھے متاخرین کو نصیب نہین ہوے اسوجہ سے کہ یہہ بات قابل تسلیم ہے کہ جتنی روایتین کسی محدث کو پہونچی ہون یہہ ضرور نہین کہ وہ سب اون کے تلامذہ کو بھی پہونچ گئین ہون دیکھئے کہ امام بخاری رح کو ایک لاکھ صحیح حدیثین یاد تھین مگر اون کے کسی شاگرد نے یہہ دعوی نہین کیا کہ وہ سب روایتین ہم لوگون کو پہونچ گئی ہین۔ اسیطرح امام احمد رح کی سات لاکھ حدیثون کا حال ہے اگر وہ ضرور ہوتا تو امام بخاری رح کو اون کی وہ کل حدیثین پہونچتین کیونکہ وہ اون کے ارشد تلامذہ تھے حالانکہ اون کو صرف لاکھ حدیثین پہونچین وہ بھی امام احمد رح سے نہین بلکہ ایک ہزار استادون سے۔ اب غور کیجئے کہ پانچوین طبقہ تک جو روایتین پہونچی ہین اون مین سے نوین طبقہ تک کتنی تلف ہوگئی ہون گی پھر جو حدیثین متاخرین کو پہونچین اون مین سے بہت سی ایسی اسنادون سے پہونچین جن سے حدیث مین ضعف آگیا۔ بلکہ قابل اعتبار نہ رہین۔ غرض کہ صحیح حدیثون کا جو ذخیرہ قدما کے پاس تھا متاخرین کو نصیب نہوا چنانچہ ابن تیمیہ رح نے رفع الملام مین لکھا ہے

بل الذین کانوا قبل جمع ہذہ الدواوین اعلم بالسنۃ من المتاخرین بکثیر لان کثیرا مما بلغہم وصح عندہم قد لا یبلغنا الا عن مجہول او باسناد منقطع او لا یبلغنا بالکلیۃ فکانت دواوینہم صدورہم التی تحوی اضعاف ما فی الدواوین وہذا امر لا یشک فیہ من علم القضیۃ

یعنے قدما جو مصنفین کتب حدیث سے پہلے گذرے ہین اون کو حدیث کا علم ان مصنفین سے بدرجہا زیادہ تھا اس لئے کہ جو روایتین اون کو پہونچی تھین اور اون کے نزدیک صحیح تھین اون مین

بعض مجہول شخصون کے ذریعہ سے یا منقطع اسناد سے متاخرین کو پہونچی جس سے
وہ صحیح نہین یا بالکل پہونچین ہی نہین - قدما کے پاس اگرچہ کتابین نہتھی مگر اون کے
سینون مین ان کتابون سے کئی حصے زیادہ حدیثین جمع تہین اور یہہ ایسی ہی بات ہے
کہ کوئی واقف شخص اس مین شک نہین کرسکتا ابن تیمیہ رح کی تحقیق کی بنا پر ہم کہہ سکتے
ہین کہ جو صحیح روایتین امام صاحب کو چار ہزار مستند استادون سے پہونچی تہین آٹھوین
اور نوین طبقے والون کو اون مین سے ایک حصہ تو پہونچا ہی نہین اور جو حصہ پہونچا ہے
اوس مین سے بہت سی حدیثین درجہ صحت سے ساقط ہوگئی ہین - الحاصل اگر انصاف سے
کام لیا جائے تو یہہ ماننا پڑیگا کہ جو صحیح روایتین امام صاحب کو پہونچی تہین وہ کل امام بخاری رح
کو پہونچی تہین اور جو ذخیرہ صحیح حدیثون کا امام صاحب کے پاس تہا امام بخاری رح کے پاس نہ تہا
اس تقریر سے اوس اعتراض کا بہی جواب ہوگیا جو کہا جاتا ہے کہ امام صاحب کے زمانہ کے بعد
تحقیق اور تدوین احادیث کی ہوئی اس لئے جو حدیثین صحاح ستہ مین ہین وہی مستند ہین
اس مین شک نہین کہ اوس زمانہ مین تحقیقِ احادیث خوب ہوئی مگر باقتضائے زمانہ
اس تحقیق کا نتیجہ یہہ ہوا کہ ہر دست چہہ لاکہہ سے زیادہ حدیثین جنکی صحت امام احمد رح کے
نزدیک مسلم تھی ضعیف ہوگئین - اگر صحت کا مدار صحاح ستہ ہی پر رکہا جائے تو جن احادیث
کی صحت کو طبقہ خامسہ کے اکابر محدثین نے تسلیم کرلیا تہا جن پر فقہ کا مدار ہے اونکو
نوین طبقہ والون کے خیال سے ضعیف بنانا ہوگا جو نہ عقلاً جائز ہوسکتا ہے
نہ نقلاً حالانکہ اس طبقہ والون نے نہ اون لاکہون حدیثون کو ذکر کیا نہ کچھ
تصریح کی اوس زمانہ کی کل حدیثین جو ان نئی تصنیفون مین نہین ہین
سب غلط یا ضعیف تہین - قدما نے احادیث کو جو مدون نہین کیا اوس کی وجہ یہہ
کہ تدوین احادیث کا مسئلہ اوس زمانہ مین مختلف فیہ تہا چنانچہ امام سیوطی رح نے
تدریب الراوی مین لکہا ہے کہ ابن عمر - زید ابن ثابت - ابوموسی - ابوسعید خدری
ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم اوس کو مکروہ سمجھتے تھے اس وجہ سے کہ

یہہ حدیث شریف جو مسلم شریف مین ہے - ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال لا تکتبوا عنی شیئاً الا القرآن ومن کتب عنی شیئاً غیر القرآن فلیمحہ۔ یعنے حضرت نے فرمایا کہ مجھسے سوائے قرآن کے کچہہ مت لکھو اور اگر کسی نے کچھ لکھا ہو تو مٹا دے۔ اور بعض روایات جواز کتابت پر بھی وارد ہین۔ پھر جو حضرات کتابت کو جائز رکھتے تھے اونھون نے بھی تدوین کتب کو جائز نہین رکھا چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ باوجودیکہ کتابت حدیث کو جائز رکھتے تھے اور تدوین احادیث مین صحابہ سے مشورہ لیا اور سب نے جمع کرنے کی رائے بھی دی مگر ہمت نہوئی۔ اور ایک مہینے تک اس باب مین استخارہ کرتے رہے آخر فرمایا کہ مین نے سنن کو جمع کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن مجھے یہ بات یاد آگئی کہ گذشتہ امتون کے لوگون نے کتابین لکھین اور انہین مین مشغول ہوگئے اور خدائے تعالے کی کتابون کو چھوڑ کر۔ خدا کی قسم مین کتاب اللہ کو کسی چیز کے ساتھ ملتبس نکرونگا انتہی ملخصاً۔ اور تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی رح نے لکھا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے والد نے پانسو حدیثین جمع کی تھین ایک رات مین نے اون کو دیکھا کہ بستر پر بے چین اور کروٹین بدل رہے ہین مین نے پوچھا کیا کوئی شکایت لاحق ہوئی ہے یا کوئی متوحش خبر پہونچی ہے جس سے بے چین ہین کچھ جواب نہ دیا اور صبح ہوتے ہی فرمایا اے لڑکی وہ احادیث جو تمہارے پاس رکھی ہین لے آؤ جب مین لے گئی تو آگ منگوا کر جلا دیا۔ مین نے جلانے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ کہین ایسا نہو کہ مین مر جاؤن اور وہ حدیثین میرے پاس رہین اور اون مین کسی ایسے شخص کی روایتین بھی ہون جس کو مین نے امانت دار سمجھا اور اوس کے روایتون کی توثیق کی اور در اصل وہ ایسی نہون جیسے اوس نے بیان کیا اور وہین اون کے نقل کرنے کا باعث ہو جاؤن ۔اا انتہی۔ چونکہ وہ ابتدائی زمانہ اسلام تھا اور قاعدہ کی بات ہے کہ ہر چیز کی ابتدا مین کمال درجہ کی احتیاط اور اقسام کی پابندیان اور رعایتین ہوا کرتی ہین اس لئے ایک مدت تک یہ احتیاط جاری رہی کہ جب کسی سے حدیث لیتے تو

بہت دیکھ بھالکر لیتے اور اوس کی حفاظت مین اس قدر اہتمام کیا جاتا کہ اپنے ہاتھ
سے لکھے پر بھی بھروسہ نکرتے اور لفظ بلفظ اوس کو یاد کرتے تھے اور شاگردون کو پہونچانے
کے وقت ذرا بھی شبہ کسی لفظ مین ہوتا تو اوس کی تصریح کر دیتے کہ راوی نے
یہ لفظ کہا ہے یا وہ لفظ گو دونون کے معنی ایک ہی ہون جیسا کہ احادیث کے دیکھنے
والون پر یہ امر منکشف ہے کہ جون جون زمانہ گذرتا گیا طبقون مین احتیاط کم ہونے لگی
اور احادیث مین ضعف پیدا ہونے لگا اور یہ امر مسلم ہو گیا کہ اب احادیث مدون نہ کیجائینگی
تو آنے والی نسلون کو ایک حدیث بھی صحیح نہ پہونچیگی اس لئے حفاظت حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
کو قدما کی احتیاطین مجبوراً چھوڑنی پڑین ۔

اب غور کیجئے کہ ان پچھلے طبقون کا قیاس پہلے طبقون پر کر کے اون کو بے
احتیاط ٹھہرانا اور اون کی صحیح حدیثون پر ضعف کا حکم لگانا اور پچھلے طبقون کی حدیثون کو
مستند قرار دینا کس قدر بے موقع ہے اور الٹی بات ہے اس مقام مین یہ
بھی لکھا جاتا ہے کہ صحابہ جب ہر طرف متفرق ہو گئے تو جو حدیثین اون کو معلوم تھین
وہ روایت کرتے اور جن امور مین کوئی حدیث اون کے پاس نہوتی تو قیاس کرتے
اسیوجہ سے اختلافات واقع ہوے اور ہر شہر کے فقہا نے اوسی حدیث اور قیاسات
کو قبول کیا جو اون کے بلاد مین مروج تھے چنانچہ امام محمد کی کتاب الآثار سے
ظاہر ہے کہ ابو حنیفہ ابراہیم اور اون کے اقران کے مذہب پر تھے ۔

یہ درست ہے کہ صحابہ جب متفرق ہوے تو کل احادیث کسی خاص شہر مین نہ رہین
بلکہ متفرق ہو گئے اور اختلاف پیدا ہوا اسیوجہ سے جب ہارون رشید نے امام مالک رح
سے کہا ،، مین چاہتا ہون کہ موطا کو کعبہ شریف مین لٹکا دون اور حکم کر دون کہ اوسی پر
عمل کیا جائے امام مالک رح نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ صحابہ شہرون مین متفرق ہو گئے
اور اون کی حدیثون پر عمل ہو گیا ہے مقصود یہ کہ موطا کی کل حدیثین واجب العمل نہین
ممکن ہے کہ بعض ناسخ اور واجب العمل ہون اور دوسرے شہرون مین جو حدیثین پہونچی ہون
اگر ثابت ہوجائین تو صحابہ اور تابعین سے جو حدیثین ثابت ہین علوم دین کی [illegible]

ہوجائینگی اور وہیں صرف چند حدیثوں میں محدود ہوجائیگا۔ امام مالک رح چونکہ دین کے خیرخواہ
تھے اور خودپسند نہ تھے اس لئے اپنی کتاب کو واجب العمل بنانا پسند نہیں کیا تاکہ وہ کافی سرمایہ
جو اسلامی دنیا میں شائع ہوچکا تھا مجتہدوں کے ہاتھ سے جاتا رہے چنانچہ وہ کل سرمایہ امام
صاحب کے ہاتھ آیا جیسا کہ خزانہ داران علم حدیث اور اون اکابر محدثین کے بیان سے
ثابت ہے جن پر صحیح حدیثوں کی اسنادوں کا مدار ہے اور جوق جوق محدثین جو ہر ملک دیار سے
آکر شریک حلقہ ہوکر اپنا اپنا فراہم کیا ہوا صحیح حدیثوں کا سرمایہ پیش کیا کرتے تھے وہ علاوہ تھا
اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ امام صاحب ابراہیم وغیرہ کے مذہب پر تھے جیسا کہ امام محمد صاحب کی
کتاب الآثار سے معلوم ہوتا ہے سو یہ خلاف واقع ہے اس لئے کہ ابن مبارک رح وغیرہ
کے اقوال سے ثابت ہے کہ امام صاحب کسی کے مذہب کے مقلد اور پابند نہ تھے بلکہ علم
اور تفقہ میں اون کا وہ مرتبہ تھا کہ سید الفقہا سمجھے جاتے تھے اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اگر
تابعین کے زمانہ میں اگر وہ اس حالت پر ہوتے تو وہ بھی مثل اعمش رح کے اون کی طرف
محتاج ہوتے۔ قابل حیرت یہ بات ہے کہ امام صاحب ابراہیم رح کے مقلد بنائے جاتے
ہیں حالانکہ جریر رح امام احمد رح وغیرہ کے استاد ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے مغیرہ رح نے وصیت
کی کہ ابوحنیفہ کے حلقہ کی ملازمت کروں کیونکہ وہ ایسے شخص ہیں کہ اگر ابراہیم بھی اس وقت
زندہ ہوتے تو اون کی طرف محتاج ہوتے کما فی مناقب الکردری۔ دیکھئے اس زمانہ کے اکابر
محدثین کے حالات اور آخری زمانہ والوں کے خیالات میں کس قدر تفاوت ہے۔ اور ابو
عاصم نبیل رح کا قول آپ نے دیکھ لیا کہ وہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ سفیان ثوری تو کیا ابوحنیفہ ابن جریج
سے بھی افقہ ہیں اور مقاتل بن حیان کا قول بھی اوپر مذکور ہوا کہ میں تابعین کو بھی دیکھا اور تبع
تابعین کو بھی مگر ابوحنیفہ کے جیسا نکتہ رس اور صاحب بصیرت نہیں دیکھا۔ اور یحیی ابن آدم کا
قول بھی اوپر لکھا گیا وہ کہتے ہیں کہ شریک اور داؤد امام صاحب کے علم کے مقابلہ
میں گویا کمسن لڑکے تھے کاش وہ اون کا قول سمجھ ہی لیتے حالانکہ یہ دونوں صاحب مجتہد مشہور
تھے غرض کہ مذکورہ اقوال محدثین کو کوئی دیکھ لے تو اوس کے حاشیہ خیال میں یہ بات نہ آئیگی
کہ امام صاحب کسی کے مذہب پر تھے بلکہ یہ سمجھ جائیگا کہ سرآوردہ مجتہدین اون کے مذہب

پر فتوے دیتے اور یا اون کی تقلید کرتے تھے اور یہ بھی معلوم کرینگے کہ اون کے اجتہاد کا
مدار صرف اون چند آثار پر نہیں جو کتاب الآثار میں ہیں بلکہ چار ہزار استادوں سے انہوں نے
حدیثیں لی ہیں اور صدہا محدثین ہر ملک سے ذخیرہ احادیث کے فراہم کرکے اون کے
حلقہ میں پیش کرتے تھے حضرت عبد اللہ ابن مبارک ہی کے تبحر کو دیکھئے کہ حدیثیں کس قدر جمع
کیا لکھا ہے تذکرۃ الحفاظ میں امام ذہبی نے لکھا ہے کہ اون کے زمانہ میں اون سے زیادہ حدیث
کی تلاش اور طلب کرنے والا کوئی نہ تھا چار ہزار استادوں سے انہوں نے علم حدیث حاصل
کیا تھا۔ اگر اون تمام دور دور سے آنے والے محدثین سے قطع نظر کرکے صرف عبد اللہ ابن
مبارک رح کی وہ حدیثیں جو امام صاحب کے پاس پیش کی ہوں اوسی قدر کی جائے اور یہ بھی فرض
کر لیا جائے کہ امام صاحب سے زیادہ اون کو حدیثیں یاد تھیں تو کیا کوئی عقلمند خیال کر سکتا
ہے کہ امام صاحب کا سرمایہ اجتہاد صرف ستر احادیث یا وہی آثار تھے جو کتاب الآثار میں
ہیں امام احمد رح نے جو یہ کہاں لکھا ہے کہ امام صاحب کے اجتہاد کا مدار صرف انہی چند
آثار پر ہے جو کتاب الآثار میں لکھے گئے

بات یہ ہے کہ ہر مصنف کو تصنیف کے وقت ایک غرض پیش نظر ہوتی ہے جس کو وہ پورا کیا
کرتا ہے فتح الباری میں امام بخاری رح کا قول نقل کیا ہے کہ ہر ایک حدیث کے لکھنے سے
پہلے وہ غسل کرکے دو رکعت نماز پڑھتے جس سے سولہ برس میں وہ کتاب یعنی بخاری شریف
پوری ہوئی۔ اور جتنی حدیثیں اوس میں لکھی گئیں سب صحیح ہیں اور اون سے کئی حصے زیادہ
صحیح حدیثیں چھوڑ دی گئیں۔ انتہی۔ ابن حجر نے کہا کہاں ایک لاکھ صحیح حدیثیں جو اون کو یاد
تھیں اور کہاں سات ہزار دو سو پچہتر جو اوس میں لکھی گئیں جیسا کہ فتح الباری میں بیان
کیا ہے اگر بالاستیعاب التزام اور اہتمام وہ چھوڑ دیتے تو سولہ سال سے کم مدت میں ایک لاکھ حدیثیں
اوس کتاب میں لکھ سکتے تھے مگر پوری حدیثیں جمع کرنا اون کو منظور ہی نہ تھا۔ اسیطرح امام صاحب
کو کتاب الآثار کے لکھنے سے یہ مقصود نہ تھا کہ امام صاحب کے اجتہاد کا کل مادہ فراہم کریں
بلکہ صرف ابراہیم رح اور اون کے چند اقران کا مذہب بیان کرنا مقصود تھا جو امام صاحب کے
اجتہاد کے مطابق ہو گیا تاکہ اہل کوفہ کا تو شہر جو امام صاحب کے اجتہاد سے پیدا ہوا تھا ثابت ہو جائے

الحاصل امام صاحب کے اجتہاد کا سرمایہ صرف علماے کوفہ کے اقوال یا وہین کی مرویات
نہ تھین بلکہ اسلامی ممالک کی کل حدیثین اون کے اجتہاد کے وقت اون کے پیش نظر تھین
یہان شاید یہ سوال ہوگا کہ کل احادیث کا علم ایک شخص کو حاصل ہونا تقریباً محال ہے اسکا
جواب یہ ہے کہ فی الحقیقت قرائن اسی بات پر دال ہین کہ کسی محدث کو پوری حدیثین نہ ملی
ہونگی چنانچہ اس سے ظاہر ہے کہ باوجودیکہ امام بخاری رح شوق اور حافظہ مافوق العادت
رکھتے تھے مگر سات لاکھ صحیح حدیثین اون کو بھی نہین پہونچین حالانکہ وہ امام احمد رح کے شاگرد خاص تھے
اگر کہا جائے کہ حدیثین اون کی مرویات کو صحیح نہ ہونے کی وجہ سے نہین لیا تھا تو سات لاکھ صحیح
حدیثین تو اون سے ضرور لی ہونگی اور یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ صحیح روایتین اون سے لی تو تھین
مگر اون مین سے چھ لاکھ ضعیف ہوگئین اس لئے کہ امام احمد رح اون کے نزدیک مستند
شخص تھے جس حدیث کو وہ صحیح کہدیتے اون کو اوس کی صحت کا اعتراف کرنا ضرور ہوتا
اور امام احمد رح کوئی گمنام شخص نہ تھے بلکہ امام الوقت اور شہرہ آفاق تھے اور اس قدر زمانہ
بھی اون کو مل گیا تھا کہ لاکھون حدیثین لے سکتے تھے کیونکہ امام احمد رح کا انتقال ۲۴۱ھ دو سو
اکتالیس ہجری مین ہے۔ اور امام بخاری رح کی ابتدائی طالب علمی ۲۰۵ھ دو سو پانچ مین ہے
جیسا کہ طبقات الحفاظ سے ظاہر ہے اور مقدمہ فتح الباری مین لکھا ہے کہ انھون نے علی ابن
مدینی اور امام رح کو پوری بخاری شریف سنائی اور سوا تین چار حدیثون کے کل کتاب
کی اونھون نے تحسین کی غرض کہ رفیع سوانح اور وجوہ واسباب سے یہ بات قرین قیاس تھی
کہ امام احمد رح کے پاس جتنے صحیح حدیثین تھین امام بخاری رح کو پہونچتین مگر نہ پہونچین اس کے
سوا کیونکر توقع ہوسکتی ہے کہ کسی کو پوری صحیح حدیثین پہونچی ہونگی۔ اگرچہ اس پر قیاس کرکے
یہ کہہ سکتے ہین کہ امام صاحب کو بھی کل حدیثین نہ پہونچی ہونگی مگر یہ کہنا تو بے موقع ہوگا کہ جتنے
حدیثین امام بخاری رح کو ایک ہزار استاد سے پہونچی ہین امام صاحب کو چار ہزار استاد
اون سے زیادہ پہونچین۔ پھر امام صاحب کے اجتہاد کا مدار صرف انھی روایتون پر
نہ تھا جو اون کو اون کے اساتذہ سے پہونچی تھین بلکہ ہر ملک کی حدیثون کا
ذخیرہ فراہم کرکے جوق جوق محدثین امام صاحب کے روبرو پیش کرتے تھے

اور اجتہاد کے وقت وہ سب پیش نظر رہتا تہا چنانچہ یہہ بات اسی سے معلوم ہوتی کہ اکثر رح
سے اگر کوئی مسئلہ پوچہا جاتا تو فرماتے تہے کہ ابو حنیفہ کے حلقہ مین جاؤ وہان جو مسئلہ پیش ہوتا ہے
اوس پر وہ لوگ یہان تک غور کرتے ہین کہ وہ روشن ہو جاتا ہے اس سے قطع نظر یہہ
دعوے کیا جائے کہ جتنی حدیثین ممالک اسلامیہ مین پہونچی تہین وہ کل امام صاحب کے
اجتہاد کے وقت موجود تہین تو کچھ بے موقع نہوگا بلکہ بعض محدثین نے تو صاف کہدیا
کہ صحابہ کا کل علم امام صاحب اور اون کے اصحاب مین موجود تہا جس سے ثابت ہے
کہ فقہ حنیفہ سے کوئی حدیث خالی نہین اسی وجہ سے اکابر محدثین اور نقادان حدیث نے
اون کے اقوال پر فتوے دیئے اور اون کی فقہ کی توثیق کی۔ کردری رح نے مناقب
مین ابن جریج رح کا قول نقل کیا ہے کہ ما افتی الامام الا من اصل محکم یعنے امام صاحب کا
ہر فتوے ایک اصل محکم پر مستند ہوتا ہے یعنے قرآن و حدیث پر ایک اعتراض یہہ بہی کیا جاتا ہے
کہ امام صاحب کو محدثین نے اہل الرائے مین لکہا ہے جسکا مطلب یہہ کہ وہ رائے سے
مسئلہ تراشتے تہے۔

قبل اس کے کہ اس اعتراض کا جواب دیا جائے رائے کی معنی بیان کرنے کی ضرورت
ہے منتہی الارب مین لکہا ہے کہ رائے کے معنی بینائی دل کے ہین۔ اور اوسی کو بصیرت
بہی کہتے ہین۔ غرائب اللغتین مین لکہا ہے۔ البصیرة فی القلب کالبصر فی العین البصیرة
تدرک المعقولات والبصر المحسوسات یعنی بصیرت ہے جس نے ایک جماعت
کو عوام الناس سے ممتاز کر کے اعلے درجہ کے خطاب الہی کا افتخار بخشا۔ جیسا
قال تعالیٰ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اسی بصیرت اور بینائی دل کو حق تعالے نے
اور ناموں سے ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد ہے۔ ان فی ذالک لایات لاولی النہی وقولہ
تعالیٰ فاتقون یا اولی الالباب۔ انا نقل سے یہہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ بینائی دل
عقل کے سوا اور کوئی چیز نہین مگر غرائب اللغتین مین لکہا ہے کہ الرائی هو استحضار المقدمات
واجالة الخاطر فیہا۔ اس معنی کے لحاظ سے رائے عقل کی اوس کیفیت کا نام ہوگا
جو نظر و فکر مین کام دیتی ہو اور سبب کمی و زیادتی عقل اوس کی کمی و زیادتی ہوتی ہو

کے حقیقی معنی افہام کے معنی سے قریب قریب ہین جیسا کہ اساس البلاغہ کی اس عبارت سے
مستفاد ہے کہ فقہت علیک بالفقہ ای بالفہم والفطنۃ اور فائق مین علامہ زمخشری
نے کہا ہے فقہت ای فطنت الحق والفقہ حقیقۃ الشق والفتح والفقیہ العالم الذی
یشق الاحکام ویفتش عن حقائقہا ویفتح ما استغلق منہا اس کا حاصل یہ ہے کہ فقہ اوس
سمجھ کو کہتے ہین جس سے موشگافیان کرکے مسائل و احکام کا انکشاف کیا جاتا ہے
جس سے اغلاق اون کا جاتا رہتا ہے غرض کہ رائے فقہ اور فہم عقل سے متعلق ہین
اور اون چیزون کا کمال عقل کے کمال کے ساتھ وابستہ ہے۔ اب عقل کو دیکھئے کہ فی
نفسہ کیسی شریف چیز ہے جہان قرآن و حدیث مین عقل کا ذکر آتا ہے اوس سے عقل
کی مدح اور تحسین ثابت ہوتی ہے مثلاً ان فی ذالک لآیات لاولی النہی ولقوم یعقلون
وغیرہ اور جہان بے عقلی مذکور ہے اوس سے مذمت مقصود ہے کما قال تعالیٰ صم
بکم عمی فہم لا یعقلون اس مین شبہ نہین کہ عقل فی نفسہ ایک نعمت عظمیٰ ہے جس کی تعریف
ممکن نہین کیونکہ اسی عقل نے آدمی کو حیوانات سے جدا کرکے ممتاز بنایا۔ اسی عقل نے
مسلمانون کو کافرون سے علیحدہ کرکے اعلیٰ علیین تک پہونچا دیا ہر چند کفار کو جانورون
سے ممتاز بنانے والی عقل ہی ہے مگر خدائے تعالےٰ نے اوس کا اعتبار نہ کرکے اون کو
بے عقل فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے لہم قلوب لا یفقہون بہا الی قولہ اولئک
کالانعام بل ہم اضل وقولہ تعالیٰ فہم لا یعقلون اور وجہ اوس کی یہی ہے کہ وہ
اپنی عقلون سے ایسے بہکے کہ خدا و رسول کے کلام کی مخالفت کیا کرتے ہین اس لئے کوئی
مسلمان جس مین سمجھ ہو جرأت نہین کرسکتا کہ اپنی رائے اور قیاس سے قرآن و حدیث کی مخالفت
کرے مثلاً وہ لوگ عقل کی پیروی سے خدا کو اپنے پر قیاس کرکے کہتے ہین کہ خدا کو بھی
اولاد ہے اور اپنی قدرت پر قیاس کرکے کہتے ہین کہ مردون کو زندہ کرنے کی اوس مین
بھی قدرت نہین اور رسول کو اور آدمیون پر قیاس کرکے کہتے ہین کہ وہ بھی ایک قسم کے
مجنون تھے اسی قسم کے اور بہت سارے مسائل ہین کہ نصوص کے مقابلہ مین اپنے
قیاسات وہ پیش کرتے ہین ایسے لوگون کو حق تعالیٰ نے قوم لا یعقلون فرمایا ایسے

قیاسات ہمارے دین میں ممنوع ہیں اور انکی کی شان میں اول من قاس ابلیس
وارد ہوا ہے اور عقل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ جب حق تعالیٰ نے
آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم ابلیس کو دیا تو اوس نے یہ قیاس قایم کیا کہ آدم کی پیدائش
خاک سے ہے اور اپنی پیدایش آگ سے ہے چونکہ آگ بہ نسبت خاک کے لطیف و عالی ہے اور عالی الرتبہ کا
کثیف الاصل کو سجدہ کرنا خلاف شان ہے گو عقلائے دہر اس قیاس کی داد دینے لگے ہوں
مگر اہل ایمان تو یہی کہیں گے کہ قیاس کیسا ہی پرزور ہو نص قطعی کے مقابلہ میں اوس
کو پیش کرنا باعث لعنت الہی ہے ایسے قیاسون میں بے شک ابلیس کی پیروی ہے جس
سے اول من قاس ابلیس صادق آتا ہے اور صحابہ وغیرہ اہل حق اس قسم کے قیاسون
سے اعتراض کیا کرتے تھے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے عن عبد اللہ بن جبیر
قال رأیت علیا دعا بالماء لیتوضأ فتمسح بہ مسحا ومسح علی قدمیہ وقال ھذا
وضوء من لم یحدث ثم قال لولا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مسح علی ظہر قدمیہ رأیت ان بطونہما احق الحدیث خلاصہ یہ کہ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ نے قدمون کے اوپر مسح کر کے فرمایا کہ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
اس طرح مسح کرتے نہ دیکھتا تو اپنی رائے سے بطون اقدام پر مسح کرتا مگر چونکہ وہ رائے
مخالف حدیث ہے اس لئے اوس کو ترک فرمایا۔ اسی طرح امام صاحب نے بھی کئی نظائر
پیش کئے کہ احادیث کی وجہ سے اونہوں نے اپنی رائے کو ترک کر دیا جس کا حال ابھی
معلوم ہوا غرض کہ جو رائے نص قطعی کے مخالف ہو اوس سے اعتراض کی ضرورت ہے
الحاصل آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ جس طرح عقل و رائے کی تعریف میں آیات
وارد ہیں اوس کی مذمت بھی وارد ہے اس سے ثابت ہے کہ رائے کی دو قسمیں
ہیں ایک مذموم جو مقابل نصوص ہو اور دوسرے محمود جو ایسی نہو اور جن روایتوں میں رائے
کی مذمت ہے اوس سے رائے مذموم مراد ہے مثلا عمر رض کا یہ قول جو کنز العمال میں ہے
ایاکم واصحاب الرأی فانہم اعداء السنۃ الحدیث یعنی عمر رض نے فرمایا اصحاب
الرائے سے بچو کیونکہ وہ اعداے سنت ہیں۔ اسیطرح ابن عباس رض کا قول جو درمنثور میں ہے

اپاکم والرائی یعنے رائے سے بچتے رہو کے دیکھئے عمر رض نے اصحاب الرائے کو اعداء السنۃ
کہا اس سے ظاہر ہے کہ رائے مذموم مراد ہے اس لئے کہ جب اہل باطل کو منظور
ہوتا ہے کہ جو کچھ اپنی رائے مین آئے اوس پر عمل کرین تو وہ احادیث کو رد کر دیتے
ہین اسیوجہ سے معتزلہ صحت حدیث کیلئے ایسی شرطین لگاتے ہین کہ کوئی حدیث صحیح باقی نرہی
اسیطرح قادیانی وغیرہ فرق باطلہ مین مشاہد ہے کہ حدیث کو ساقط الاعتبار بنانیکی تدبیرین نکالتے
رہا کرتے ہین بخلاف ان کے امام صاحب تو حدیث مرسل کو بھی صحیح سمجھتے ہین اور اوسے رائے
پر مقدم رکھتے ہین حالانکہ محدثین نے اپنی رائے سے اوس کو دائرہ صحاح سے
خارج کر دیا ہے اب غور کیجئے کہ امام صاحب رائے کے زیادہ پیرو ہین یا محدثین اور
امام صاحب حدیث کے زیادہ معتقد اور محب ہین یا محدثین — مروی ہے کہ امام جعفر صادق رض
کہا کرتے تھے کہ اس امت کا بڑا فتنہ وہ قوم ہے جو اپنی رائے سے قیاس کر کے
حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنا دینگے یہ ظاہر ہے کہ حرام کو حلال بنانا اوسی مذموم رائے
کا کام ہے جو مخالف قرآن و حدیث ہے — الحاصل جو رائے مخالف قرآن و حدیث ہو
اوس کے مذموم ہونے مین کسی کو کلام نہین چنانچہ خود امام صاحب بھی اوس سے
ڈراتے ہین جیسا کہ امام شعرانی رحمۃ نے میزان مین فتوحات مکیہ سے نقل کیا ہے ان ابا حنیفۃ
کان یقول ایاکم والقول فی دین اللہ بالرای وعلیکم باتباع السنۃ یعنے امام صاحب
کہا کرتے تھے کہ اللہ کے دین مین کوئی بات رائے سے کہنا درست نہین اوس سے بچو اور
سنت کی اتباع کرو جب امام صاحب خود یہ فرما رہے ہین تو یہ کیونکر کہا جاتا ہے کہ وہ
ایسے امر کے مرتکب تھے جس کو خود وہ برا سمجھتے تھے اگرچہ باقتضائے بدگمانی یہ کہ سکتے
ہین کہ اون کا قول کچھ تہا اور عمل کچھ صرف دہوکا دینے کی غرض سے رائے کی برائیان
بیان کیا کرتے تھے مگر یاد رہے کہ اس بدگمانی کا برا اثر دور تک پہونچیگا کیونکہ اسی کتاب
کی بحث اجتہاد و قیاس مین معلوم ہوا کہ صحابہ اپنی رائے سے قیاس کیا کرتے تھے
حالانکہ وہ حضرات دین مین رائے لگانے کو برا سمجھتے تھے چنانچہ ابھی معلوم ہوا کہ عمر رض
نے اصحاب الرائے سے اور ابن عباس رض نے رائے سے ڈرایا ہے باوجودیکہ

اس سے کہ عمر رض اپنی رائے سے فتوی دیا کرتے تھے جیسا کہ امام شعرانی رح نے میزان میں
لکھا ہے کہ عمر رض جب فتوے دیتے تو فرماتے ھذا رأی عمر فان کان صوابا فمن اللہ
وان کان خطأ فمن عمر یعنی یہ عمر کی رائے ہے اگر صواب پر ہے تو اللہ کی طرف
سے ہے اور اگر خطا پر ہے تو عمر کی طرف سے ہے ۔ اس موقع میں کبھی کسی نے
نہیں پوچھا کہ حضرت رائے تو بری چیز ہے جس سے آپ خود ڈراتے ہیں پھر آپ
رائے سے فتوے کیوں دیتے ہیں کاش امام صاحب کے مخالف اوس وقت
ہوتے اور یہ پوچھتے جس کا خاطر خواہ جواب ملتا اور ہمیشہ کا جھگڑا مٹ جاتا ۔ اور
سنن دارمی میں ہے عن عروۃ عن مروان بن حکم قال قال لی عثمان بن عفان ان عمر
قال لی انی قد رأیت فی الجد رأیا فان رأیتم ان تتبعوہ فاتبعوہ قال عثمان ان نتبع
رأیک فانہ رشد وان نتبع رأی الشیخ قبلک فنعم ذو الرأی کان فکان
ابوبکر یجعلہ ابا یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جد کی میراث
کے بارہ میں میں نے ایک رائے سوچی ہے اگر تم مناسب سمجھتے ہو تو اوس کی اتباع
کرو ۔ او نہوں نے کہا اگر ہم آپ کی رائے کی اتباع کریں تو وہ بھی رشید ہے لیکن آپ سے
پہلے کے بزرگ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عمدہ ذی رائے تھے اون کی رائے کی
اتباع کریں تو بہتر ہوگا او نہوں نے جد کو باپ قرار دیا تھا انتہی ۔ دیکھئے عمر رضی اللہ عنہ نے
یہاں بھی اپنی رائے بیان کی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اوس کی تعریف کی لیکن صدیق اکبر رض
کی رائے کو ترجیح دی اور اون کو اعلی درجہ کے صاحب رائے کہا ۔ اب غور کیجئے کہ صدیق اکبر رض
باوجود صدیقیت کے جب صاحب رائے ہوں تو ابوحنیفہ کا صاحب رائے ہونا کیوں
قابل طعن ہو بلکہ غور کیا جائے تو امام صاحب کی کمال فضیلت اس سے ثابت ہوتی ہے
ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ یہاں یہ بھی معلوم کرلیا جائے کہ جس طرح عمر رضی اللہ عنہ
نے اپنی رائے کسی پر ضروری نہیں کیا اسی طرح امام صاحب بھی جبر نہیں کیا کرتے تھے
جیسا کہ الخیرات الحسان میں امام صاحب کا قول نقل کیا ہے کہ ھذا الذی نحن علیہ رأی
لا نجبر علیہ احدا اب غور کیجئے کہ امام صاحب کس قدر صحابہ کے تبع تھے کہ بات بات میں

اتباع کو مختار کہتے تھے۔ دارمی میں یہ روایت بھی ہے عن طاوس رح قال سما ہما سرای ابن عباس الرای لہ ترکہ یعنی بارہا ایسا ہوتا تہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کسی مسئلہ میں کوئی رائے سوچتے پھر اوس کو ترک کر دیتے تھے یہی حال امام صاحب کا تھا کہ جب کوئی دلیل پیش نظر ہو جاتی تو سابق کی رائے سے رجوع کر لیتے اسیوجہ سے محدثین کا ایک اعتراض امام صاحب پر یہ بھی تہا کہ اون کی بات میں قیام نہیں جس کا حال سابقاً معلوم ہوا۔ الحاصل امام صاحب کے قول وفعل میں مخالفت کا گمان کر نا صحابہ پر الزام لگانا ہے حالانکہ یہہ الزام نہ صحابہ پر عائد ہو سکتا ہے نہ امام صاحب پر کیونکہ جس رائے کی برائی ان حضرات نے بیان کی ہے وہ رائے مذموم ہے جس کا حال ابھی معلوم ہوا اور جس رائے کا وہ استعمال کرتے تھے اوس کی اجازت قرآن وحدیث سے ثابت ہے جسکو ہم بحث اجتہاد میں ثابت کر آئے ہیں بحث قیاس میں حدیث معاذ رض مذکور ہوئی کہ "اجتهد برائی ولا آلو" دیکھئے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اونہوں نے عرض کی کہ رائے لگانے میں ہرگز کمی اور کوتاہی نہ کرونگا۔ اور ربیعہ رح کا قول بھی مذکور ہوا کہ ترک القرآن موضعاً للسنۃ موضعاً للرای یعنی جس طرح قرآن نے حدیث کی جگہہ چھوڑ رکھی ہے حدیث نے رائے کی جگہہ چھوڑ رکھی ہے۔ کنز العمال میں یہ روایت ہے عن القاسم ان ابا بکر الصدیق رض کان اذا نزل بہ امر یرید مشاورۃ اهل الرای واہل الفقہ دعا رجالا من المهاجرین والانصار ودعا عمر وعثمان وعلیا وعبد الرحمن بن عوف ومعاذ بن جبل وابی بن کعب وزید بن ثابت وکل هولاء کان یفتی فی خلافۃ ابی بکر وانما تصیر فتوی الناس الی هولاء فمضی ابو بکر علی ذالک ثم ولی عمر فکان یدعو هولاء النفر وکانت الفتوی تصیر وهو خلیفۃ الی عثمان وابی وزید۔ اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عمر۔ عثمان۔ علی۔ عبد الرحمن بن عوف۔ معاذ بن جبل۔ ابی۔ زید رضی اللہ عنہم اہل رای اور اہل فقہ تھے اونہی کا فتوی چلتا تہا اون کے بعد بھی اونہی کا فتوی جاری رہا۔ اب دیکھئے کہ تخمیناً ایک لاکہہ صحابہ میں سے فتوی کے لئے یہہ چند حضرات جو اہل رای اور اہل فقہ تھے منتخب کئے گئے تھے حالانکہ

اہل حدیث کل صحابہ تھے کیونکہ فن حدیث کی ابتدا ونہین سے تھی اس لئے کہ انھی حضرات
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث لیکر دست بدست امت کو پہونچایا پھر اون کے
اہل حدیث ہونے مین کیا شبہہ بلکہ ممکن نہین کہ اون کی سی اہلیت بعد کے کسی طبقہ مین پائی جاوے
باوجود اس کے اوس خیر القرون مین اون کا فتوے مستند نہ تھا بلکہ وہ سب کے سب اہل رای
اور اہل فقہ کے محتاج تھے اور اس مین کسی صحابہ نے اختلاف بھی نہین کیا اس سے بخوبی
ثابت ہے کہ باجماع صحابہ فتوی دینے کی اہلیت صرف اہل رائے اور اہل فقہ مین منحصر ہے
اور اوائل زمانہ تابعین مین بھی خاص خاص حضرات جو اہل رائے و فقہ سمجھے جاتے تھے
اور باوجودیکہ اہل حدیث اوس وقت بکثرت تھے مگر فتوی اون کا نہین چلتا تہا جیسا کہ کتب
رجال سے واضح ہے۔ اوسی قرن کے آخر مین جب امام صاحب اس درجہ کو پہونچے
کہ آپکی رائے اور فقہ مسلم ہوگئی اور ایک جماعت کو آپ نے تعلیم دیکر اس قابل بنایا کہ
مسائل مین رائے دے سکین اوس وقت شیوخ محدثین نے وہ متبرک لقب جو صحابہ کرام کے
زمانہ مین ایک منتخب جماعت کے ساتھ مختص تھا ان کی جماعت کو عطا کیا چنانچہ یہہ حضرات اہل الرای
اور امام صاحب امام اہل الرائے مشہور ہوے۔ امام شعرانی رح نے میزان مین لکہا ہے
کہ امام صاحب کے زمانہ مین جو قاضی تھے اون کا انتقال ہوا اور خلیفہ وقت نے حکم دیا
کہ اس خدمت کے اہل تلاش کئے جائین تو علما نے کہا کہ ابو حنیفہ سے افقہ اور اورع کوئی
نہین ہے اس سے ظاہر ہے کہ آپ اوس زمانہ مین ممتاز و منتخب تھے بہر حال اہل حدیث
نے آپکو امام اہل الرائے تسلیم کرلیا ہے چنانچہ ابتک آپ کے پیرو اسی لقب کے
ساتھ ملقب ہین الحمد للہ علی ذلک۔

یہان یہہ خیال نہ کیا جائے کہ امام صاحب کی جماعت کو جو اوس زمانہ کے محدثین نے ملقب
بلقب اہل الرائے کیا تہا وہ بدنیتی سے تہا جس طرح آخری زمانہ کے لوگ سمجھے ہین اسلئے
کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین جو صحابہ فتوی کے لئے منتخب کئے گئے تھے اونکی
وجہ تخصیص اور باعث انتخاب یہی صفت تھی کہ وہ اہل رائے اور اہل فقہ تھے جیسا کہ روایات
مذکورہ بالا سے ثابت ہے سو یہہ صفت اعلی وجہ اتم امام صاحب مین موجود تھی چنانچہ

امام باقر۔ امام جعفر صادق۔ امام مالک۔ اسحق بن راہویہ۔ سفیان ثوری۔ سفیان بن عیینہ۔ ابن مبارک
یحییٰ بن آدم۔ وکیع۔ امام شافعی۔ مکی بن ابراہیم۔ ابوداؤد۔ عیسیٰ بن یونس۔ عبداللہ بن نمیر۔
رقبہ بن مسقلہ۔ عبدالرحمن مسعودی۔ مقری۔ خلف بن ایوب۔ عفان بن سیار۔ حسن بن عمارہ
عبداللہ بن اسحق۔ معمر۔ معروف بن حیان۔ عطا بن جبلہ وغیرہ اکابر محدثین رحمہم اللہ کی گواہی سے ثابت
ہے کہ اوس زمانہ میں امام صاحب سے افقہ اور زیادہ سمجھدار کوئی نہ تھا۔ اور حفص بن غیاث
ابن مبارک۔ مقاتل بن حیان۔ شعبہ۔ علی بن عاصم۔ خارجہ بن مصعب۔ بکر بن خنیس۔ یزید بن
ہرون۔ امام شافعی رح وغیرہ کی گواہی سے ثابت ہے کہ امام صاحب سے اعقل کوئی
اوس زمانہ میں نہ تھا اور ابھی معلوم ہوا کہ رائے اور عقل بالکل ایک ہی چیز ہے یا دونوں متلازم
ہیں۔ غرض کہ اکابر محدثین اور امام صاحب کو رائے اور تفقہ میں سب سے زیادہ جانتے
تھے اور اون کو معلوم تھا کہ یہی صفات باعث انتخاب وامتیاز افراد صحابہ تھے جن کی وجہ سے
وہ فتویٰ دینے کے قابل سمجھے گئے تھے۔ پھر انہی حضرات نے امام صاحب کے
فتووں کو مستند اور قابل الفاظ بیان کیا بلکہ بعض حضرات نے تو تصریح کردی کہ فقہ حنفیہ پر یعنی
امام صاحب کے فتووں پر اجماع ہو گیا تو اب غور کیجئے کہ ان حضرات نے لقب اہل الرائے
تجویز کرنے کے وقت اوس منتخب جماعت صحابہ کو پیش نظر رکھا تھا جو اہل الرائے اور اہل
فقہ سمجھی گئی تھی۔ یا اوس بے دینوں کی جماعت کو جو بلا ضرورت قیاس کیا کرتی تھی۔ الغرض کھلی
شہادتوں اور واضح قرائن کے بعد بھی خیال کیا جائے کہ لقب اہل الرائے سے توہین مقصود
ہے تو سوائے انا للہ پڑھنے کے اور کوئی چارہ نہیں۔ تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ احمد بن
شبویہ جو امام اور شیخ وقت سمجھے جاتے تھے اور یحییٰ بن معین کے رفیق تھے وہ کہتے
ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ جو شخص علم قبر کا طالب ہو اوس کو چاہئے
کہ آثار کو طلب کرے اور جو شخص علم خبر یعنے حدیث کا طالب ہو اوس کو رائے کی ضرورت
ہے انتہی۔ دیکھئے علم حدیث کے لئے اونہوں نے رائے یعنے فقہ کو ضروری قرار دیا
اس لئے کہ احادیث کا سمجھنا اور اون میں تطبیق دینی ہر کسی کا کام نہیں۔ اسی وجہ سے عبداللہ
ابن مبارک رح نے فرمایا کہ احادیث و آثار کے لئے ابوحنیفہ کی ضرورت ہے۔ اور ابن معین رح

نے فرمایا الوالف سا فی ابی حنیفہ علیہ اوس کتب الناس - جامع بیان العلم وفضلہ مین
ابن عبد البر رحمہ نے لکھا ہے اور شعبی رحمہ کہا کرتے تھے کہ سلف کے اقوال کو مت چھوڑو
اگرچہ تم کو لوگ ترک کر دین اور لوگون کی رایون سے بچتے رہو اگرچہ وہ اپنے اقوال کو آراستہ
کرو گویا یہ انکی - دیکھئے رائے سے اون کو کس قدر احتراز تھا اور سلف کی پیروی کا کس درجہ
لحاظ تھا باوجود اسکے آپنے دیکھ لیا کہ امام صاحب کی کیسی تعریفین اونہون نے کین اور صاف کہدیا
کہ ہم عطار ہین اور آپ طبیب اور امام صاحب کی نسبت جو بدگمانی تہی اوس سے توبہ کی جسکا
مطلب ظاہر ہے کہ امام صاحب کی رائے کو وہ محمود سمجھتے تھے اور اوسی مین لکھا ہے کہ ابن مبارک
کہا کرتے تھے کہ اثر پر اعتماد کرو اور وہ رائے اختیار کرو جو تفسیر حدیث کرے انتہی دیکھئے انہون
نے صرف اوس رائے کے اختیار کرنے کی اجازت دی جو تفسیر حدیث ہو اور امام صاحب کی
رائے کے دل دادہ تھے کہ عمر بھر انہی کی خدمت مین رہے اور امام صاحب کے
انتقال کے بعد فقہ حنفیہ کی کتابون کو تلاش کرکے اونکا مطالعہ کیا کرتے اور آخر صاف کہدیا
کہ اونکی رائے تفسیر حدیث ہے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام صاحب کی رائے اونکے
نزدیک مستند اور محمود تھی -

ابن عبد البر نے کتاب جامع بیان العلم وفضلہ مین ایک باب ہی مذمت رائے مین لکھا ہے
جسکا عنوان یہہ ہے "باب ما جاء فی ذم القول فی دین اللہ بالرأی والظن والقیاس"
اور اوس مین کئی حدیثین اور اقوال صحابہ و تابعین ذکر کئے ہین جن مین رائے اور قیاس کی
مذمت بالتصریح ہے اس باب کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ رائے اور قیاس کے وہ سخت
دشمن تھے اور امام صاحب پر محدثین نے جو طعن و تشنیع کی وہ بھی اوس مین ذکر کیا - مگر آخر
باب مین لکھدیا کہ جن محدثین نے امام صاحب سے روایت اور اونکی توثیق و توصیف کی ہے
وہ بہ نسبت اون محدثین کے جنہون نے اون مین کلام کیا ہے زیادہ ہین - انتہی اوسی مین لکھا ہے
کہ علمائے امت سے کوئی شخص ایسا نہین کہ کوئی حدیث شریف اوس کے نزدیک ثابت
ہو اور وہ اوسکو رد کر دے البتہ یہہ ہوتا ہے کہ اوس حدیث کی سند مین کلام ہوتا ہے
یا وہ حدیث دوسری حدیث یا اجماع کی وجہ سے منسوخ سمجھی جاتی ہے یا کوئی اصل ایسا ہوتا ہے

جسکے انقیاد کی ضرورت ہوتی ہے ان وجوہ سے اوس حدیث پر عمل نہین کیا جاتا۔ اگر بغیر ان اسباب
کے کوئی عالم کسی حدیث کو اپنی راے سے رد کر دے تو اوس کی عدالت باقی نہین رہ سکتی چہ جائیکہ
وہ امام سمجھا جاے اور ابو حنیفہ رحمہ پر سواے راے کے یہ الزام بھی لگایا گیا کہ وہ مرجی تھے
اور اوس کے سوا حسد کی وجہ سے ایسی ایسی باتین اونکی نسبت تراشی گئین کہ اونکے لائق
نہین حالانکہ ایک جماعت علما نے اونکی ثنا و صفت کی اور اونکی فضیلت کا اعتراف کیا ہی
اگر ہمین فرصت ہوگی تو اونکے فضائل مین ایک کتاب لکھینگے انتہی ملخصاً۔ اب دیکھئے ایسے
متشدد اور راے کے دشمن شخص امام صاحب کے خاص فضائل مین ایک کتاب لکھنے کو
مستعد ہین تو اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ امام صاحب کی راے اون کے نزدیک
محمود تھی یا مذموم۔ الحاصل اکابر محدثین کی تصریحات سے ثابت ہے کہ امام صاحب اون
اہل الراے مین سمجھے جاتے تھے۔ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ارکین دین
اور مفتیان شرع متین تھے جس سے آپ کی کمال فضیلت اور عظمت ثابت ہے جو دوسرے
محدثین کو نصیب نہین۔ مگر مخالفین کو وہ کب گوارا تھا وہ تو ہمیشہ رائے کو ذم بنانے کی فکر مین لگے
رہتے ہین۔ ابھی معلوم ہوا کہ حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون مین ہارون کو قارون
بنا ہی دیا اور اوسپر قرینہ جما دیا۔ اسکو دیکھ لیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کیسی
ظاہر باہر تھے جن سے جوق جوق اہل انصاف اسلام لاتے جاتے تھے ایسے معجزون کو مخالفین نے
سحر قرار دیکر اس بات کی شہرت دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساحر ہین نعوذ باللہ من ذالک
اسی طرح قرآن کو اساطیر الاولین یعنی کہانیان کہتے تھے اس قرینہ سے کہ اوس مین امم سابقہ کے
واقعات بھی مذکور ہین حالانکہ اون عبرت انگیز واقعات مین کسقدر فوائد و منافع ملحوظ ہین چونکہ اوس
زمانہ مین اہل مذاہب باطلہ راے لگا لگا کر احادیث کو رد کر دیا کرتے تھے جیساکہ ابن عبد البر رحمہ نے
جامع مذکور مین لکھا ہے کہ جہم وغیرہ اپنی راے سے حدیثون کو رد کرتے تھے چنانچہ اونکا قول
ہے کہ قیامت مین بھی رویت الٰہی نہوگی کیونکہ رویت مین تو جہت وغیرہ لازم آتی ہے اور اوسی
بنا پر حدیث انکم ترون ربکم یوم القیامۃ کو رد کر دیا اور قولہ تعالی وجوہ یومئذ ناضرۃ
الی ربہا ناظرۃ مین ایسی تاویلین کین کہ نہ اہل لسان جانتے ہین نہ اہل شرع اور عذاب قبر کے باب مین

حالانکہ احادیث بکثرت وارد ہین اور حد تواتر کو پہونچ گئے ہین مگر سب کو رد کر دیا۔ اور نیز احادیث
شفاعت کو بھی بلکل رد کر دیا کہ دوزخ مین جو گیا پھر وہ اوس سے نہین نکل سکتا انتہی۔ حاسدون
نے لفظ اہل الرائے سے موقع پالیا کہ امام صاحب کو محدثین نے جو اہل الرائے کہا ہے
اوس کا مطلب یہی ہے کہ اون کی رائے مذموم ہے اور وہ اہل مذہب باطلہ مین شمار اہل
سے ہے اور اوس پر چند مسائل بھی پیش کر دئے جو بظاہر بعض احادیث کے مخالف
ہین حالانکہ دراصل وہ مخالفت ایسی ہے جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسئلہ
زکوۃ مین حدیث صحیح کی مخالفت کی تھی۔ غرض کہ بہ افسوس ناواقف لوگون پر بہت جلد اثر کر گیا اور
طلبہ مین عام شہرت ہو گئی کہ امام صاحب اہل الرائے مین ہین یعنے مخالف احادیث اپنی
رائے قائم کیا کرتے ہین۔ اس طوفان بے تمیزی نے یہان تک اثر کیا کہ اکابر محدثین
ہر چند اون کو سمجھاتے تھے کہ "امام صاحب محدثین و فقہا مین فرد لاثانی اور تقوی و ورع مین
بے نظیر تھے اور خوف خدا انکو اس درجہ تھا کہ کوئی بات دین مین اونہون نے محض
بہوائے نفس نہ کہی مگر وہ کم فہم کج بحثی سے یہی کہے جاتے تھے کہ محدثین نے اون کو اہل الرائے
کہا ہے اس لئے ہم نہ اون کی حدیث لین گے نہ اون کے اقوال آخر اون حضرات کو
یہ کہنا پڑا کہ وہ اہل الرائے مین سے تھے ہی نہین چنانچہ کردری رح نے عبد العزیز ابن رواد
اور یمین زیات کا قول نقل کیا ہے کہ اصحاب الرای اعداء السنۃ وهم الحروریۃ واهل
الاهواء واما ابوحنیفہ واصحابہ فهم قاسوا علی السنۃ یعنے اصحاب الرائے سنت کے
دشمن ہین اور وہ فرقہ حروریہ اور اہل ہوا ہین لیکن ابوحنیفہ اور اون کے اصحاب سو اونہون
نے سنت پر قیاس کیا ہے یعنے اپنی رائے سے کوئی بات نہین کہی جیسے حروریہ یعنے
خوارج وغیرہ فرق باطلہ کہا کرتے ہین۔ ملل و نحل مین شہرستانی اور ابن حزم رح نے لکہا ہے
کہ خوارج کے بعض فرقون نے صبح کی نماز ایک رکعت اور شام کی نماز ایک مقرر کی تھی
اور سورہ یوسف کو کلام الہی نہین سمجھتے تھے اس لئے کہ اوس مین عشق کا قصہ مذکور ہے
جس کا بیان عقلاً شان کلام الہی سے بعید ہے" اس سے ظاہر ہے کہ اہل ہوا اپنی
رائے کے مقابلہ مین نہ کلام الہی کو کوئی چیز سمجھتے ہین نہ احادیث نبویہ کو بخلاف امام صاحب

سکے کہ وہ اپنی راے سے قرآن و حدیث کو ثابت اور واضح کرتے ہین جیسا کہ ابن مبارک رح
نے فرمایا ہے کہ لاتقولوا رأی ابی حنیفۃ ولکن قولوا تفسیر الحدیث ذکرہ الکردری
یعنے ابوحنیفہ کی راے مت کہو بلکہ اوس کو تفسیر حدیث کہو گے ابن مبارک رح جب دیکھا
کہ سفہا نے فقہ کو امام صاحب کی راے قرار دی ہے اور وہ جانتے نہین کہ راے
صاحب کس درجہ کی چیز ہے اور رائی کو اونھون نے صرف مذموم سمجھ رکھا ہے اس لئے
اونھون نے کہا کہ فقہ رائی ہے ہی نہین وہ تو تفسیر حدیث ہے
یہہ قول بھی ابن مبارک رح کا اوپر مذکور ہوا کہ اگر راے سے کہنے کی کسی کو اجازت
ہوتی تو ابوحنیفہ رح اوس کے زیادہ تر مستحق تھے گے اس مین اونھون نے امام صاحب
کی راے کی تعریف کی اور ساتھ ہی یہہ بھی معلوم کرا دیا کہ باوجود اس اصابت راے کے
اون کو بھی اجازت تھی کہ اپنی راے سے کوئی بات دین مین زیادہ کرین اس لئے اونھون
نے اپنی رائی سے کوئی بات نہین کہی بلکہ جو کچھ کہا وہ سب تفسیر حدیث ہے۔ الحاصل
جس معنی کے لحاظ سے تلبیس تقلید مخالفین امام صاحب کو اہل الراے کہا کرتے تھے
اکابر محدثین نے اوس کو رد کر دیا اور اون اصحاب الراے مین آپ کو سمجھتے تھے
جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے ایک خاص جماعت اس نام اور صفت کے مصداق
تھی۔

ذکر کیا جاتا ہے کہ امام صاحب احمد بن حنبل رح نے بھی امام صاحب کی راے پر اعتراض کیا ہے
جیسا کہ الخیرات الحسان مین کہا ہے کہ امام احمد بن حنبل رح سے کسی نے پوچھا کہ اون کی کیا چیز
ابوحنیفہ کی ناپسندیگی کا باعث ہوئی کہا راے مسائل سے کہا راے تو امام مالک بھی
مسائل مین لگایا کرتے تھے کہا ابوحنیفہ اس باب مین اون سے زیادہ تھے کہا جب
مالک بھی اس بات مین شریک تھے تو بقدر حصہ اون بات مین کلام کیا جاتا ابوحنیفہ کی تخصیص
کی کیا وجہ۔ امام احمد رح سے اسکا جواب نہ ہو سکا اور ساکت ہو گئے انتہی قبل جواب
یہہ بات معلوم کرنا ہے کہ امام احمد رح کے اکثر اساتذہ امام صاحب کے مداح اور معتقد
ہین چنانچہ اسی ایک رسالہ کو دیکھئے کہ امام احمد رح نے کیا ابو یحیی القطان کے شاگرد ہین

اور وکیع سفیان ثوری رح کے شاگرد ہین - اور ثوری شعبہ رح کے شاگرد ہین - اور شعبہ
اوزاعی رح کے شاگرد ہین - اور اوزاعی عطاء ابن ابی رباح کے شاگرد ہین - اب دیکھو
کہ اس تمام سلسلے کے حضرات امام صاحب کے مداح ہین اور اون کو وقعت کی نظر
سے دیکھا کئے چنانچہ امام موفق رح نے مناقب مین لکھا ہے کہ حارث ابن عبد الرحمن
کہتے ہین کہ عطاء ابن ابی رباح کی مجلس مین طلبہ کی وہ کثرت ہوا کرتی تھی کہ آگے پیچھے
جہان جگہ ملتی بیٹھ جاتے تھے مگر جب ابوحنیفہ رح آتے تو عطا لوگون کو ہٹا کر اپنے پاس
اون کو جگہ دیتے تھے

اب عطاء کے حلقہ درس کا حال بھی سن لیجئے کہ اوس مین ابوسید اور حسین معلم اور
ابن جریج اور اسحق اور اوزاعی رحمہم اللہ جیسے سرآمد روزگار رہا کرتے تھے جیسا کہ تذکرۃ
الحفاظ مین لکھا ہے - اب غور کیجئے کہ جب ایسے جلیل القدر استاد کے حلقہ درس
مین اور ایسے مشہور ہمدرسون کی جماعت مین امام صاحب کی یہ عزت طالب علمی کے
زمانہ مین تھی تو کس درجہ اون کو معزز سمجھنا چاہئے - سالی کہ نکوست از بہارش پیداست
غرض کہ عطا رح نے امام صاحب کی توقیر کرکے تمام علما کی نظرون مین اونکی وقعت
ثابت کر دیا - اون کے بعد اوزاعی رح امام صاحب سے گفتگو کرکے اون کے
فضل و کمال کو تسلیم کر لیا پھر شعبہ نے امام صاحب کی تعریفین کین پھر سفیان ثوری
نے تعظیم و تکریم اور اون کی کتابون کی قدردانی کی پھر وکیع اور یحیی رحمہما اللہ نے تو اون کو
اپنا مقتدا ہی بنا لیا جیسا کہ یہ تمام امور سابقا مذکور ہو چکے ہین - جب امام احمد رح
کے پانچ درجون کے استادون نے امام صاحب کو معظم اور قابل قدر تسلیم کر لیا اور
بعضون نے اپنا مقتداے دین بنا لیا تو امام احمد رح کا قول ان حضرات کے شہادۃ
کے مقابلہ مین کیونکر قابل وثوق ہو سکتا ہے - کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس سلسلے کے
اساتذہ جس کو سلسلۃ الذہب کہنا چاہئے ایسے بے تدبیر لوگ تھے کہ بغیر تحقیق کے
ایک غیر مستند بلکہ مطعون شخص کی تعریفین بالاتفاق کرکے مسلمانون کو دھوکا دیا - معاذ اللہ
ہرگز نہین بلکہ صرف اسی ایک سلسلے کے اساتذہ نے امام صاحب کی توثیق تسلیم کی

بلکہ بیس پچیس استادون کی توثیق تو اسی کتاب مین مذکور ہو چکی ہے یہ حضرات اس جلالت شان کے تھے کہ جس پر اونھون نے جرح کی قیامت تک اوس کا اندمال نہو سکا غور کیا جائے تو امام احمد رح کی نسبت یہہ خیال نہین ہو سکتا کہ اپنے مستند اساتذہ سے امام صاحب کی تعریفین سننے کے بعد وہ بھی اون سے بدگمان رہے ہون بلکہ ظن غالب ہے کہ اونھون نے بعض محدثین کا خیال امام صاحب کی نسبت بیان کر دیا اور اوس پر قرینہ یہہ ہے کہ وہ امام صاحب کی تعریف و توصیف کیا کرتے تھے۔ چنانچہ الخیرات الحسان مین لکھا ہے کہ امام احمد حنبل رح نے کہا کہ ابوحنیفہ اہل ورع اور زہد سے تھے اونھون نے آخرت کو ایسے طریقہ سے اختیار کیا کہ دوسرے سے ہونا مشکل یا بادشاہ وقت کی جانب سے خدمت قضا قبول کرنے پر اصرار و تشدد ہوا اور کوڑے لگائے گئے مگر انہون نے قبول نہ کیا خدا کی اون پر رحمت اور رضامندی ہوا انتہی اور اون کا یہہ قول بھی اوپر مذکور ہوا کہ ابوحنیفہ اور ابویوسف اور محمد رحمہم اللہ کا جس مسئلہ مین اتفاق ہو تو کسی کی مخالفت سننے کے قابل نہین۔ اگر امام صاحب کی رائے کو وہ قبیح سمجھتے تو اون کے ورع وغیرہ کی تعریف کبھی نکرتے اس لئے کہ جو شخص خلاف شرع عقلی یا بدعت دین مین داخل کر دے اوسکا تورع کیا فاسق ہونے مین اوس کے کسی کو کلام نہین اون کو متورع کہنے سے ثابت ہو گیا کہ امام صاحب کی رائے کو وہ مخالف حدیث نہین سمجھتے تھے اور اگر بفرض امام احمد رح قیاس اور تفقہ کے قائل نتھے تو وہ مجتہد تھے اون کو اپنے اجتہاد اور ظن پر عمل کرنا ضروری تھا مگر اون کے اجتہاد کا اثر امام صاحب اور دوسرے محدثین کے اجتہاد پر نہین ہو سکتا اور چونکہ تفقہ اور قیاس قرآن و حدیث و عمل صحابہ و تابعین سے ثابت ہے جس کے دلائل بکثرت ہین اور ایسی بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہوا۔ اور اجتہاد مین کثرت علم اور وفور عقل کی ضرورت ہے جن کا وجود امام صاحب مین علی وجہ اتم تھا جیسا کہ اکابر دین کی شہادتون سے ثابت ہے کہ وہ اعلم الناس اور اعقل الناس تھے اس لئے اون کا تفقہ اور اجتہاد سب سے بڑھ گیا اسی وجہ محدثین نے اون کو افقہ الناس اور سید الفقہا کہا اور امام شافعی رح جو امام احمد ابن

حنبل کے استاد ہیں فرماتے ہیں الناس عیال لابی حنیفۃ فی الفقہ اور امیر المومنین فی الحدیث نے اون کو امام اعظم کا لقب دیا اور امام محمد ان تمام امور سے خالی اور واقف ہے اس وجہ سے یہہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ وہ امام صاحب کی رائے کو مذموم اور فقہ کو خلاف حدیث سمجھتے تھے ۔

تقریر سابق سے یہہ بات معلوم ہوگئی کہ مخالفین کے نزدیک اہل الرائے کے معنی یہہ ہے کہ اپنی رائے سے وہ احادیث کو رد کر دیا کرتے ہیں اور محققین اہل الرائے اون اکابر محدثین کو سمجھتے تھے جن میں فتوے دینے کی قابلیت ہو اس سے ظاہر ہے کہ مولنا شاہ ولی اللہ صاحب رح نے جو انصاف میں لکھا ہے کہ المراد من اہل الرائے قوم توجہوا بعد المسائل المجمع علیہا بین المسلمین او بین جمہورہم الی التخریج علی اصل رجل من المتقدمین وکان اکثر امرہم حمل النظیر علی النظیر والرد الی اصل من الاصول دون تتبع الاحادیث والاثار والظاہری من لا یقول بالقیاس ولا باثار الصحابۃ والتابعین کداود الظاہری وابن حزم وبینہما المحققون من اہل السنۃ کاحمد واسحق سو یہہ اصل اہل الرائے کی تعریف نہیں ہو سکتی ثبتا اس تعریف کا یہی ہوگا کہ جس طرح ابن مبارک رح نے عوام الناس کے خیال سے امام صاحب کو اہل الرائے سے علیحدہ کر دیا اسی طرح شاہ صاحب نے بھی علیحدہ کر دیا جیسا کہ توجہوا الی التخریج علی اصل رجل من المتقدمین ۔ اور اکثر امرہم حمل النظیر ۔ اور دون تتبع الاحادیث والاثار سے ظاہر ہے ۔ اس لئے کہ امام صاحب تو احادیث کو تلاش کرکے اون کی تفسیر کیا کرتے تھے اور اس باب میں وہ کسی کے اصل کے پابند بھی نہ تھے بلکہ مجتہد مطلق تھے ۔ شاہ صاحب نے اہل الرائے کی جو تفسیر کی ہے البتہ اون کے زمانہ کے فقہا پر صادق تھی جیسا کہ حمل النظیر علی النظیر اور التخریج علی اصل رجل من المتقدمین سے ظاہر ہے رہا یہہ کہ جس معنی کے لحاظ سے امام صاحب کو شمار اہل الرائے کے امام ہونے کا حاصل ہے جس میں نہ امام احمد شریک ہو سکتے ہیں نہ اسحق وغیرہ سو اوس کو عوام الناس کے خیال سے بیان نہیں کیا اور نہ اوس کی

وسعت علمی پر حوالہ کر دیا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اکابر محدثین نے اوس جماعت اہل الرائے
ہیں اون کو شریک کیا ہے جس کی ابتدا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہوئی
ہے جس کی رائے شریعت میں محمود سمجھی جاتی ہے۔ غرض کہ اکابر محدثین نے
امام صاحب کی جماعت کو اہل الرائے کے لقب سے ملقب کیا وہ بدنیتی سے نتھا
بلکہ اوس سے اون کی مدح مقصود تھی۔

اب ہم حضرات غیر مقلدین کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ جب امیر المومنین فی الحدیث
وغیرہ شیوخ محدثین کی گواہیوں سے ثابت ہو گیا کہ لاکھوں احادیث صحیحہ تلف ہو گئیں اور اکابر
محدثین نے فقہ پر عمل کیا اور کروڑہا اہل اسلام ہر ملک و دیار کے قرنا بعد قرن تقلیدا
فقہ پر عمل کرتے آئے تو اب اہل اسلام تقلید سے کیوں روکے جاتے ہیں۔ اور
جو عذر کیا جاتا ہے کہ فقہ کے چند مسائل احادیث موجودہ کے مخالف ہیں سو وہ معقول
نہیں اس لئے کہ اکابر محدثین نے فقہ کو تفسیر حدیث کہا ہے اور وہ اوسیوقت صادق
آئیگا کہ وہ مسائل دوسری احادیث صحیحہ کے موافق ہوں جن کا تلف ہونا امام بخاری رح
کی شہادت سے ثابت ہے۔ اگر ایسے قرائن واضحہ بھی اعتبار کے قابل نہوں تو بخاری
شریف بھی قابل اعتبار نرہیگی کیونکہ اوس میں حنفی محدثین ہیں سب وہابیہ جو مقید تقلید
نہیں ہو سکتیں پھر اوس کو مقتدا علیہ بنانے والی کونسی چیز ہے وہی قرینہ خارجیہ ہے یعنی
جلالت شان مصنف رح۔ ہاں اگر یہ بات ثابت ہو جاتی کہ کل صحیح حدیثیں بخاری شریف میں موجود
ہیں اور کوئی تلف نہوی یا امام بخاری نے کل واجب العمل حدیثوں کو جمع کر دیا ہے
اور انہی کا واجب العمل ہونا کسی صحیح حدیث سے ثابت ہو جاتا تو ہم کہ سکتے تھے کہ وہ فقہی
وہ مسائل جو مخالف حدیث ہیں کیونکہ وہ دونوں امر ثابت ہوسے نہ ہو سکتے ہیں پھر صرف
احتمال پر فقہ کو بے اعتبار کہنا کیونکر صحیح ہو سکیگا اور احتمال بھی کیسا کہ اکابر محدثین کی تصریحات
اوس کو رد کر رہی ہیں کیونکہ اونہوں نے صاف کہدیا کہ فقہ حنفیہ حدیثوں کی تفسیر ہے
پھر یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ آٹھ سو برس کا زمانہ میں ہزارہا ماہرین حدیث برابر تقلید
مذاہب کرتے آئے اور بڑے بڑے اساطین اسلام جس قدر مقلدین کی کثرت سے محتاج بیان

نہیں۔ اہل نجد باوجودیکہ نہایت متشدد ہیں مگر وہ بھی حنابلہ میں شمار کئے جاتے ہیں جنہوں نے
تقریبًا کل اہل سنت وجماعت مقلدین ان سب کو گمراہ اور مستحق دوزخ قرار دیا کیونکہ صحیح
ہوگا۔ اس موقع میں یہ کہا جاتا ہے کہ اہل حق تھوڑے ہی ہوا کرتے ہیں سو وہ صحیح
نہیں اس لئے کہ اگر یہ کلیہ تسلیم کر لیا جائے تو کل فرق باطلہ اہل سنت وجماعت کے
ساتھ نسبت لگا کر اپنی قلت کو حقانیت کی دلیل بنا سکینگے کیونکہ کسی زمانہ میں کسی فرقہ کے
لوگوں کی تعداد اہل سنت کی تعداد کو نہیں پہونچی۔

ادنیٰ تامل سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ گمراہ تو اسکو سمجھنا چاہئے جو قرآن وحدیث کو نہ مانے
اور مقلدین کے مذہب کا مدار قرآن وحدیث پر ہے کیونکہ فقہ حنفیہ قرآن وحدیث ہی
کا خلاصہ ثابت کرتے ہیں جس پر اکابر محدثین نے بھی گواہی دی ہے۔ اور یہ کبھی ثابت
نہیں ہو سکتا کہ بخاری شریف میں تمام احادیث اور قرآن صحیح ہے یا وہ سب کا خلاصہ ہے
باوجود اپنے دلائل و قرآن کے اس فکر میں لگے رہنا کہ مقلدین کسی طرح گمراہ اور دوزخی
بنائے جائیں کس قدر ظلم اور اصول اسلامیہ سے کس قدر دور ہے۔ حکم تو یہ ہوتا
ہے کہ کونوا عباد اللہ اخوانا اور یہاں عمل یہ ہو رہا ہے کہ اگر بس چلے تو پہلے مقلدوں
کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس پر دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ پہلے گھر کو صاف اور پاک
کیا جائے چنانچہ اسی بنا پر ہمیشہ مار پیٹ اور مقدمہ بازیاں ہوتی رہتی ہیں جس میں طرفین
کا زور و زر بے انتہا خرچ ہوتا رہتا ہے اور اس خانہ جنگی کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ دوسری
اقوام اور اہل مذاہب باطلہ موقع پاکر اسلام پر چاروں طرف حملے کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ عقائد اسلامیہ
میں خدشے پیدا کر کے لاکھوں مسلمانوں کو ان عقیدوں میں متزلزل کر دیا بلکہ عیسائی اور آریہ
وغیرہ بنا ڈالا۔ اگر طرفین کے علما متفق کوشش سے مخالفوں کی مدافعت کرتے تو کیا ممکن
تھا کہ اسلام کے مقابلہ میں کوئی سر اوٹھا سکتا۔ افسوس ہے کہ جس قدر طبیعت کا زور دیا
اس میں صرف کیا جاتا ہے کہ چند فقہی مسائل احادیث کے مخالف ثابت ہو جائیں حالانکہ
جب سے بخاری شریف بنی ہے یہی مسائل معرکۃ الآرا ہے اور طرفین سے سوال و
جواب ہوا کئے جو کتابوں میں مذکور ہیں اب ان بحثوں سے کوئی فائدہ جدید نہیں ہو سکتا

بلکہ نقصان یہہ ہورہا ہے کہ اس خانہ جنگی نے دونون گروہ کو ایسا باہم مشغول کر رکھا ہے
کہ خبر تک نہین کہ مخالفون کے حملون سے اسلام پر کیا گذر رہی ہے۔ خدائی تعالی کو
کیا جواب دیا جائیگا جب یہہ سوال ہوگا کہ تمہاری خانہ جنگیون نے ہزارہا دینداروں کو
بے دین اور ضعیف الایمان بنا دیا اور اسلام کو ضعیف کر دیا۔ کیا آیۂ شریفہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم وغیرہ آیات واحادیث تمہین پہونچی نہتھی۔ بہرحال
اس زمانہ مین یہہ امر علما کے پیش نظر رہنا ضروری ہے کہ اگر کوئی مقلد یا غیر مقلد رہے
تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگا نہ عمل بالحدیث سے۔ بخلاف اوس کے اگر کوئی
مسلمان مخالفون کے دام مین آجائے تو اسلام ہی سے خارج ہوجائیگا اس لئے
علمائے طرفین کو اس کی روک تہام ضروری ہے وما توفیقنا الا باللہ واخر دعوانا الحمد
للہ رب العلمین۔

تمت بالخیر

غلطنامہ کتاب تنقیح الفقہ حصہ دوم

حضرات براہ کرم مطالعہ سے قبل غلطیوں کی اصلاح فرمالیں۔

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
تھا اور نطہ	اور حافظ	۳	۲	عروبہ	عروبہ	۱۷	۱۳
بغداد	بغدادی	״	۲۰	ہوئینگے	ہوگئے	۱۹	۲۲
قایم	قاسم	״	۲۳	قضایت	قضائت	۲۰	۱
فضیل	فضیل	۴	۱	العلامتہ	العلامہ	״	۵
دئے	دیتے	״	۷	امر	امرار	۲۱	۲۳
کرتی ہے	کرتی تھی	۵	۹	کا	کہ	۲۴	۱
کہ	کے	۶	۱	گفتگو کو	گفتگو	״	۲۲
قیاص	قیاس	۸	۹	عشرہ	عشر	۲۵	۱۲
الخیبعی	الخذیبی	״	۱۶	ابوحنیفہ رحمہ	ابوحنیفہ رحمہ نے	۲۷	۸
نودی	نووی	۹	۱	اور جسکی	جسکی	۲۹	۲
نیچے	سینے	۹	۱۲	آسکے	اوسکے	״	۱۵
مین	مین نے	״	۱۶	جہان	جہاں	۳۰	۱
سنے	سے	״	۲۰	رہے	رہے ہین	״	۹
شان جلالت	جلالت شان	۱۰	۲	یہ	مگر یہ	۳۱	۲
مگروہ	مکروہ	۱۱	۱۴	التھذیب	تھذیب	״	۱۳
فقیہ	فقہیہ	۱۳	۱۰	الرحمۃ الفقیہ	الرحمۃ الفقیہیہ	۳۳	۳
الخیربیی	الخذبیی	״	۱۳	اس لئے	جو	۳۴	۱۶
اوس کی	تاکہ اوس کی	۱۵	۳	فقہیہ	فقیہ	״	۲۱
اعتقاد	اعتماد	۱۶	۸	ضمن	ضمنی	۳۶	۱۹

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
سشرح	شرع	۳۷	۲	تزین	متدین	″	۱۵
فقتیہ	فقیہ	″	۶	اجتہاد	جہاد	۴۵	۱۷
السجری	السجزی	۳۸	۱	ہولا	کھولا	۴۷	۱۵
الامانۃ	الابانۃ	″	″	والین	والی	۴۸	۱۴
التقیہ	النبیہ	″	۲۳	تفصیلہ	تفصیلیہ	″	۲۱
کردئے	کردیا	۳۹	۱	ہلاک	ہلاکت	۴۹	۱
فقتہ	×	″	۱۲	کرتا	کرتا	″	۱۹
حیث	ہین	۴۰	۱	ابن جوزی	ابن جوزی نے	″	۲۱
مانتے ہین	مانئے ہین	″	۳	ہو	ہوا	۴۹	۲۳
تخذا	اتخذوا	″	۷	جیسا	جیسا تم مین	۵۰	۱
اور اصل	در اصل	″	۸	احدمعن	احدمھن	″	۳
جوکہ	چونکہ	″	۲۳	نھونے	ہونے	۵۰	۱۴
قنقلز	قنفذا	۴۱	۱۰	کھٹا	گھٹا	۵۱	۱۲
آسلئے	آسکے	۴۱	۱۳	قابل	قائل	۵۲	۷
وہ ہی	وہی	″	۱۷	رخسم	رجیسم	۵۲	۹
بیٹھاوسے	بٹھائے	″	۲۱	غیر	غبیر	۵۳	۲۰
اذ	اذا	″	۲۰	النختلف	المختلف	۵۴	۸
ترجعول	ترجعون	″	″	مسند	سند	″	۱۴
رہے	ہیں	۴۲	۹	التقعہد	التقیید	″	۱۸
انہون	انہون سے	″	۱۷	طشاہ	ظلشاہ	″	″
عقائدہ	عقائد	۴۳	۲	بھی	بھی ہو	″	۱۹
تماعت	جماعت	۴۴	۵	اوستاد	اسناد	″	۲۱

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
موافق	موافق ہیا	۵۵	۵	اسوایاصحابی خیرا	استوصوا باصحابی خیرا	۶۳	۱
کبھی	اور پہونچیں بھی	״	۶	منی	متی	۶۴	۱۰
شہین	نہیں	״	۹	متصل	متصل اور صحیح	۶۵	۳
انہیں	نہیں	״	۱۹	تقالید	تفاصیل	״	۵
ہوسکتی	ہوسکتا	۵۶	۱۳	حالات	ملاقات	״	۷
مقتضی	مستقضی	۵۶	۲۰	نسبت	×	״	״
اسناد	اوستاد	״	۲۱	الحدث	المحدث	״	۲۲
معلوم	×	۵۷	۲۱	حیان	حبان	۶۶	۲۱
و	او	۵۸	۱۵	״	״	۶۷	۷
کس	کسی	״	۲۰	احاد	احادسے	״	۱۴
ہیت	آیت کو	״	״	مامون	یالترون	۶۹	۶
لابہم	لانہم	۵۹	۱۱	چونکہ	مگر چونکہ	״	۸
صانا صانا	صبانا صبانا	״	۱۸	خوف	نہ خوف	״	۱۸
اوپر	اوپر یہ بھی	״	۲۲	متقتن	معنعن	״	۱۴
بیان	رہبان	۶۰	۱	باوصف	باوصاف	״	۱۵
مقابلہ	مقابلہ میں	״	۲	السنا	اسناد	״	۸
جوشش	خوشش	۶۱	۳	المبالعہ	المبالغہ	۷۲	۳
توثیق	توفیق	۶۲	۱	اس میں	اس سے	״	۹
اس میں	اسے	״	۹	افابی	اعانی	۷۳	۴
سقا	نہ سقا	״	۱۸	مذہب	مذاہب	״	۳
ہوگی	ہوگئی	״	״	وہ	وہ بھی	۷۳	۱۹
خطب بالجابیۃ	خطب بالجابیۃ	״	۲۳	بھی	بھی	۷۴	۷

غلط	صحیح	صفحہ	غلط	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
کسس	کسی	״	۸	ہین	ہین	۸۴	۱۰
آغائی	اغانی	״	۱۰	وہ	دو	״	۱۳
القرینۃ	القرنیۃ	۷۵	۱۲	ہیں	مین سنت	״	۱۶
وورثہ	رشتہ	״	۱۴	ہدون	بدون	۸۸	۱۱
بعدہم	لسبدہم	״	۱۹	بہی	پہی	״	۱۶
مشتبہ	غسہ	۷۶	۳	مشبرون	مشرابون	۸۹	۱۱
بجیسہ	تبسنہ	״	۵	گر	گہ	״	۱۸
ابا النحوم	کا لنجوم	״	۱۴	است	ہست	״	״
گروسنگے	گرونگے	״	۱۹	پہر	پہلو	۹۰	۱۴
باالدین	بالدین	״	۲۰	منہدم	منعدم	۹۱	۱۱
ستہ	شقہ	۷۷	۲	ماہذالاربعہ	الاہذہ الاربعہ	״	۲۰
سمجہلنے	سمجہلے	״	۱۲	الخروج	الخزوج	۹۱	۲۱
ادیان	رادیان	۸۰	۲	حروجا	خزوجا	״	״
دکہکہ	رکہکہ	״	۹	مشد	سشد	۹۲	۳
کو	کی	״	۲۱	اینہم	ابتدتہم	۹۳	۹
نقہیہ	فقہیہ	۸۱	۱۰	اخرکم	اخبرکم	״	۱۵
ہوتا	ہو	״	۲۳	العالقہ	الحالقہ	״	۱۶
״	״	۸۲	۱	عاقہ	حالقہ	״	۱۹
سنتی	بستی	״	۷	لبذہ	بہندہ	״	۲۱
دوسرےسے ہم	دو ویرا بہ	״	۲۳	مقدہ	مفسدۃ	״	۲۲
بستادرت	استادوان	۸۳	۹	کہ	کو	״	۲۳
تقدم	جنرم	״	۲۰	مقالیم	مقام	۹۴	۱۴

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
عام	عالم	۹۴	۲۲	لائق	لاحق	۱۰۵	۵
ترج	مرجح	۹۵	۷	پیربی	پیروی	۱۰۶	۱۰
جیساکہ	جسکی نسبت	″	۲۱	سبب	اورسبب	۱۰۷	۴
دلیل ہین	دلیل ہے	″	۲۲	تعین	یقین	″	″
نہو	ہو	″	″	وزجہ	درجہ	۱۰۸	۱۸
نہو	ہون	۹۶	۱۵	وو	دو	۱۰۹	۱
عادی	عادی	۹۹	۷	بزعم	بزعم	۱۱۰	۳
لقرب	تقرب	″	″	شریت	بشریت	″	۶
لاعیدنہ	لاعیدنہ	۱۹	۱۱	کشاد	کشاد	۱۱۰	۲۱
تروت	ثروت	″	″	پڑھا	پڑھا	۱۱۱	۱
الجاءمورٹ	[illegible]	۱۰۰	۹	متافرت	منافرت	″	۲۱
تبقی	نقی	″	۷	ایکبار	ہینا ایکبار	۱۱۲	۲۵
بعداللہ	بعداللہ	″	۱۰	کردیتی	کردیا	۱۱۳	۷
وہذا	وھذا	″	۱۳	کہا	کہا	″	۲۳
بشایۃ	بمشابہۃ	″	۱۳	کسی	نرگسی	۱۱۶	۱۹
تسمیۃ	تسمیۃ	″	۱۲	علم	بےعلم	۱۱۸	۱۳
راهیم	ابراهیم	۱۰۱	۹	آپکی	اونکی	۱۲۰	۱۰
تخالف	بتخالف	″	۷	حقیقہ	ہر	″	۲۳
فاعلموا	فاعلموا	″	″	بھی	بھی البتہ	۱۲۱	۱۳
حضرت	حضرات	″	۱۷	اشعار	شعار	″	۵
فروہ	فروہ	۱۰۲	۲۱	سکے	سکینہ	″	۱۳
سفارت	مسفارت	۱۰۴	۷	جانتے	چاہتے	۱۲۳	۲۳

غلط	صحیح	صفحہ	سطر
رحمت	اونکو رحمت	۱۲۴	۱۲
گھر	پھر	۱۲۶	۸
گھریا	کو	۱۲۸	۱۲
تراہیم	تراہیم	〃	۱۲
بھی	ہی کا	۱۳۰	۱
تمیم	ستم	〃	۱۸
یحلا	یحسد	۱۳۲	۱۵
حرہ	حرج	〃	۲۱
ولی	ولا	〃	۲۲
وجوہ	باوجوہ	۱۳۳	۴
والتہ	والّہ	〃	〃
باوجوہ	باوجوہ	〃	۷
روس منافتہ	منافتہ	〃	۸
لکلام	ککلام	〃	۹
وصیب	زنب	〃	۱۰
جا	+	〃	۱۳
الکلام	لکلام	〃	۱۴
عشر	+	۱۳۴	۱۷
المصیرین	المصرین	〃	۱۹
المشاجرینا	المتشاجرینا	〃	۲۳
فانشہ	منافسہ	۱۳۴	۳
الرفیع المکمل	الرفیع والتکمل	۱۳۵	۲۱

غلط	صحیح	صفحہ	سطر
الدین	الذین	۱۳۵	۲۲
تجربہ	تجر	۱۳۷	۳
قا	قال	۱۳۸	۴
ستراط	اشراط	〃	〃
امام	امام احمد	〃	۵
وقعت	تلت	〃	۶
بوجہ	اوجہ	۱۳۸	۱۹
نہیں ہیں	نہیں ہیں	〃	۲۳
احتیاج	احتاج	۱۴۰	[illegible]
افنی قتلتہم	ففی قتلتہم	〃	۸
قلتہ	قلتہ	〃	〃
خبر	نیر	〃	۱۲
الذینا	الدین	۱۴۰	۱۹
الفروہم	الفروبہم	〃	۲۴
یفسہم	یقسیم	〃	۲۳
حیدا	جیدا	۱۴۱	۱
روبہا	ردیہا	〃	〃
لفرد	تفرد	〃	۱۲
اول	اول	〃	۱۳
الاشیا	لاشیا	〃	۱۴
دہمہ	وہمہ	〃	۱۴
نیہم	فیہم	〃	۱۶